وہ پانچ

عروج فاطمہ

NOVEL HUT

All rights are reserved by the author; you can't copy or steal any of the scenes written in this novel.

If you do so, serious action will be taken.

JazakAllah

NOVEL HUT

وہ پانچ تھے ایک مسلم چار ہندو۔

وہ ہاتھ کی پانچ انگلیوں جیسے تھے۔ہمیشہ ساتھ رہنے والے۔

ایک ماں جو اپنے بچے سے بچھڑی سالوں سے اس کا انتظار کر رہی ہے۔

پھر کچھ ایسا ہوا جس نے انہیں یہ احساس دلایا کے وہ پانچ انگلیوں کی طرح ساتھ تو تھے پر ایک جیسے نہیں تھے۔

ایک دعا میں کتنی طاقت ہوتی ہے۔

ایک یقین نے کیسے کتنوں کی زندگی بدلی۔

ایک بدلے کی آگ میں جھلستا شخص

جو کسی بھی حد تک جا سکتا تھا۔

وہ انڈیا سے آئے تین نمونے تھے جو بنگ والی لسی کو بنگالی سمجھ کر پی گئے

اس کے بعد جو ان کی حالت ہوئی ان کے قہقہوں کی آواز پورے لاہور نے سنی تھی ***

جو ایک بار قرآن کو ترجمے کے ساتھ پڑھ لے وہ اس پر ایمان لے آتا ہے۔

وہ کافر تھا جو روز مسجد میں جا کر قرآن کی تلاوت کرتا اور جیسے جیسے وہ قرآن کو تلاوت کے ساتھ پڑھتا گیا ویسے ویسے اسے لگنے لگا اب تک اس کا جینا رائیگا جا رہا تھا وہ ایسی راہ پر چل پڑا تھا جو نصیب والوں کو ہی نصیب ہوتی تھی اور وہ ان تینوں سمیت ان نصیب والوں میں شامل ہوا تھا ***

(حال)

رات کا نہ جانے کونسا پہر تھا وہ کھڑکی کے آگے کھڑی دور فلک پر چمکتے چاند کو دیکھ رہی تھی چاند بھی اپنی پوری آب و تاب سے چمک رہا تھا اتنی ٹھنڈ میں بھی وہ بنا کسی گرم کپڑو کے ننگے پاؤں کھڑی یک ٹک چاند کو دیکھ رہی تھی وہ وہاں ہوتے ہوئے بھی وہاں موجود نہیں تھی اچانک تیز ہوا سے کھڑکی کا ایک پٹ زور سے دیوار سے ٹکرایا جس سے وہ ہوش کی دنیا میں واپس آئی اس نے گردن موڑ کر پیچھے لیٹی اپنی روم میٹ کو دیکھا جو آواز پر ذرا سا کسمسائی اور پھر کروٹ بدل

کر سو گئی وہ کھڑکی بند کرتی خاموشی سے چلتی ہوئی بیڈ تک آئی بیڈ کے سائیڈ ٹیبل سے سلیپنگ پلس لی پانی کی مدد سے اسے حلق سے نیچے اتارا اور لیٹ گئی وہ جانتی تھی نیند تو اسے پھر بھی نہیں آنی ***

"سڈ نو نو نو پلیز میں تمہاری فرینڈ ہو نہ تم اتنی ٹھنڈ میں مجھ پر ایسا ظلم کرو گے ؟"

ٹینا بھاگتے ہوئے مسلسل چلا رہی تھی۔

سڈ اس کے پیچھے پانی سے بھرے غبارے لئے اسے پکڑنے کی کوشش میں ہلکان ہو رہا تھا۔

ایک غبارہ اس نے ٹینا کو مارا مگر وہ بچ گئی۔

ٹینا سامنے سے آتے راہول کے پیچھے چھپ کر اپنا سانس بحال کرنے لگی سڈ بھی وہی رک اس کی تقلید کرنے لگا۔

"رادیکھو نہ یہ کیا کر رہا ہے۔"

ٹینا معصوم سی شکل بنائے بولی۔

"میں نے کیا کیا؟ یہ جو تم نے ابھی میرے ساتھ کیا اسی کا بدلہ لے رہا ہوں۔

سڈ نے اپنی شرٹ کی اور اشارہ کرتے کہا جو پوری بھیگی ہوئی تھی۔

"میں اتنے آرام سے وہاں بیٹھا تم سب کا ویٹ کر رہا تھا اور تم نے یہ کر دیا میں کہہ رہا ہوں عزت سے باہر آجاؤ ورنہ۔"

سڈ نے انگلی اٹھائے اسے تنبیہ کرتے کہا۔

"ورنہ کیا میں ڈرتی نہیں ہوں تم سے آؤ مارو مجھے پر پہلے پکڑ تو لو۔"

ٹینا اسے انگوٹھا دکھائے مزید سلگا گئی۔

سڈ غصّے سے اس کی اور بڑھا۔

"کیا یار ایک کمزور لڑکی سے بدلہ لے رہے ہو؟"

NOVEL HUT

راہول جو خاموش کھڑا ان کی تکرار سن رہا تھا سڈ کو روکتے مزے سے بولا۔

"کون کمزور؟ میں کوئی کمزور و مزور نہیں ہوں۔"

ٹینا سڈ کو چھوڑ راہول کو چمٹ گئی۔

"؟ اچھا تو پھر سڈ کمزور ہو گا جو ایک لڑکی کے ہاتھوں ذلیل ہو رہا ہے کیوں سڈ"

راہول نے معصومیت سے کہہ کر سڈ کی اور دیکھا۔

"میں کوئی کمزور نہیں ہوں۔"

سڈ سینہ اکڑائے بولا۔

"وہ تو میرا دھیان نہیں تھا اسی لئے یہ ہوا ورنہ اسے بتاتا۔"

NOVEL HUT

سڈ نے خونخوار نظروں سے ٹینا کو گورتے کہا۔

کیابتاتے پچھلے آدھے گھنٹے سے تم اسے پکڑنے کی کوشش کررہے ہو اور یہ ہے جو ہاتھ ہی نہیں آرہی چھی چھی چھی"
"سڈ تم سے ایک لڑکی نہیں پکڑی جارہی؟

راہول نے تاسف سے سر ہلایا۔

"مرد بنو سڈ مرد۔"

راہول نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھے مضبوط لہجے میں کہا۔

"تمھیں میں مرد نہیں لگتا؟"

سڈ صدمے سے بولا۔

ٹینانے بمشکل اپنی ہنسی دبائی۔ راہول کو بھی ان دونو کو تپانے میں مزہ آتا تھا اور اب بھی وہ اپنا داؤ کھیل چکا تھا۔

"میں نے ایسا نہیں کہا میں تو بس یہ کہہ رہا تھا تم ایک لڑکے ہو کر ایک لڑکی کو نہیں پکڑ پا رہے ؟"

راہول نے معصومیت کی آخری حدو کو چھوتے کہا۔

"بائی داوے میں ذرا اے جے کو ڈھونڈ لوں۔"

راہول ہاتھ جھاڑتا وہاں سے نکل گیا۔

سڈ نے راہول کے جاتے ہی ٹینا پر اٹیک کیا ٹینا بروقت نیچے جھکی پانی سے بھرا غبارہ پیچھے سے آتے اکشے کی شرٹ پر لگا اور دیکھتے ہی دیکھتے اس کی ساری شرٹ بھیگ گئی۔

"یہ کیا کیا تم نے ؟"

اکشے نے صدمے سے اپنی شرٹ کو دیکھتے کہا۔

NOVEL HUT

"وہ میں تو ٹینا کو۔"

سڈ نے ٹینا کی اور اشارہ کیا مگر یہ کیا ٹینا اکشے کے غبارا لگتے ہی وہاں سے رفو چکّر ہو چکی تھی۔

اسے ٹینا پر ڈھیر و غصّہ آیا۔

سوری۔" سڈ نے بتی سی نکالتے کہا اور وہاں سے تیزی سے بھاگا تھوڑی دیر پہلے والا سین اب دوبارہ شروع ہو چکا تھا پر"
*** اس بار بھاگنے والا سڈ اور پکڑنے والا اکشے تھا

"کیا یار تم یہاں ہو میں تمھیں کب سے ڈھونڈ رہا ہوں۔"

NOVEL HUT

راہول جو کب سے عروج کو ڈھونڈ رہا تھا آخر اسے لائبریری میں ملی۔

تمھیں پتا تو ہے اگر میں کلاس یا کینٹین میں نہ ملوں تو لائبریری میں ہوتی ہوں۔" عروج نے دھیمی سی آواز میں مسکرا"
کر کہا۔

"ہاں یار بھول گیا تھا چلو کینٹین میں چلے۔"

باقی سب پہنچ گئے؟" عروج نے بک واپس ریک میں رکھتے پوچھا۔"

ہاں سب وہی ہیں بس تمہارا انتظار ہو رہا ہے۔" راہول نے آگے چلتے کہا۔ عروج چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی اس کے" پیچھے چل رہی تھی۔ وہ کینٹین پہنچے تو سامنے ہی وہ تینوں بیٹھے نظر آئے۔

ہیلو گائیز۔" عروج نے بلند آواز میں کہا اور چیئر گھسیٹ کر بیٹھ گئی۔ راہول بھی ساتھ ہی چیئر پر بیٹھ گیا۔"

کہا تھی یار تمھیں پتا ہے نہ اس وقت سب کو کینٹین میں ہونا چاہیے؟" ٹینا نے خفگی سے کہا۔"

سوری یار لائبریری میں ٹائم کا پتا ہی نہیں چلا۔" عروج نے اس کے پھولے گال کھینچتے محبّت سے کہا۔"

چھوڑو ٹینا تمھیں پتا تو ہے جب یہ لائبریری میں ہو تو اسے وقت کا کہا ہوش رہتا ہے۔" اکشے نے شرارت سے کہا۔"

پتا نہیں اتنا پڑھ کیسے لیتی ہے ہم سے تو نہیں ہوتا۔" سڈ نے بے اختیار جھرجھری لی۔ سب مسکرا دیے۔"

"اچھا چھوڑو یہ بتاؤ کوئی نئی تازی؟"

عروج نے روز کا جملہ دوہرایا۔ پاکستان بی جان سے بات کرتے وہ ان کا ایک جملہ باخوبی سیکھ گئی تھی جسے بولنا اس کا روز کا معمول تھا۔

"نئی تازی سے یاد آیا کل ڈیڈ نے گھر میں ایک چھوٹی سی پارٹی رکھی ہے اور تم سب کو آنا ہے۔"

راہول نے یاد آنے پر بتایا۔

واہ کس خوشی میں؟" ٹینا نے چہک کر پوچھا۔ اسے پارٹیز اٹینڈ کرنا بہت پسند تھا۔"

ڈیڈ نے ایک نیا کیس جیتا ہے اسی کی خوشی میں۔" راہول نے بے زاری سے بتایا۔"

"ویسے راتمہارے ڈیڈ کے لوئر ہونے کا ایک فائدہ تو ہے جب بھی وہ کوئی بھی کیس جیتتے ہیں تو پارٹی ضرور دیتے ہیں۔"

"ٹینا کی آواز میں خوشی تھی۔" ویسے راجب تم بھی لوئر بن جاؤ گے تو ایسے ہی پارٹی دیا کرو گے نہ؟

ٹینا نے آنکھیں مٹکاتے پوچھا۔

"۔ تمہیں کس نے کہا میں لوئر بنو نگا؟ میں تو ایک سکسیس فل بزنس مین بنو گا بلکل رضا انکل کی طرح"

راہول گردن اکڑتا بولا۔ اپنے بابا کے نام پر عروج کے ہونٹوں پر مسکراہٹ آئی جبکہ اکشے نے ایک قہقہہ لگایا۔

کیا مسلہ ہے میں نے کوئی جوک نہیں مارا جو تم یوں ہنس رہے ہو۔ "راہول تپ کر بولا۔"

جوک سے کم بھی نہیں ہے یہ تمہارے وہ کھڑوس ڈیڈ ہونے دینگے تب نہ انہوں نے تو قسم کھار کھی ہے تمھیں لوئر بنا" "کر چھوڑیں گے یار میری مانو تو لوئر بن جاؤ کم از کم ہمیں ایسی پارٹیز تو دیکھنے کو ملے گیں۔

اکشے نے ٹینا کے ہاتھ پر ہاتھ مارتے قہقہہ لگایا۔

اور جب سڈ پولیس والا بن جائے گا تب تو تم دونوں کا کاروبار بھی خوب چلے گا۔"ٹینا نے بھی اپنا حصّہ ڈالا۔"

اوئے تمھیں کس نے کہا میں پولیس میں جاؤں گا؟ اور یہ ہمارا کاروبار مطلب؟"سڈ نے کچھ غصے اور کچھ نا سمجھی سے" پوچھا۔

اب دیکھو نہ سڈ جب تم پولیس والے اور راہول لوءر بن جائے گا تو تم کیس لا لا کر راہول کو دینا اور یہ انہیں حل" کر کے جو پیسے کمائیگا انہیں آدھا آدھا بانٹ لینا سیلری الگ سے اور دوسری کمائی الگ سے اس طرح تمہارا کاروبار خوب "چلے گا۔

ٹینا مزے سے کہتی اپنی بات کے آخر میں دوبارہ ہنس پڑی۔ دونوں یہ یوں ہنسنا اور ان کا مذاق اڑانا راہول اور سڈ کو مزید تپا گیا۔"زیادہ خوش ہونے کی ضرورت نہیں ہے اگر تم لوگوں کے گھر والے تم دونوں پر پریشر لائیز نہیں ہے اس کا مطلب یہ نہیں تم دوسرو کا مذاق اڑاؤ۔"راہول کڑھ کر بولا۔

"ویسے را آئیڈیا اچھا تو ہے؟"

کب سے خاموش بیٹھی عروج نے شرارت سے کہا۔

"؟ اے جے کیا تم بھی"

راہول نے حیرت سے کہا۔

"ریلیکس راMیں تو مذاق کر رہی تھی تم تو سیریس ہی ہو گئے۔"

عروج یک دم سنجیدا ہوئی۔

"وٹ ایور میں چلا کچھ لینے کسی کو کچھ چاہیے تو بتا دو؟"

راہول کرسی سے اٹھتا بولا۔ سب نے اپنا اپنا آرڈر بتایا۔ راہول جانے لگا جب سڈ نے اسے روکا۔

"رکو میں بھی چلتا ہوں ورنہ یہ لوگ میرا دماغ کھا جائینگے۔"

سڈ ایک خونخوار نظر ان پر ڈالتا راہول کے ساتھ ہی چلا گیا۔ پیچھے دونوں کے نہ روکنے والے قہقہے شروع ہو گئے جبکہ
عروج صرف مسکرا کر رہ گئی ****

رضا میر انڈیا کے ایک بہت بڑے بزنس مین تھے اور اے جے یعنی عروج ان کی اک لوتی اولاد تھی۔ رضا میر ایک حساس طبیعت کے مالک تھے عروج بھی ان کی ہی کاپی تھی۔ جہاں رضا میر کے آے دن tv پر interview ہوتے رہتے وہی عروج رضا میر کے کوئی نام سے بھی آشنا نہیں تھا۔ وہ شروع سے ہی سادہ زندگی گزارتی آئی کوئی نہیں جانتا تھا رضا میر کی بیٹی کا اصلی نام کیا ہے؟ وہ دکھتی کیسی ہے؟ رضا میر پیار سے اسے پری کہتے تھے اور وہ تھی بھی پریوں جیسی خوبصورت نرم دل۔ اس کے پاس رب کی دی ہوئی ہر چیز تھی بس وہ ایک چیز سے محروم تھی۔

رضا میر جب پہلی بار انڈیا آئے تب ان کی ملاقات سرلہ سے ہوئی ملاقات محبّت میں بدلی مگر سرلہ کے پیرینٹس نے ایک شرط رکھی کے اگر رضا میر انڈیا ہی سیٹل ہو جائے تبھی وہ اپنی بیٹی کا نکاح ان سے کرینگے۔ رضا میر نے شرط سن ہامی بھر لی۔ افضل میر جو کے رضا میر کے والد تھے وہ ان سے ناراض ہو گئے۔ رضا میر ان کے سب سے چھوٹے اور لاڈلے بیٹے تھے وہ انہیں خود سے دور نہیں کرنا چاہتے تھے مگر رضا میر کی ضد کے آگے ہار گئے اور یوں ان کی سرلہ سے شادی ہو گئی۔ مگر بعض دفع انسان اپنی محبّت کو پا کر بھی کھو دیتا ہے رضا میر کے ساتھ بھی یہی ہوا۔ جس دن عروج اس دنیا میں آئی اسی دن سرلہ نے اس دنیا سے منہ موڑ لیا۔ ایک قیامت ٹوٹی تھی رضا میر پر ابھی تو ان کی خوشیوں کی شروعات ہوئی تھی اور ابھی سب ختم ہو گیا!

پر زخم چاہے جتنا بھی گہرا کیوں نہ ہو ایک نہ ایک دن بھر ہی جاتا ہے رضامیر کا زخم بھی بھر گیا اور اس کی سب سے بڑی وجہ عروج تھی۔ ان کی زندگی ان کی سرلہ کی آخری نشانی۔ سرلہ کے جانے کے بعد ایک بار پھر افضل میر اور ان کی زوجہ نے انہیں پاکستان واپس آنے کا کہا مگر انہوں نے صاف انکار کر دیا وہ اس جگہ کو چھوڑنا نہیں چاہتے تھے جہاں ان کی اور سرلہ کی یادیں تھیں۔ افضل میر نے بہت زور دیا مگر رضامیر نہیں مانے انہوں نے ایک آخری کوشش کی رضا میر کو دوسری شادی کا کہا مگر ہر بار کی طرح انہوں نے منع کر دیا۔ آخر تھک ہار کر وہ خاموش ہو گئے۔ رضامیر عروج کی پرورش اکیلے نہیں کر سکتے تھے۔ سرلہ کی موت کے بعد سرلہ کے گھر والوں نے عروج کو منحوس کا لقب دیکر ہر تعلق توڑ لیا۔ رضامیر کو افسوس تو بہت ہوا مگر کہا کچھ نہیں۔ رضامیر نے عروج کے لئے ایک ملازمہ رکھ لی۔ سعدیہ بی ہر وقت عروج کے ساتھ ہوتیں۔ عروج بھی ان سے کافی مانوس ہو چکی تھی۔ جس کو دیکھتے رضامیر نے سعدیہ بی کو اپنے گھر کے فرد کا مقام دے دیا۔ سعدیہ بی اس دنیا میں تنہا تھی۔ رضامیر عروج کا بہت خیال رکھتے اور انہوں نے سعدیہ بی کو اپنی ماں کا درجہ دیا۔ وہ تینوں اپنی اپنی زندگی میں مصروف ہو چکے تھے مگر اتنی مصروفیت میں بھی وہ سرلہ کو نہیں بھولے ****

NOVEL HUT

راہول کے ڈیڈ لوئر تھے اور سڈ یعنی سدھارت کے ڈیڈ پولیس کمشنر تھے۔ اور دونوں کے ڈیڈ ہی یہ چاہتے تھے کے وہ دونوں بھی ان کی فیلڈ میں آئے لیکن دونوں کو ہی اس کام میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔

ٹینا کے ڈیڈ ڈاکٹر تھے اور اکشے کے ڈیڈ ایک بزنس مین تھے۔ دونوں کے پیرینٹس نے کبھی ان پر کوئی زور آزمائی نہیں کی وہ اپنے فیصلوں میں آزاد تھے اور اسی کا فائدہ اٹھاتے ٹینا اور اکشے دونوں کو بہت تنگ کرتے تھے ***

(ماضی)

"اسلام وعلیکم۔"

پورے گھر میں عروج کی آواز گونجی یہ اس کا روز کا معمول تھا وہ جب بھی گھر آتی بلند آواز سلام کرتی۔ گھر میں موجود سارے لوگ اس کی اس عادت سے واقف تھے۔ یہ تربیت بھی رضا میر اور سعدیہ بی کی تھی۔ رضا میر جو فون پر اپنی والدہ سے بات کر رہے تھے آواز سن انہوں نے زیر لب سلام کا جواب دیا۔

لیں بی جان آگئی پری۔ "رضا میر نے مسکرا کر عروج کو دیکھتے کہا جو ابھی لاؤنج میں داخل ہوئی۔"

عروج نے رضا میر کی پیشانی پر بوسہ دیا اور وہی صوفے پر بیٹھ گئی۔

یہ لو پری بی جان سے بات کرو۔ "رضا میر نے موبائل اسے تھمایا۔"

اسلام و علیکم بی جان کیسی ہیں آپ؟" عروج نے شائستگی سے کہا۔"

واعلیکم السلام بی جان کی جان تمہاری آواز سن کی اب بلکل ٹھیک ہوں۔"بی جان نے محبّت سے کہا۔"

تمہاری آواز مطلب؟بی جان آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے نا؟" عروج نے فکرمندی سے پوچھا۔"

ہاں ہاں میں بلکل ٹھیک ہوں بس تھوڑی شوگر ہائی ہو گئی تھی مگر اب بلکل ٹھیک ہوں۔"بی جان اس کی فکرمندی پر" مسکرائی۔

بی جان کتنی بار کہا ہے زیادہ میٹھا مت کھایا کریں مگر آپ سنتی ہی نہیں۔" عروج خفا ہوتی بولی۔"

ارے میری بچی یہ تو اللہ کے ہاتھ میں ہیں کے کب انسان بیمار ہو گا اور کب صحت یاب ہم انسانوں کا اس پر کچھ زور" "نہیں۔

بی جان نے سادگی سے کہا۔

بی جان جب آپ کو پتا ہے کے میٹھا کھانے سے آپ کی شوگر ہائی ہو جاتی ہے تو کیوں کھاتی ہیاور اوپر سے سارا الزام "
"اللہ جی پر ڈال دیا۔

عروج مزید خفا ہوتی بولی۔

ایسا نہیں کہتے اللہ کی مرضی کے بغیر تو پتا بھی نہیں ہلتا جینا مرنا اللہ کے ہاتھ میں ہے اک نہ اک دن تو مرنا ہی ہے نہ "
"تو۔

بی جان ابھی کچھ اور بھی کہنے لگی تھی جب عروج نے ان کی بات کاٹی۔

"اچھا بی جان اب مرنے کی باتیں نہ کریں۔"

"پری کتنی بار کہا ہے بیچ میں نہیں ٹوکتے۔"

رضا میر نے پیار سے اسے ڈپٹا۔

"پر بابا دیکھے نہ بی جان مرنے کی باتیں کر رہی ہیں۔"

عروج روہانسی ہوئی۔اچھا"اب نہیں کرتی یہ بتاؤ اپنی بی جان سے کب ملنے آ رہی ہو؟"بی جان نے بات بدلی۔

میں بہت یاد کر رہی ہو تمھیں کتنے سال ہو گئے ہیں تمہاری شکل دیکھے جیتے جی ملنے آجاؤ زندگی کا کیا بھروسہ۔"بی" جان افسردگی سے کہتی دوبارہ بات وہی لے گئی۔

"بی جان پھر مرنے کی باتیں کرینگی تو میں کبھی نہیں آؤنگی آپ سے ملنے۔"

عروج نے دھمکی دی۔

"ارے نہیں نہیں میں تو بس ایسے ہی کہہ رہی تھی۔"

بی جان فورن بات سنبھالتی بولی۔

"رضا سے کہا تھا تمہیں لے آئے بولا بی جان کام میں بزی ہوں بھلا ماں سے بھی زیادہ ضروری کوئی کام ہوتا ہے؟"

اب بی جان کی باری تھی خفا ہونے کی۔

"بی جان میں نے ایسا تو نہیں کہا میں نے کہا تھا ابھی تھوڑا کام زیادہ ہے ابھی فورن نہیں آسکتا ابھی تھوڑا وقت لگے گا۔"

رضا میر نے ماں کی ناراضگی دیکھتے اپنی صفائی دی۔

"ماں سے زیادہ کیا ضروری کام ہے؟ کتنے سال ہو گئے تمہاری شکل دیکھے کہا بھی تھا واپس آجاؤ مگر تم نہیں مانے آخری بار اپنے باپ کی میت پر شکل دکھائی تھی اپنی۔"

بی جان کی بات کرتے کرتے آواز بھرا گئی۔

"بی جان کیا فائدہ پرانی باتوں کو دوہرانے کا اور آپ روئے تو مت اچھا میں عروج کو بھیج دونگا آپ کے پاس۔"

رضا میر نے ماں کا دل رکھنے کے لئے حامی بھر لی۔

"ٹھیک ہے تم اسے ہی بھیج دو اسے دیکھ کر ہی اپنی آنکھوں کی پیاس بجالو نگی۔"

بی جان نے آنکھیں پونچھتے کہا۔

ٹھیک ہے بی جان میں اسے بھیج دو نگا اب آپ نے زیادہ ٹینشن نہیں لینی ورنہ آپ کی طبیعت خراب ہو جائے گی اب "رکھتا ہوں آپ اپنا دھیان رکھیے گا اللہ حافظ۔"

"اللہ حافظ۔"

دوسری طرف کا جواب سن کر رضا میر نے موبائل رکھ دیا۔

"بابا میں کیسے جاؤ نگی میرے تو پیپر ہیں اگلے مہینے ؟"

رضا میر کے موبائل رکھتے ہی عروج پریشانی سے بولی۔

NOVEL HUT

"مجھے پتا ہے پری پر ہر سال پیپر کے بعد تم اپنے دوستوں کے ساتھ کہیں نہ کہیں تو گھومنے جاتی ہی ہو نا تو اس بار پاکستان چلے جانا تم سب لوگ پاکستان بھی دیکھ لو گے اور بی جان بھی خوش ہو جائینگی۔"

رضا میر کی بات پر عروج خوشی سے اچھلی۔

"یہ تو بہت اچھا آئیڈیا ہے بابا۔"

عروج خوشی سے ان کے گلے لگی چہک کر بولی۔

"جیتی رہو ہمیشہ ایسے ہی خوش رہو۔"

رضا میر نے اس کی پیشانی چومتے دعا دی بنا یہ جانے کے بہت جلد یہ خوشیاں ان کی بیٹی کی زندگی سے روٹھنے والی ہیں*****

(حال)

"اے ادھر آؤ۔"

وہ جو سر جھکائے اپنی کلاس کی اور جا رہی تھی کسی کے بلانے سے اس اور چل دی۔

"میری طرف دیکھو۔"

ایک رعب دار آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی۔

عروج نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا جو اپنی پوری وجاہت لئے سامنے کھڑا تھا۔ سیاہ آنکھین اسی پر ٹکی تھیں۔ پیچھے ہی اس کی گینگ بھی موجود تھی۔

"نام کیا ہے تمہارا۔"

اپنی گہری سیاہ آنکھیں اسی پر ٹکائے پوچھا۔

"عروج۔"

وہ دھیرے سے کہہ کر دوبارہ نظریں جھکا گئی۔

"کیا کہا؟"

اس نے تھوڑا سا آگے جھکتے کان پر ہاتھ رکھے پوچھا جیسے اسے سنائی نہ دیا ہو۔

"جی عروج۔"

وہ نظریں جھکائے ہی اس بار تھوڑا زور سے بولی۔

ہاہاہاہا۔۔"یک دم وہاں کھڑے سب ہی کا قہقہہ بلند ہوا تھا۔"

عروج نے نہ سمجھی سے نظریں اٹھا کر انہیں دیکھا وہ سب ایسے ہنس رہے تھے جیسے اس نے کوئی لطیفہ سنا دیا ہوں۔

"یہ کیسا نام ہے؟"

پیچھے کھڑے ایک لڑکے نے کہا۔

"تم لوگوں نے کبھی سنا یہ نام؟"

زین نے ہنستے ہوئے اس کا مذاق اڑایا۔

عروج جو پہلے نہ سمجھی سے ان کے چہروں کو دیکھ رہی تھی یہ جان کر کے وہ سب اس کے نام کا مذاق بنا رہے ہیں غصّے سے انہیں گھورنے لگی۔

"لگتا ہے مارکیٹ میں کوئی نیا نام آیا ہے۔"

زین نے اپنی گینگ سے کہا جس پر سب کے قہقہے دوبارہ

شروع ہو گئے۔

NOVEL HUT

عروج ضبط سے خود پر کنٹرول کیے کھڑی تھی۔

"ایسے کیا دیکھ رہی ہو؟ غصّہ آرہا ہے؟ مارو گی مجھے؟ لو مارو۔"

زین نے اپنا چہرہ اس کے آگے کئے اس کا مذاق اڑایا۔ عروج مسلسل اسے گھور رہی تھی۔

"اوہ میں تو ڈر گیا۔"

زین مسنوعی ہاتھ اٹھا تا ڈرنے کی ایکٹنگ کرنے لگا۔ ایک بار پھر اس کی گینگ کے قہقہے بلند ہوئے۔

"پہلے کبھی اس کالج میں نظر نہیں آئی؟"

NOVEL HUT

زین جو خود آج چھے مہینے کی سسپینشن کے بعد کالج آیا تھا سنجیدگی سے پوچھنے لگا۔

"پہلے تو میں نے بھی آپ کو کبھی اس کالج میں نہیں دیکھا؟"

عروج نے آنکھیں تیر چھی کئے دوٹوک کہا۔

"بہت زبان چلتی ہے تمہاری لگتا ہے ابھی مجھے جانتی نہیں ہو؟"

وہ لفظوں پر زور دیتا بولا۔

"مجھے آپ کو جاننے کا کوئی شوق بھی نہیں ہے میں یہاں پڑھنے آتی ہوں آپ جیسے لوگوں کو جاننے نہیں۔"

عروج نے بھی اسی کے لہجے میں جواب دیا۔ ایک لمحے کو اس نے اس کی ہمّت کو داد دی جو اس کے سامنے زین عباسی کے سامنے اسے دوٹوک جواب دے رہی تھی۔

"تم جیسے لوگوں سے مطلب؟ میں زین عباسی تمہاری ہمّت کیسے ہوئی مجھ سے اس طرح بات کرنے کی؟"

آنکھوں میں سرخی لئے وہ چلایا تھا۔

"بلکل اسی طرح جس طرح ابھی آپ نے اپنے دوستوں کے ساتھ مل کر میرے نام کا مذاق بنایا۔"

وہ بھی غصے سے بولی۔

"مجھ سے بدتمیزی کا انجام تو تمہیں بھگتنا ہو گا۔"

شہادت کی انگلی اٹھائے وہ درا شتگی سے بولا تھا۔

"کون کیا بھگتے گا یہ وقت بتائے گا اب میں جاؤں؟"

اپنی بات کے آخر میں عروج اجازت طلب نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔

"نکلو یہاں سے لیکن یاد رکھنا۔"

وہ مزید کچھ کہنے لگا لیکن عروج اس کی اجازت ملتے ہی اپنے قدم آگے بڑھا چکی تھی۔

"دیکھ لونگا تمہیں۔"

NOVEL HUT

اس کی پشت کو دیکھتے وہ بڑبڑایا تھا۔

زین نے مڑ کر اپنی گینگ کو دیکھا جو اپنی ہنسی چھپانے کی ناکام کوشش کر رہے تھے۔

عروج جس کا ارادہ اب کلاس میں جانے کا بلکل نہیں تھا کالج کی بیک سائیڈ پر آکر بینچ پر بیٹھ گئی۔

"مجھے اس سے یوں بات نہیں کرنی چاہیے تھی۔"

اپنا سر ہاتھوں میں گرائے اب وہ افسوس کر رہی تھی۔

"پر اس نے میرے نام کا مذاق بنایا کتنے پیار سے بابا نے میرا یہ نام رکھا تھا۔"

دوسری سوچ کے آتے ہی اس کی آنکھیں نم ہوئی۔

"بابا آپ نے میرا نام عروج کیوں رکھا سب میرے اس نام کا مذاق بناتے ہیں؟"

NOVEL HUT

سات سالہ عروج نے خفگی سے کہا۔

رضا میر نے محبّت سے اسے دیکھا جو منہ پھولائے انہیں ہی دیکھ رہی تھی۔

رضا میر بے اختیار مسکرائے۔

"عروج کا مطلب ہے بلندی، ترکی، کامیابی، اور میں اپنی بیٹی کو اس کے نام کی طرح دیکھنا چاہتا ہوں۔"

رضا میر نے اسے پاس بیٹھائے کہا

"مطلب بابا؟"

وہ نہ سمجھی سے بولی۔

NOVEL HUT

"مطلب میری جان جب تم بڑی ہو کر ڈاکٹر بنو گی اپنی ماں کا خواب پورا کرو گی تب اپنے نام کی طرح ہی ترقی حاصل کرو گی کامیاب ہو کر بلندی پر جاؤ گی اور ایک بہت کامیاب ڈاکٹر بنو گی۔"

رضا میر نے رسان سے کہا۔

"اووا چھا۔"

عروج نے سمجھتے زور سے سر ہلایا۔ رضا میر کو اس پر ڈھیر وپیار آیا تھا۔

"اب جب کبھی بھی کوئی تمہارے نام کا مذاق اڑائے تو اسے نظر انداز کرنا ہمیں ہر کسی کی بات کو دل پر نہیں لینا چاہیے جو بھی کچھ بھی کہے اسے نظر انداز کرو ہم لوگوں کا منہ نہیں بند کر سکتے۔"

رضا میر نے محبّت سے اسے سمجھایا۔

اس دن سے عروج نے یہ بات اپنے دماغ میں بیٹھالی۔ کوئی بھی کچھ بھی کہتا وہ نظر انداز کرتی مگر آج وہ ایسا نا کر پائی آج وہ اپنی زبان نا روک پائی شاید اب وہ اپنے بابا کی پری، دوستوں کی اے جے نہیں تھی۔ اب وہ صرف عروج تھی۔ ایک آنسوں خاموشی سے اس کی آنکھ سے نکل کر اس کے گال پر بہہ گیا ****

(ماضی)

اگلے دن سب راہول کے گھر پر موجود تھے۔ عروج نے بلیک کلر کا گھٹنوں تک آتا فراک پہنا تھا بالوں کو سلیکے سے ایک طرف ڈالے وہ وہاں موجود سب سے خوبصورت اور الگ لگ رہی تھی۔ وہاں موجود زیادہ تر لڑکیوں نے ویسٹرن ڈریسز پہنی تھی خود ڈینا بھی ون پیس پہنے اپنے گنگریالے بالوں کو کھلا چھوڑے عروج سے باتوں میں مصروف تھی۔ ایک طرف خاص شراب کا انتظام کیا گیا تھا۔ عروج نے اس طرف دیکھنا بھی گوارا نہیں کیا۔ وہ ایسی پارٹیز میں نہیں آتی تھی آج بھی وہ راہول کا دل رکھنے کے لئے آئی تھی۔ راہول کے ڈیڈ مسٹر اگروال اپنے دوستوں سے ملنے میں مصروف تھے اسی لئے عروج اور ڈینا ہاتھوں میں پھولوں کا بکے لئے ان کے فری ہونے کا انتظار کر رہی تھیں۔ جب سڈ دونوں کی طرف آیا۔

"اے جے یو لوکنگ بیوٹیفل۔"

سڈ ٹینا کو نظر انداز کرتا عروج کی تعریف کرنے لگا۔

"تھنک یو۔"

عروج اپنی تعریف پر کھل کر مسکرائی۔

"اور میں کیسی لگ رہی ہوں؟"

اپنے گنگریالے بالوں کو جھٹکے سے پیچھے کرتی ٹینا نے ایک ادا سے پوچھا۔ سڈ نے عروج سے نظریں ہٹا کر اوپر نیچے سے اسے دیکھا۔ ٹینا نے جو ون پیس پہنا تھا اس میں اس کا سارا جسم ڈھکا تھا سوائے ایک ٹانگ کے جو گھٹنوں سے اوپر تک برہنہ تھی۔

"باقی سب تو ٹھیک ہے مگر!

سڈ ٹھوڈی پر ہاتھ ٹکائے پر سوچ انداز میں بولا۔

"یہ ایک لیگ پیس دکھانے کی کیا ضرورت تھی؟"

سڈ نے اس کی برہنہ ٹانگ کی طرف اشارہ کرتے سنجیدگی سے کہا۔

"کیا؟"

جہاں ٹینا صدمے سر چلائی وہی عروج نے منہ پر ہاتھ رکھ کر اپنی امڈ آنے والی ہنسی کا گلہ گھونٹا۔ ٹینا اکثر پارٹیز میں ایسی ہی ڈریسنگ کرتی تھی مگر سڈ نے کل والا بدلہ بھی لینا تھا۔

"تمھیں دکھائی نہیں دیتا اسے فیشن کہتے ہیں۔"

ٹینا دبے دبے غصّے سے چلائی۔

"توبہ ہے ایسے فیشن کی۔"

سڈ نے کانوں کو ہاتھ لگائے۔

عروج کو دیکھ لو کتنی خوبصورت لگ رہی ہے تھوڑی فیشن سینس اس سے ہی لے لو۔"سڈ اسے انگاروں پر بیٹھاتا" مزے سے بولا۔

"بکواس بند کرو کمینے انسان۔"

ٹینا غصّے سے پاگل ہوتی بولی۔

"بکواس تو نہیں کر رہا حقیرت بتا رہا ہوں۔"

"سڈ حقیرت نہیں حقیقت۔

عروج نے اس کا جملہ درست کیا۔

"ہاں وہی وہی۔"

NOVEL HUT

سڈ بات ہوا میں اڑاتا بولا۔

"جب اردو آتی نہیں تو بولتے کیوں ہو؟"

ٹینا نے اسے چڑہاتے کہا

"نہیں آتی تو کیا ہوا سیکھ لونگا۔"

سڈ نے کالر جھاڑتے کہا۔ اس سے پہلے عروج مزید ان کی بحث سنتی اسے راہول کے ڈیڈ دکھائی دیے جو اکیلے کھڑے تھے۔ عروج انہیں لڑتا چھوڑ مسٹر اگروال کی طرف چل دی۔

"ہیلو انکل مینی مینی کانگریز چولیشنز۔"

عروج نے مسکرا کر بکے ان کی طرف بڑایا۔

مسٹر اگروال نے ایک نظر عروج کو دیکھ بکے کو دیکھا پھر پاس سے گزرتے ویٹر کو آواز دی۔

"یس سر؟"

ویٹر پاس آتا مودب سا بولا۔

"یہ بکے لو اور اسے جا کر ڈسٹبن میں ڈال دو۔"

عروج کی مسکراہٹ سمٹی۔

ویٹر عروج کے ہاتھ سے بکے لیتا ایک طرف چلا گیا۔ عروج نا سمجھی سے اپنے خالی ہاتھوں کو دیکھ رہی تھی۔

"پتا نہیں راہول بھی کیسے کیسے لوگوں کو پارٹی میں بلا لیتا ہے۔"

مسٹر اگروال نے ایک نفرت بھری نظر عروج پر ڈالتے کہا۔

عروج کا چہرہ ہتک سے لال ہو گیا۔

"میں نے کتنی بار راہول کو کہا ہے تم سے دور رہے اور تم جیسے سارے لوگوں سے بھی۔"

"میرے جیسے لوگوں سے مطلب؟"

عروج نے نہ سمجھی سے پوچھا۔

"تم جیسے دھوکے باز لوگوں سے۔"

مسٹر اگروال اپنے منہ سے زہر اگلتے بولے۔

"نفرت ہے مجھے تم لوگوں سے۔"

"وجہ؟"

عروج نے خود پر ضبط کرتے پوچھا۔

NOVEL HUT

"سالوں پہلے تم لوگوں کو یہاں سے باہر پھینکا تھا مگر نہیں تم لوگوں کو تو شوق ہے دوسروں کے دیس میں ڈیرا ڈالنے کا۔"

انہوں نے حقارت سے کہا۔

"بٹوارے کے وقت جہاں بہت سے مسلم پاکستان گئے تھے وہی بہت سے یہاں بھی رہ گئے تھے تو اس حساب سے یہاں پہلے ہی بہت مسلم ہیں اور یہ صرف آپ کا نہیں ان مسلم لوگوں کا بھی ملک ہے۔"

عروج نے بھرپور اعتماد سے کہا۔

"یہ صرف ہمارا دیس ہے۔"

مسٹر اگروال دبے دبے غصّے سے چلائے۔

"تم جیسے گھٹیا لوگ۔"

NOVEL HUT

مسٹر اگروال مزید زہر اگلنے لگے جب عروج نے ان کی بات کاٹی۔

"بس انکل بہت ہو گیا آپ راہول کے ڈیڈ ہیں اسی لئے میں آپ کا لحاظ کر رہی ہو نہیں تو۔"

"نہیں تو کیا؟"

مسٹر اگروال اس کی بات کاٹتے چبا کر بولے۔

"میرے گھر میں کھڑی ہو کر میرے سامنے زبان چلا رہی ہو دفع ہو جاؤ یہاں سے اس سے پہلے میں۔"

"کانگریچولیشنس انکل۔"

مسٹر اگروال کی بات بیچ میں ہی رہ گئی جب ٹینا سڈ راہول اور اکشے وہاں آ گئے۔

ٹینا نے اپنا کیک آگے کئے خوشدلی سے کہا

"اوو تھنک یو۔"

مسٹر اگروال نے مسکرا کر بکے تھاما۔

"کونگریچو لیشنس ڈیڈ۔"

راہول آگے بڑھ کر ان کے گلے لگا۔

"تھنک یو مائی سن۔"

مسٹر اگروال سب سے مبارک باد لے رہے تھے۔

عروج ایک طرف کھڑی خود کو کمپوز کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"تمہیں کیا ہوا؟"

ٹینا نے اس کا سرخ چہرہ دیکھ فکر مندی سے پوچھا۔

"نہیں کچھ نہیں۔"

وہ زبردستی مسکرائی۔

مگر آنکھیں اس کے چہرے کا ساتھ نہیں دے رہی تھی۔

"آر یو اوکے نہ؟"

راہول نے اس کے چہرے پر نظریں ٹیکائے پوچھا۔

"آئی ایم فائن راہول وہ ڈیڈ کا فون آیا تھا دادی کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے تو مجھے جانا ہو گا۔"

عروج نے نظریں چرائے جھوٹ بولا۔ راہول کے ڈیڈ اپنے کسی دوسرے گیسٹ کی طرف جا چکے تھے۔

NOVEL HUT

"جھوٹ مت بولو اے جے بتاؤ کیا بات ہے؟"

راہول جانتا تھا اگر سعدیہ بی کی طبیعت خراب ہوتی تب بھی وہ عروج کو نہیں بتاتے کیونکہ وہ چھوٹی چھوٹی بات پر ٹینشن لیتی تھی۔

"راہول بتایا نہ بی جان کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔"

عروج خود پر ضبط کرتی بولی۔ اس کا دم گھٹ رہا تھا وہاں وہ جلد سے جلد وہاں سے جانا چاہتی تھی۔

"اچھا ٹھیک ہے میں تمہیں چھوڑ دیتا ہوں۔"

راہول آگے بڑھتا بولا۔

"نو رامیں خود چلی جاؤنگی۔"

عروج بنا ان کا جواب سنے تیزی سے باہر کی جانب بڑی۔

"اسے کیا ہوا؟"

ٹینا نے اس کی پشت پر نظریں ٹیکائے اکشے سے پوچھا جس نے ٹینا کے سوال کے جواب میں کندھے اچکائے۔

"میں دیکھتا ہوں۔"

راہول بھی تیزی سے اس کے پیچھے گیا۔

"اے جے سنو۔"

NOVEL HUT

راہول نے اسے پیچھے سے آواز دی۔ عروج جو اپنی گاڑی کا دروازہ کھول رہی تھی راہول کی پکار پر وہی رک گئی۔

"تمہیں ڈیڈ نے کچھ کہا ہے کیا؟"

راہول نے جانچتی نظروں سے اسے دیکھا۔

"نورا انھوں نے کچھ نہیں کہا میں نے بتایا نادادی کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے اسی لئے جا رہی ہوں۔"

عروج نے زبردستی مسکراتے کہا۔

"اچھا ٹھیک ہے پہنچ کر کال کرنا۔"

راہول نے مزید سوال ترک کرتے کار کا دروازہ کھولتے کہا۔

عروج سر ہلاتی کار میں بیٹھ کر کار زن سے بھگا کر آگے بڑھ گئی۔ راہول کار کے اوجھل ہونے تک وہی کھڑا رہا۔ وہ عروج اور اپنے ڈیڈ کی باتیں سن چکا تھا ****

سارا راستہ راہول کے ڈیڈ کی باتیں سوچتے کٹا۔ گھر پہنچ کر بھی وہ سیدھا اپنے کمرے میں گئی۔ رضا میر اور سعدیہ بی نے حیرت سے اسے جاتے دیکھا۔ یہ پہلی بار تھا وہ گھر آئے اور سلام نہ کرے۔

"سعدیہ بی سب خیریت پری کو کیا ہوا؟"

رضا میر نے تشویش سے پوچھا۔

"پتا نہیں شاید تھک گئی ہوگی میں جا کر دیکھتی ہوں۔"

سعدیہ بی نے انہیں تسلی دی۔ فرش ہونے کے بعد وہ بیڈ پر بیٹھی مسلسل مسٹر اگروال کی باتیں سوچ رہی تھی۔

"آجائیں۔"

عروج نے دروازے پر ہوتی دستک پر بلند آواز میں کہا۔ سعدیہ بی دروازہ کھول کر اندر آئی۔

"دادی آپ؟"

اسے لگا کوئی ملازمہ ہوگی مگر سعدیہ بی کو دیکھ اسے حیرت ہوئی۔

"کیوں نہیں آسکتی؟"

سعدیہ بی نے مسنوعی خفگی سے کہا۔

"ایسی بات نہیں ہے دادی آپ سیڑیوں سے اوپر کیوں آئی؟ مجھے بلا لیتی۔"

عروج نے انہیں بیڈ پر بیٹھاتے محبّت سے کہا۔

"تم جو یوں بنا ملے اوپر آگئی تو سوچا وہی جا کر مل لوں۔"

سعدیہ بی نے اتنے پیار سے کہا عروج شرمندہ سی ہو کر ان کی گود میں سر رکھے لیٹ گئی۔ سعدیہ بی نے پیار سے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرا۔

"کیا ہوا ہے میری بچی کو کسی نے کچھ کہا ہے کیا؟"

سعدیہ بی نے بنا کسی لگی پٹی کے بغیر پوچھا۔

"دادی کیا ہم لوگ دھوکے باز اور بے وفا ہوتے ہیں؟"

عروج نے کھوئے سے انداز میں پوچھا۔

"ایسا کس نے کہا؟"

انہوں نے حیرت سے پوچھا۔

"دادی بتائے نا۔"

عروج ان کا سوال نظر انداز کرتی بولی۔

"نہیں بچے اس دنیا میں کوئی بھی دودھ کا دھلا نہیں ہوتا۔"

"مطلب دادی؟"

عروج نے نہ سمجھی سے کہا۔ مطلب ہم مسلمان دھوکے باز نہیں ہوتے اور یہ بھی سچ ہے ہم میں بہت سے دھوکے باز بھی ہوتے ہیں۔"

سعدیہ بی کی بات پر وہ الجھ گئی۔

"اس دنیا میں ہر طرح کے لوگ ہوتے ہیں اچھے بھی اور برے بھی جو اچھے لوگ ہوتے ہیں وہ کسی کے ساتھ برا نہیں کرتے نہ ہی کسی کو دھوکہ دیتے ہیں اور نہ ہی کسی کا دل توڑتے ہیں اور جو برے لوگ ہوتے ہیں وہ دھوکہ بھی دیتے ہیں اور دل بھی توڑتے ہیں۔"

سعدیہ بی نے ٹھہرے لہجے میں کہا۔

"پردادی کیا صرف مسلمان ہی ایسے ہوتے ہیں ؟"

"نہیں صرف مسلم ہی نہیں ہر ذات کے لوگ ایسے ہی ہوتے ہیں۔"

"نہیں دادی انہوں نے کہا صرف ہم مسلم ہی ایسے ہوتے ہیں۔"

دیکھو میری بچی جب سے اسلام اس دنیا میں آیا ہے تب سے مسلمانوں کو بہت سی مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑا ہے یہ جو" غیر مسلم لوگ ہیں وہ ہمیشہ سے ہی اسلام کے بارے میں غلط غلط باتیں پھیلاتے ہیں تو کیا ہم ویسے ہو جائینگے ؟ جسے وہ "کہتے ہیں نہیں نہ ؟

سعدیہ بی نے بہت سادگی سے اسے سمجھایا۔

عروج نے سمجھ کر سر ہلا دیا۔

"اب بتاؤ تمہیں یہ باتیں کس نے کہیں ؟"

سعدیہ بی نے اپنی بات کے آخر میں پوچھا۔

"دادی اگر میں نے ان کا نام بتا دیا تو پردہ تو نہیں رہیگا نا؟"

"کیا مطلب؟"

اس بار سعدیہ بی نے نہ سمجھی سے کہا۔

"مطلب دادی آپ ہی تو کہتی ہیں ہم مسلمانوں کو دوسروں کا پردہ رکھنا چاہیے۔"

اس کی بات پر سعدیہ بی مسکرادی۔

"پر ابھی تو تم نے مجھے سب بتادیا؟"

سعدیہ بی اسے تنگ کرتی بولی۔

"پر دادی نام تو نہیں بتایا نا؟"

عروج نے چہک کر کہا۔ سعدیہ بی نے اس کی ڈھیروں بلائے لی۔

NOVEL HUT

"چلو اب نیچے چل کر اپنے بابا سے مل لو تمہارے یوں اوپر آنے سے وہ پریشان ہو گئے تھے۔"

سعدیہ بی اپنی جگہ سے اٹھتی بولی۔

"بابا بی نہ چھوٹی چھوٹی بات پر پریشان ہو جاتے ہیں۔"

عروج نے منہ بسور کر کہا۔

بیٹیوں کے باپ بیٹیوں کے معملے میں ایسے ہی چھوٹی چھوٹی بات پر پریشان ہوتے ہیں تم نہیں سمجھو گی چلو آکر مل لو"
"ان سے۔

*** سعدیہ بی کی بات پر وہ فرمابرداری سے سر ہلاتی ان کے پیچھے چل دی

NOVEL HUT

اگلی صبح وہ لیٹ اٹھی جلدی جلدی سے فریش ہو کر وہ نیچے آئی جہاں رضا میر آفس جانے کے لئے تیار کھڑے تھے۔

"اسلام و علیکم۔"

عروج نے بلند آواز دونوں کو سلام کیا۔

"واعلیکم السلام بچہ۔"

رضا میر نے اسے ساتھ لگائے جواب دیا۔ سعدیہ بی نے بھی مسکرا کر اس کے سلام کا جواب دیا۔

"اف بابا آج لیٹ ہو گئی۔"

عروج نے پریشانی سے کہا۔

"اٹس اوکے پری لیٹ جلدی تو چلتا رہتا ہے تم ناشتہ کئے بنا مت جانا میں اب چلتا ہوں۔"

رضا میر نے اسے ہدایت کرتے ساتھ ہی اس کی پیشانی کا بوسہ لیا اور سعدیہ بی کو خدا حافظ کہتے باہر نکلے۔

پیچھے عروج جس کا بریک فاسٹ کا کوئی ارادہ نہیں تھا جلدی سے اپنا بیگ اٹھائے سعدیہ بی کی پیشانی چومتی باہر دوڑی۔

"ارے ناشتہ تو کرتی جاؤ۔"

سعدیہ بی نے پیچھے سے ہی آواز لگائی۔

"دادی کینٹین سے کر لونگی اگر لیٹ ہوئی تو وہ چارو میری جان لے لینگے اللّٰہ حافظ۔"

وہ بنا مڑے تیزی سے کہتی گھر کی دہلیز پار کر گئی۔ سعدیہ بی نے مسکرا کر سر دائیں بائیں ہلایا۔ کالج پہنچ کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتی اپنی مخصوص جگہ کی اور جا رہی تھی جہاں وہ روز اکٹھے ہو کر مل کر کلاس میں جاتے۔ ابھی بھی وہ تیز تیز چلتی بے دھیانی میں کسی سے ٹکرائی۔ اس سے پہلے وہ سوری بولتی سامنے کھڑے شخص کی شکل دیکھ اس کی تیوری چڑھ گئی۔

"اتنی صبح صبح کہا جانے کی جلدی ہے جان من؟"

سامنے کھڑا شخص کمینگی سے بولا۔ پیچھے ہی اس کے آوارا دوست بھی تھے۔

"تم سے مطلب؟"

عروج نے ناگواری سے بھنوے سکڑتے کہا۔

اس کی بات پر سب کے قہقہے بلند ہوئے۔روکی اس کالج کا سب سے عیاش اور آوارہ لڑکا تھا۔اسے جب بھی موقع ملتا وہ عروج کو پریشان کرتا۔اور آج بھی اسے عروج کی بدقسمتی کہو یا روکی کی خوش قسمتی جو ان دونوں کا آمنا سامنا ہوا۔

"میں نے کوئی جوک نہیں سنایا جو تم یوں ہنس رہے ہو۔"

عروج نے غصّے سے کہا۔

"ہٹو میرے راستے سے صبح صبح موڈ خراب کر دیا۔"

وہ کہہ کر جانے لگی جب روکی نے اس کا راستہ روکا۔

"تمہاری ٹکر ہوئی ہے بنا سوری بولے نہیں جانے دونگا۔"

روکی نے معنی خیزی سے کہا۔

"میں نے کہا میرا راستہ چھوڑو۔"

وہ اس کی غلیظ نظروں کو خود پر محسوس کرتی ضبط سے بولی۔ روکی اس کی بات کا جواب دیئے بغیر اس کی اور بڑا۔

"روکی دور رہو مجھ سے۔"

عروج انگلی اٹھائے کانپتی آواز میں اسے تنبیہ کرتی بولی۔

"ارے میری جان گھبرا کیوں رہی ہو کھا تھوڑی نہ جاؤنگا۔"

روکی آگے کو جھکتا کمینگی سے بولا۔

"دور رہو ورنہ۔"

"ورنہ کیا؟"

روکی نے اس کا ہاتھ پکڑے کہا۔

"چھوڑو میرا ہاتھ۔"

عروج یک دم بوکھلا کر چلائی۔ راہداری میں اکادکّا سٹوڈنٹ ہی تھے۔

"میں نے کہا چھوڑو میرا ہاتھ۔"

وہ چلا کر اپنا ہاتھ آزاد کروانے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔ روکی اور اس کے دوست اس کی حالت سے لطف لیتے قہقہے لگا رہے تھے۔ بے بسی سے وہ رونے لگی۔ روکی نے ایک دم اس کا ہاتھ چھوڑا۔ عروج بدک کر پیچھے ہوئی۔ روکی کی نظر پیچھے سے آتے راہول پر پڑ چکی تھی۔ جو یقیناً عروج کی طرح ہی لیٹ کالج آیا تھا۔ اس کے چلنے کی رفتار اور اس کے چہرے پر چھائے غصّے کے آثار یہ بتا رہے تھے کے وہ سب کچھ دیکھ چکا ہے۔ پاس آتے ہی وہ روکی پر جھپٹا اور پے در پے کئی وار اس کے چہرے پر کئیے۔ عروج جو پہلے ہی گھبرائی کھڑی تھی مزید گھبرا کر دیوار سے ٹیک لگا گئی آنسوں اس کے گال بھیگو رہے تھے اور وہ خوفزدہ نظروں سے راہول کو دیکھ رہی تھی۔

"ہمّت کیسے ہوئی اسے ہاتھ لگانے کی؟"

ایک پنچ اس کے منہ پر مارتا وہ چلایا تھا۔

روکی بھی برابر کاروائی کرتا اس پر وار کر رہا تھا۔

"ہاتھ کیسے لگایا اسے؟"

راہول اسے زمین پر گرا چکا تھا ساتھ ہی ساتھ اس پر وار کرتا چلا رہا تھا۔ روکی کے دوستوں نے اسے دور کرنے کی کوشش کی مگر وہ اپنے حواس میں کہا تھا۔

"راہول چھوڑ دو اسے۔"

عروج ہمّت کرتی بولی مگر شاید راہول نے اس کی بات نہیں سنی۔ آس پاس کافی سٹوڈنٹ جمع ہو کر ان کا تماشا دیکھ رہے تھے۔

"کیا ہو رہا ہے یہاں؟"

ایک دھاڑ پر راہول کے ہاتھ رکے۔ پروفیسر سرخ آنکھوں سے دونوں کو گھور رہے تھے۔

"میں نے کہا کیا ہو رہا ہے یہاں؟ یہ کالج ہے یا کوئی چڑیا گھر؟"

پروفیسر دوبارہ دھاڑے۔

راہول اور روکی شرافت سے کھڑے ہو چکے تھے۔ پروفیسر نے ایک نظر روتی ہوئی عروج پر ڈالی۔

"سر اس سے پوچھے اس نے اے جے کے ساتھ مس بی ہیو کیا ہے۔"

راہول نے لال انگارا آنکھیں روکی پر گاڑے کہا۔

"سر یہ جھوٹ بول رہا ہے۔"

NOVEL HUT

روکی نے فورن ہونا دفاع کرنا چاہا۔

"آفس میں آؤ تم دونوں میرے اور تم بھی۔"

آخر میں پروفیسر نے عروج سے کہا اور وہاں کھڑی بھیڑ کو جانے کا کہہ کر دندناتے اپنے آفس چلے گئے۔

"مجھ پر ہاتھ اٹھانا تمہیں بہت مہنگا پڑیگا۔"

۔ روکی نے منہ سے خون تھوکتے کہا

"لیٹس سی۔"

راہول اسے کھلا چیلنگ کرتا عروج کا ہاتھ پکڑ کر پروفیسر کے آفس کی اور چل دیا۔

"بہت غلط کیا تم نے بہت غلط انجام تو بھگتنا پڑے گا۔"

***خود سے بڑبڑاتا وہ بھی پروفیسر کے آفس کی طرف بڑھ گیا

"تم بتاؤ عروج کیا ہوا تھا وہاں؟"

وہ تینوں پروفیسر کے آفس میں مجرموں کی طرح سر جھکائے کھڑے تھے جب پروفیسر نے نرمی سے عروج سے پوچھا جس پر اس نے روتے ہوئے سب کچھ پروفیسر کے گوش گزار ادیا۔

"سر یہ جھوٹ بول رہی ہے اس نے میرے ساتھ بدتمیزی کی تھی۔"

روکی نے فورن اپنا دفاع کرنا چاہا۔

"تم چپ رہو میں جانتا ہوں تم کتنے پارسا ہو۔"

پروفیسر نے کڑی نظری سے اسے گھورتے طنز کیا۔روکی خاموشی سے سر جھکائے کھڑا ہو گیا۔عروج کالج کی سب سے ہونہار سٹوڈنٹ تھی اور پروفیسر اسے بہت اچھے سے جانتے تھے۔

NOVEL HUT

"روکی سوری بولو عروج سے۔"

"پر سر میں نے کچھ نہیں کیا۔"

"سوری بولو۔"

پروفیسر نے لفظوں پر زور دیتے کہا۔

"سوری۔"

وہ احسان کرنے والے انداز میں بولا۔ عروج نے نفرت سے اپنا چہرہ موڑ لیا۔

"عروج میں تم سے ایکسکیوز کرتا ہوں میرے کالج میں تمہارے ساتھ ایسا بی ہیو ہوا۔"

پروفیسر نے شرمندگی سے کہا۔

"نو سر۔"

عروج فورن بولی۔

اور تم دونوں ایگزیمز ہیں اسی لئے چھوڑ رہا ہوا اگر دوبارہ ایسی غلطی کی یا تم دونوں کے خلاف کمپلین ملی تو سسپینڈ کر"
"؟ دونگا انڈرسٹینڈ

پروفیسر نے اونچی آواز میں کہا۔

"یس سر۔"

دونوں ایک ساتھ چلائے۔

"اب جاؤ یہاں سے۔"

راہول نے عروج کا ہاتھ پکڑا اور زہر آلود نظر روکی پر ڈالتا باہر نکل گیا۔ روکی بھی ہتک سے لال چہرہ لئے پیچھے ہی پروفیسر کے آفس سے نکلا تھا ***

"اے جے چپ کر جاؤ یار اور کتنا روؤں گی؟"

عروج پروفیسر کے آفس سے آنے کے بعد مسلسل روئے جا رہی تھی اور ٹینا اسے چپ کروانے میں ہلکان ہو رہی تھی۔

"ہمّت کیسے ہوئی اس کی ہاتھ لگانے کی؟"

سڈ غصّے سے بڑبڑایا۔ جب سے انہیں پتا چلا تھا تب سے دونوں غصّے سے بپرے بیٹھے تھے۔

"اسے اتنی ڈھیل دینی ہی نہیں چاہیے تھی۔"

اکشے بھی غصّے سے چلاتا مسلسل چکّر کاٹ رہا تھا۔ دونوں کا بس نہیں چل رہا تھا روکی کا منہ توڑ دے۔

"اے جے چپ کر جاؤ یار رونے سے کیا ہو گا؟"

ٹینا جو کب سے اسے چپ کروا رہی تھی ایک کوشش اور کرتی بولی۔

"اس نے میرا ہاتھ پکڑا گھن آ رہی ہے مجھے خود سے۔"

وہ مزید تیزی سے رونے لگی۔

"اے جے بھول جاؤ اس بات کو کیوں خود کو ہرٹ کر رہی ہو؟"

ٹینا نے اسے سمجھایا۔

"کیسے بھول جاؤں اس گھٹیا انسان نے میرا ہاتھ پکڑا۔"

عروج غصّے سے بولی۔

"اچھا چلو میں تمہارا ہاتھ ڈیٹول سے دھو دیتا ہوں سارے جراسیم چلے جائینگے۔"

اکشے نے اس کا موڈ ٹھیک کرنے کے لئے شرارت سے کہا جس پر عروج روتے روتے ہنس دی۔

"چلو شکر ہے تم ہنسی تو سہی۔"

اسے ہنستا دیکھ ٹینا نے تشکر بھرا سانس خارج کیا۔

"ظالموں ادھر بھی دیکھ لو تمہارے چکّر میں کیا حالت ہو گئی ہے میری۔"

راہول جو کب سے ایک طرف بیٹھا ان کی باتیں سن رہا تھا سِسک کر بولا۔

"ہاں تو تمھیں کس نے کہا تھا ہیرو بننے کو؟"

عروج بھی اپنا موڈ ٹھیک کرتی شرارت سے بولی۔

"احسان فراموش تمہارے چکّر میں یہ حالت کرلی اور تم یہاں بیٹھی مجھے ہی غلط کہہ رہی ہو؟"

راہول نے اپنے چہرے کی طرف اشارہ کرتے دہائی دی۔ جہاں اس کی آنکھ پر نیل پڑنے کے ساتھ ساتھ اس کا جبڑا بھی ہلکا سا سوج چکا تھا۔

"میں نے کہا تھا ایسا کرنے کو؟"

عروج نے آنکھیں مٹکاتے شرارت سے پوچھا۔

"مرو تم سب تم جیسے دوستوں سے دشمن اچھے۔"

وہ جل کر بولتا جانے لگا جب عروج نے اس کا راستہ روکا۔ راہول نے مسنوعی ناراضگی سے چہرہ پھیرا۔

"تھینک یو اینڈ سوری۔ "

عروج نے لاڈ سے دونوں کان پکڑے کہا۔ راہول مسکرایا۔

NOVEL HUT

"دوستی میں نو تھنک یو نو سوری لیکن پھر بھی ایکسپٹ کیا۔"

**** راہول جتانے والے انداز میں بولا۔ عروج سمیت سبھی مسکرا دیے

(حال)

کالج سے واپس آکر وہ فریش ہو کر اپنے ایک عدد سنگل بیڈ پر بیٹھ گئی تھوڑی ہی دیر میں اسے کام پر جانا تھا۔ اس کی روم میٹ اپنے بستر میں دبک کر سو چکی تھی۔ جب سے وہ ہوسٹل آئی تھی روز اس کا یہی معمول دیکھتی۔ چند لمحے یونہی اس کی پر سکون نیند پر رشک کرتی اپنے دماغ میں آئی سبھی سوچوں کو جھٹک کر وہ اپنا بیگ چیک کرنے لگی۔ ضروری سامان بیگ میں رکھتے جب اس کی نظر ایک چیز پر پڑی ایک تلخ مسکراہٹ نے اس کے چہرے کا طواف کیا۔ انہلر کو ہاتھ میں تھامے ایک بار پھر وہ ماضی کی سوچوں میں غرق ہو گئی۔ انہلر کو واپس بیگ میں رکھ کر اس نے ایک آخری نظر اپنی روم میٹ پر ڈالی اور روم سے نکل گئی۔ راہداری بلکل خالی تھی شاید سبھی لڑکیاں اپنے کمروں میں تھی۔ کاؤنٹر پر پڑے پیپر پر اپنی غیر حاضری کے سائن کرتی وہ ہوسٹل سے نکل گئی۔ اب اس کا رخ بس سٹاپ کی اور تھا۔ آسمان پر گہرے بادل چھائے تھے یقیناً بارش آنے والی تھی۔ اس نے قدموں کی رفتار مزید بڑھالی بارش کسی بھی وقت ہو سکتی تھی۔ بس اسٹاپ پر پہنچ کر اس نے ادھر ادھر نظریں دوڑائی چاروں اور گہرا سناٹا تھا۔ عروج نے گھڑی پر ٹائم دیکھا بس کے آنے میں ابھی دس منٹ باقی تھے۔

"اللہ اگر بارش آگئی تو۔"

بس سٹینڈ کی ٹوٹی چھت کو دیکھ اس کی حالت خراب ہوئی۔

"۔ یا اللہ بس جلدی آجائے"

ابھی وہ دعا کر ہی رہی تھی کے ہلکی ہلکی بوندا باری شروع ہو گئی۔ عروج کی حالت مزید خراب ہو گئی۔اس کے پاس کوئی چھاتا بھی نہیں تھا جس سے وہ اپنا بچاؤ کرتی۔ اگر بارش تیز ہو جاتی تو وہ پوری بھیگ جاتی۔ یک دم ہلکی ہلکی بوندا باری بارش میں بدلی۔ عروج گھبرا گئی۔ چھت ٹپکنے لگی تھی۔ عروج ایک طرف سمٹ کر کھڑی ہو گئی۔ بس ابھی تک نہیں آئی تھی۔ ٹھنڈ سے اس کے رونگٹے کھڑے ہو رہے تھے۔ اچانک ایک خوبصورت کار اس کے سامنے آ کر رکی۔ عروج نے خوفزدہ آنکھوں سے کار کو دیکھا۔ ایک تو سنسان روڈ اوپر سے برستی بارش اس کی پہلے ہی حالت خراب تھی اور اب یہ سامنے کھڑی کار اس کی حالت مزید خراب کر گئی۔ شیشے سے زین عباسی کی ایک جھلک دکھائی دی جو اسے دیکھ مسکرا کر ہاتھ ہلانے لگا۔ عروج نے ناگوار نظروں سے اسے دیکھا ڈر کی جگہ غصّے نے لے لی۔

"لفٹ چاہیے۔"

اس کی حالت سے لطف اندوز ہوتے زین نے مزے سے کہا۔ جو تھر تھر کرتی کھڑی کانپ رہی تھی۔ آنکھوں پر لگا چشمہ دھندلا گیا جسے اپنے ڈپٹے کی مدد سے صاف کرتی ماتھے پر تیوری چڑائے اس طرف دیکھنے لگی جہاں سے بس آنی تھی۔ بس ابھی تک نہیں آئی تھی پل پل ٹپکتی چھت اس کے کپڑے بگو رہی تھی۔ دس منٹ گزر چکے تھے مگر بس نہیں آئی زین کی کار بھی وہی کھڑی تھی۔ اب سہی معنوں میں اس کی حالت بگڑنے لگی۔

"کسی کو لفٹ چاہیئے تو آجاؤ میں یہاں زیادہ دیر کھڑا نہیں رہونگا۔"

جتانے والے انداز میں کہتا وہ عروج کو تپا گیا۔

"میں نے کہا ہے کھڑا رہنے کو۔"

عروج غصّے سے بڑبڑائی۔

"اگر یہ بھی چلا گیا تو بس بھی نہیں آئی؟"

ابھی وہ سوچ ہی رہی تھی جب گاڑی سٹارٹ ہونے کی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی اس نے بے اختیار نظریں گاڑی کی اور موڑی جہاں کار جانے کے لئے تیار کھڑی تھی۔

"یا اللہ میں کیا کرو؟"

دونوں ہاتھوں کو آپس میں مس کرتی وہ مسلسل بڑبڑا رہی تھی۔ کپڑے کافی حد تک بھیگ چکے تھے۔

"اگر یہ چلا گیا تو؟"

اس سے آگے وہ سوچ نہیں پائی اور تیزی سے کار کی اور بڑی۔ کار کے قریب پہنچ کر وہ دوبارہ رک گئی۔ زین نے ایک نظر اسے دیکھا اور دروازہ کھول دیا عروج تیزی سے کار میں بیٹھی کار میں بیٹھ کر سیٹ سے ٹیک لگا کر وہ آنکھیں موند گئی۔ کار میں چلتے ہیٹر سے اسے ڈھیروں سکون ملا۔ زین نے بہت غور سے اسے دیکھا۔ بارش سے بھیگا چشمہ ٹھنڈ سے سرخ ہوتی ناک اور گال بالوں کی گیلی موٹی موٹی لٹے اس کے چہرے پر بکھری پڑی تھی۔ چند لمحے وہ بھی مبہوت سا اسے دیکھنے لگا۔ جلد ہی اپنی پوزیشن سمجھتے اس نے کار جھٹکے سے آگے بڑھائی جس سے سکون سے آنکھیں موندے بیٹھی عروج ڈیش بورڈ سے ٹکراتے ٹکراتے بچی۔ ایک خونخوار نظر اس نے زین پر ڈالی۔

"ایک تو تمہیں لفٹ دی اوپر سے تھنکس بولنے کی بجائے یوں گھور رہی ہو؟"

زین نے شرافت کا لبادا اوڑے کہا۔

"میں نے نہیں کہا تھا لفٹ دو خود ہی زبردستی لفٹ دینے پر تلے تھے۔"

عروج نے اپنا چشمہ صاف کرتے غصّے سے کہا۔

"کتنی احسان فراموش ہو تم ایک تمہیں لفٹ دی اوپر سے مجھ پر ہی غصّہ دکھا رہی ہو؟"

زین نے اس کے انداز پر حیرانی سے کہا۔

"میں کسی کا احسان نہیں لیتی اور اگر لے بھی لوں تو زیادہ دیر اپنے پاس نہیں رکھتی لوٹا دیتی ہوں۔"

وہ بھی جتانے والے انداز میں کہتی باہر دیکھنے لگی جہاں اب بارش مزید تیزی سے برس رہی تھی۔

"تمہارے پاس کار ہے جو تم مجھے لفٹ دو اور اپنا احسان لوٹاؤ؟"

زین نے اس کا مذاق اڑاتے کہا۔

"اگر کار نہیں ہے تو کسی اور طرح تمہارا احسان چکا دوں گی۔"

اس نے برستی بارش پر نگاہ ہے جمائے کہا۔ کافی دیر کار میں خاموشی چھا گئی۔

"اب بتاؤ گی بھی کہا جانا ہے یا یوں نوابوں کی طرح بیٹھی رہو گی؟"

زین نے اس کے یوں پر سکون سے انداز میں بیٹھنے پر طنز کیا۔

"میں کوئی کار میں پہلی بار نہیں بیٹھی سمجھے اور رہی بات جانے کی تو وہ سامنے جو ہوٹل ہے وہی اتار دو۔"

عروج کو اس کی بات بلکل پسند نہیں آئی جس پر وہ بنا لحاظ کے بولی۔

"تمھیں لفٹ دی اس کا مطلب یہ نہیں میں اپنی بے عزتی بھول جاؤنگا بس انتظار کرو بہت جلد تمہارا سارا حساب چکتا کرونگا۔"

کار ہوٹل کے سامنے روکتے وہ اسے تنبیہ کرنا نہیں بولا۔

"دیکھتے ہیں۔"

اسی کے انداز میں کہتی عروج کار سے اتر کر جلدی سے ہوٹل میں داخل ہو گئی۔

"تمہاری ساری اکڑ نکالو نگا۔"

**** دل میں سوچتے اس کے چہرے پر شیطانی مسکراہٹ ڈور گئی

(ماضی)

"یار فائینلی ایگزیم ختم ہو گئے۔"

ٹینا نے ہلکے پھلکے انداز میں کہا۔

"ہاں یار ان ڈیز میں ویسے بھی جان پر بنی ہوتی ہے میری تو حالت بری تھی پیپر دیتے وقت۔"

اکشے نے بے اختیار جرجری لی۔

"تو کون کہتا ہے سارا سال آوارہ گردی کرو پڑھائی تو تم سے ہوتی نہیں اور ان دنوں تم لوگوں کی جان ہوا ہوتی ہے۔"

عروج نے چاروں پر چوٹ کی۔

"یار یہی عمر تو ہوتی ہے انجوائے کرنے کی گھوموں پھرو عیش کرو پیپر میں تو ویسے بھی رٹا لگ جاتا ہے کیوں دوستوں؟"

راہول نے عروج کو چھوڑ باقی سب کی تائید چاہی۔ تینوں نے ایک ساتھ سر ہلایا۔

"اور جب پتا ہے ٹاپ تو ہم نے کرنا نہیں تو کیا فائدہ اتنا پڑھنے کا؟"

سڈ نے بھی گفتگو میں حصہ لیتے کہا۔پانچوں اس وقت کیفے ٹیریا میں بیٹھے تھے۔

"جب سے ہمیں یاد ہے ہمیشہ ٹاپ پوزیشن تم ہی لاتی ہو ہماری باری تو آتی نہیں تو پھر فائدہ اتنا پڑھنے کا؟"

ٹینا کی بات پر عروج کا من کیا اپنا سر پھوڑ لے۔

"اچھا چھوڑو ایک کپ چائے لاؤ۔"

عروج نے جان چھڑاتے کہا۔

"ابھی تو پی؟"

راہول نے حیرت سے کہا۔

"تو ایک کپ اور نہیں پی سکتی کیا؟"

NOVEL HUT

عروج نے آئی برو اٹھائے پوچھا۔

"اور ویسے بھی مجھ سے یہ کڑوی کافی نہیں پی جاتی تم لوگوں کی طرح۔"

عروج نے برا سہ منہ بنائے کہا۔

اس کی نظر میں کافی پینے سے اچھا تھا بندہ زہر پی لے۔ عروج کو کافی بلکل پسند نہیں تھی۔

"کیسے پی لیتے ہو تم لوگ یہ؟"

اس نے کافی کے کپ کو دیکھ ناک چڑھائے پوچھا۔

"دنیا جہاں کی ساری چائے تو تم پی جاتی ہو اب ہم بچارے کافی نہیں پیئے تو کیا پیئے؟"

اکشے نے اسے چڑہاتے کہا۔

"لاکر دینی ہے تو دو ورنہ بھاڑ میں جاؤ۔"

عروج نے ناراضگی سے کہا۔

"اچھا اچھا لاتا ہوں ناراض تو نہ ہو۔"

راہول نے فورن کہا اور چائے لینے چلا گیا۔

"اور سناؤ کوئی نئی تازی؟"

عروج نے چائے سے لطف اندوز ہوتے پوچھا۔

"اس بار گھومنے کہا جانا ہے؟"

ٹینا نے یاد آنے پر چہک کر پوچھا۔

"اس بار بھانگڑ فورٹ چلتے ہیں سنا ہے وہاں جن بھوت ہوتے ہیں۔"

سڈ نے پر اسرار انداز میں کہا۔

"ہاں اور تمہیں وہاں تمہارے بہن بھائیوں کے پاس چھوڑ آئینگے۔"

ٹینا نے زبان دیکھائے کہا۔ جس پر سڈ نے کھا جانے والی نظروں سے اسے گھورا۔ باقی تینوں نے بمشکل اپنی ہنسی چھپائی۔

"میں تو کہتی ہوں اس بار لندن یا یو کے چلتے ہیں وہاں پر سنو فال ہو گی بہت مزہ آئیگا۔"

ٹینا چھوٹے بچوں کی طرح خوش ہوتی بولی۔

"ہاں وہاں تمہارے جیسی لیگ پیس دکھاتی لڑکیاں بھی ہو نگی بہت مزہ آئیگا۔"

NOVEL HUT

سڈ نے بھی اس کی نکل اتاری۔

ٹینا کے سوا باقی سب کا قہقہہ گونجا۔ ٹینا منہ کھولنے والی ہی تھی جب عروج تیزی سے بولی۔

"میں نے پہلے ہی ڈیسائڈ کر لیا ہے اس بار چھٹیوں پر کہا جانا ہے۔"

"کہا جانا ہے؟"

چاروں نے ایک ساتھ پوچھا۔

"پاکستان۔"

مختصر کہہ کر عروج چاروں کا چہرہ دیکھنے لگی جو تھوڑے کنفیوز دکھائی دے رہے تھے۔

"اچھا نہیں ہے؟"

سب کے چہروں کا جائزہ لیتی عروج نے حیرانی سے کہا۔

"نہیں ایسی بات نہیں ہے پر پاکستان میں اچھی گھومنے والی جگہ تو ہے نا؟"

ٹینا نے تھوڑا تذبذ ہوتے پوچھا۔

"پاکستان کو اتنا ہلکے میں نہ لو وہاں بہت پیاری پیاری جگہیں ہیں۔"

عروج نے مزے سے بتایا۔

"اچھا پھر ڈن ہے ہم پاکستان جائیگے ؟"

عروج نے اپنا ہاتھ آگے کئے چاروں کو جانچتی نظروں سے دیکھا۔

"ڈن۔"

چارو نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھا۔ سب خوش تھے سوائے راہول کے۔

"لیکن یار کیا ڈیڈ مانے گے ؟"

مسٹر اگروال عروج کو پہلے ہی پسند نہیں کرتے تھے اور راہول کو اس کے ساتھ پاکستان جانے دیتے کبھی نہیں۔

اس میں کونسی بڑی بات ہے تمہارے ڈیڈ نے تمہیں کہا لوئر بن جاؤ تم بن گئے ؟ نہیں نہ تو ایسے ہی اگر وہ تمہیں"
"پاکستان جانے سے روکیں گے تو تم رک جاؤ گے کیا؟

اکشے نے پتے کی بات کہیں۔

"اور اگر پھر بھی نہ مانے تو تم رک جانا ہم اکیلے چلے جائیگے کیوں گائیز ؟"

اکشے نے راہول سے چھپا کر سب کو آنکھ ونک کی جس پر سب نے ایک ساتھ یس کہا۔

"تم لوگ میرے بغیر دہلی سے باہر جا کر دکھاؤ پاکستان تو بہت دور کی بات ہے۔"

راہول نے اکڑ کر کہا۔

"یہ اکڑ اپنے ڈیڈ کو دکھانا ہمیں نہیں۔"

سڈ نے چیلنجینگ بھرے انداز میں کہا۔

"ڈیڈ سے پرمیشن لیکر ہی آؤنگا دیکھ لینا یہ چیلنج ہے میرا۔"

راہول نے فرضی کالر جھاڑتے کہا۔

"اے جے ویزا میں کوئی پروبلم تو نہیں ہوگی؟"

ٹینا نے پوچھا۔

"نہیں اگر ہوئی بھی تو ڈیڈ دیکھ لینگے تم لوگ بس تیاری کرو چھٹیاں ہوتے ہی ہم چلے پاکستان۔"

NOVEL HUT

عروج نے ہاتھ کا جہاز بناتے پر جوش انداز میں کہا۔ جس پر سب کا نارا گونجا۔ اتنی دیر میں ویٹر بل لے آیا۔

"لاؤ میں دیتا ہوں بل۔"

راہول نے کہتے ساتھ ہاتھ بڑھا کر بل اٹھانا چاہا جسے سڈ نے اٹھالیا۔

"تم کیوں میں کرونگا بل پے۔"

سڈ نے بل پر نظریں دوڑائی۔ جب اکشے نے بل اچک لیا۔

"تم لوگ کیوں میں کرتا ہوں بل پے۔"

"نو اکشے میں کرتی ہوں بل پے۔"

عروج نے کہا۔

"ارے تم کیوں میں کر دیتی ہوں۔"

ٹینا بھی میدان میں اتری۔

"پہلے میں نے کہا تھا بل پے کرنے کو۔"

راہول نے کڑے تیوروں سے انہیں گھورتے کہا۔

"لاسٹ ٹائم تم نے کیا تھا اب میری باری ہے۔"

اکشے نے کہہ کر بل پکڑنا چاہا مگر اس سے پہلے ہی ٹینا نے بل چھین لیا۔

"میں کرونگی بل پے۔"

ویٹر ہونق بنا انہیں ایک دوسرے سے بل چھینتا دیکھ رہا تھا۔

NOVEL HUT

"یہ کیابات ہوئی؟میں کرونگی بل پے۔"

عروج نے بل پکڑناچاہامگراس سے پہلے ہی سڈنے بل اچک لیا۔

"دس ازچیینگ سڈ۔"

ٹینانے انگلی دکھائے کہا۔آس پاس کے لوگ بھی حیرانی سے انہیں بل پر جھگڑتادیکھ رہے تھے۔پانچوں ایک دوسرے سے بل چھینتے مسلسل جھگڑرہے تھے۔

"گائیزدیکھوپہلے میں نے کہاتھا۔"

راہول نے کہتے ساتھ ٹیناکے ہاتھ سے بل کھنیچا۔آدھابل ٹیناکے ہاتھ میں ہی رہ گیااور آدھاراہول کے ہاتھ میں آگیا۔

"اب کرلوبل پے۔"

عروج نے کرسی کی پشت سے ٹیک لگائے کہا۔ دونوں ہونق بنے بیٹھے اپنے ہاتھ میں پکڑے بل کو دیکھ رہے تھے۔ ویٹر الگ پریشان کھڑا تھا۔ جب سڈ جس نے پہلے ہی بل دیکھ لیا تھا پیسے نکال کر سیدھا ویٹر کے ہاتھ میں پکڑا ائے۔

"دس از چیٹنگ۔"

چاروں نے ایک ساتھ کہا۔

"چپ کر کے چلو۔"

سڈ انہیں لتاڑتا بولا۔

"اگلی بار سے دیسائڈ کر کے آنا بل کس نے پے کرنا ہے۔"

عروج نے چیئر سے اٹھتے کہا۔ ہر بار کا انکا یہی تھا۔

"اگلی بار میں پے کرونگی۔"

ٹینا ساتھ ساتھ چلتی بولی۔

"تم کیوں؟ میں کرونگا۔"

*** اکشے نے کہا، پانچوں ایسے ہی جھگڑتے کافی ٹیریا سے باہر نکلے

(حال)

اگلے دن عروج کام پر گئی تو سامنے ہی ٹیبل پر زین اور اس کی گینگ بیٹھی دکھائی دی۔

"غلطی کر دی اس سے لفٹ لیکر۔"

عروج غصّے سے تیوری چڑھائے بڑبڑائی۔

"ویٹر۔"

وہ ڈریس چینج کر کے آئی جب ویٹر کا نارا گونجا۔ عروج نے ناگوار نظروں سے آواز کی سمت دیکھا آواز دینے والا زین ہی تھا جو اسے دیکھ مسکرا کر ہاتھ ہلانے لگا۔ عروج وہاں ویٹر کی حیثیت سے ہی کام کرتی تھی مگر زین کے منہ سے ویٹر کا نام سن اس کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔ اپنے تاسرات چھپاتی وہ ٹیبل تک آئی۔

"یس سر۔"

سر جھکا کر بہت مودبانہ انداز میں کہا۔

"میرے لئے ایک کافی اور ان کے لئے جو یہ کہے وہ لے آؤ۔"

NOVEL HUT

حکم صادر کرتا زین بہت غور سے اسے دیکھ رہا تھا جو اپنے تاسرات چھپانے کی ناکام کوشش کرتی اب اس کے دوستوں کا آرڈر لے رہی تھی۔ آرڈر لا کر سارا سامان سلیکے سے ٹیبل پر رکھا۔

"اینی تھنگ ایلس سر؟"

ٹرے کو ہاتھ میں پکڑے جھکے سر سے کہا۔

"نو۔"

اکڑ کر ایک مختصر لفظ کہتا وہ اپنے دوستوں کی طرف متوجہ ہو گیا عروج خاموشی سے وہاں سے چلی آئی۔ کاؤنٹر کے پیچھے کھڑی وہ اپنا کام کر رہی تھی جب اس کی نظر سامنے ٹیبل پر پڑی۔

وہ پانچ ہی تو تھے بلکل ان کے جیسے ویسے ہی ہنستے مسکراتے باتیں کرتے۔ انہیں دیکھتے ایک بار پھر وہ ماضی کی سوچوں میں کھو گئی۔ وہ ایسا کھوئی کے سامنے سے آتے زین کو بھی نہ دیکھ پائی۔ زین نے پاس آکر اس کے چہرے کے آگے چٹکی بجائی جس سے وہ ہوش کی دنیا میں واپس لوٹی۔ زین کو سامنے دیکھ یک دم اسے شرمندگی نے آگیرا۔

کیا دیکھ رہی ہو ہمارے کھانے کو نظر لگانی ہے؟ اگر چاہیے تو مانگ لو یوں آنکھیں پھاڑ کر نظر لگانے کی کیا ضرورت "ہے؟"

زین طنزیہ کہتا اس کے تن بدن میں آگ لگا گیا۔ لمحوں پہلے ہوئی شرمندگی غصّے میں بدل گئی۔

"میں تمہارے کھانے کو کیوں دیکھو نگی؟"

عروج نے دبے دبے غصّے سے کہا۔

"اچھا تو پھر مجھے دیکھ رہی ہو گی اب اتنا ہینڈ سم لڑکا دیکھ کوئی بھی ہوش کھو سکتا ہے۔"

وہ اکڑ کر بولا۔

"ہونہہ ہینڈ سم اور تم؟"

عروج استہزایا ہنسی۔

"؟ کیوں تمہیں میں ہینڈ سم نہیں لگتا"

بھوری آنکھیں اسی پر گاڑے پوچھنے لگا۔

NOVEL HUT

"بلکل نہیں۔"

وہ نظریں پھیرتی بولی۔

"اس کی تو ایک ہی وجہ ہو سکتی ہے۔"

کاؤنٹر پر کہنی ٹیکائے اس نے پر سوچ انداز میں کہا۔

"اور وہ کیا ہے؟"

"یہی کے تمہارا یہ چشمہ خراب ہو چکا ہے اسے بدل لو۔"

NOVEL HUT

اس کی بات پر عروج نے بے اختیار اپنے چشمے کو چھوا۔ زین اسے دیکھ مسکرا رہا تھا۔ عروج نے غصّے سے مٹھیاں بھینچ لی۔ زین ایک ڈیولش سمائل پاس کرتا واپس جا کر اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔

عروج ابھی ایک دوسری ٹیبل پر کھانا سرو کر کے آئی ہی تھی جب دوبارہ ویٹر کی صدا گونجی۔ عروج نے بے اختیار آس پاس دیکھا جہاں سبھی ویٹر کہیں نہ کہیں بزی تھے ایک ٹھنڈی آہ بھرتی مجبوری میں دوبارہ اسے زین کے پاس جانا پڑا۔

"یس سر۔"

پھر سے وہی مودبانہ انداز

"بل۔"

مصروف سے انداز میں کہا گیا۔

"ویٹر کے ساتھ بل کی آواز بھی لگا دیتا۔"

وہ خود سے بڑبڑاتی واپس بل لینے چلی گئی۔

"یور بل سر۔"

عروج نے بل لا کر ٹیبل پر رکھا۔ بل پے کر کے زین اپنی گینگ کے ساتھ اٹھا۔ عروج پیسے لیکر واپس جانے لگی جب زین کی آواز پر رکی۔

"میں تو کچھ بھول ہی گیا۔"

چہرے پر مسکراہٹ سجائے زین اس کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا۔ عروج نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔ زین نے جیکٹ کی جیب سے پچاس کا ایک نوٹ نکال کر اس کی اور بڑھایا۔

"تمہاری ٹپ۔"

"نو تھنکس سر میں ٹپ نہیں لیتی۔"

بہت ضبط سے اس نے یہ جملہ کہا۔

"اگر تمہیں کم لگ رہی ہے تو بتا دو میں زیادہ دے دیتا ہوں؟"

زین نے تھوڑا آگے کو جھکتے بہ ظاہر مسکرا کر کہا مگر اس کی آنکھوں میں غرور صاف جھلک رہا تھا۔

"میں نے کہا نہ سر میں ٹپ نہیں لیتی۔"

اس بار وہ چاہ کر بھی اپنا لہجہ نارمل نہ رکھ پائی۔

"ٹپ تو تمہیں لینی پڑے گی۔"

چیلنجنگ انداز میں کہتا وہ اسے سلگا گیا۔

"اگر نہیں لی تو کیا کرینگے؟"

وہ غرائی تھی۔

NOVEL HUT

میں تمہارے مینجر کو بلا کر کہوں گا تم نے میرے ساتھ بد تمیزی کی ہے اور آئی ایم شیور کے وہ ایک دو ٹکے کی ویٹر کی "بات تو نہیں سنے گا۔"

زین اپنی بات کے آخر میں مسکرایا تھا۔

عروج اس کی بات پر زرد پڑ گئی یہ جاب اس کی ضرورت تھی وہ اسے کھونا نہیں چاہتی تھی اور یہ بھی سچ تھا اس نے آج تک کسی سے ٹپ نہیں لی تھی۔ کانپتے ہاتھوں سے اس نے پچاس کا نوٹ تھاما۔ ہتک سے اس کا چہرہ لال پڑ گیا۔

"گڈ گرل۔"

وہ مسکرایا۔ آنکھوں پر گلاسس لگائے زین اس کے کان کے قریب جھکا۔

"سی یو ٹو مورو۔"

چبا کر کہتا وہ رکا نہیں۔ عروج وہی سن کھڑی رہ گئی۔ اپنے آنسوں روکنے کی ناکام کوشش کرتی وہ وہاں سے سیدھا اسٹور روم میں آئی۔ آنسوں اس کے گال بگو رہے تھے۔

NOVEL HUT

اتنی ذلت؟ کیا تھی وہ اور کیا ہو گئی تھی۔"

آنسو پل پل ابل کر باہر گر رہے تھے۔ اچانک عروج کو اپنا سانس رکتا محسوس ہوا۔ یہی تو ملا تھا اسے مخلصی کا سلا۔ کانپے ہاتھوں سے اس نے بیگ سے انہلر نکال کر استعمال کیا۔ دل میں درد سا اٹھ رہا تھا کافی دیر لمبے لمبے سانس لیتے عروج نے خود کو کمپوز کیا۔ چند لمحے یونہی بے وجہ انہلر کو دیکھتے ایک تلخ مسکراہٹ نے اس کے لبوں کا اثاثہ کیا تھا ***

(ماضی)

آئی کانٹ بلیو کے تمہارے ڈیڈ نے تمہیں پاکستان جانے کی

"دے دی؟

جب سے سڈ کو پتا چلا تھا تب سے اس کی سوئی وہی اٹکی تھی۔

"تم نے کیا مجھے کوئی معمولی چیز سمجھا ہے اپنا بھی ایک سٹینڈرڈ ہے۔"

راہول نے فرضی کالر جھاڑے جبکہ یہ صرف وہی جانتا تھا کے کتنے گھنٹوں کی بحث کے بعد بھی جب اسے اجازت نہیں ملی تب راہول نے اپنے ڈیڈ کو گھر چھوڑنے کی دھمکی دی تھی۔ جس کو سنتے اس کے ڈیڈ خاموش ہو گئے پر دوستوں کے آگے نمبر بھی بنانے تھے اسی لئے وہ لمبی لمبی پھینک رہا تھا۔ اس وقت سب میر مینشن میں موجود تھے سب کی پیکنگ

مکمّل ہو چکی تھی۔ تھوڑی دیر میں ہی ان کی پاکستان کی فلائٹ تھی۔ سب کے ساتھ ان کا سامان بھی وہی موجود تھا۔ سب ہی لاؤنج میں بیٹھے گپے لڑا رہے تھے جب رضا میر کے ساتھ سعدیہ بی بھی وہی آ گئی۔

"بابا آپ بھی چلتے نہ ہمارے ساتھ؟"

عروج نے لاڈ سے کہا۔

"نہیں بیٹا آج کل آفس میں بہت کام ہے ورنہ کبھی بھی تمہیں اکیلے نہیں بھیجتا۔"

رضا میر نے پیار سے اسے ساتھ لگائے کہا۔

"دادی آپ تو ساتھ چلتی؟"

عروج نے سعدیہ بی کی طرف دیکھتے ایک اور کوشش کی۔

ارے نہیں بیٹا میری"

"ہڈیوں میں اتنی جان کہا جو میں سفر کروں۔

سعدیہ بی کی بات پر عروج نے منہ پھلا لیا۔ اس کا چہرہ دیکھ سب نے قہقہہ لگایا۔

"ارے میری بچی تو خفا ہو گئی۔"

رضا میر نے عروج کے پھولے گالوں پر پیار کرتے کہا۔

"انکل یہ تو بس ناٹک ہے اندر سے بہت خوش ہے یہ آپ کے بغیر آزادی سے جو جا رہی ہے۔"

اکشے نے رضا میر کے کان میں سرگوشی کی مگر آواز سب بہ خوبی سن سکتے تھے۔

"سچی میں۔"

رضامیر نے بھی اسی کے انداز میں کہا۔

"ہاں نہ انکل یہ تو بس ڈرامے ہے اس کے۔"

اکشے نے خالص زنانیوں والے انداز میں کہا۔

"بابا۔"

عروج نے اکشے کو کڑے تیوروں سے گھورتے ناراضگی سے رضامیر کا بازو جھنجھوڑا جس پر سب کے قہقہے دوبارہ گونجے۔یونہی ہنسی مذاق میں وقت کا پتا ہی نہیں چلا۔سب سامان گاڑی میں پہلے ہی رکھوا دیا گیا تھا۔

"بابا۔"

عروج نم آنکھوں سے ان کے گلے لگی کھڑی تھی۔رضامیر کا دل بھی انہیں اکیلا بھیجنے کا نہیں تھا مگر بی جان سے وعدہ جو کر چکے تھے۔رضامیر سے ملتی وہ سعدیہ بی کے گلے لگی۔سعدیہ بی نے اسے ڈھیروں دعائیں دی۔دونوں سے مل کر بوہجل دل سے وہ گاڑی میں بیٹھی۔چاروں پہلے ہی کار میں بیٹھ چکے تھے عروج کے بیٹھتے ہی گاڑی ایئرپورٹ کی اور روانہ ہوگئی۔رضامیر نے ایئرپورٹ تک ساتھ چلنے کا کہا تھا مگر سب نے منع کر دیا۔

"اف یار کچھ دنوں کے لئے پاکستان جا رہی ہو اور اداس تو ایسے ہو جیسے ابھی ابھی تمہاری ڈولی اٹھی ہو۔"

ٹینا نے اسے اداس دیکھ کہا۔باقی تینوں اس کی رونی صورت دیکھ ہنس دیے۔

"ہنس لو ہنس لو سب کے سب۔"

عروج خفا ہوتی بولی۔

"ہم ہیں نہ تمہارے ساتھ اداس کیوں ہوتی ہو؟"

ٹینا نے اسے گلے لگائے محبّت سے کہا۔ عروج نے بھی مسکرا کر اس کے گرد بازو باندھ دیے۔ اسلام آباد ائیر پورٹ پر پہنچتے ہی تازی ٹھنڈی ہوا نے ان کا استقبال کیا۔ پانچوں اپنی اپنی ٹرالیا گھسیٹے ائیر پورٹ کی حدود سے باہر نکل رہے تھے۔ نیا ملک نیا شہر سب کو ایک عجیب سا احساس ہو رہا تھا۔ آسمان پر چھائے بادل اور گیلی زمین اس بات کا پتا دے رہی تھی کے اسلام آباد میں تازہ تازہ بارش ہوئی ہے۔ پانچوں آس پاس نظریں دوڑائے چل رہے تھے جب عروج کی نظر ایک جانب پڑی۔

چاچو۔" عروج نے دور سے ہی چلا کر ہاتھ ہلایا۔ باقی چارو نے بھی اس کی نظروں کا تعقب کیا۔"

"اسلام و علیکم چاچو کیسے ہیں آپ؟"

عروج نزدیک پہنچتے ہی چہک کر بولی۔

"واعلیکم اسلام الحمد اللہ میں بلکل ٹھیک میری بیٹی کیسی ہے؟"

احد میر جو رضا میر کے بڑے بھائی تھے انہوں نے مسکرا کر اسے گلے لگائے پوچھا۔

"میں ٹھیک یہ میرے دوست ہیں۔"

عروج نے پیچھے شرماتے کھڑے چاروں کی اور اشارہ کیا۔ احد میر مسکرا کر سب کے گلے لگے ٹینا کے سر پر انہوں نے شفقت بھرا ہاتھ رکھا۔ سلام دعا کے بعد گاڑی افضل ولا کی طرف روانہ ہو گئی۔ ائیر پورٹ سے نکل کر گاڑی اسلام آباد کے صاف شفاف روڑ پر دوڑ رہی تھی۔ ہلکی پھلکی گفتگو کے ساتھ سب ہی باہر دیکھنے میں مگن تھے۔ عروج بھی شیشے سے سر ٹکائے ہریالی بھرے پہاڑوں کو دیکھ رہی تھی۔ سالوں بعد اپنے ملک میں آ کر اسے ایک عجیب سی خوشی محسوس ہوئی۔ گاڑی ایک خوبصورت ولا کے آگے رکی۔ پانچوں گاڑی سے نکل کر ستائش بھری نظروں سے گھر کو دیکھ رہے

تھے جسے یقیناً ان کے آنے کی خوشی میں ہی کسی دلہن کی طرح سجایا گیا تھا۔ آس پاس کے کچھ لوگ بھی اپنے گھروں کی چھتوں پر کھڑے انہیں دیکھ رہے تھے۔ پانچوں کو کسی فلم سٹار کی طرح وائب آئی۔ عروج نم آنکھوں سے بی جان کے گلے لگی۔

"کیسی ہے میری بچی؟"

بی جان نے محبّت سے چور لہجے میں پوچھا۔

"ٹھیک ہوں بی جان آپ کیسی ہیں؟"

عروج نے بمشکل اپنے آنسوؤں پر قابو پاتے پوچھا۔

"تمھیں دیکھ لیا میری عمر بڑھ گئی۔"

بی جان نے مسکرا کر کہتے اسے خود سے الگ کیا جب ان کی نظر پیچھے جھینپے کھڑے تینوں پر پڑی۔

"یہ میرے دوست ہیں۔"

عروج نے ان کی نظروں کے تعقب میں دیکھا۔ بی جان نے آگے بڑھ کر سب کے سر پر شفقت بھرا ہاتھ پھیرا۔ الیک سلیک کے بعد سب اندر آئے گھر کو اندر سے بھی اتنی ہی خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔ کافی دیر چائے کے ساتھ دیگر لوازمات کا دور چلا۔ سب فلائٹ میں ہی کھانا کھا چکے تھے اسی لئے کسی کو بھی بھوک نہیں تھی۔ کافی دیر کی گپ شپ کے بعد پانچوں کو ان کے کمروں میں پہنچا دیا گیا ****

"گائز سب کتنے اچھے ہیں۔"

ٹینا نے چہک کر کہا۔

"رضا انکل کی فیملی ہے ان کے جیسی ہی ہو گی نہ۔"

اکشے نے بھی تعریفی لفظ کہے۔ چاروں کو رضا میر کی فیملی بہت پسند آئی تھی۔ اس وقت پانچوں ٹینا اور عروج کے کمرے میں موجود باتوں میں مصروف تھے جب ملازمہ نے ڈنر کا آکر کہا۔ پانچوں ایک ساتھ ڈنر ٹیبل پر پہنچے۔

اسلام و علیکم۔" عروج نے بلند آواز سلام کیا اور کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی باقی چاروں نے بھی اس کی تقلید کی۔ پاکستانی" کھانے دیکھ ان کی بھوک جاگی۔ سوائے عروج کے چاروں شرمائے شرمائے سے کھانا کھا رہے تھے۔ پاکستانی کھانے چاروں کو بہت پسند آئے۔ سب خاموشی سے کھانا کھا رہے تھے جب بی جان کی آواز نے خاموشی کو توڑا۔

دیکھو بچوں جس طرح عروج اس گھر کی فرد ہے اسی طرح یہ گھر آپ کا بھی ہے آپ سب بھی اس گھر کے فرد ہیں"

"اسی لئے بنا جھجکے اور شرمائے کھانا کھاؤ۔

بی جان کی جتنی بات انہیں سمجھ آئی اسی پر چاروں نے سر ہلا دیا۔

"کیا بات ہے بیٹا آپ کھانا کیوں نہیں کھا رہی؟"

ٹینا جو شرمائی سی سوچ رہی تھی کے اگلی ڈش کونسی ٹرائی کرے نبیلہ (احد میر کی زوجہ) کی بات پر بوکھلا گئی۔

"و۔۔۔ہ میں۔"

اس سے پہلے وہ کچھ بولتی سڈ جو بی جان کی بات پر اپنی ساری شرم کو بائے بائے کر چکا تھا فورن سے بولا۔

آنٹی ایکچولی ٹینا کو کھانے کے ساتھ لیگ پیس بہت پسند ہیں جس کھانے کے ساتھ لیگ پیس نہ ہو وہ ٹینا سے کھایا ہی"

"نہیں جاتا۔

سڈ نے مسکرا کر کہا۔ ٹینا جو پہلے ہی بوکھلائی بیٹھی تھی سڈ کی بات پر زور زور سے کھانسنے لگی۔

"ارے کیا ہوا بچی کو پانی دو جلدی۔"

بی جان نے پریشانی سے کہا۔ نبیلہ نے فورن ٹینا کو پانی کا گلاس تھمایا جو وہ ایک ہی سانس میں گٹک گئی۔ سڈ اس کی حالت سے لطف اندوز ہوتا مزے سے کھانا کھا رہا تھا۔ ٹینا کچھ شرمندہ سی ہوگئی۔ راہول اور اکشے نے بمشکل اپنی ہنسی کا گلہ گھونٹا جبکہ عروج فکرمند سی اس کی پیٹھ سہلا رہی تھی۔ ٹینا کا چہرہ خفت سے سرخ پڑ گیا۔

"کوئی بات نہیں بیٹا ایسا ہوتا رہتا ہے آپ کھانا کھاؤ۔"

احد میر نے نرمی سے کہا جس پر ٹینا سر ہلاتی کھانا کھانے لگی۔ لیکن سڈ کو خون خوار نظروں سے گھورنا نہیں بھولی تھی

***

"میں تمہارا سر پھاڑ دونگی کمینے انسان۔"

ٹینا غصّے سے کہتی اس پر جھپٹی مگر سڈ اپنا بچاؤ کرتا سائیڈ پر ہوگیا۔

"؟ اب کہا بھاگ رہے ہو تم نے سب کے سامنے میری انسلٹ کر دی ہاؤ ڈیر یو"

ٹینا غصّے سے پاگل ہوتی مسلسل سڈ کو پکڑنے کی کوشش کر رہی تھی جو کے ہاتھ ہی نہیں آ رہا تھا۔ سارا کمرہ تہس نہس ہو چکا تھا کمرے کی ہر چیز بکھری پڑی تھی۔ اکشے ایک طرف صوفے پر بیٹھا سارے سین سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔

"آؤ پہلے پکڑ تو لو پھر سر بھی پھاڑ لینا۔"

سڈ اسے چڑھاتا مزید سلگا رہا تھا۔ جو بھی چیز ٹینا کے ہاتھ میں آتی وہ سڈ کو مارتی مگر سڈ کسی نہ کسی طرح اپنا بچاؤ کر ہی لیتا۔ عروج اس وقت بی جان کے کمرے میں بیٹھی پرانی باتیں یاد کر رہی تھی جبکہ راہول لون میں کھڑا فون پر بات کرتا کسی کو منانے کی کوشش کر رہا تھا۔ کافی دیر کی مشقت کے بعد بھی جب سڈ ہاتھ نہیں آیا تو ٹینا تھک کر وہی بیڈ پر

بیٹھ گئی۔ ٹینا کو بیٹھتا دیکھ سڈ بھی سکون کا سانس لیتا اکشے کے ساتھ ہی صوفے پر ڈھیر ہو گیا۔ ٹینا لمبے لمبے سانس لیتی خود کو کمپوس کر رہی تھی جب اس کی نظر اپنی ہیل والی جوتی پر پڑی ایک شیطانی مسکراہٹ نے اس کے لبوں کا اثاثہ کیا۔ سڈ بیچارہ جو ابھی اپنی سانس بحال کر ہی رہا تھا ٹینا کو دیکھ اچھل کر صوفے کے ہوا۔

"ٹینا نو نو نو۔"

ٹینا کے ہاتھ میں ہیل دیکھ سڈ نو نو کا راگ جپنے لگا۔ اکشے جو ان کے بیٹھتے ہی سمجھا سارا کھیل ختم ایک بار پھر آنکھوں میں چمک لئے سارا منظر دیکھنے لگا۔

"ٹینا مذاق اپنی جگہ پر یہ نہیں پلیز۔"

سڈ ملتجی ہوا۔

"مذاق؟ جو تم نے کیا وہ مذاق تھا؟"

ٹینا پھنکاری۔

"ٹینا چھوڑنا مت۔"

اکشے صوفے پر اچھلتا اسے مزید جوش دلا رہا تھا۔

"تو چپ کر میرے باپ کیوں میری جان کا دشمن بنا ہوا ہے؟"

سڈ نے چبا کر کہا۔ اس کی نظر ٹینا کے ہاتھ میں پکڑی ہیل پر تھی۔ ٹینا نے پوری قوت سے ہیل گما کر سڈ کو ماری سڈ بروقت نیچے جھکا اور ہیل پیچھے رکھے ایک خوبصورت شو پیس پر لگی۔ شو پیس جو تا لگتے ہی نیچے گرا اور ٹک کی آواز سے دو ٹکرو میں بٹ گیا۔ تینوں جہاں تھے وہی جم گئے۔ کمرے میں ایک دم سکوت چھا گیا۔

"یہ کیا کیا تم لوگوں نے ؟"

دونوں کے سکتے کو اکشے کی آواز نے توڑا۔

"میں نے نہیں اس نے۔"

سڈ نے فورن انگلی ٹینا کی اور موڑی۔

"میں تو تمھیں مار رہی تھی تمہاری غلطی ہے۔"

ٹینا ہکلاتی سارا الزام اس پر ڈال گئی۔

"تم دونوں نے ہی کیا ہے۔"

سڈ کو منہ کھولتا دیکھ اکشے نے مزے سے کہا۔ کیونکہ دونوں کی صورت دیکھنے لائک تھی۔

"؟ اب کیا کریں"

سڈ پریشان سا بولتا صوفے پر بیٹھ گیا۔

"۔ کرنا کیا ہے عروج کو بتا دو تم دونوں نے یہ شوپیس توڑ دیا ہے باقی کیسے توڑا وہ میں بتا دونگا"

اکشے مزے سے کہتا دونوں کی شکل دیکھنے لگا۔

"نہیں وہ کیا سوچے گی کے پہلے ہی دن ان کا نقصان کر دیا؟"

ٹینا بھی فکرمندی سے کہتی وہی صوفے پر گرنے کے انداز میں بیٹھ گئی۔

"تو کیا دوسرے دن نقصان کرنا تھا؟"

اکشے انہیں زچ کرتا بولا۔

"اکشے یار چپ کر جاؤ پہلے کی ٹینشن ہو گئی ہے۔"

سڈ اس کی بات پر پیشانی مسلتا غصّے سے بولا۔

"ہاں تو کس نے کہا تھا یہ سب کرو؟ اور اب جب کر دیا ہے تو بھگتو بھی۔"

"""اچھا اب یہ سوچو اس شو پیس کا کیا کرنا ہے؟"

ٹینا نے پریشانی سے کہا۔

"تم نے توڑا ہے تم ہی سوچو۔

اکشے نے صاف ہاتھ جھاڑتے کہا۔

"۔ اکشے تم میرے پیارے فرینڈ ہونا پلیز میری ہیلپ کرو کوئی آئیڈیا دو"

ٹینا مسکہ لگاتی بولی۔

"؟ ارے واہ جب کام ہو تو دوست اور وہ بھی پیارا اور جب کام ختم تو ہم آپ کے ہے کون

اکشے نے حیرت سے کہا۔

"اکشے پلیز۔"

ٹینا رنجیدہ ہوئی۔

"اوکے اوکے کچھ سوچتا ہوں۔

اکشے نے اس کی رونی صورت دیکھ ہتھیار ڈالے۔

کافی دیر کمرے میں خاموشی چھائی رہی۔

ٹینا انگلیاں آپس میں پھسائے پریشان سی بیٹھی تھی سڈ بھی تھوڑا فکر مند تھا۔ عروج کے سامنے دونوں شرمندہ نہیں ہونا چاہتے تھے۔

"ایک آئیڈیا ہے۔"

اکشے نے چٹکی بجاتے خاموشی کو توڑا۔

"کیا آئیڈیا ہے؟"

دونوں کی آواز ایک ساتھ آئی۔

"ادھر آؤ۔"

اکشے نے ہاتھ کے اشارے سے دونوں کو پاس بلایا۔

تینوں آپس میں سر جوڑے بیٹھے تھے۔

"اس ٹوٹے شوپیس کو بیگ میں ڈالو اور موقع ملتے ہی ٹھکانے لگا دینا۔"

اکشے نے پراسرار انداز میں سرگوشی کی جیسے کوئی شوپیس نہیں ٹوٹا خدانخواستہ کوئی قتل ہو گیا ہو۔

"پاگل ہو اگر کسی نے پوچھ لیا تو؟"

سڈ کو اس کا آئیڈیا پسند نہیں آیا۔

"ارے کون پوچھے گا اور ویسے بھی اس گھر میں اتنے شوپیس ہیں کسی ایک کا نہ ہونا کون محسوس کریگا؟"

اکشے نے پتے کی بات کی۔

"یہ محسوس کیا ہوتا ہے؟"

سڈ نے نہ سمجھی سے کہا

جس پر دونوں نے اپنا ماتھا پیٹا۔

"کب تمھیں اردو سمجھ آئیگی؟"

ٹینا زچ ہوتی بولی۔

"تم لوگوں کو تو جیسے بہت آتی ہے۔"

سڈ نے ناک چڑہائے کہا۔

یہ سچ تھا اردو سوائے عروج کے کسی کو بھی اردو نہیں آتی تھی۔ ٹینا اکشے اور راہول پھر بھی معمولی سی سمجھ لیتے مگر سڈ اردو میں بلکل ہی فیل تھا۔

"اکشے اگر کوئی مسلہ ہو گیا تو؟

ٹینا نے بات بدلتے کہا۔

"۔ تو پھر خود ہی کوئی آئیڈیا ڈھونڈو ورنہ عروج کو بتا دو

اکشے نے جھنجھلا کر کہا۔

اس کی بات پر ٹینا نے اپنے لب کاٹے۔

کافی دیر کی خاموشی کے بعد ٹینا نے کچھ سوچ کر ٹوٹے شوپیس کو اٹھا کر اپنے بیگ میں رکھے کپڑوں کے نیچے ٹھونس دیا۔

اپنا کام نپٹا کر ٹینا ایک لمبا سانس لیتی بیڈ پر بیٹھ گئی۔

چند لمحوں کی خاموشی کے بعد تینوں کی نظریں ملی۔ یک دم خاموشی کو چیرتے تینوں کے قہقہے گونجنے لگے۔

* * * * یقیناً آج کا دن ان کی زندگی کے یادگار دنوں میں گنا جانا تھا

(حال)

پچھلے کچھ دنوں سے ان کی یہی روٹین تھی۔ عروج جب بھی ہوٹل جاتی سامنے پہلے ہی زین اپنی گینگ کے ساتھ موجود ہوتا۔ ہوسٹل میں بھی اس۔ کی روم میٹ کی جگہ ایک نئی لڑکی آئی تھی جو زین کی گینگ کی ہی ایک لڑکی تھی۔ عروج اسے دل ہی دل میں لعنت ملامت کرتی رہتی۔ جب تک اس سمیت اس کی گینگ ہوٹل میں ہوتی پورے ہوٹل میں ویٹر ویٹر کی آوازیں گونجتی رہتی۔ ہوٹل کے مینیجر سمیت باقی ورکرز نے بھی انہیں نوٹ کیا تھا۔ کام سے جب وہ واپس گھر آتی وہاں الگ اس کا جینا حرام ہوتا تھا۔ جینی کو خاص زین نے عروج کا جینا مشکل بنانے کے لئے ہی وہاں بھیجا تھا۔ جینی کی زیادہ تر چیزے عروج کے سنگل بیڈ پر بکھری ہوتی۔ جب عروج سونے کے لئے لیٹتی جینی روم کی لائٹ آن کر دیتی نہیں تو میوزک لگا کر اسے ڈسٹرب کرتی۔ عروج کو پہلے ہی نیند کم آتی تھی اور جو آتی وہ بھی جینی تباہ کر دیتی تھی۔ جب بھی عروج کالج جانے کے لئے تیار ہوتی تو کبھی اس کے کپڑے جلے ملتے کبھی بکس غائب ہوتی کبھی نوٹس پر انک گری ملتی۔ کئی بار عروج نے جینی کو تنبیہ کیا مگر وہ پھر بھی باز نہیں آئی۔ آخر تھک ہار کر اس نے ہوسٹل چھوڑنے کا فیصلہ کیا۔ ایک دن کام سے آتے وقت وہ اپنے ساتھ ڈھیر ساری اخبار لے آئی۔ جینی سے چھپ چھپا کر عروج نے کئی گھر اور فلیٹ دیکھے مگر کوئی کالج سے خاصہ دور تو کوئی اس کے بجٹ سے باہر ہوتے۔ آخر کئی دنوں کی محنت کے بعد اسے ایک فلیٹ ملا عروج نے سکون کا سانس لیتے وہاں جانے کا پروگرام بنایا۔ اگلے دن اخبار سے ایڈریس لیتی وہ اسی جگہ پہنچی۔ عروج نے دروازے پر دستک دیتے آس پاس دیکھا جہاں راہداری بلکل خالی تھی۔ چند لمحے بعد ہی ایک چالیس پینتالیس سالہ خوبصورت عورت نے دروازہ کھولا۔

"اسلام و علیکم۔"

!دروازہ کھلتے ہی اس نے تیزی سے سلام کیا مگر اگلے ہی پل وہ ٹھٹھکی

!سامنے کھڑی عورت کو دیکھ ایک پل کے لئے اسے لگا اس نے اس عورت کو کہیں دیکھا ہے

"۔ واعلیکم السلام"

اس کی آواز بھی اس کی طرح خوبصورت تھی۔ عورت کی آواز پر عروج سوچوں سے باہر نکلی۔ عروج اپنے دماغ میں آئی سوچ کو جھٹکتی مسکرائی۔ یہ جان کر کے وہ عورت مسلمان ہے عروج کو خوشی ہوئی تھی۔

"میرا نام عروج ہے اخبار میں دیکھا تھا آپ یہ فلیٹ شیئر کرنا چاہتی ہیں سوری میں بنا اطلاع دیے ہی آ گئی۔"

عروج تھوڑی شرمندہ ہوئی۔

"آؤ اندر آؤ۔"

عورت نے مسکرا کر اسے راستہ دیا۔ عروج جھجھکتی اندر آئی۔ فلیٹ اندر سے کافی خوبصورت تھا۔ عروج جھجھکتی لاؤنج میں رکھے صوفے پر بیٹھ گئی۔

"کیا لینگی آپ چائے کافی؟"

عورت نے مسکرا کر پوچھا۔

"نو تھنکس اس کی ضرورت نہیں ہے۔"

عروج بلاوجہ ہی نروس ہو رہی تھی۔

آپ بیٹھے میں کافی لیکر آتی ہوں۔ عورت اس کی بات نظر انداز کرتی بنا اس کی سنے کچن میں چلی گئی۔ عروج انگلیاں" آپس میں پھسائے پورے فلیٹ کا جائزہ لینے لگی۔ فلیٹ زیادہ بڑا نہیں تھا مگر خوبصورت تھا۔ ہر چیز سلیکے سے اپنی جگہ پر تھی۔ فلیٹ پر ایک نظر ڈالتے ہی عروج کو اندازہ ہو گیا تھا کے عورت کافی نفاست پسند ہے۔

"یا اللہ یہاکام بن جائے۔"

عروج دل ہی دل میں دعا گو تھی جب عورت ہاتھ میں ٹرے پکڑے کچن سے باہر آئی۔ میرا نام عدن کریم ہے اور میں "یہاں پاس ہی کے ایک اسلامک کالج میں لیکچرار ہوں۔

عدن نے ٹرے ٹیبل پر رکھتے مسکرا کر کہا۔ عروج صرف سر ہلا کر رہ گئی۔

"آپ لے نہ کچھ۔"

عدن نے ٹرے کی طرف اشارہ کیا۔

"یہ عورت کافی میزبان بھی ہے۔"

عروج نے ٹرے پر نظریں دوڑائے سوچا۔ جہاں دو کپ کافی کے ساتھ دیگر لوازمات تھے۔ عروج نے جھجھکتے ایک کپ اٹھالیا۔ کافی پر نظریں ٹکائے کئی یادیں اس کے گرد منڈلائی۔

"آپ یہاں اکیلی رہتی ہیں؟"

اپنا دھیان بھٹکانے کے لئے اس نے سلسلا کلام جوڑا۔

جی میں یہاں اکیلی ہی رہتی ہوں انفیکٹ میں یہ فلیٹ بھی اسی لئے شیئر کرنا چاہتی ہوں تاکہ میری تنہائی بھی کم" "ہو جائے اور کسی ضرورت مند کی مدد بھی۔

عدن نے سادہ سے انداز میں کہہ کر کافی کا کپ اٹھالیا۔

" تبھی اس فلیٹ کا کرایا اتنا کم ہے۔"

عروج نے دل میں سوچتے کافی کا کڑوا گھونٹ بھرا۔ ساتھ ہی اسے عدن بھی کافی اچھی لگی تھی سب سے اچھی بات وہ عروج سے اردو میں بات کر رہی تھی۔

" آپ ابھی کہاں رہتی ہیں۔"

"میں یہاں پاس کے ہی ایک کالج میں پڑھتی ہوں اور وہی کے ایک ہوسٹل میں رہتی ہوں۔

"تو پھر فلیٹ شیئر کرنے کی کیا ضرورت جبکہ آپ پہلے ہی ہوسٹل میں رہتی ہیں ؟"

عدن نے تعجب سے پوچھا۔

ایکچوئلی میں اسٹڈی کے ساتھ جاب بھی کرتی ہوں اسی لئے تھوڑی مشکل ہوتی ہے میری جاب ٹائمنگ اور ہوسٹل "ٹائمنگ الگ ہے۔

" عروج نے بیچ کی بات چھپا کر کہا۔" آئی انڈرسٹینڈ میں سمجھ سکتی ہوں ویسے آپ کی فیملی کہاہیں ؟

عدن نے خالی کپ ٹیبل پر رکھتے پوچھا۔

"میری کوئی فیملی نہیں ہے۔

عروج نے اتنی آہستہ کہا عدن بمشکل ہی سن پائی۔

"مجھے بہت افسوس ہوا سن کر۔

عدن افسردہ سی بولی۔

NOVEL HUT

عروج زبردستی مسکرائی۔

"اوکے تو آپ یہاں جب چاہے شفٹ ہو سکتی ہیں؟

عدن کو عروج سے ہمدردی محسوس ہوئی۔

"تھینک یو۔"

عروج نے خوشی سے کہا۔

"میں کرایا وقت دیا کرونگی اور پوری کوشش کرونگی آپ کو کسی شکایت کا موقع نہ دوں۔

۔ عروج نے فورن کہا کے گویا اسے خدشہ ہو کہیں عدن منع ہی نہ کردے

کرائے کا کوئی مسلا نہیں ہے مگر ایک بات ہمیشہ یاد رکھنا مجھے جھوٹ بولنے والے لوگ بلکل پسند نہیں ہے اور مجھے "

"یقین ہے آپ مخلص رہیں گی۔

بہ ظاہر نرمی سے کہتی وہ عروج کو بہت کچھ باور کروا گئی تھی۔

"جی۔""

عروج زبردستی مسکرائی۔

"آپ نے کافی کے ساتھ کچھ لیا ہی نہیں؟

عروج کے خالی کپ ٹیبل پر رکھتے ہی عدن نے کہا۔

"نہیں بہت شکریہ اب میں چلتی ہوں۔

عروج اپنا بیگ سنبھالتی اٹھی۔

NOVEL HUT

عدن اسے دروازے تک چھوڑنے آئی تھی۔

لفٹ میں داخل ہوتے ہی عروج نے سکون کا سانس خارج کیا۔زین کے ٹارچر سے جان چھوٹنے کا سوچ کر ہی وہ پر سکون ہوگئی تھی۔بنا یہ جانے انسان چاہے جتنی بھی کوشش کرلے اپنے سائے سے پیچھا چھوڑانے کی نہیں چھوڑا سکتا اور زین عباسی بھی اس کے ساتھ تاعمر سائے کی طرح چمٹنے والا تھا ***

(ماضی)

"استغفراللہ ٹینا تم ایسے کپڑے پہنو گی یہاں؟ تمھیں پتہ ہے نہ پاکستان میں ایسے کپڑے نہیں پہنتے؟"

ٹینا کی ٹاپ اور ویسٹرن ڈریسز دیکھ عروج نے بے اختیار کانوں کو ہاتھ لگائے کہا۔

"یار میرے پاس ایسے ہی کپڑے تھے اسی لئے یہی ساتھ لے آئی۔"

ٹینا تھوڑا شرمندہ ہوتی بولی۔

اچھا ایک کام کرتے ہیں تم ریڈی ہو جاؤ ہم شاپنگ پر چلتے ہیں میں ان تینوں کو بھی بتا کر آتی ہوں اور ہاں میرے "کپڑوں میں سے کوئی کپڑے پہن لینا اوکے؟"

عروج اسے ہدایت کرتی بنا اس کی سنے کمرے سے نکل گئی۔عروج انہیں اسلام آباد کے سینٹورس مال میں لائی۔

واہ یار کتنا خوبصورت مال ہے۔ٹینا ستائش بھری نظروں سے مال کو دیکھی بولی۔"

"وہ تو ہے۔"

"راہول نے بھی اس کی تائید کی۔عروج انہیں لئے ایک دکان میں آئی۔اف میں تو بھول ہی گئی۔

عروج یک دم رکی۔

"کیا ہوا۔"

چاروں نے ایک ساتھ کہا۔

"ہمارے پاس تو انڈین کرنسی ہے۔"

عروج کی بات پر چاروں پریشان ہو گئے۔

"ایک کام کرو تم لوگ اپنی اپنی شاپنگ کرو تب تک میں جا کر بینک سے چینج کرواتی لاتی ہوں۔

عروج نے حل نکالا۔

"اوکے میں بھی چلتا ہوں تمہارے ساتھ۔

سڈ نے کہا۔

"نو سڈ تم لوگ یہی رہو میں یوں گئی اور یوں آئی۔

عروج نے چٹکی بجاتے کہا۔

"تمھیں راستے کا تو پتا ہے نا؟

"ڈونٹ وری گوگل ہے نہ۔

عروج موبائل دکھاتی مسکرائی۔

"سڈ تم اپنی نگرانی میں ٹینا کو کپڑے لیکر دینا کہیں پھر سے یہ لیگ پیس ٹائپ کپڑے نہ خرید لے۔

عروج نے شرارت سے کہا جبکہ ٹینا منہ پھلا گئی۔ عروج نے اس کے پھولے گالوں کو زور سے کھینچا۔

"اے جے کپڑے تو میں اسے لے دونگا مگر یہ نگرانی کیا ہوتا ہے؟"

سڈ نے نہ سمجھی سے عروج کو پوچھا۔

جو اس کی بات پر سر نفی میں ہلانے لگی۔

"سڈ کب تمہیں اردو کے چھوٹے چھوٹے لفظ سمجھ آئینگے ؟"

عروج نے جھنجھلا کر کہا۔ سڈ بتی سی دکھا کر سر کھو جانے لگا۔

"تم ٹینا پر نظر رکھنا اوکے ؟"

عروج نے آسان لفظوں میں کہا۔ سڈ نے سمجھ کر سر ہلا دیا۔

اوکے اب میں چلتی ہوں اور ہاں کچھ گرم کپڑوں بھی لینا تم سب۔ عروج کہتی دکان سے باہر نکل گئی جبکہ پیچھے سب" اپنی شاپنگ کرنے لگے۔ سڈ نے خاص ٹینا کو اپنی نگرانی میں کپڑے لیکر دیے۔ سب اپنی شوپنگ کمپلیٹ کر کے عروج کا انتظار کر رہے تھے۔

"ابے یار وہ دیکھوں۔"

اکشے نے ایک طرف اشارے کرتے حیرت سے کہا۔

سب کی نظریں ایک ساتھ اس جانب گھومی۔ جہاں کچھ لڑکیاں ویسٹرن ڈریسنگ کئے ان کے پاس سے گزری۔

"یہ پکّا انڈیا کی ہونگی نہیں تو کسی اور ملک کی پاکستان کی نہیں لگت۔"

سڈ نے اپنی رائے دی۔

"اے جے نے کہا تھا یہاں ایسے کپڑے نہیں پہنتے۔"

ٹینا نے عروج کی کہیں بات ان کے گوش گزاری۔

"مجھے بھی ایسا ہی لگتا ہے۔

راہول نے بھی اس کی ہاں میں ہاں ملائی۔پانچوں اس وقت خالص زنانیوں کی طرح سر سے سر جوڑے باتیں کر رہے تھے۔

"خیر جو بھی ہمیں کیا ہمارے پاس پہلے ہی ایک مس لیگ پیس ہے۔"

سڈ نے ٹینا کو چڑاتے کہا۔

"سڈ میں یہاں گھومے آئی ہوں میں نہیں چاہتی میری باقی کی زندگی جیل میں گزرے۔"

ٹینا نے دانت پستے اسے تنبیہ کیا۔

جس پر سڈ بتی سی دکھاتا خاموش ہو گیا۔پانچوں دکان میں بیٹھے ہی عروج کا انتظار کر رہے تھے۔

"کتنا ٹائم ہو گیا ہے اے جے ابھی تک نہیں آئی۔"

ٹینا نے جھنجھلا کر کہا۔

"جاتے وقت تو کہہ کر گئی تھی یوں گئی اور یوں آئی۔"

سڈ نے چٹکی بجاتے اس کی نقل اتاری جب انہیں عروج آتی دکھائی دی۔

"سوری گائز لیٹ ہو گئی۔"

"عروج پاس آتی عجلت میں بولی۔"کہاں گئی تھی یار؟ کتنی دیر سے ہم ویٹ کر رہے ہیں۔

ٹینا نے منہ بسور کر کہا۔

"سو سوری تم لوگ بتاؤ شاپنگ کمپلیٹ ہو گئی تمہاری؟

"ہاں سب ہو گیا ہے بس تمہارا ہی ویٹ تھا۔

"اچھا راہول یہ پیمنٹ کر دو۔

عروج نے پیسے راہول کی اور بڑھائے۔

"نو وے خود ہی کرو۔

راہول نے صاف انکار کیا۔

"کیوں؟

عروج نے حیرت سے پوچھا۔

"یار وہ کیا ہے نہ نیا ملک نئے لوگ بات کرنے میں۔

راہول نے کان کھوجاتے بات ادھوری چھوڑی۔

"او کے میں کر لیتی ہوں۔"

عروج مسکراتی پیمنٹ کرنے چلی گئی۔

"واہ مجھے یہاں دس باتیں سناتی اور تمھیں کچھ کہا ہی نہیں؟"

سڈ نے صدمے سے کہا۔ جس پر سب ہنس دیے۔ عروج نے اپنے لئے کچھ شوپنگ کی۔ شاپنگ سے فری ہو کر پانچوں ایک خوبصورت ریسٹورنٹ میں بیٹھے کھانا کھا رہے تھے۔

"اے جے پاکیستانی کھانا بہت مزے کا ہوتا ہے۔"

ٹینا نے پلاؤ کے ساتھ انصاف کرتے کہا۔

عروج مسکرا کر ان کی حرکتیں دیکھ رہی تھی جو ایک دوسرے سے پلاؤ چھیننے میں مصروف تھے۔

اگر تمھیں اپنی عزت کا خیال نہیں ہے تو میری عزت کا ہی کر لو یوں بھوکھوں کی طرح لڑنے سے اچھا ہے تم اور آرڈر "

" کر لو آس پاس کے لوگ کیا کہیں گے کے انڈینس میں ذرا مینرز نہیں ہوتی؟

اکشے تاسف سے سر ہلاتا ہولا۔

سب پلاؤ کو چھوڑ اسے دیکھنے لگے جو خود پلاؤ سے بھری پلیٹ آگے رکھے رغبت سے کھا رہا تھا۔

ایک تو تمہاری پہلے ہی کوئی عزت نہیں ہے اور دوسرا لوگوں کو کیا پتا ہم انڈیا سے آئے ہیں اور آخری بات جب تک "

" پلاؤ آئیگا تب تک سارا سواد مٹ جائیگا۔

راہول نے چٹکھارا بھرتے کہا۔

" صبر کر لو صبر کا پھل میٹھا ہوتا ہے۔

اکشے بوڑھے بزرگوں کی طرح بولا۔

" تم ایک کام کرو یہ پلیٹ مجھے دے دو اور خود دوسری آرڈر کر لو۔

راہول نے اس کے آگے سے پلیٹ اٹھاتے کہا۔

" اے اسٹاپ یہ میری ہے۔ "

اکشے نے پھرتی سے پلیٹ واپس کھینچی۔

" اسٹاپ اٹ گائز کیا ہو گیا ہے اور منگوا لو یوں جھگڑو تو مت۔ "

عروج نے ٹیبل پر گرے چاولوں پر نظریں گھمائے جھنجھلا کر کہا۔ جو اکشے کے پلیٹ کھینچنے پر گرے تھے۔

"اچھا منگوا دو ویٹ کر لیتے ہیں۔

ٹینا نے جتانے والے انداز میں کہا۔

عروج نے پلاؤ کا آرڈر کر کے انہیں دیکھا جو مسکین سی شکل بنائے انتظار میں بیٹھے تھے۔ عروج کے لب بے اختیار مسکراہٹ میں ڈھلے۔

"اے جے پاکستان میں کہا گھومار ہی ہو؟"

سڈ نے سرسری سا پوچھا۔

"یہ سرپرائز ہے۔"

عروج نے ٹیشو سے منہ صاف کرتے کہا۔

"؟ سرپرائز کیسا سرپرائز"

سرپرائز کے نام پر ٹینا کے چہرہ کھل اٹھا۔

"بتادیا تو سرپرائز کیسا؟"

عروج نے کہہ کر پانی کا گلاس منہ سے لگالیا۔ اتنی دیر میں ویٹر پلاؤ لے آیا۔ عروج کو چھوڑ چار و پلاؤ کھانے لگے عروج اپنا کھانا پہلے ہی کھا چکی تھی۔

"اے جے تمھیں پتا ہے ہم نے تھوڑی دیر پہلے مال میں کچھ لڑکیاں دیکھی جنھوں نے ویسٹرن ڈریسنگ کی تھی؟"

اکشے نے یاد آنے پر بتایا۔

"اچھا مجھے نہیں پتا۔

عروج نے انجان بنتے کہا۔ ورنہ اس نے بھی مال میں کچھ ایسی لڑکیاں دیکھی تھی جنہوں نے پاکستانی کلچر سے ہٹ کر ڈریسنگ کی تھی۔ "چھوڑو یار تم لوگ تو ایک ہی بات کے پیچھے پڑ گئے زمانہ ایڈوانس ہو گیا ہے۔

راہول نے بات ختم کرتے کہا۔ سب خاموشی سے کھانا کھانے لگے۔ واپس گھر جاتے انہیں رات ہو گئی۔ گھر جاتے ہی سب نے اپنے کمروں کی راہ لی۔

صبح عروج فریش ہو کر نیچے آئی جہاں صوفے پر بیٹھے شخص کو دیکھ اس کی چیخ نکل گئی۔

"آکاش بھائی۔"

آکاش نے سر اٹھا کر اسے دیکھا اور مسکرا دیا۔

"کیسی ہوں گڑیا؟"

آکاش نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔

"میں ٹھیک آپ کیسے ہیں کہاں تھے آپ آپ کو پتا ہے نہ میں نے آنا تھا پھر بھی آپ گھر نہیں آئے؟"

عروج ایک ہی سانس میں بولی۔

"ناراض کیوں ہوتی ہو گڑیا اب تو آ گیا نہ اور تمھیں تو پتا ہے فوجیوں کو چھٹی آسانی سے نہیں ملتی۔

آکاش نے وضاحت کرتے کہا۔

"اچھا ٹھیک ہے معاف کیا۔"

عروج نے جتانے والے انداز میں کہا۔ آکاش احد میر کا بیٹا تھا آخری بار جب عروج پاکستان آئی تھی تبھی اس کی آکاش سے کافی دوستی ہو گئی تھی۔ احد میر بھی وہی آ گئے۔ نبیلہ کچن میں اپنی نگرانی میں ناشتہ بنوا رہی تھی۔ بی جان اپنے

NOVEL HUT

کمرے میں تھی۔ عروج آکاش کے ساتھ بیٹھ کر آرمی کے متعلق سننے لگی جسے سن کبھی اس کے آنکھوں میں چمک آتی تو کبھی اس کے چہرے پر حیرانی کے آثار چھا جاتے۔

تبھی وہاں باقی چاروں بھی آ گئے۔

"بھائی یہ میرے دوست ہیں۔"

عروج آکاش کے قریب سے اٹھ کر ان کے پاس آ گئی۔

آکاش بھی چہرے پر سنجیدگی لئے ان کے قریب آ کر کھڑا ہوا۔

"ہیلو۔"

راہول نے مصافے کے لئے ہاتھ آگے بڑھایا۔

آکاش نے ایک سرسری نظر اس کے بڑھے ہاتھ پر ڈالی۔

"ہیلو۔"

جیبوں میں ہاتھ ڈالے آکاش نے سنجیدگی سے کہا۔

عروج جو مسکراتی کھڑی تھی یک پل میں اس کی مسکراہٹ سمٹی۔

احد بھی کچھ خجل ہوئے۔

راہول نے چہرہ سپاٹ بنائے ہاتھ واپس کھینچا اور خاموشی سے جا کر صوفے پر بیٹھ گیا۔ پیچھے چاروجولائن میں ملنے کے لئے کھڑے تھے شرافت سے راہول کے ساتھ ہی صوفے پر بیٹھ گئے۔

آکاش بھی ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے بیٹھا بہت سنجیدگی سے انہیں دیکھ رہا تھا۔

"تو آپ لوگ انڈیا سے آئے ہیں؟

چند لمحوں کی خاموشی کی بعد آکاش کی بھاری بھرکم آواز گونجی۔

"ہم ہی نہیں اے جے بھی انڈیا سے ہی آئی ہے۔"

راہول نے ایک نظر عروج پر ڈالتے اطمعنان سے کہا۔ عروج ہونق بنی کبھی آکاش اور کبھی راہول کا چہرہ دیکھ رہی تھی

"گڑیا تمھیں پورا یقین ہے یہ تمہارے دوست ہی ہیں؟

آکاش کے سوال پر عروج نے نہ سمجھی سے اسے دیکھا۔

"آکاش یہ کیسا سوال ہے؟"

احد میر نے آواز میں سختی لائے پوچھا۔

!بابا سرسری سا پوچھ رہا ہوں کیا پتا یہ جاسوس ہوں جو جاسوسی کرنے ہمارے ملک آئے ہوں"

آکاش نے مشکوک نظروں سے انہیں گھورا۔

چاروں ایک دوسرے کا چہرہ دیکھنے لگے۔

"بھائی یہ میرے دوست ہیں۔"

عروج کے حلق سے مری مری آواز نکلی۔

"گڑیا تم ابھی نہ سمجھ ہو دنیا کی چالاکیاں نہیں سمجھتی۔"

آکاش کی مشکوک نظریں چاروپر ٹکی تھی۔

"آکاش ہوش میں ہو گھر آئے مہمانوں کے ساتھ ایسا سلوک کرتے ہیں؟ تم اپنے اندر کے فوجی کو۔"

"انکل پوچھنے دے فوجی ہیں حق ہے ان کا۔"

راہول نے ان کی بات کاٹتے کہا۔

جس پر احد میر شرمندہ سے ہو کر خاموش ہو گئے۔

"کیا ثبوت ہے کے تم لوگ جاسوس نہیں ہو؟"

۔ آکاش دوبارہ اپنی بات کی طرف آیا

"ثبوت ڈھونڈنا آپ کی ڈیوٹی ہے۔

راہول نے طنزیہ کہا۔

جس پر آکاش کے چہرے پر سختی کے آثار نمودار ہوئے۔

"ایک پرائے ملک میں بیٹھ کر اسی ملک کے فوجی کے آگے ہمّت دکھا رہے ہو؟"

آکاش چل کر اس کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا۔

راہول بھی اس کے مقابل آیا۔

عروج رونی صورت لئے دونوں کو دیکھ رہی تھی۔ جب دونوں کا قہقہہ ایک ساتھ گونجا۔

سب ہونق بنے انہیں دیکھ رہے تھے۔

"ہم اپنے گھر اور ملک میں آئے لوگوں کی عزت کرتے ہیں۔"

آکاش نے راہول کو گلے لگائے کہا۔

NOVELHUT

"تم بھائی سے کب ملے؟"

عروج نے الجھن سے پوچھا۔

"کل رات جب تم سب لوگ اپنے کمروں میں تھے۔

راہول نے کندھے اچکائے مزے سے کہا۔

"شرم نہیں آتی ایسا مذاق کرتے؟"

عروج ٹھنکی پھر احتجاجاً بولی۔

"گڑیا یہ مذاق آپ کو ساری زندگی یاد رہیگا؟

جواب آکاش کی طرف سے آیا۔

جواب دے کر آکاش سڈ اور اکشے سے ملنے لگا ٹینا کے سر پر اس نے عروج کی طرح ہی ہاتھ رکھا۔احد میر مسکراتی آنکھوں سے سارا منظر دیکھ رہے تھے۔

ہلکی پھلکی گپ شپ میں سب بریک فاسٹ کر رہے تھے۔

ٹینا کے چہرہ دیکھ سڈ بار بار اپنی ہنسی کنٹرول کرنے کی کوشش رہا تھا جو اپنے سامنے پڑے لیگ پیس کی پلیٹ کو آنکھیں سیکڑتی گھور رہی تھی ساتھ ہی ایک ادھ گھوری سے سڈ کو بھی نوازتی۔

"بیٹا یہ ٹرائی کر کے دیکھو یہ یہاں کے فیمس کباب ہیں۔"

احد میر نے چپلی کباب کی پلیٹ سڈ کی اور بڑھائی۔

"شہربانی"

سڈ نے کہہ کر ٹرے تھامی۔

"جی بیٹا جی؟"

!احد میر نے نہ سمجھی سے کہا۔" شہر بانی

دوسری بار کہتا سڈ تھوڑا کنفیوز ہو گیا وہ سمجھ گیا تھا اس نے پھر سے غلط بول دیا ہے۔ سڈ نے مدد طلب نظروں سے عروج کو دیکھا جو اپنی ہنسی چھپانے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔ سڈ کی مدد طلب نظروں کو دیکھ عروج بھی سنجیدہ ہوئی چاہے کچھ بھی ہو وہ اپنے دوستوں کا مان رکھنا جانتی تھی۔

اس سے پہلے احد میر پھر سے نہ سمجھی کا اظہار کرتے عروج بول پڑی۔

"چاچو سڈ مینز مہربانی۔"

عروج نے آسان لفظوں میں سمجھایا۔

"جی جی مہربانی۔"

سڈ نے فورن عروج کے جملے کی تقلید کی۔

"مہربانی کیسی بیٹا آپ ٹرائی کرو؟"

احد میر نے اس کی شرمندگی دیکھتے کہا۔

"جی۔"

سڈ شرمندہ سا ہو گیا۔

وہاں پر بیٹھے سبھی نفوسوں نے بمشکل اپنی ہنسی چھپائی۔

سڈ کی نظر ٹینا پر پڑی جو اپنی ہنسی چھپانے کے لئے بار بار پانی کا گلاس منہ کو لگا رہی تھی۔

** سڈ نے بھسم کر دینے والی نظروں سے اسے گھورا جس پر ٹینا نے ایک آنکھ سے ونک کر کے اسے اور آگ لگائی تھی

ہاہاہاہا۔"

چاروں پیٹ پکڑ کر ہنس رہے تھے اور سڈ ایک طرف منہ بسورے بیٹھا انہیں گھور رہا تھا۔

"شہربانی انکل۔"

اکشے نے اس کی نکل اتاری۔

سڈ کچھ شرمندہ سا کچھ خفا سا بیٹھا انہیں دیکھ رہا تھا۔

"شکر کرو سڈ کہیں تم نے خربانی نہیں کہہ دیا "خربانی انکل۔"

عروج نے بھی اسے چڑھایا۔

چاروں ہنس ہنس کر لوٹ پھوٹ ہو رہے تھے۔

"خربانی چھوڑو کہیں اس نے شیروانی نہیں کہہ دیا ورنہ احد چاچو بھی سوچتے یہ یہاں گھومنے آیا ہے یا شادی کرنے۔

ٹینا کا چھت پھاڑ قہقہہ گونجا۔

سڈ نے خونخوار نظروں سے اسے گھورا سب میں اسے ٹینا ہی ہنستے ہوئے زہر لگ رہی تھی۔

میں نے کوئی جوک نہیں سنایا جو تم ایسے ہنس رہے ہو ایک لفظ ہی غلط ہوا ہے ایم کی جگہ ایس کہہ دیا اور وہ بھی منہ میں

" کھانا تھا اسی لئے ایسا ہوا۔

سڈ ڈھٹائی سے کہتا اپنی صفائی دینے لگا۔

NOVEL HUT

"تو تجھے کس نے کہا تھا اردو بولنے کو؟ ہندی میں ہی دھنیواد کر دیتا۔"

۔ راہول بمشکل اپنی ہنسی کے درمیان ہاتھ جوڑتا بولا۔ جس پر سب کی ہنسی مزید تیز ہو گئی

سڈ نے پاس پڑا کشن اٹھا کر راہول کو مارا جسے راہول نے بروقت کیچ کیا۔

"کل سب کے سامنے میری انسلٹ کی تھی آج خود کی ہو گئے پلیز آج کے بعد اردو کی ارتھی مت نکالنا۔"

ٹینا کی بات سڈ کو مزید سلگا گئی۔

"میں بولونگا اردو تمھیں اس سے کیا تم اپنے کام سے کام رکھوں مس لیگ پیس۔

سڈ بھی برابر کی کاروائی کرتا پیر پٹخ کر وہاں سے واک آؤٹ کر گیا۔

پیچھے ابھی بھی چاروں کے نہ رکنے والے قہقہے گونج رہے تھے۔

عروج بی جان کے کمرے میں بیٹھی ان سے باتیں کر رہی تھی جب یاد آنے پر اس نے بی جان سے پوچھا۔

"بی جان کیا پاکستان بھی اتنا ایڈوانس ہو گیا ہے کے یہاں کی عورتیں بھی بے حیائی والے کپڑے پہنتی ہیں؟"

بات پاکستان یا کسی اور ملک کی نہیں ہ بات حیا کی ہے اور جب حیا ختم ہو جائے تب ایمان کمزور ہوتا ہے اور جب ایمان"

"کمزور ہو تو ایک مسلمان کچھ بھی کر سکتا ہے۔

بی جان کی آواز میں افسوس تھا۔

"مطلب بی جان؟"

عروج نے نہ سمجھی سے انہیں دیکھا۔

ہمارے پیارے کریم صل اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے۔

جب تم میں حیانا رہے تو جو مرضی کرو۔

حیا ایمان کا بہت مضبوط حصّہ ہے اور اگر ایک مسلمان میں حیا ختم ہو جائے تو اس کا ایمان بھی کمزور پڑ جاتا ہے اسی لئے وہ گناہ کی طرف رجوع کرتا ہے اور جس مسلمان کا ایمان مضبوط ہو اور اس میں حیا ہو تو وہ کبھی بھی گناہ کی طرف راغب نہیں ہوتا۔ آج بھی بہت سی عورتیں ہیں جن میں حیا ہے وہ پردہ بھی کرتی ہے اور کچھ ایسی بھی ہیں جو پردہ نہیں کرتی مگر ان میں بھی حیا ہے اسلام میں پردہ کرنا چاہیے لیکن صرف چہرے کو چھپانا ہی پردہ نہیں ہے نظروں کا پردہ بھی ہوتا ہے اور کچھ منہ چھپا کر پردہ کرتی ہیں اور کچھ نظریں جھکا کر اور کچھ بے حیا ہوتی ہیں جو پردہ بھی نہیں کرتی اوپر سے بے حیائی پھیلاتی ہیں۔"

بی جان نے قدرے ٹھہرے کہا۔

جسے سمجھتے عروج کو افسوس کے ساتھ شرمندگی بھی ہوئی کیونکہ وہ بھی پردہ نہیں کرتی تھی۔

"اچھا بتاؤ اپنے دوستوں کو کہا لیکر جا رہی ہو؟"

بی جان نے اس کی پیشانی پر بوسہ دیتے پوچھا۔

"بی جان وہ میں نے سوچ لیا ہے ہم کل ہی یہاں سے نکلے گے۔"

عروج کہتے ساتھ انہیں آگے کا بتانے لگی ***

(حال)

ہوٹل سے دو دنوں کی چھٹی لیکر وہ اپنی پیکنگ کر رہی تھی آج ہی اس نے عدن کے ہاں شفٹ ہونا تھا۔

جینی روم میں نہیں تھی اور اسی موقعے کا فائدہ اٹھاتے عروج تیز تیز پیکنگ کر رہی تھی۔

NOVELHUT

کیب اس نے پہلے ہی بک کروالی تھی۔

پیکنگ کے نام پر چنداک کپڑے جوتے کتابیں اور چنداک اشیاء رکھتے اس نے اپنی پیکنگ کمپلیٹ کی۔

اپنا بیگ گھسیتے وہ باہر آئی راہداری معمول کی طرح خالی تھی۔

تیز تیز قدموں سے راہداری عبور کرتے عروج سیڑیوں تک پہنچی۔

سیڑیاں دیکھ اس نے دل ہی دل میں زین کو سو سلوتوں سے نوازا۔

اکھڑے سانس کے ساتھ عروج ہوسٹل سے باہر نکلی۔ اس کی خوش قسمتی کیب والا اس کے ساتھ ہی وہاں آکر رکا تھا۔

عروج نے بنا وقت گنوائے سامان کیب میں رکھا اور خود بھی بیٹھ کر اپنا سانس بحال کرنے لگی۔

عروج کے بیٹھتے ہی کیب آگے بڑھ گئی۔ کیب کے وہاں سے جاتے ہی ایک وجود پلر کی اوٹ سے نکل کر باہر آیا۔

** جینی نے جلدی جلدی زین کو کوئی میسج کیا تھا

عدن اسے اس کا کمرہ دکھا کر روم سے جا چکی تھی۔ عروج نے ایک سرسری نظر کمرے پر ڈالی کمرہ کافی خوبصورت تھا۔ عروج نے سارا سامان الماری میں سیٹ کیا اور ایک سرسری سی نظر کمرے پر ڈالتی باہر نکل آئی۔ سامنے ہی عدن ٹیبل پر کھانا لگا رہی تھی۔

"ہو گیا سامان سیٹ؟"

عدن نے ٹیبل پر پلیٹیں سجاتے مسکرا کر پوچھا۔

"ہو گیا کمرہ بہت اچھا ہے۔"

عروج بھی مسکرائی۔

NOVEL HUT

"آؤڈنر کرتے ہیں۔"

عدن ایک کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گئی۔

عروج بھی چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی ٹیبل تک آئی اور کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گئی۔

"آپ نے کیوں تکلف کیا میں خود ہی ڈنر بنا لیتی۔

عروج خامخاہی شرمندہ ہوئی۔

"آج آپ میری مہمان ہیں کل سے مل کر بنائے گے۔

عدن نے مسکرا کر دوستانہ انداز میں کہا۔

"کھانا بہت مزے کا ہے آپ کے ہاتھ میں بہت زائقہ ہے۔

عروج نے نوالہ نگلتے کہا۔

"جزاک اللہ۔"

عدن کھل کر مسکرائی۔

"جزاک اللہ۔"

عروج زیرِلب بڑبڑائی۔

"آپ کو ایسطمع ہے میں نے آپ کا انہلر دیکھا تھا؟

عدن نے سنجیدگی سے پوچھا۔

"جی آپ کو کوئی پروبلم تو نہیں؟

عروج سٹپٹائی۔

"نہیں مجھے بھلا کیا پروبلم ہو گی میں تو یونہی پوچھ رہی تھی۔

عدن اس کے سٹپٹانے پر مسکرا کر بولی۔

عروج نے بے اختیار سکون کا سانس لیا۔

"کب سے ہے؟

عدن نے ایک اور سوال کیا۔

"سات مہینوں سے۔

عروج مختصر کہہ کر کھانے کی اور متوجہ ہوئی مگر کھا نہیں رہی تھی۔

"کیا ساتھ مہینوں سے؟"

عدن نے حیرت سے کہا۔

"جی۔"

"کیسے؟ میرا مطلب ہے کوئی حادثہ ہوا تھ

عدن تھوڑا تذبذب ہوئی۔

عدن کی بات پر کچھ تلخ لمحے اس کی آنکھوں کے آگے لہرائے۔

"جی حادثہ ہی ہوا تھا۔"

عروج نے غائب دماغی سے کہا۔

اس کے لہجے کا خالی پن عدن نے بہ خوبی محسوس کیا۔

"ویسے آپ کی فیملی کہاہیں آئی مین آپ یہاں اکیلی رہتی ہیں؟

عروج نے بات بدلتے پوچھا۔

عروج کی بات پر عدن کے چہرے پر کرب کے آثار آئے۔

جسے عروج نے بہ خوبی محسوس کیا۔

میں اپنے والدین کی ایک ہی بیٹی تھی اور مجھ سے بڑے میرے دو بھائی تھے۔ میں نے اپنی پسند کی شادی کی تھی جس پر میرے بھائی بلکل راضی نہیں تھے۔ میری شادی کے چند مہینوں کے بعد میرے والدین ایک کار ایکسیڈنٹ میں انتقال "کر گئے۔

عدن کی آواز میں موجود دکھ عروج محسوس کر سکتی تھی۔

"میرا ایک دس سال کا بیٹا تھا راحب۔

بیٹے کے نام پر عدن کے چہرے پر مسکراہٹ در آئی۔

میرے شوہر نے مجھے بتائے بغیر دوسری شادی کر لی اور جب مجھے پتا چلا تب اس نے مجھے طلاق دے دی ساتھ ہی "پیسوں کے زور پر مجھ سے میرا بیٹا چھین لیا۔

عدن کی آواز بھرا گئی۔

طلاق کے بعد میں اپنے بھائیوں کے پاس گئی اور انہوں نے یہ کہہ کر مجھ سے سارے تعلق توڑ لئے کے میں نے اپنی "پسند کی شادی کی تھی اور اس کا انجام بھی میں خود ہی بھگتوں۔

"یہ فلیٹ میرے والدین نے مجھے دیا تھا اور تب سے میں یہی رہ رہی ہوں۔

عروج کو دکھ ہوا تھا سن کر ساتھ ہی عدن کے بھائیوں پر افسوس بھی۔

"مجھے سن کر بہت دکھ ہوا میری دعا ہے اللہ آپ کے بیٹے کو جلد آپ سے ملا دے۔

عروج نے ان کے ہاتھ پر ہاتھ رکھے ہمدردی بھرے انداز میں کہا۔

"جزاک اللہ for your precious dua"

عدن نے نم آنکھوں سے مسکرا کر کہا۔

"چلو کھانا کھالو ورنہ ٹھنڈا ہو جائیگا۔

عدن کی بات پر عروج سر ہلاتی کھانا کھانے لگی ***

(ماضی)

"چلو جلدی ہمیں نکلنا بھی ہے۔

عروج راہول اور سڈ کے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹاتی اپنے کمرے میں آئی۔

"ٹینا جلدی کرو یار لیٹ ہو جائینگے۔"

ٹینا کو پیکنگ کرتا دیکھ عروج تنگ کر بولی۔ پچھلے دو گھنٹوں سے وہ پیکنگ کر رہے تھے۔

"ہاں بس ہو گیا۔"

ٹینا اپنے شوز بیگ میں رکھتی مصروف سے انداز میں بولی۔

"اسی لئے کہا تھا رات کو ہی پیکنگ کر لو اگر تب کر لیتے اتنی دیر نہ ہوتی۔"

NOVEL HUT

عروج اسے سناتی اپنا سامان اٹھائے باہر آگئی۔ عروج اپنی پیکنگ رات کو ہی کر چکی تھی۔ باہر آتے ہی اس کا سامنا تینوں سے ہوا جو اپنا اپنا سامان لئے سیڑیاں اتر رہے تھے۔ "چلو یار ہمیں آدھے گھنٹے میں نکلنا ہے۔"

عروج نے سامان سمیت ٹینا کو باہر نکلتے دیکھ کہا۔

"آدھا گھنٹہ ؟"

ٹینا نے حیرت سے منہ کھولا۔

"اتنا ٹائم تو ہے ابھی تم نے ایسے ہی اتنی جلدی مچائی ہے۔"

ٹینا نے ناک سے مکھی اڑانے والے انداز میں کہا۔

"اچھا بچو ابھی جب سب سے ملینگے نہ تب وقت کا پتا ہی نہیں چلنا۔"

عروج کمر پر ہاتھ ٹکائے لڑاکا عورتوں کی طرح بولی۔

"اچھا اب چلو کہیں تمہارا آدھا گھنٹہ یہی نہ نکل جائے۔

ٹینا اسے چڑہاتی سیڑیاں اترنے لگی۔ عروج بھی مسکراتی اس کے پیچھے ہی چل دی۔

"میرے بچو میرا تو من نہیں کر رہا آپ لوگوں کو اکیلے بھیجنے کا رضا نے اتنی دور سے آپ سب کو میرے بھروسے یہاں بھیجا ہے خدانخوستہ اگر تم لوگ راستہ بھول گئے تو؟"

بی جان ایک ہی سانس میں انہیں اپنے دل میں آئے خدشوں سے آگاہ کرتی قدرے افسردا ہوئی۔

"بی جان آپ فکر مت کرے ہم لوکیشن لگائینگے اور یوں اپنی منزل تک پہنچ جائینگے۔"

عروج نے چٹکی بجاتے کہا۔

"پر پھر بھی میرا من نہیں مان رہا۔

"بی جان وہ بچے تو نہیں جو راستہ بھول جائینگے اور ویسے بھی یہ انٹرنیٹ کا زمانہ ہے۔

آکاش نے ان کے گرد بازو پھیلائے محبّت سے سمجھایا۔

چاروایک طرف کھڑے مسکراتی نظروں سے انہیں دیکھ رہے تھے۔

"ویسے بی جان آپ بھی چلتی نہ ساتھ تو بہت مزہ آتا۔

عروج نے بات بدلتے شرارت سے کہا۔

"ارے میری بوڑھی ہڈیوں میں اتنی جان کہا جو میں سفر کروں۔

؟ ان سب بوڑھے لوگوں کے پاس ایک ہی ڈائلاگ ہوتا ہے کیا"

"میری بوڑھی ہڈیوں میں اتنی جان کہا۔

اکشے نے پاس کھڑے راہول کے کان میں سرگوشی کرتے بی جان کی نکل اتاری۔

چپ چاپ کھڑے رہو ورنہ اگر بی جان کے پیچھے کھڑے ان کے فوجی پوتے نے سن لیا تو تم اپنی ہڈیوں پر سلامت"

"نہیں جا پاؤ گے۔

راہول کی دھمکی پر اکشے ہونٹوں پر انگلی رکھے سیدھا ہو گیا۔

تبھی آکاش ان کی طرف آیا۔

"کہیں اسنے سن تو نہیں لیا؟"

اکشے نے تشویش سے پوچھا۔

"تم تو گئے۔"

سڈ نے مزے سے کہا۔

"مجھے امید ہے آپ لوگوں کا سفر اچھے سے گزرے گا۔

اکشے پاس آتا مسکراکر کہنے لگا۔

اکشے نے بے اختیار سکون کا سانس لیا۔اس کی حالت دیکھ راہول نے سر نیچے کر کے اپنی ہنسی چھپائی۔

مجھے ایک ضروری کام تھا جس کی وجہ سے میں آپ سب کے ساتھ نہیں جاپایا ورنہ کبھی بھی میں آپ سب کو اکیلے نہیں بھیجتا۔"

آکاش نے معزرت خوا لہجے میں کہا۔

تینوں خاموشی سے اس کی بات سن رہے تھے۔

"اس سفر میں آپ کے ساتھ دو خواتین ہیں مجھے امید ہے آپ ان کی حفاظت کرینگے؟

آکاش نے راہول کے کندھے پر ہاتھ رکھے پیشہ وارانہ انداز میں کہا۔

جس پر راہول نے مسکراکر سر کو خم دیا۔

اکشے نے بھی مسکراکر سر ہلایا۔

آکاش نے سڈ کی اور دیکھا۔

جو کنفیوز سا کھڑا تھا۔

"جی جی ہم پہنچ کر فون کرینگے۔

NOVEL HUT

سڈ خجل سا مسکرایا۔

"جی ضرور۔"

آکاش نے سر کو خم دیتے کہا۔

"پھر ملتے ہیں آپ سب کی واپسی پر۔

آکاش باری باری تینوں کے گلے ملا۔

"اور ہاں ایک بات اور۔"

آکاش کے چہرے پر سنجیدگی چھائی۔

ہمیں بڑو کا احترام کرنا چاہیے

"میرا مطلب ہے بڑو کا آدر کرنا چاہیے۔

آکاش کی بات سے لگ رہا تھا وہ ان کی کچھ دیر پہلے والی بات سن چکا تھا۔

تینوں حیران ہونے کے ساتھ جی جان سے شرمندہ بھی ہوئے۔

ہم فوجیوں کے کان اور آنکھ بہت تیز ہوتے ہیں۔"

آکاش ان کی حیرانی بھانپتے بولا اور اکشے کا کندھا تھپتھپاتا واپس بی جان کی طرف چلا گیا۔

"کروادی نہ بے عزتی۔"

راہول نے اکشے کی کمر میں دموکا جڑا۔

"مجھے کیا پتا تھا وہ سن لیگا۔

اکشے کمر سہلاتا سکا۔

"اور تو ہر جگہ ڈھنڈورا پیٹنا ضروری ہوتا ہے کے تجھے اردو نہیں آتی؟

راہول اب سڈ پر چڑ دوڑا۔

"جس بات کی سمجھ نہ آئے وہا بس مسکرا کر سر ہلا دیا کر ہماری طرح اور۔

"ایک منٹ تم لوگوں کو بھی سمجھ نہیں آئی اس نے کیا کہا؟"

سڈ نے اس کی بات کاٹی۔

"تو اور کیا تجھے کیا لگتا ہے ہم نے اردو میں پی ایچ ڈی کی ہے؟

راہول ڈھیٹائی سے بولا۔

!ایک ادھ الفاظ سمجھ آجاتے ہیں مگر اتنا لمبا

اکشے نے لمبے لفظ کو کھینچا۔

"پر اس نے کہا کیا؟

سڈ پر سوچ انداز میں بولا۔

"میں نے اس کی کہیں لائن یاد کرلی ہیں اے جے سے پوچھ لینگے اب چلو۔

راہول انہیں اپنے پیچھے آنے کا کہتا عروج کی طرف چلا گیا۔

پانچوں اپنی منزل کی طرف روانہ ہو چکے تھے۔ عروج نے سہی کہا تھا سب سے ملنے ملانے میں وقت کا پتا ہی نہیں چلا۔

ڈرائیونگ سیٹ عروج نے سنبھالا تھی فرنٹ سیٹ پر ٹینا اور تینوں لڑکے پیچھے بیٹھے تھے۔

"اے جے ہم جا کہاں رہے ہیں؟"

ٹینا ایکسائیڈ تھی۔

"کہا تھا نہ اٹس آ سرپرائز۔"

عروج سامنے نظریں ٹکائے مصروف سے انداز میں بولی۔

"یار دس از نوٹ فیئر تم دونوں لڑکیاں آگے بیٹھ گئی اور ہم تینوں کو پیچھے بیٹھا دیا۔

سڈ منہ بسور کر بولا۔

عروج نے بیک ویو مرر میں سے مسکرا کر اسے دیکھا جو منہ پھلائے بیٹھا تھا۔

"مسٹر جب لڑکی ڈرائیو کرے تو آگے بیٹھنے کا حق بھی لڑکی کا ہی ہے اور جب لڑکا ڈرائیو کرے تو لڑکا۔"

ٹینا نے لاپرواہی سے کندھے اچکائے کہا۔

"تو ہم میں سے کسی کو کرنے دو ڈرائیونگ ہمیں بھی آتی ہے۔"

سڈ نے ٹینا کو خونخوار نظروں سے گھورتے لفظو پر زور دیتے کہا۔

"اگر ڈرائیو تم کرو گے تو سارا سرپرائز خراب ہو جائیگا۔"

جواب عروج کی طرف سے آیا۔

"واہ اے جے سرپرائز ہو تو ایسا۔"

۔ ٹینا نے سڈ کو دیکھتے مزے سے کہا

سڈ اس کی بات پر جل بھن کر باہر دیکھنے لگا۔

اکشے راہول کے کندھے پر سر رکھے مزے سے سو رہا تھا جبکہ راہول کانوں میں ہیڈ فونز لگائے میوزک سننے کے ساتھ باہر کا موسم بھی انجوئے کر رہا تھا۔

آسمان پر چھائے بادل وقفے وقفے سے ہوتی بارش ایک خوبصورت منظر پیش کر رہی تھی۔ سب باہر کے منظر سے لطف لے رہے تھے جب کہ عروج کا سارا دھیان ڈرائیونگ پر تھا وہ ڈرائیونگ کے معملے میں بہت حساس تھی۔

"اے جے اور کتنی دیرہ"

تقریباً دو گھنٹے گزرنے کے بعد ٹینا نے پوچھا۔

"صبر رکھو ٹینا تھوڑی دیر میں پہنچ جائینگے۔"

عروج نے موبائل پر نظریں دوڑائے کہا جہاں ابھی بھی گھنٹوں کا سفر باقی تھا۔

کار میں مکمّل خاموشی چھاگئی۔

چار گھنٹے کی ڈرائیونگ کے بعد بھی جب منزل نہیں آئی تب ٹینا دوبارہ اکتائی بولی۔

"اے جے یار کتنا ٹائم ہے؟"

"صبر رکھو۔"

عروج نے دوبارہ وہی جملہ دوہرایا۔

"اے جے کہیں تم ہمیں گاڑی کے زریعے ہی واپس انڈیا تو نہیں لیکر جا رہی نہ؟"

ٹینا نے مشکوک نظروں سے اسے گھورا۔

اس کی بات پر عروج کا زندگی سے بھرپور قہقہہ گاڑی میں گونجا۔

NOVEL HUT

"ڈونٹ وری ایسا کچھ نہیں ہو گا تم بس صبر رکھو اور تھوڑا اور ویٹ کر لو پلیز۔"

عروج نے التجائیہ کہا۔

"اچھا ٹھیک ہے؟"

ٹینا جتانے والے انداز میں کہتی باہر دیکھنے لگی۔

عروج نے ایک نظر پیچھے دوڑائی جہاں اب اکشے کے کانوں میں ہیڈ فون تھے اور راہول اس کے کندھے پر سر رکھے z سو رہا تھا۔ سڈ ویسے ہی منہ پھلائے باہر دیکھنے میں مگن تھا۔ اسے دیکھ عروج کے لب بے اختیار مسکراہٹ میں ڈھلے۔

ایک جگہ عروج نے گاڑی روکی سب ہی ستاتے باہر نکلے سوائے راہول کے کیونکہ وہ مردوں سے شرط لگا کر سویا تھا۔ تھوڑی دیر کمر سیدھی کرنے کے بعد کھانے پینے کی کچھ چیزے لیکر چاروں دوبارہ گاڑی میں آ کر بیٹھ گے سفر دوبارہ شروع ہو گیا۔ مگر اس بار گاڑی میں خاموشی کا راج نہیں تھا چاروں کھانے پینے کی چیزوں سے لطف اندوز ہوتے کوئی نہ کوئی بات کر رہے تھے۔

سڈ بھی اپنا موڈ خود ہی ٹھیک کرتا ان سے باتیں کر رہا تھا۔

رات کا اندھیرا چاروں اور پھیل چکا تھا عروج بھی مسلسل ڈرائیونگ کرتی تھکن محسوس کر رہی تھی۔ عروج نے ایک سرسری نظر چاروں پر ڈالی۔ جو سب سے بے خبر سو رہے تھے۔ اپنی منزل پر پہنچ کر عروج نے گاڑی ہوٹل کے آگے جھٹکے سے روکی۔

چاروں ہڑبڑا کر اٹھے۔

"یہ کیا بدتمیزی ہے؟"

ٹینا نے لال آنکھوں سے اسے گھورا۔

"تم سب کو اکیلے اکیلے اٹھانے کی مجھ میں ہمت نہیں تھی چلو اٹھو پہنچ گئے ہیں۔

عروج کی آواز میں واضح تھکن تھی۔

چارو نیند میں جھولتے اس کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے۔

کاؤنٹر پر پہنچ کر عروج نے روم کی چابیاں لی۔

یہاں آنے سے پہلے ہی عروج اپنی بکنگ کروا چکی تھی۔

تینوں کو ان کے روم کے باہر چھوڑ کر عروج ٹینا کو لئے اپنے کمرے میں چلی آئی۔

راہول بنا روم لاک کئے ہی بیڈ پر اوندھے منہ لیٹ کر دوبارہ نیند کی وادیوں میں اتر گیا۔

اکشے نے روم میں آتے ہی روم لاک کیا سڈ پہلے ہی بستر سنبھال چکا تھا اکشے بھی جمائی لیتا اس کے ساتھ ہی آکر بیڈ پر لیٹ گیا۔

ٹینا بھی کمرے میں آتے ہی بستر میں گھس گئی عروج مسکرا کر اسے دیکھتی فریش ہونے کی غرض سے واشروم چلی گئی۔ سب کا سامان گاڑی میں ہی تھا۔ فریش ہونے کے بعد عروج نے بھی آکر بستر سنبھالا۔ ایک بار صبح کا سوچ کر اس کے چہرے پر مسکراہٹ در آئی اور مسکراتے ہی کب وہ نیند کی وادی میں اتر گئی پتا ہی نہیں چلا ***

(حال)

ڈیوٹی سے واپس آکر عروج اپنے کمرے میں بیٹھی اسائیمنٹ بنا رہی تھی۔ یہ کچھ دن کافی سکون سے گزرے تھے زین اور اس کی گینگ کچھ دنوں سے ہوٹل نہیں آئی اور عروج کو بھی یہی لگا شاید زین نے اس کا پیچھا چھوڑ دیا ہے۔ ابھی بھی

تھکن کے باوجود وہ اسائیمنٹ بنا رہی تھی۔عدن اپنے کمرے میں تھی جب یک دم تیز میوزک کی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی۔ عروج کی پیشانی پر چند شکنے نمودار ہوئی پھر سر جھٹک کر اسائیمنٹ بنانے لگی مگر میوزک کی وجہ سے اس کا دھیان بار بار بھٹک رہا تھا۔پہلے تو کافی دیر وہ اگنور کرتی رہی مگر جب برداشت سے باہر ہوا تب اٹھ کر اپنے کمرے سے باہر آئی۔عدن بھی تبھی اپنے کمرے سے نکلی تھی۔

"پتا نہیں کس نے اتنی اونچی آواز میں میوزک لگایا ہے۔"

عدن اس کے قریب آتی چلائی۔

"پہلے تو کبھی کسی نے اتنی اونچی آواز میں میوزک نہیں لگایا۔"

عدن کی دوسری بات پر عروج کے دماغ میں ایک خدشہ آیا۔

"میں دیکھ کر آتی ہوں۔"

عدن دروازے کی طرف جانے لگی جب عروج نے انہیں روکا۔

نہیں آپ رہنے دیں میں دیکھ کر آتی ہوں ایسے ہی خامخواہ کسی نے آپ کے ساتھ بدتمیزی کر دی تو آپ رہنے دیں "میں جاتی ہوں۔

عروج فکرمند سی کہتی دروازے کی اور بڑی پیچھے عدن اس کی بات پر مسکرائی تھی۔

عروج نے باہر نکل کر آس پاس نظریں دوڑائی آواز سامنے والے فلیٹ سے آ رہی تھی۔ تیز میوزک کی آواز سے اس کا دماغ سائیں سائیں کر رہا تھا۔دروازے کے قریب پہنچ کر ایک بار پھر اسے زین نامی خدشہ لاحق ہوا۔ عروج نے دروازے پر دستک دی۔دو منٹ تک انتظار کے بعد بھی کسی نے دروازہ نہیں کھولا شاید تیز میوزک کی وجہ سے کسی کو

سنائی نہیں دیا۔ عروج دوبارہ دستک دینے لگی جب اس کی نظر ڈور بیل پر پڑی۔ خود کو دل ہی دل میں صلواتے سناتے اس نے گھنٹی پر انگلی رکھی۔ بیل مسلسل بج رہی تھی ساتھ ہی اس کے دل کی دھڑکن بھی بڑھ رہی تھی۔ عروج نے بیل سے ہاتھ اٹھایا ہی تھا جب دروازہ کھلا۔

اور سامنے کھڑے شخص کو دیکھ عروج کی تیوری چڑ گئی دل کی بڑی دھڑکن ایک دم ساکت ہوئی۔ اس کا خدشہ سہی ثابت ہوا۔ زین اسے دیکھتا مسکراکر ہاتھ ہلانے لگا۔

"آواز آہستہ کرو۔"

وہ غصے سے بولی۔

"کیا؟"

تیز میوزک کی وجہ سے آواز زین عباس تک نہیں پہنچی یا شاید وہ ایسی ایکٹنگ کر رہا تھا۔

"میں نے کہا آواز آہستہ کرو۔"

اس بار اس نے قدرے چلاتے کہا۔

زین اس کی بات سمجھتا عجیب سے انداز میں مسکرایا اور ساتھ ہی اس نے اپنے دوست کو کوئی اشارہ کیا جسے سمجھتے اس نے میوزک بند کر دیا۔

آواز بند ہوتے ہی سناٹا چھا گیا۔

عروج خونخوار نظروں سے اسے گھور رہی تھی جیسے اسے سالم نگل جانے کا ارادہ ہو۔

""تمھیں کیا لگا تھا یوں ہوسٹل چھوڑ کر تم مجھ سے پیچھا چھوڑا لو گی؟"

زین استہزائیا ہنسا۔

دیکھو تمہارا مسلہ مجھ سے ہے اور تمہاری ان حرکتوں سے دوسروں کو بھی پروبلم ہو رہی ہے اسی لئے اپنا بوریا بستر لو اور "

"دفع ہو جاؤ یہاں سے۔

عروج درشتگی سے کہتی رکی نہیں واپس اپنے فلیٹ میں آگئی۔

زین کے چہرے پر شیطانی مسکراہٹ دوڑ گئی۔

"کیا ہوا؟"

عروج کے اندر آتے ہی عدن نے پوچھا۔

اس سے پہلے عروج کوئی جواب دیتی میوزک دوبارہ شروع ہوا اور اس بار پہلے سے بھی زیادہ اونچی آواز میں۔

۔ عروج نے بے بسی سے عدن کو دیکھا

عدن بھی بنا کچھ بولے اپنے کمرے میں چلی گئی۔

عروج نے دکھ سے اسے دیکھا اس سب کی وجہ وہی تھی۔

ساری رات دونوں سو نہیں پائی۔

صبح کالج کے لئے تیار ہوتے اسے اپنے سر میں درد محسوس ہو رہا تھا۔ آنکھیں بھی ساری رات نہ سونے کی گواہ تھی عدن

۔ کا بھی کچھ یہی حال تھا

"پتا نہیں کیسے لوگ ہیں؟ اللہ انہیں ہدایت دے۔"

عدن اپنی پیشانی مسلتی بڑبڑائی۔

NOVEL HUT

خود کو کوستی عروج ناشتہ بھی سہی سے نہ کر پائی۔ناشتے کے بعد اس نے عدن کے ساتھ مل کر برتن سمیٹے اور اپنا کالج بیگ اٹھائے عدن کو خدا حافظ کہتے باہر نکلی۔

!ابھی اس نے لفٹ میں قدم رکھا ہی تھا جب زین کو دیکھ ٹھٹھکی

زین بھی اسے دیکھتا مسکرا کر ہاتھ ہلانے لگا۔

عروج ناگوار نظر اس پر ڈالتی ایک طرف کھڑی ہو گئی۔

"گڈ مارننگ۔"

زین نے مسکرا کر کہا۔

عروج بنا جواب دیئے خاموش کھڑی رہی۔

"انسان جواب ہی دے دیتا ہے صبح صبح ایک ہینڈسم لڑکا تمھیں گڈ مارننگ بول رہا ہے اور تم نخرے دکھا رہی ہو۔"

وہ ایسے بولا جیسے دونوں سالوں سے ایک دوسرے کو جانتے ہوں۔

عروج نے ایک نظر اس پر ڈالی۔

جو بلیک پینٹ شرٹ پہنے بالوں کو جیل سے سیٹ کئے آنکھوں پر بلیک گلاسز لگائے واقعی بہت ہینڈسم لگ رہا تھا۔

عروج کو بلیک کلر بہت پسند تھا مگر اس وقت زین کو دیکھ اسے بلیک کلر بھی برا لگنے لگا۔

"کیا دیکھ رہی ہو نظر لگانی ہے کیا؟"

زین شوخ سا بولا۔

"تم کیا کوئی پرستان سے آئے پرے ہو جو میں تمھیں نظر لگاؤ نگی؟"

"وہاٹ پری تو سنا ہے مگر یہ پرا کیا ہوتا ہے؟"

زین نے حیرانی سے منہ کھولے کہا۔

تمہاری پروبلم کیا ہے؟ تمھیں کوئی دوسرا کام نہیں ہے جو تم ہر وقت میرا سر کھاتے رہتے ہو پتا نہیں میرے کس گناہ"

"کی سزا ہو تم یا اللہ مجھے معاف کردے۔

عروج نے اپنی بات کا رخ موڑتے آسمان کی طرف دیکھتے کہا۔

"تم مسلمان ہو؟"

زین چونکا۔

"تو کیا تمھیں میں کافر لگتی ہوں؟"

عروج صدمے سے بولی۔

جواباً زین نے مسکرا کر کندھے اچکا دیئے۔

"اب تمہارا نام ہی ایسا ہے۔"

زین نے اپنا سر کھجایا۔

"تمھیں میں کس اینگل سے کافر لگتی ہوں استغفر اللہ۔"

عروج نے بے اختیار کانوں کو ہاتھ لگائے۔

زین کو اس وقت وہ بہت کیوٹ لگی۔

"میرا نام مسلمانوں والا ہے گھٹیا انسان۔"

NOVEL HUT

عروج غصے سے چلائی۔

زین نے بے اختیار اپنے کانوں پر ہاتھ رکھے۔اس سے پہلے زین کچھ کہتا لفٹ کا دروازہ کھلا اور عروج دندناتی ہوئی لفٹ سے باہر نکلی۔پیچھے زین عباسی نے بھی اپنے قدم آگے بڑھائے اس کے چہرے پر بڑی دلکش مسکراہٹ تھیb****

(ماضی)

ٹینا انگڑائی لیتی اٹھی جب اس کی نظر عروج پر پڑی جو مسکراتے ہوئے گہری نیند سو رہی تھی۔

ٹینا کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے۔

بلینکٹ سائیڈ پر کرتی وہ کھڑکی تک آئی۔کھڑکی کے پردے سائیڈ پر کرتے ہی کمرے میں روشنی چھا گئی ساتھ ہی ٹینا کے منہ سے ایک چینخ نکلی۔عروج جو مزے سے سو رہی تھی ٹینا کی چینخ پر ہڑبڑا کر اٹھی مگر سامنے ٹینا کو کھڑکی کے سامنے کھڑا دیکھ عروج مسکراتی واپس لیٹ گئی۔

یہی تو اس کا سرپرائز تھا۔

ٹینا آنکھوں میں بے یقینی لئے باہر کا منظر دیکھ رہی تھی جہاں برف سے ڈھکے پہاڑ ایک خوبصورت منظر پیش کر رہے تھے۔

NOVEL HUT

"اے جے۔"

ٹینا چھوٹے بچوں کی طرح چلاتی عروج کے پاس آئی۔

"سن رہی ہوں ٹینا۔"

عروج آنکھیں بند کئے نیند سے بوجھل آواز میں بولی۔

"اے جے اٹھو دیکھو باہر برف ہے پہاڑ ہیں اٹھو۔

ٹینا اسے ہلاتی واپس کھڑکی تک آئی اور جھٹ سے کھڑکی کھولی مگر ٹھنڈی ہوا کی تاب نہ لاتے اس نے دوبارہ کھڑکی بند کر دی۔

"اے جے یہ کونسی جگہ ہے؟

ٹینا واپس اس کے پاس آکر بیڈ کے سامنے گھٹنو کے بل بیٹھ گئی۔

عروج نے بمشکل نیند سے بوبجل آنکھیں کھولی مگر سامنے ٹینا کا خوشی سے دھمکتا چہرہ دیکھ اس کی نیند بھک سے اڑ گئی۔

وہ مسکراتی ہوئے سیدھی ہوئی۔

"کیسا لگا سرپرائز؟

"اے جے ایسا سرپرائز آج تک کسی نے نہیں دیا یو آر دی بیسٹ۔

ٹینا اس کے گالوں پر جھکی۔

"اچھا میں فریش ہو جاؤں پھر بیگز لاتی ہوں اس کے بعد تیار ہو کر باہر جائینگے۔

عروج اس کے گال کھینچتی اٹھی اور واشروم چلی گئی ٹینا دوبارہ کھڑکی کے پاس آکر باہر کا نظارہ دیکھنے لگی۔

"راہول اٹھ۔"

اکشے راہول کے سر پر کھڑا اسے آوازے دے رہا تھا۔

"کیا مسلہ ہے کیوں صبح صبح سر پر کھڑا چلا رہا ہے؟

راہول نیند سے بوبجل آواز میں کہتا کروٹ بدل کر لیٹ گیا۔

"اب اٹھ دیکھ اے جے ہمیں کشمیر لے آئی ہے۔

۔ اکشے اسے جھنجوڑتا بولا

"کشمیر؟"

راہول نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔

"اب اٹھ نہ۔

۔ اکشے نے راہول پر سے بلینکٹ اتارا

راہول اٹھ کر کھڑکی کے پاس آیا اور باہر کا منظر دیکھ حیران رہ گیا۔

"بیوٹیفل۔"

راہول مبہوت سا بولا۔

"ویسے یار اگر کشمیر ہی لانا تھا تو بتا دیتی پلین سے آجاتے ایسے ہی اتنا لمبا ٹریول کیا۔

اکشے نے انگڑائی لیتے کہا۔

"ایک تو اس نے اتنا لمبا سفر کر کے ہمیں سرپرائز دیا اوپر سے اسے تھنکس بولنے کی بجائے تو یہا کھڑا بکواس کر رہا ہے۔

راہول اسے سناتا واشروم میں گھس گیا۔ اکشے کھڑا برف سے ڈھکے پہاڑ دیکھ رہا تھا جب زور زور سے دروازہ بجا۔

"کیا مسلا ہے صبر نہیں ہوتا؟

اکشے نے دروازہ کھولتے کہا۔

سڈ تیزی سے اندر آیا۔

"؟ ہم تو گاڑی میں تھے نہ پھر یہ دوسری کنٹری کیسے پہنچے

سڈ نے اندر آتے ہی پریشانی سے کہا۔

"یہ دوسری کنٹری نہیں ہے کشمیر ہے۔

اکشے اس پر ہنستا دوبارہ کھڑکی کے پاس آ گیا۔

"کشمیر؟

سڈ بھی اس کے ساتھ آ کر کھڑا ہو گیا۔

"ہاں کشمیر ویسے اے جے نے سرپرائز اچھا دیا ہے۔

"ہاں سچ میں۔

سڈ بھی باہر نظریں ٹکائے مبہوت سا بولا تھا۔

عروج منہ ہاتھ دھو کر نیچے کاؤنٹر پر آئی۔

"اسلام و علیکم مجھے ایک ہیلپ چاہیے؟"

عروج نے کاؤنٹر کے پار کھڑے آدمی سے کہا۔

"واعلیکم اسلام میڈم جی بولئے؟"

آدمی جواب دیتا مودب سا بولا۔

ایکچولی ہم انڈیا سے آئے ہیں ہمیں یہاں کے بارے میں کچھ خاص نہیں پتا تو کیا آپ ہمیں کوئی گائڈ کرنے والا دے

"سکتے ہیں آئی مین جو ہمیں یہاں کے بارے میں بتائے؟

عروج نے جھیجھکتے کہا۔

"آپ انڈیا سے ہیں ویلکم ٹو پاکستان بہت خوشی ہوئی یہ جان کر کے انڈیا کے لوگ بھی یہاں ٹورسٹ بن کر آتے ہیں۔

آدمی نے خوشدلی سے کہا۔

عروج بھی مسکرائی۔

"ایک آدمی ہے جو آپ کو یہاں کے مقامات کے بارے میں بتائیگا اگر آپ کہیں تو میں اسے بلالیتا ہوں؟

"یس شیور۔

عروج نے مسکرا کر کہا۔

"۔ اوکے میڈم

آدمی کہتا فون ملانے لگا۔

"ہمارا سامان گاڑی میں ہے کیا پلیز آپ ہمارے رومز میں پہنچا دینگے؟

"ضرور میڈم آپ چلے آپ کا سامان آجائیگا۔

عروج کار کی چابیاں کاؤنٹر پر رکھتی شکریہ ادا کر کے واپس اپنے کمرے میں آگئی۔

کمرے میں آکر اس نے بی جان کو فون کر کے اپنے خیر خیریت سے پہنچنے کی اطلاع دی۔ ٹینا واشروم میں تھی۔

فون رکھتے ہی دروازے پر دستک ہوئی۔ عروج نے دروازہ کھولا سامنے ہی ایک کم عمر لڑکا سامان لئے کھڑا تھا۔ عروج کے کہنے پر لڑکے نے سامان ایک طرف رکھ دیا۔ عروج نے اپنے بیگ سے پیسے نکال کر لڑکے کو دیئے جس پر لڑکا خوش ہوتا شکریہ ادا کر کے واپس چلا گیا۔

دونوں تیار ہو کر باہر آئی۔

عروج براؤن لونگ کوٹ پہنے وائٹ جینس کے ساتھ لانگ شوس پہنے بالوں کو سٹریٹ کئے گلے میں سٹالر پہنے وہ کافی ڈیسنٹ لگ رہی تھی۔ٹینا بھی لونگ کوٹ کے ساتھ جینس پہنے اپنے گنگرالے بالوں کو کھلا چھوڑے کافی خوبصورت دکھائی دے رہی تھی۔

دونوں ساتھ والے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹاتی سڈ کے کمرے کی طرف آئی۔

"چلو سڈ چلتے ہیں؟"

عروج نے اسے تیار کھڑا دیکھ کہا۔سڈ خود پر پرفیوم چھڑکتا گلاسز لگائے ان کے ساتھ باہر آگیا۔

"اے جے مس لیگ پیس کہاں ہے؟

سڈ نے ٹینا سے انجان بنتے عروج سے پوچھا۔

ٹینا نے چونک کر اسے دیکھا جس کے چہرے پر سنجیدگی تھی۔

"اگر تم اندھے نہیں ہو تو میں یہا ہوں۔

ٹینا اس کے سامنے آتی چبا کر بولی۔

"وہاٹ آ سرپرائز آئی کانٹ بلیو۔

سڈ منہ پر ہاتھ رکھے ڈرامائی انداز میں بولا۔

"آج پہلی بار میں مس لیگ پیس کو پورے کپڑوں میں دیکھ رہا ہوں۔

سڈ اپنی بات سے ٹینا کو شرمندہ کرنا چاہتا تھا مگر ٹینا بجائے شرمندہ ہونے کے تیرچھی آنکھوں سے اسے گھورتی بولی۔

NOVEL HUT

"اگر تمھیں یاد ہو تو پاکستان آنے کے بعد میں ایسے ہی کپڑے پہن رہی ہوں؟"

"رئیلی؟

سڈ معصومیت سے بولا۔

تینوں باتیں کرتے نیچے آئے راہول اور اکشے نے بھی انہیں جوئن کیا۔

کاؤنٹر پر پہنچ کر ان کا سامنا فضل بخش سے ہوا۔

"میڈم یہ فضل بخش ہے یہ آپ کو گائڈ کریگا۔

کاؤنٹر پر کھڑے آدمی نے کہا۔

پانچوں نے ایک ساتھ اسے دیکھا جو عمر میں تقریباً چالیس سال کا تھا سر پر گرم ٹوپی لئے سادہ شلوار قمیض پہنے اوپر گرم واسکٹ پہنے وہ ہو لیے سے ہی پٹھان لگ رہا تھا۔

"اسلام و علیکم۔""

فضل بخش نے پانچوں کو دیکھ سلام کیا جن میں صرف عروج نے ہی اس کے سلام کا جواب دیا۔

"ام آپ کو گائڈ کریگا یہاں کی خوبصورت جگہ پر گمائے گا۔

فضل نے مسکرا کر کہا۔

عروج سمیت سبھی کو اس کے بولنے کا انداز پسند آیا۔

"چلیں؟

فضل بخش کہتا آگے چلنے لگا پانچوں اس کے پیچھے پیچھے قدم بڑھا رہے تھے۔

"اے جے مجھے نہیں پتا تھا تم ہمیں کشمیر لیکر آؤ گی ہمیں لگا تھا تم ہمیں پاکستان میں گھماؤ گی؟

اکشے نے ساتھ چلتے کہا۔

اس کی بات پر عروج چونکی پھر مسکرا کر بولی۔

"یہ کشمیر نہیں ہے۔

"کیا کشمیر نہیں ہے؟

تینوں لڑکوں نے ایک ساتھ کہا۔

"یہ ناران کاغان ہے۔

"ناران کاغان؟

"ہاں ناران کاغان پاکستان کے خوبصورت علاقوں میں سے ایک ہے۔

عروج نے کہتے ساتھ گاڑی کا دروازہ کھولا۔

"واہ مجھے نہیں پتا تھا پاکستان اتنا خوبصورت ہے۔

اکشے نے ستائش بھری نظروں سے آس پاس دیکھا۔

فضل پہلے انہیں سیف الملوک جھیل پر لایا تھا۔

پانچوں مبہوت سے جھیل کو دیکھ رہے تھے تینوں طرف پہاڑوں سے ڈھکی یہ جھیل کسی کو بھی اپنا اسیر بنا سکتی تھی۔

میڈم جی اس جھیل کا نام ہے سیف الملوک جھیل جدید سائنس کے مطابق اس جھیل کی لمبائی،3426،فٹ چوڑائی

"،2205،فٹ اور اوسط گہرائی،50،ہیں سطح سمندر سے،10578،بلندی پر واقع ہے۔

NOVEL HUT

فضل بخش جھیل پر نظریں ٹکائے انہیں جھیل کے مطلق آگاہ کرنے لگا۔

جبکہ پرانی لڑائی گئی سائنس کے مطابق لوگوں کا کہنا ہے کے اس جھیل کا پانی پہاڑوں سے نہیں جھیل کے تہ سے نکلتا ہے۔ جھیل کے پانی کا مقدار ہمیشہ ایک ہی رہتا ہے اس جھیل کے گہرائی کا آج تک کوئی پتا نہیں لگا سکا اور جس نے بھی یہ کوشش کیا وہ جھیل کی تہ سے واپس نہیں آ سکا۔ کہا جاتا ہے کے یہ جھیل تین لاکھ سال پہلے اس وقت وجود میں آیا جب وادی کاغان کا یہ علاقہ برف سے ڈھکا تھا اور ایک بہت بڑے طوفانی تودے نے ٹوٹ کر اس دریا کے پانی کو روک "لیا جو جھیل کے عین وسط سے گزر رہا تھا۔

فضل نے قدرے ٹھہرے بتایا۔

چاروں حیرانی سے جھیل پر نظریں ٹکائے فضل کی باتیں سن رہے تھے جبکہ سڈ صرف سمجھنے کی کوشش میں تھا۔

جھیل کے عین عقب میں ملکہ پربت برفانی لبادا اوڑے اپنی خوبصورتی اور جوبن کا نظارہ کرا رہی تھی۔ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد فضل دوبارہ بولا۔

بلند اس پہاڑ کو آج تک کوئی سر نہ کر سکا مقامی لوگ اس کی وجہ شہزادہ سیف الملوک کی بددعا بتاتے ،17390، "ہیں۔

"فضل سانس لینے کے لئے رکا۔ شہزادہ سیف الملوک؟

پانچوں ایک ساتھ بولے۔

"جی صاحب جی شہزادہ سیف الملوک۔

"یہ شہزادہ سیف الملوک کون ہے؟

عروج نے تجسس سے پوچھا۔

"میڈم جی یہ تو لمبا کہانی ہے۔

فضل جھیل کنارے چلتا بولا۔

پانچوں جھیل پر نظریں ٹکائے ساتھ ساتھ چل رہے تھے۔

آس پاس کافی سیاہوں کا رش تھا۔کچھ آتے جاتے لوگ گردن موڑ موڑ کر انہیں دیکھ رہے تھ۔

وہ پانچوں تھے ہی ایسے اگر وہ کالج میں اپنی دوستی کی وجہ سے مشہور تو دوسری وجہ ان کی خوبصورتی تھی پانچوں ہی ایک سے بڑھ کر ایک تھے جتنے نرم دل اتنے ہی خوبصورت۔

"کوئی بات نہیں آپ شارٹ میں بتا دو۔

راہول کو بھی تجسس تھا جاننے کا۔

"ٹھیک ہے جی جیسا آپ کہیں۔

فضل مزید کہنے لگا۔

شہزادہ سیف الملوک حضرت عیسٰی کی پیدائش سے لگ بھگ،866،سال قبل بر سر اقتدار مصر کے بادشاہ کا بیٹا بتایا گیا "ہے لیکن بعض حضرات نے اسے دہلی کا شہزادہ بھی لکھا ہے۔

دہلی کا نام سن کر پانچوں چونکے ان کے تجسس میں مزید اضافہ ہوا۔

ٹینا سننے کے ساتھ ساتھ تصویریں بھی بنارہی تھی۔

اسے خواب میں ایک حسین و جمال پری کا دیدار ہوتا ہے اور وہ جی جان سے اس پر فریفتہ ہو جاتا ہے وہ اپنی ملکیت کے سب ہی نجومیوں کو بلاتا ہے۔

"نجومیوں کا مطلب؟"

سڈ جسے فضل کی آدھی باتیں سمجھ آ رہی تھی اس کی بات کاٹ کر بولا۔

"نجومی کو ہندی میں جوتشی کہتے ہیں۔

"اچھا اچھا۔"

سڈ فضل کی بات سمجھتا سر ہلا کر بولا۔

سب ہی نجومیوں سے اس پری کا اتا پتہ معلوم کرتا ہے تو اسے بتایا جاتا ہے کے یہ پری اسے موجودہ کاغان کے علاقے ناران میں جھیل کنارے مل سکتی ہے۔ نجومیوں نے شہزادے کو یہ بھی بتایا کے اسے پری کے اصول کے لئے بارہ سال کی ریاضت بھی کرنی ہوگی اور۔ ریاضت کیا ہوتی ہے؟"

سڈ نے دوبارہ بات کاٹی۔

عروج نے تیکھی نظروں سے اسے گھورا۔ فضل نے بھی اکتا کر اسے دیکھا۔

"صاحب جی آپ چلہ کہہ لیں؟

فضل ایک جگہ رکا پانچوں بھی وہی رک کر جھیل دیکھنے لگے۔ جہاں لوگ کشتیوں کی مدد سے جھیل کا سفر کر رہے تھے۔

۔"فضل چچا آپ آگے سنائے

فضل کو خاموش دیکھ عروج نے بے چینی سے کہا۔

"شہزادہ ایک نہایت پر خطر سفر کے بعد اس جھیل پر پہنچا۔

فضل نے شہادت کی انگلی جھیل کی طرف کی۔

بارہ سال کی ریاضت کے بعد وہ پری کے تصور میں آنکھیں بند کئے بیٹھا تھا کے اسے پروں کی پھڑ پھڑاہٹ کی آواز سنائی دی شہزادے نے آنکھیں کھول کر دیکھا تو اسے پری بدیع الجمال،360، پریوں کے ہمراغسل کے لئے جھیل کے پانی میں اترتی۔"

"فضل چچا یہ غسل کسے کہتے ہے؟"

سڈ کے بات کاٹنے پر عروج سمیت سبھی نے اسے خونخوار نظروں سے گھورا۔

"جس پر سڈ تھوڑا خجل ہو گیا۔ صاحب جی مجھے لگتا ہے آپ کو سناتے میں خود بھول جاؤنگا۔

فضل اکتایا بولا۔

سڈ اپنا سر کھجانے لگا۔

فضل چند لمحوں کی خاموشی کے بعد دوبارہ بولنا شروع ہوا۔

پریاں کسی آدم زاد کی موجودگی سے بے خبر اپنی پوشاک اتار کر!

"پوشاک؟"

فضل ابھی بولتا سڈ کی آواز پھر سب کے کانوں سے ٹکرائی۔

سڈ اللہ کا واسطہ ہے ہمیں سننے دو تمھیں جو لفظ سمجھ نہیں آرہا وہ بعد میں مجھ سے پوچھ لینا پر ابھی پلیز!

عروج نے اس کے آگے اپنے دونوں ہاتھ جوڑے۔

تینوں نے مشکل سے اپنی ہنسی چھپائی۔ سڈ اپنی خفت مٹاتا ہی سی دکھانے لگا۔

"میڈم جی آپ ایک کافر کو اللہ کا واسطہ دے رہی ہیں؟"

فضل نے تعجب سے کہا۔

اس کی بات پر چاروں نے چونک کر اسے دیکھا۔

عروج گڑبڑا گئی۔

"کافر مطلب؟"

راہول نے اچھنبے سے پوچھا۔

"جو اللہ کو نہیں مانتے وہ کافر ہی تو ہوتا ہے جی۔

"فضل چچا آپ کہانی بتا رہے تھے۔

فضل کی بات پر عروج گڑبڑاتی بولی۔

"ایک منٹ اے جے۔

راہول نے ہاتھ کے اشارے سے اسے مزید کچھ کہنے سے روکا۔

"ہم اسلام دین میں نہیں ہے اس کا مطلب یہ نہیں ہم اللہ کو نہیں مانتے۔"

راہول پر اعتماد سا بولا۔

"جو اللہ کو مانتا ہے اسے اس کی زندگی میں کسی اور چیز کو ماننے کا گنجائش نہیں رہتا جی۔

"فضل چچا چھوڑے اس بات کو۔

NOVELHUT

عروج نے پریشانی سے کہا۔

"اگر ہم سب ہی دین اور دھرم کو مانتے ہیں تو اس میں غلط کیا ہے؟

اکشے نے کہا۔

"غلط ہے جی۔

۔ فضل اس کی بات سے انکار کرتا بولا

عروج ہونک بنی کبھی فضل اور کبھی ان چاروں کو دیکھ رہی تھی۔

"جو اللہ کے سوا کسی اور کو مانے وہ شرک کرتا ہے اور شرک اللہ کبھی معاف نہیں کرتا۔

فضل نے سادگی سے کہا۔

"وہاٹ شرک؟

سڈ نے نہ سمجھی سے کہا۔

شرک جب ہم کسی چیز میں ملاوٹ کرتا ہے مثلاً ہم اگر کسی چیز سے پیار کرتا ہے اور پھر اگر ہم اس پیار کو کسی اور کے

"ساتھ بانٹا ہے اسے دھوکہ دیکر وہ پیار کسی کو اور دیتا ہے تو اسے شرک کہتے ہیں۔

فضل نے سمجھانے والے انداز میں کہا۔

"دیکھے ہم کسی چیز میں ملاوٹ نہیں کرتے ہم تو بس دونوں طرف ایک جیسے ہیں۔

سڈ نے نرمی سے کہا۔

دیکھے جی میں اس بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا آپ سب کافر گرانے میں پیدا ہوا ہے تو آپ کافر ہی ہیں اور اگر آپ

"اسلام قبول کرلے تو آپ مسلمان ہو جائینگے تب آپ کو شرک کی اہمیت کا پتا چلے گی۔

"فضل چچا پلیز بس کردیں۔

عروج دبے دبے غصّے سے بولی۔

"میں تو بس صاحب جی کو بتارہا تھا۔

فضل نے سادگی سے کہا۔

"یار تم لوگ کن باتوں میں الجھ گئے ہم یہاں انجوئے کرنے آئے ہیں ان باتوں کو ڈسکس کرنے نہیں۔

عروج نے ان کے بگڑتے تیور دیکھ بات کو سمبھالتے کہا۔

"اچھا چلو ہم جھیل میں جاتے ہیں۔

عروج نے ان کا دھیان جھیل کی طرف کیا۔

چاروں خاموشی سے اسے ساتھ چل دیئے۔

"یار کافر کہہ رہا ہے؟

راہول نے ساتھ چلتے کہا۔

"چھوڑو اس بات کو راہول۔

!عروج نے جھنجھلائے کہا۔ وہ انہیں یہ نہیں کہہ سکتی تھی کے وہ کافر ہی تو ہیں

کشتی میں بیٹھ کر پانچوں جھیل میں اترے۔

کافی دیر جھیل میں رہنے کے بعد سب کا موڈ بھی ٹھیک ہو گیا۔

کشتی جھیل کے وسط تک گئی پھر واپس آ گئی۔

سارا دن جھیل پر رہنے کے بعد شام کے سائے پھلتے ہی پانچوں واپس ہوٹل آ گئے۔ فضل انہیں ہوٹل چھوڑ تا اپنے گھر چلا گیا۔

رات کے کھانے کے بعد کافی دیر گپے لڑاتے رہنے کے بعد سب اپنے اپنے کمروں میں سونے کی غرض سے چلے گئے

*** * کسی نے بھی صبح والی بات کا ذکر نہیں کیا تھا

(حال)

عدن عشاء کی نماز پڑھ کر باہر آئی جب عروج کو لاؤنج میں صوفے پر بیٹھے پایا۔

"آپ نماز کیوں نہیں پڑھتی ؟"

عدن کے اس غیر متوقع سوال کے لئے عروج بلکل تیار نہیں تھی اسی لئے فوری طور گھبر اگئی۔

"بس ٹائم ہی نہیں ملتا۔

عروج نے نظریں چراتے کہا۔

"نماز کے لئے ٹائم نکالا جاتا ہے اور اس وقت بھی تو آپ فری بیٹھی ہیں ؟

عدن اس کے قریب صوفے پر بیٹھی۔

"جانتی ہو ایک مسلمان اور کافر میں کیا فرق ہوتا ہے ؟

"کیا فرق ہوتا ہے ؟"

عروج نے جواب دینے کی بجائے سوال کیا تھا۔

"نماز۔"

عروج شرمندہ سی ہو کر سر جھکا گئی۔

عروج کی شرمندگی بھانپتی عدن نے کہا۔

میرا مقصد آپ کو شرمندہ کرنا نہیں تھا میں بس آپ کو بتا رہی ہوں جو رب ہمیں دن میں پانچ بار اپنی طرف بلاتا ہے کیا اس کے بلانے پر ہم پانچ منٹ نہیں نکال سکتے؟ نماز ہمارے نبی کی آنکھوں کی ٹھنڈک تھی۔ جانتی ہو جب اللہ کے نبی "کے وصال کا وقت قریب آیا تو انہوں نے اپنی امت سے کیا کہا تھا؟

عروج سوالیاں نظروں سے انہیں دیکھ رہی تھی۔

"انہوں نے کہا تھا نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اسے کبھی مت چھوڑنا۔"

عدن کی آواز میں کچھ ایسا تھا عروج کی آنکھیں خود بہ خود نم ہو گئی۔

"کیا ہم اپنے نبی کی بات پوری نہیں کر سکتے؟ کیا ہم نماز کی پابندی نہیں کر سکتے؟"

عروج خاموش آنسو بہاتی بیٹھی تھی۔

جو رب ہمیں اتنی نعمتیں دیتا ہے رات کو ہمیں بھوکا سونے نہیں دیتا جو فرشتے شام کو ہمارے گناہ لیکر جاتے ہیں صبح" اللہ انہیں کے ہاتھوں ہمارا رزق بھیجتا ہے ہمارے بڑے سے بڑے گناہ کو معاف کر دیتا ہے ہم ساری زندگی جو گناہ "کرتے ہیں انہیں وہ ایک پل میں معاف کر دیتا ہے سوچو وہ کتنا غفور و رحیم ہے؟

عدن رک کر اس کا چہرہ دیکھنے لگی جو آنسوؤں سے تر تھا۔

ہم پھر بھی اس کی نہ شکری کرتے ہیں جس کام سے وہ ہمیں منع فرماتا ہے ہم وہی کام کرتے ہیں لیکن پھر بھی وہ ہمیں"
"عذاب نہیں دیتا بلکہ موقع دیتا ہے اور ہر بار دیتا ہے۔

عروج ہچکیوں سے رونے لگی۔

جب شیطان نے اللہ کا حکم ماننے سے انکار کیا بابا آدم کو سجدہ نہیں کیا، غرور کیا، تب اللہ نے اسے مردود قرار دیا اس" کے غرور کرنے سے، حکم نہ ماننے سے، اسے فرشتے کی صف سے نکال دیا کیونکہ اس نے اللہ کا حکم نہیں مانا غرور کیا خود کو بابا آدم سے بہتر کہا لیکن کبھی سوچا ہے ہم بھی تو وہی کرتے ہیں ہم بھی تو اللہ کا حکم نہیں مانتے ہم بھی خود کو دوسروں سے بہتر کہتے ہیں ہم قتل بھی کرتے ہیں ہمارے یہاں زنا بھی ہوتا ہے، سود بھی کھایا جاتا ہے، شراب بھی پی جاتی ہے، دھوکہ بھی دیا جاتا ہے، یہاں وہ ہر گناہ ہوتا ہے، جس سے ہمارے رب نے ہمیں منع فرمایا ہے ہم پھر بھی وہی سب کرتے ہیں یہ جانتے ہوئے بھی کے اسلام نے ان سب چیزوں کو حرام قرار دیا ہے ان سب کا عذاب ہو گا ہمارے مرنے کے بعد پھر بھی ہم نہیں رکتے لیکن ہماری اتنی نہ فرمانیوں کے بعد اتنے گناہوں کے بعد بھی وہ ہم سے ستر ماؤں جتنا پیار کرتا ہے ہماری توبہ کے انتظار میں رہتا ہے کے کب میرا بندا توبہ کرے اور میں اس کے گناہ معاف کر دوں کیا
"اس عظیم رب کے لئے ہم پانچ منٹ نہیں نکال سکتے؟

عدن اپنی بات کہہ کر خاموش ہو گئی۔

پورے لاؤنج میں عروج کی ہچکیاں گونج رہی تھی۔

عدن نے اسے نہیں روکا وہ بس غور سے اس کا چہرہ دیکھ رہی تھی۔

عدن کی باتوں کے ساتھ وہ پچھلے آٹھ مہینوں کا غبار بھی نکال رہی تھی۔

تھوڑی دیر اپنا دل ہلکا کرنے کے بعد وہ آنکھیں صاف کرتی اٹھی۔

"کہاں جا رہی ہو؟

جانتے ہوئے بھی عدن نے سوال کیا۔

"نماز پڑھنے۔"

مسکرا کر کہتی عروج اپنے کمرے میں چلی گئی۔

عدن آسودگی سے مسکرائی۔

نماز کے بعد وہ دعا کی صورت ہاتھ اٹھائے بیٹھی تھی۔

!ی۔۔یا۔ الل۔۔۔ اللہ۔۔

الفاظ منہ سے نکلنے سے انکاری تھے۔ اٹکتے اٹکتے چند لفظ اس کی زبان سے نکلے اور اس سے پہلے وہ مزید کچھ بولتی یک دم تیز میوزک کی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی۔

آج وہ کتنے وقت کے بعد اپنے رب کے آگے جھکی تھی اسے اپنے رب سے معافی مانگنی تھی اپنے گناہوں کی اپنی غفلتوں کی۔ مگر اس سے پہلے وہ کچھ کہتی میوزک نے اس کی آرزو پر پانی پھیر دیا اس کی بات میں خلل ڈال دیا۔ لاکھ چاہنے کے باوجود وہ اپنا دھیان دعا کی طرف نہیں لگا پا رہی تھی۔ آخر اپنے ضبط کو توڑتی وہ غصے سے اٹھی جائے نماز ویسے ہی بیچھی تھی۔ عروج غصے سے دندناتی سیدھا سامنے والے فلیٹ کے دروازے پر آئی۔ دروازہ کھلا تھا بنا دستک دیئے یا بیل بجائے وہ سیدھا اندر داخل ہوئی۔ اندر کا ماحول دیکھ عروج کا غصہ ساتوے آسمان کو چھونے لگا۔ جگہ جگہ شراب کی بوتلیں بکھری پڑی تھی سامنے ہی صوفے پر زین دونوں ٹانگیں ٹیبل پر رکھے ہاتھوں میں پکڑا گلاس منہ کو لگائے بیٹھا

تھا جس میں شاید شراب تھی۔ لاؤنج کے بیچ میں جینی کے ساتھ ایک لڑکا ڈانس کر رہا تھا۔ زین کے سامنے والے صوفے پر ایک لڑکا اور لڑکی ساتھ چپکے بیٹھے تھے جن کے ہاتھوں میں بیئر کے کین تھے۔ کسی کو بھی اس کے وہاں ہونے کا احساس نہیں ہوا۔

عروج کی نظر گانا بجاتے ڈیک پر گئی وہ تیزی سے قدم اٹھاتی ڈیک کے پاس پہنچی اور بنا کسی کی پرواہ کئے ڈیک کو اٹھا کر پوری شدّت سے زمین پر دے مارا۔ پورے لاؤنج میں ایک دم سکون چھاہ گیا جو جہاں تھا وہی جم گیا۔ ڈیک سے اب ہلکی ہلکی آوازے آرہی تھیں۔ عروج نے ڈیک دوبارہ اٹھا کر پوری شدّت سے زمین پر پٹخا جو ہلکی ہلکی آوازے تھی وہ بھی رک گئی۔ زین غصے سے اس کی اور بڑھا۔

!ہاؤ ڈیر یو تمھاری ہمت کیسے "

اس سے پہلے زین اپنی بات مکمل کرتا ایک زور دار تھپڑ اس کی بولتی بند کر گیا۔

وہ بے یقین سا عروج کو دیکھ رہا تھا کچھ بھی سہی مگر اس عمل کی توقع اسے عروج سے نہیں تھی۔

"شٹ اپ جسٹ شٹ اپ اگر ایک لفظ بھی اپنی زبان سے نکالا تو میں تمہارا منہ توڑ دونگی۔"

عروج غصّے سے چلائی۔

سب ہی ہونک بنے اسے دیکھ رہے تھے۔

"کوئی مسلمانو والا کام کیا ہے آج تک تم نے یا ان کافروں کے ساتھ رہ کر تم بھی کافر ہو گئے ہو؟"

عروج نے جینی کی طرف اشارہ کیا۔

ارے یہ تو کافر ہیں یہ لوگ کرے سو کرے مگر تم بھی ان لوگوں کے ساتھ کافر بن رہے ہو یہ شراب یہ ناچ گانا یہ "

" حرام کاریاں یہ تمھیں زیب دیتی ہیں تمہارا مذہب تمھیں ان چیزوں کی اجازت دیتا ہے؟

وہ چلارہی تھی اور زین عباسی سرخ آنکھوں سے اسے گھور رہا تھا۔

" یہ میری زندگی ہے میں جیسی چاہوں گزاروں تم ہوتی کون ہو مجھے کچھ کہنے والی؟ "

زین نے غصے سے اس کا بازو پکڑ کر جھنجھوڑا۔

یہ تمہاری زندگی نہیں ہے یہ اس رب کی امانت ہے اور ایک دن وہ اسے واپس لے لیگا اور اس دن تمہاری یہ اکڑ یہ "

پیسے کا غرور سب نکل جائیگا کبھی جہنم دیکھی ہے تم نے؟ کبھی آگ میں جلے ہو تم؟ نہیں نہ؟ اسی لئے ابھی تمھیں سمجھ

" نہیں آئیگا لیکن ایک بات یاد رکھنا یہ سب یونہی نہیں رہیگا میری بات اپنے دماغ میں بیٹھا لو؟

وہ شہادت کی انگلی اٹھائے اسے تنبیہہ کرتی بولی۔

" میری بات سنو۔ "

زین نے اس کے بازو پر گرفت سخت کرتے کہا۔

" یہ جو تمہارا لیکچر ہے اسے تم اپنے پاس رکھو اور اگر اتنا ہی شوق ہے نا بھاشن دینے کا تو کہیں اور جا کر دو یہاں نہیں۔ "

" اور میری ایک بات یاد رکھنا مجھ پر ہاتھ اٹھا کر تم نے بہت بڑی غلطی کی ہے اور اس کی سزا تو تمہیں ملے گی؟

ایک ایک لفظ چبا کر کہتے زین نے جھٹکے سے اس کا بازو چھوڑا۔

" دیکھتے ہیں کون کیا بھگتے گا؟

اپنی بات مکمّل کرتے اس نے ایک نفرت بھری نظر بت بنے کھڑے اس۔ کے دوستوں پر ڈالی اور جیسے آئی تھی ویسے ہی دندناتی وہاں سے چلی گئی۔

"زین وہاٹ اس دس؟" جینی نے کہا۔ جاؤ یہاں سے۔"

"بٹ لیسن ٹومی۔"

جینی نے آگے بڑھ کر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

"میں نے کہا جاؤ سب یہاسے ناؤ؟"

زین غصے سے اس کا بازو جھٹکتا دھاڑا۔

جینی سہم کر دو قدم پیچھے ہوئی۔ ایک غصے بھری نظر اس پر ڈالتی اپنا بیگ اٹھا کر فلیٹ سے نکل گئی پیچھے ہی باقی بھی نکلے۔

زین غصے سے مٹھیاں بھینچے مسلسل چکر لگا تا خود کو کمپوز کرنے کی کوشش کر رہا تھا زندگی میں پہلی بار اس پر کسی نے ہاتھ اٹھایا تھا۔

آخر تھک ہار کر وہ وہی صوفے کی پشت سے ٹیک لگا کر آنکھیں موند گیا۔ کچھ دیر باد اس کے چہرے پر وہی ڈیولش سمائل رقص کرنے لگی ***

عروج آئینے کے آگے کھڑی مسلسل ہانپ رہی تھی۔

"مجھے زین پر ہاتھ نہیں اٹھانا چاہیے تھا اب نا جانے وہ کیا کرے۔"

خود کو ملامت کرتی وہ سر جھکائی کھڑی تھی۔

"تم بھی تو یہی سب کرتی تھی۔"

ایک آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی اس نے سر اٹھا کر آئینے میں دیکھا اور ڈر کر دو قدم پیچھے ہوئی۔

آئینے میں اس کا عکس کھڑا اسے گھور رہا تھا۔

عروج نے بے اختیار اپنی آنکھیں مسلی۔

"کیا ہوا ڈر گئی؟"

عکس نے عجیب سی آواز میں کہا۔

"کون ہو تم؟"

وہ کانپتی آواز میں بولی۔

"میں تمہارا ضمیر ہوں۔

کہتے ساتھ عکس نے ایک قہقہ لگایا۔

عروج خوف سے آنکھیں پھاڑے کھڑی آئینے کو دیکھ رہی تھی۔

"تم بھی تو یہی سب کرتی تھی کیا بھول گئی اپنے دوستوں کے ساتھ کلب جانا یونہی ناچ گانا کرنا کیا بھول گئی؟

عکس نے حقارت سے کہا۔

وہ خاموش کھڑی آئینے میں اپنے عکس کو دیکھ رہی تھی۔

"آج تم دوسروں کو جہنم کا خوف دلا رہی ہو آج تم دوسروں کو مسلمان اور کافر کا فرق بتا رہی ہو تم!

عکس استہزاہیا ہنسا۔

آج نہ جانے کتنے برسوں بعد تم نے نماز پڑھی اور خود کو مومن سمجھ لیا تمہارے دوست بھی تو کافر تھے اگر تمہاری"

"زندگی میں وہ حادثہ نہ ہوتا تو آج تم یہاں نہ ہوتی اس وقت تم اپنے ان کافر دوستوں کے ساتھ کسی پب میں ہوتی۔

عکس اسے اس کی حقیقت سے روشناس کروا رہا تھا۔

ہاں میں کلبوں میں جاتی تھی مگر میں نے کبھی شراب نہیں پی نہ ہی میں نے کبھی کسی کو دھوکہ دیا اور میں دوسروں کا

"پردہ بھی تو رکھتی ہوں۔

عروج نے اپنی صفائی میں اٹکتے کہا۔

اس کی بات پر آئینے میں ابھرتے عکس نے ایک قہقہہ لگایا۔

کیا ایک مسلمان پر یہی فرض ہے دھوکہ نہ دینا شراب نہ پینا اور دوسروں کا پردہ رکھنا؟ اور دوسروں کا پردہ تو تم اسی لئے

رکھتی ہو تاکہ قیامت کے دن تم رسوا نہ ہو تمہارے گناہ دوسروں پر آشنا نے ہو صرف یہی تو فرض نہیں ہے ایک

"مومن پر اور بھی بہت کچھ فرض ہے تم خود کو مسلمان کہتی ہو جبکہ تمہارے خود کے اندر ایک کافر ہے۔

"نہیں میں کافر نہیں ہوں۔"

عکس کی بات پر وہ تڑپ کر چلائی تھی۔

کیا کبھی سوچا ہے جو تمہارے خدا کو نہیں مانتے تمہارے نبی کو نہی مانتے تم ان کے ساتھ دوستیاں رکھتی ہو کیا تمھیں"

"یہ زیب دیتا ہے؟ پھر تمہارے اندر بھی تو ایک کافر ہوا نا؟

عکس اس کی ہر بات رد کر رہا تھا۔

"نہیں میں کافر نہیں ہوں۔

وہ زور سے چلائی۔

آج تم نے اس کے منہ پر تھپڑ مارا آج تمھیں اس سے نفرت محسوس ہوئی کبھی خود کو دیکھا ہے تم بھی تو اسی نفرت کی

"حقدار ہو۔

نہیں تم جھوٹ بول رہے ہو میں کافر نہی ہوں میں ایک مسلمان ہوں میں اللہ اور اس کے رسول کو مانتی ہوں اور جو

"اللہ اور اس کے رسول کو مانتے ہیں وہ کافر نہیں ہوتے۔

اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے سے تم صرف مسلمان کھلاؤ گی ایک مومن نہیں اور صرف ایمان لانا ہی کافی

"نہیں ہوتا اور بھی بہت سے حق ہوتے ہے۔

"شٹ اپ جسٹ شٹ اپ۔"

وہ بالوں میں انگلیاں پھسائے ہزیاتی انداز میں چلائی۔

"جب انسان اپنے ضمیر کی آواز سنتا ہے تو اس کا ردے عمل ایسا ہی ہوتا ہے ؟

عکس مسلسل قہقہے لگا رہا تھا۔

جاؤ یہاں سے عروج چیختی چلاتی وہی زمین پر بیٹھ گئی۔

عروج کے شور مچانے پر عدن پریشان سی اس کے کمرے میں آئی۔

عروج زمین پر بیٹھی چلا رہی تھی۔

"عروج کیا ہوا؟

اس کی حالت دیکھ عدن بوکھلائی سی اسے جھنجھوڑنے لگی۔

"کیا ہوا ہیں بتاؤ کچھ ؟

مگر عروج شاید سن ہی نہیں رہی تھی۔

"عروج ہوش میں آؤ کیا ہوا ہے ؟

عدن مسلسل اسے جھنجھوڑتی چلا رہی تھی۔

اچانک عروج کو اپنا سانس رکتا محسوس ہوا اور وہ لمبے لمبے سانس لینے لگی۔

عدن جو پہلے ہی پریشان تھی اب تو اس کے ہاتھ پاؤں پھول گئے۔

"انہیلر کہاں ہیں تمہارا؟

عدن نے گھبرا کر پوچھا۔

عروج نے لرزتے ہاتھوں سے بیڈ کے سائیڈ ٹیبل کی اور اشارہ کیا۔

عدن نے بنا وقت گنوائے انہلر اسے تھمایا جسے عروج نے کانپتے ہاتھوں سے استعمال کیا۔

سانس بہال ہوتے ہی وہ عدن کے بازو سے لگ کر پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

عدن جو پہلے ہی بوکھلائی بیٹھی تھی اس کے یوں رونے سے مزید بوکھلا گئی۔

"عروج اٹھو بیڈ پر بیٹھو؟

عدن نے اسے سہارے سے اٹھایا اور بیڈ پر بیٹھا دیا۔

عدن نے پانی کا گلاس اسے تھمایا پانی پی کر وہ تھوڑی ریلکس ہوئی۔

"یہا آرام سے لیٹ جاؤ۔

اس کی حالت کے پیش نظر عدن نے کچھ بھی پوچھنے کا ارادہ ترک کرتے اسے بچوں کی طرح پچکارتے بیڈ پر لیٹایا عروج بھی خاموشی سے لیٹ گئی۔

تھوڑی ہی دیر میں عروج نیند کی وادیوں میں اتر گئی۔

اس کے سونے تک عدن وہی رہی اور اس کے سونے کا یقین کرتے اس پر اچھے سے کنفرٹ ڈالتی اپنے روم میں چلی گئی۔

رات کے نہ جانے کونسا پہر تھا وہ بیڈ پر بے سدپڑی چھت کو گھور رہی تھی۔ آخر ہمّت کرتے وہ اٹھی۔ آئینے کے سامنے آکر اس نے بمشکل آئینے میں دیکھا مگر اب اس کا عکس نورمل تھا۔ اس نے بار بار اپنے چہرے کو چھو کر دیکھا مگر سب "نورمل تھا۔ کیا میں پاگل ہو رہی ہوں؟

اس کی آنکھیں بھیگنا شروع ہو گئی۔ پل پل گرتے آنسوؤں کے ساتھ وہ ڈریسنگ ٹیبل کے ساتھ لگ کر بیٹھ گئی۔ وہ وہی گھٹنو میں سر دئے اپنی ہچکیوں کا گلہ گونٹ رہی تھی عجیب بے بسی تھی کیا تھی وہ اور کیا ہو گئی تھی۔ وہی بیٹھے بیٹھے فجر کی اذان اس کے کانوں سے ٹکرائی اپنے آنسوں پونچھتی وہ اٹھی اور وضو کرنے چلی گئی ***

حالات نے اس قدر بجھا دیا ہے مجھے "

کے آئینے نے کل شب ڈرا دیا ہے مجھے

نیند آرام کی ہم کو نہ پھر میسر ہوئی

فکر فردا نے جب سے جگا دیا ہے مجھے

تیر جتنے تھے صفِ دوستاں سے ہے آئے

محبّتوں کا میری کچھ یوں سلا دیا ہے مجھے

یارانے پہ اپنے تھا مجھے مان بہت

دوست تو نے بھی مگر بھلا دیا ہے مجھے

نبھانا دل سے رشتہ سکھا دیا ہے مجھے

*** اور تو زندگی تو نے بتا کیا دیا ہے مجھے

(ماضی)

اے جے اٹھ جاؤ یار ہمیں جانا بھی ہے۔" ٹینا مسلسل عروج کو ہلاتی اسے اٹھانے کی کوشش کر رہی تھی۔"ٹینا یار" سونے دو تھوڑی دیر تک چلے جائینگے۔" عروج نے کروٹ بدلتے کہا۔"اے جے اٹھ جاؤ ورنہ میں بی جان کو فون کر کے کہوں گی تم ہمیں یہاں گھما نہیں رہی بلکہ اپنی نیند پوری کر رہی ہو۔" ٹینا نے دھمکی دی۔"خدا کا خوف کرو لڑکی۔" عروج فورن سیدھی ہوئی۔"اچھا ٹھیک ہے چلتے ہیں پر پہلے تم ان تینوں کو تو اٹھا لو۔" عروج نے اس کا دھیان تینوں کی طرف کیا۔"ہاں میں تو بھول گئی تم ریڈی ہو جاؤ تب تک میں انہیں اٹھا کر آتی ہوں۔" ٹینا جست لگا کر بیڈ سے اٹھی۔ عروج نے اس کی بات پر اپنی جمائی روکتے سر ہلا دیا۔ ٹینا دروازے کی اور جاتی مڑی۔"اے جے اگر تم دوبارہ سوئی نہ تو انڈیا میں رضا انکل کو بھی فون کر دونگی۔" ٹینا نے انگلی اٹھائے اسے تنبیہہ کیا۔"اچھا نہیں سوتی اب جاؤ۔" عروج جو اسے دروازے کی طرف جاتا دیکھ دوبارہ سونے کی تیاری میں تھی اس کی دھمکی پر فورن سیدھے ہوتی بولی۔ ٹینا کے روم سے جاتے ہی عروج گہرا سانس لیکر اٹھی اور فریش ہونے کے لئے واشروم میں چلی گئی۔ ٹینا پہلے سڈ

کے کمرے میں آئی جو لمبی تانے مزے سے سو رہا تھا۔ "سڈ ویک اپ۔" ٹینا اس کے سر پر پہنچ کر چلائی۔ "کیا مسلہ ہے؟" ٹینا کو دیکھ سڈ نے ناگواری سے کہا۔ "سڈ اٹھو ہمیں گھومنے جانا ہے اٹھو۔" ٹینا نے اس کے اوپر سے بلینکٹ کھینچا۔ "ٹینا صبح صبح دماغ خراب مت کرو اور نکلو یہاں سے۔" ٹینا کو کڑی نظروں سے گھورتے سڈ دوبارہ نیند کی وادی میں اتر گیا۔ ٹینا ابھی سوچ ہی رہی تھی کیا کرے جب اس کی نظر ٹیبل پر پڑے جگ پر پڑی ایک شیطانی مسکراہٹ نے اس کے لبوں کا احاطہ کیا۔ پانی سے بھرا جگ اٹھا کر وہ سڈ کے سرہانے آئی۔ "ایک، دو، تین۔" تین تک گنتے ہی ٹینا نے جگ سڈ پر انڈیلا اور بھاگتی ہوئی دروازے پار کر گئی۔ سڈ جو مزے سے گرم گرم بستر میں سویا تھا اس اچانک افتاد پر ہڑبڑا کر اٹھا۔ جسم پر پھیلتے ٹھنڈے پانی سے بے اختیار اس نے جھرجھری لی۔ ٹینا دروازے میں کھڑی اس کی حالت سے لطف لے رہی تھی۔ سڈ نے کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھا۔ "کہاں تھا نہ شرافت سے اٹھ جاؤ مگر تم نہیں مانے خیر اب اٹھ کر ریڈی ہو جاؤ ہمیں نکلنا بھی ہے۔" ایک ادا سے کہتی ٹینا یہ جا وہ جا۔ سڈ بعد میں بدلہ لینے کا سوچتا اٹھ کر فریش ہونے چلا گیا۔ ٹینا اب راہول اور اکشے کے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹا رہی تھی۔ "کیا مسلہ ہے؟" اکشے نے دروازہ کھولتے جھنجھلا کر کہا۔ "لو جی ایک تو سب کے پاس ایک ہی سوال ہے کیا مسلہ ہے۔" ٹینا نے اندر آتے اکشے کی نکل اتاری۔ "اتنی صبح صبح کیا لینے آئی ہو؟" اکشے نے کڑی نظروں سے اسے گھورا۔ "تم دونوں کو اٹھانے چلو جلدی تیار ہو جاؤ پھر ہمیں گھومنے بھی جانا ہے۔" ٹینا حکم چلاتی پاس پڑے صوفے پر بیٹھ گئی۔ اکشے اسے اور اس کی بات کو ایسے اگنور کر تا بیڈ پر لیٹا جیسے وہ وہاں ہے ہی نہیں۔ اس کے ایسا کرنے پر ٹینا جل بھن گئی۔ "را اٹھو ہمیں گھومنے جانا ہے۔" ٹینا اکشے کو اگنور کرتی راہول کو اٹھانے لگی۔ راہول نے بمشکل آنکھیں کھول کر ٹینا کو دیکھا جو تیار شیار سی اس کے سر پر کھڑی اسے آوازے لگا رہی تھی۔ "ٹین سونے دے اگر اتنا ہی سیر کا شوق ہے تو اکیلی نکل جاؤ۔" راہول

بوجھل آواز میں کہتا دوبارہ سو گیا۔" یہ ٹین کسے بولا؟ کتنی بار کہاں ہے میرا نام مت بگاڑا کرو ٹینا نام ہے میرا۔" ٹینا اس کے کان کے قریب جھک کر چلائی۔ راہول ٹس سے مس نا ہوا۔" شرافت سے اٹھ جاؤ ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔" ٹینا وارن کرتی بولی۔ "تم سے برا کوئی ہے بھی نہیں اب نکلوں یہاں سے۔" جواب اکشے کی طرف سے آیا تھا۔ "لگتا ہے تم لوگوں کے ساتھ بھی وہی کرنا پڑے گا جو سڈ کے ساتھ کیا۔" ٹینا کے چہرے پر شرارت بھری مسکراہٹ دوڑ گئی۔ پانی کا جگ اٹھا کر اب وہ دونوں کے سر وپر کھڑی تھی اور پہلے کی طرح ہی سارا جگ دونوں پر انڈیل کر بھاگ کر کمرے سے نکلی۔ "ابے۔" اکشے ہڑبڑا کر اٹھا۔ ٹین میں تمہیں چھوڑونگا نہیں۔" ٹینا کے کانوں میں راہول کی غصے سے بھری آواز ٹکرائی۔ ٹینا اپنی مسکراہٹ چھپاتی اپنے کمرے میں آگئی۔ عروج تیار ہو کر شیشے کے آگے کھڑی تھی۔ "اٹھ گئے تینوں؟" عروج نے ٹینا کے اندر داخل ہونے پر سرسری سا پوچھا۔ "میں اٹھاؤ اور نہ اٹھے ایسا ہو ہی نہیں سکتا۔" ٹینا نے ایک ادا سے کہا۔ "تم نے کوئی مستی تو نہیں کی؟" عروج نے مشکوک نظروں سے اسے گھورا۔ ٹینا اپنی بتی سی دکھاتی واشروم میں گھس گئی۔ "مار کھاؤ گی کسی دن تینوں کے ہاتھوں۔" عروج نے اسے ڈرانے کی کوشش کی۔ "دیکھا جائیگا۔" ٹینا نے اندر سے ہی آواز لگائی۔ عروج نے مسکرا کر سر دائیں بائیں ہلایا۔ فضل انہیں ناران کی غار میں لایا تھا۔ "اے جے یہ کیا لکھا ہے؟" اکشے نے غار کے باہر نسب بورڈ کی طرف اشارہ کیا۔ "یہاں شہزادہ سیف الملوک اور پری بدی الجمال کے بارے میں لکھا ہے۔" عروج نے بورڈ پر نظریں دوڑئے کہا۔ عروج کی بات پر تینوں کو کل کی کہانی یاد آئی۔ سڈ پہلے ہی اندر جا چکا تھا۔ "فضل چچا آپ کل کوئی کہانی سنا رہے تھے؟" چاروں کو دوبارہ کہانی جاننے کا تجسس ہوا۔ "ہاں جی پر ام کل کہاں پر تھا؟" فضل نے سوچتے ہوئے کہا۔ "آپ جوتشی پر تھے۔" اکشے نے جٹ کہا۔ "نہیں ہم ریاضت پر تھے۔" ٹینا بولی۔ "فضل چچا آپ غسل پر تھے۔" عروج نے مسکرا کر کہا۔

"ہاں مڑا ہم غسل پر تا۔" فضل نے یاد آنے پر جھٹ کہا۔ "پر ہم آپ سب کو کہانی ایک شرط پر سنائیگا۔" "کیسی شرط؟" چاروں نے جھٹ کہا۔ "یہی کے آپ میں سے کوئی بھی ہم کو کہانی میں ٹوکے گا نئ؟" "آپ فکر مت کرے ٹوکنے والا یہاں ہے ہی نہیں۔" عروج نے بے فکری سے کہا کیونکہ سڈ غار کے اندر تھا۔ "چلو ٹھیک ہے ہم سناتا ہے چلو۔" فضل ساتھ ساتھ چلتا بولا۔ چاروں اس کے پیچھے پیچھے غار میں داخل ہو رہے تھے۔ شروع میں غار کافی تنگ تھی جس سے ایک وقت میں ایک ہی انسان گزر سکتا تھا۔ "پریاں کسی آدم زاد کی موجودگی بھانپے بغیر اپنی اپنی پوشاکیں تہہ کر کے جھیل کنارے رکھ کر جھیل میں اتر گئی۔" "فضل چچا یہ پوشاک کسے کہتے ہیں۔" اکشے اپنے ہی دھیان میں کہتا غار کے اندر داخل ہوا مگر جب نظر اسے گھورتے سب ہی پر پڑی تو سر پر ہاتھ پھیرتا شرمندہ سا ہو گیا۔ "وہ میں بھول گیا تھا۔" وہ شرمندگی سے کہتا ادھر ادھر نظر دوڑانے لگا۔ "جاؤ ہم نہیں سناتا مڑا آپ لوگ تو بار بار ٹوکتا اے۔" فضل ناراضگی سے بولا۔ "معذرت فضل چچا اب نہیں بولے گا۔ عروج نے فورن معذرت کی اور کڑی نظروں سے اکشے کو گھورا۔ "یہ کیا کر رہے ہوں؟" راہول نے اکشے کو موبائل ریکارڈنگ پر لگاتے دیکھ پوچھا۔ "سب ریکارڈ کرتے ہیں جو سمجھ نہیں آیا وہ بعد میں اے جے سے ہندی میں سمجھ لینگے۔" اکشے نے سرگوشی بھرے انداز میں کہا۔ سڈ غار میں گھومنے کے ساتھ ساتھ تصویریں بھی بنا رہا تھا۔ "فضل چچا آپ بتائے نا۔" عروج نے بے چینی سے کہا۔ "شہزادہ سیف الملوک نے پری بدی الجمال کی پوشاک اٹھا کر چھپا دی لیکن اسی اثنا میں پریوں کی نظر اس پر پڑ گئی اور وہ جھیل سے نکل کر اپنا اپنا لباس پہنے ہوا میں پرواز کر گئیں جب پری نے شہزادے سے اپنا لباس طلب کیا تو شہزادے نے اس سے شادی کی شرط رکھی پہلے تو پری انکار کرتی رہی مگر جب شہزادے نے اسے اپنی ریاضت کے بارے میں بتایا تو پری رضامند ہو گئی دوسری طرف پری پر عاشق دیو کو اس بات کا پتا چلا اور وہ آگ بگولہ ہو کر ان دونوں کو قتل کرنے کے

ارادے سے اپنی غار سے نکل کر جھیل کی طرف روانہ ہو گیا پری کو جب اس بات کا پتا چلا تو وہ شہزادے کو لیکر وادی ناران کی طرف نکل گئی دیو نے جھیل پر پہنچ کر اس کا بن توڑ دیا جس سے وادی میں سیلاب آگیا شہزادہ اور پری سیلاب سے بچنے کے لئے اس غار میں پناہ لیتے ہیں کچھ مقامی لوگوں کا عقیدہ ہے کے پری اور شہزادہ آج بھی اس غار میں زندہ ہیں یہ بات حقیقت سے زیادہ افسانہ ہی سہی لیکن اس سے انکار نہیں کے غار تو کیا پوری وادی کاغان میں جیپ اور سینکڑو ہوٹلز کے جنریٹر سے ڈیزل جلنے کی بو کے باوجود اب بھی پری بدی الجمال کے جسم کی خوشبو اور شہزادہ سیف الملوک کی سانسوں کی مہک پوری وادی کی ہواؤں میں رچی بسی ہے۔" فضل اپنی بات مکمل کر کے خاموش ہو گیا۔ چاروں ہونک بنے اسے دیکھ رہے تھے۔ "فضل چچا آئی کانٹ بلیو ایسی سٹوری اصلی بھی ہوتی ہے۔" عروج نے حیرت اور بے یقینی سے کہا۔ "میڈم جی اب اس کہانی میں کتنا حقیقت ہے یہ تو اللہ ہی جانتا ہے مگر صدیوں سے لوگ یہ کہانی سنتا اور سناتا آرہا ہے۔" "فضل چچا آپ کو پتا ہے کہانی سناتے وقت آپ کی اردو بلکل ٹھیک تھی اور کہانی سناتے ہی پہلے جیسی ہو گئی۔" عروج کو خوشگوار حیرت ہوئی۔ "بس میڈم جی آج تک ہم نے بہت سے لوگوں کو یہ کہانی سنایا ہے اور اب جب بھی ہمارے منہ سے کہانی نکلتا ہے تو ہمارا اردو خود بہ خود ٹھیک ہو جاتا ہے۔" فضل کی بات پر چاروں مسکرائے۔ "فضل چچا گھوفا تو اچھی ہے مگر آپ نے یہ نہیں بتایا آپ ہمیں یہاں کیوں لائیں ہیں؟" سڈ ان کی طرف آتا اپنی ہی روں میں بولا۔ چاروں تیر چھی نظروں سے اسے گھورنے لگے۔ "کیا ہوا ایسے کیوں دیکھ رہے ہو؟" سڈ خوامخواہ ہی پزل ہوا۔ "مڑا تمہارا یہ دوست بہت خپاتا ہے اس سے پہلے یہ ہمارا دماغ کھائے چلو ہم آپ کو اور جگہ دکھاتا ہے۔" فضل تیزی سے غار سے نکلا۔ پیچھے ہی چاروں اپنی ہنسی دباتے آگے بڑے جبکہ سڈ بیچارہ سچویشن کو سمجھنے کی کوشش کرتا ان کے پیچھے ہی چل دیا۔ سب ہی مال روڈ پر سیاہوں کے درمیان جگہ بناتے آگے بڑھ رہے تھے آس پاس بنے ہوسٹلز

سے آتی رنگ برنگے کھانوں کی خوشبوں ان کے نتھنوں سے ٹکراتی ان کے پیٹ میں ہل چل پیدا کر رہی تھی۔ ٹینا عروج کا ہاتھ تھامے ایک دکان میں لے آئی۔ "اے جے وہ دیکھو کتنا پیارا ڈریس ہے۔" ٹینا نے دکان کے باہر ٹنگے ایک خوبصورت سے سوٹ کی طرف اشارہ کیا۔ سوٹ پر جگہ جگہ شیشے کا کام ہوا تھا رنگ برنگا مقامی عورتوں کے کپڑوں جیسا وہ سوٹ واقعی بہت خوبصورت تھا۔ "چلو نہ لیتے ہیں۔" ٹینا اسے گھسیٹتی دکان میں لے آئی۔ "تم بات کرونا۔" ٹینا نے عروج کے کان میں سرگوشی کی۔ "بھائی یہ مقامی عورتوں والا سوٹ دکھانا۔" عروج نے ایک نوجوان کو مخاطب کرتے سوٹ کی طرف اشارہ کیا۔ "بی بی جی یہ پٹھانی سوٹ ہے۔" نوجوان نے سوٹ اتارتے کہا۔ "پٹھانی سوٹ؟" "ایسے کپڑے پٹھانی عورتیں پہنتی ہیں۔" نوجوان نے سوٹ عروج کو تھمایا۔ "واہ سو بیوٹیفل۔" ٹینا نے شیشوں پر ہاتھ پھیرتے کہا۔ عروج کی ستائش بھری نظریں بھی سوٹ پر ہی تھی۔ "بی بی جی آپ ٹرائی بھی کر سکتی ہیں۔" اس کی پسندگی دیکھ دکان دار نے کہا۔ "اس طرف چینجنگ روم ہے۔" دکان دار نے ایک طرف اشارہ کیا ٹینا عروج سے سوٹ لیکر چینجینگ روم کی طرف بڑھ گئی۔ عروج نے سرسری سی نظر دکان پر گھمائی جب اس کی نظر ایک خوبصورت ستاری والی چادر پر پڑی۔ "بھائی یہ دکھائیں۔" نوجوان نے فورن چادر اتار کر اسے پکڑائی۔ چادر پر ہاتھ پھیرتے اس کے لبوں پر پیاری سی مسکان در آئی۔ "ایسی دو اور ہیں؟" سعدیہ بی کے ساتھ بی جان اور نبیلہ کا خیال آتے ہی اس نے دکان دار سے پوچھا۔ "جی جی بی بی جی مل جائینگی۔" دکان دار پھرتی سے چادرے نکالنے لگا۔ چادر پیک کر کے اس نے عروج کو پکڑائی ہی تھی جب ٹینا چینج کر کے وہاں آئی۔ کامدار سوٹ کے ساتھ ہم رنگ کیپ سر پر ٹکائے وہ سہج سہج کر قدم اٹھاتی عروج تک آئی۔ کیپ سے نکلتے اس کے گنگریالے بال اور نکھری نکھری رنگت میں وہ ایک پٹھانی ہی معلوم ہو رہی تھی۔ "کیسی لگ رہی ہوں میں؟" ٹینا نے کمر پر ہاتھ رکھے ایک ادا سے پوچھا۔ "بہت خوبصورت بی بی جی

ایسالگ رہاہے جیسے یہ سوٹ خاص آپ کے لئے ہی بنایا گیاہو۔" جواب نوجوان کی طرف سے آیا تھا۔جہاں اس کی تعریف پر ٹینا کھل گئی وہی عروج نے ترچھی نظروں سے نوجوان کو گھورا۔نوجوان اس کی گھوری پر فورن سیدھا ہوا۔بل پے کر کے وہ ایک ہاتھ میں ٹینا کے سوٹ کے ساتھ چادر والا بیگ پکڑے جبکہ دوسرے ہاتھ میں ٹینا کا ہاتھ پکڑے تیز تیز چلنے لگی۔فضل سمیت تینوں لڑکے ایک ہوٹل میں بیٹھے چائے پی رہے تھے۔"یار یہ دونوں لڑکیاں کہارہ گئی ؟" اکشے نے فکر مندی سے کہا۔"صاحب جی ہم جاکر دیکھتا ہے۔" فضل اپنا کپ ٹیبل پر رکھتا دونوں کی تلاش میں نکل گیا۔"یار یہ جو لڑکیاں ہیں نا یہ جب بھی کوئی دکان دیکھتی ہیں تو انہیں شوپنگ کا خیال آجاتا ہے اور ایسے ایکسایئٹڈ ہوتی ہیں جیسی زندگی میں پہلی بار شوپنگ کر رہی ہوں۔" راہول جھنجھلا کر کہا۔"ہاں اور لڑکے تو جیسے شوپنگ کرتے ہی نہیں۔" سڈ نے میٹھامیٹھا طنز کیا۔اشارہ اس کے ساتھ والی چیئر پر پڑے شوپنگ بیگز کی طرف تھا۔"اوئے ہوئے تو تو بڑی سائیڈ لے رہاہے ان کی۔" راہول نے ان کادھیان بھٹکانے کی کوشش کی۔"تو بات نہ گھما یہ بتا یہ سب کس کے لئے ہے ؟" سڈ اس کی چالا کی سمجھتا شکی انداز میں بولا۔اس کی بات پر راہول گڑبڑا گیا۔اس سے پہلے وہ کچھ کہتا انہیں دور سے ہی عروج اور ٹینا آتی دکھائی دی۔" "لو آگئی۔" راہول نے جھٹ کہا۔اکشے اور سڈ نے بیک وقت دونوں کی طرف دیکھا۔ٹینا کو دیکھ کر سڈ کے دل نے ایک بیٹ مس کی تھی وہ مبہوت سا ٹینا کو دیکھنے لگا۔"گائیز کیسی لگ رہی ہوں میں ؟" ٹینا نے پاس آتے ایک ادا سے پوچھا۔سڈ بنا پلک جھپکائے اسے دیکھ رہا تھا۔"واہ واہ واہ ایسالگ رہاہے جیسے پرستان کی کوئی پری راستہ بھول کر یہاں آگئی ہو۔" اکشے اپنی جگہ سے کھڑا ہوتا اس کی تعریف کے پل باندھنے لگا۔اپنی تعریف پر ٹینا نے ایک ادا سے اپنے بال پیچھے کیئے۔عروج مسکراتی ہوئی چیئر گھسیٹ کر بیٹھ گئی۔ٹینا" کہیں سے جلنے کی بو نہیں آرہی؟" اکشے نے ایک ہاتھ اس کے کندھے پر رکھے ناک سے مکھی اڑانے والے انداز میں کہا۔"جلنے

کی نہیں مجھے تو یہ کسی ٹرانس میں لگ رہا ہے۔" راہول نے حیرت سے سڈ کا کندھا ہلایا۔ سڈ فورن ہوش میں آتا خجل سا ہو گیا۔ "کہاں گم ہو؟" راہول نے اس کے چہرے کے آگے چٹکی بجائی۔ "تیرے سامنے ہی بیٹھا ہوں اندھا ہو گیا ہے کیا؟" سڈ اپنی کیفیت چھپاتا کاٹ دار انداز میں بولا۔ "مجھے تو کہیں اور ہی لگ رہا تھا۔" راہول کی بات سمجھتے سب کے چہرے پر مسکراہٹ دوڑ گئی جبکہ ٹینا خوامخوہ ہی پزل ہو رہی تھی۔ "اکشے ہاتھ ہٹاؤ یار یہ پاکستان ہے انڈیا نہیں سب لوگ دیکھ رہے ہیں۔" اکشے جو کب سے ٹینا کے کندھے پر دوستانہ ہاتھ رکھے کھڑا تھا عروج کی بات پر آس پاس دیکھتا ہاتھ ہٹا گیا کیونکہ واقعی لوگ انہیں دیکھ رہے تھے۔ "یہ کیا تم لوگوں نے اتنی جلدی شوپنگ بھی کر لی؟" عروج نے چیئر پر پڑے شوپنگ بیگز دیکھ حیرت سے کہا۔ "ہم نے نہیں صرف راہول نے اور پتا ہے اس میں صرف لیڈیز سامان ہے میں نے خود دیکھا تھا اسے لپسٹک لیتے ہوئے۔" سڈ نے خالص زنانیوں والے انداز میں کہا۔ سب نے ایک ساتھ مشکوک نظروں سے اسے دیکھا۔ "ایسا کچھ نہیں ہے اس میں عنایہ کا سامان ہے۔" (راہول نے اپنی چھوٹی بہن کا نام لیا) "اچھا اگر عنایا کا سامان ہے تو دکھاتے کیوں نہیں؟" سڈ نے ہاتھ بڑھا کر بیگ اٹھانے چاہے جب راہول نے تیر کی تیزی سے بیگ جھپٹے۔ "دیکھا میں نے کہا تھا نا کچھ تو دال میں کالا ہے۔" راہول کی حرکت پر سڈ نے جھٹ کہا۔ "اچھا جو بھی ہے جاؤ چائے لاؤ بہت طلب ہو رہی ہے۔" عروج کو چائے کی شدید طلب ہو رہی تھی۔ عروج کی بات پر سڈ راہول کو چھوڑتا چائے کا کہنے لگا۔ "فضل چچا کہاں رہ گئے؟" "وہ کار میں سامان رکھنے گئے ہیں میں نے کہا بھی تھا رہنے دے پر وہ مانے ہی نہیں۔ عروج نے کہا تبھی راہول کا موبائل بجا جسے پہلے تو اس نے اگنور کیا مگر مسلسل رنگ ہونے کی وجہ سے وہ شوپنگ بیگز بغل میں اڑستا ایک طرف جا کر فون سننے لگا۔ "تو نے ایک بات نوٹ کی؟" سڈ نے راہول پر نظریں ٹکائے اکشے کے کان میں سرگوشی کی۔ "ہاں کر لی تجھے بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔" اکشے نے بات ہی ختم

کر دی۔ "پتا نہیں کوئی میری بات سیریس کیوں نہیں لیتا۔" سڈ بڑبڑاتا عروج کی طرف متوجہ ہو گیا۔ "یار بڑی بھوک لگی ہے کچھ کھانے کا انتقال کرو۔" سڈ نے پیٹ پر ہاتھ پھیرتے کہا۔ "استغفر اللہ سڈ انتقال نہیں انتظام۔" عروج نے صدمے سے کہ کر چائے کا کپ لبوں کو لگایا جو ابھی ابھی ایک چھوٹا بچہ دیکر گیا تھا۔ "فضل چچا آجائے پھر کرتے ہیں آرڈر۔" راہول واپس چیئر پر بیٹھتا بولا۔ مال روڈ پر جگہ جگہ برف کے ڈھیر لگے تھے ہر طرف خوبصورتی کا سماں تھا۔ دور کہیں سے عصر کی اذانوں کی آواز آنے لگی۔ میٹھی میٹھی اذانوں کی آواز سب کو ایک الگ ہی سرور دے رہی تھی عروج سمیت سب ہی بہت غور سے اذان سن رہے تھے *** (حال) "آج اس کا کالج جانے کا کوئی ارادہ نہیں تھا وہ کافی دیر سے بیڈ پر بلاوجہ لیٹی مختلف سوچوں میں جکڑی رہی آخر تھک ہار کر عروج منہ ہاتھ دھو کر کمرے سے باہر نکلی۔ عدن صوفے پر بیٹھی کسی کتاب کا متالعہ کر رہی تھی۔ عدن کی نظر عروج پر پڑی اس نے بک بند کر کے صوفے پر رکھ دی۔ "اسلام وعلیکم۔" عروج سلام کرتی صوفے کی ایک سائیڈ پر ٹک گئی۔ "واعلیکم اسلام۔" عدن نے مسکرا کر جواب دیا۔ "کیسی طبیعت ہے تمہاری۔" عدن اب عروج سے دوستانہ لہجے میں بات کرتی تھی۔ "ٹھیک ہوں۔" عروج نظریں چراتی بولی۔ عدن نے غور سے اس کا چہرہ دیکھا ایک ہی رات میں وہ برسوں کی بیمار لگ رہی تھی۔ کچھ دیر یونہی دونوں میں خاموشی چھائی رہی جب عدن کی آواز نے اس خاموشی کو توڑا۔ "عروج میں تم سے یہ نہیں پوچھونگی کے کل رات کیا ہوا تھا تم ایسا ریئیکٹ کیوں کر رہی تھی مجھے صرف یہ جاننا ہے تمہاری زندگی میں ایسا کیا ہوا تھا جو تمہیں سونے کے لئے سلیپنگ پلز لینی پڑتی ہیں۔" عدن نے انتہائی سنجیدگی کے عالم میں پوچھا۔ عروج کا رنگ لمحوں میں متغیر ہوا۔ "دیکھوں میں اپنی آدھی سے زیادہ زندگی گزار چکی ہوں اور تھوڑے بہت انسانوں کے چہرے بھی پڑھ لیتی ہوں اور پہلے ہی دن تمہیں دیکھ کر مجھے اندازہ ہو گیا تھا کے تمہاری زندگی میں کچھ تو ایسا ہوا ہے جس نے تمہیں انہلر اور

سلیپنگ پلز پر لگا دیا۔" عدن کی بات پر عروج خاموش رہی۔ کافی دیر اس کے جواب کا انتظار کرنے کے بعد عدن دوبارہ بولی۔ "تم صرف میری کرائے دار نہیں بلکہ میرے بچے جیسی ہو میں تمہاری ہمدرد ہوں تم مجھے اپنے دکھ بتا سکتی ہو۔" عدن نے نرمی سے کہ کر اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا۔ "آپ کے چہرے پر یہ نور کیسا؟" بجائے اس کے سوالوں کا جواب دینے کے عروج نے اپنا ہی سوال داغا تھا۔ "میرے چہرے پر نور؟" عدن نے تعجب سے اس کا جملہ دوہرایا۔ "ہاں مجھے آپ کے چہرے پر ایک نور سا دکھائی دیتا ہے میں جب جب آپ کو دیکھتی ہوں میرا نظریں ہٹانے کو دل نہیں کرتا مجھے بھی ایسا نور چاہیے کیسے ملے گا؟" وہ چھوٹے بچوں کی طرح بولی۔ عدن ہلکا سا مسکرائی۔ "تمہیں کیوں چاہیے ایسا نور؟" عدن نے اس کی بات کو مذاق میں ڈالتے پوچھا۔ "تا کہ کوئی مجھے کافر نا کہے مجھے بے حیا دھوکے باز نا کہے مجھے دیکھتے ہی وہ جان جائے کے میں مسلمان ہوں میں بری لڑکی نہیں اچھی لڑکی ہوں۔" وہ ہزیاتی انداز میں بولی۔ عدن بے یقین سی بیٹھی اسے دیکھ رہی تھی عدن کو پہلی بار اس کی ذہنی حالت پر شبہ ہوا۔ "مل سکتا ہے ایسا نور؟" وہ آنکھوں میں امید لئے عدن کو دیکھ رہی تھی۔ "مل سکتا ہے۔" "کیسے؟" عدن کی بات پر اس کی آنکھوں میں ایک چمک در آئی۔ "جب تم تہجد پڑھو گی جب تم کسی کو دکھانے کے لئے نیکی نہیں کرو گی جب جب تم اپنے رب کے قریب ہو نگی تب تب تمہیں یہ نور ملے گا۔" "رب کے قریب کیسے ہوتے ہیں؟" "اللّٰہ کے قریب ہونے کا سب سے آسان راستہ تہجد ہے جب تم اپنے رب کے لئے اپنی نیند کی قربانی دو گی تب تب وہ تمہیں ملے گا۔" "آپ بہت اچھی باتیں کرتی ہیں۔" عدن کے رکنے پر عروج مسکرا کر بولی۔ اس کی بات پر عدن بھی آسودگی سے مسکرائی مگر اس کی اگلی بات سے عدن کی مسکراہٹ سمٹی تھی۔ "یقین نہیں آتا آپ انڈیا میں رہ کے بھی اتنی اچھی باتیں کر لیتی ہیں۔" وہ اپنے ہی دھیان میں بولی۔ "انڈیا میں رہ کر؟" عدن نے تعجب سے اس کا کہا جملہ دوہرایا۔ "تمہیں لگتا ہے اسلام کا تعلق ملک

سے ہے؟" عدن حیرت کی اتھا گہرائیوں میں تھی۔ "نہ۔۔ نہیں۔۔ مر۔۔ میرا مطلب۔" عروج کی آواز لڑکھڑائی۔ "تمہیں کیا لگتا ہے پاکستان میں رہنے والا ہر شخص مسلمان ہے؟ انڈیا میں رہنے والا ہر شخص کافر ہے؟ اسرائیل میں سب کافر رہتے ہیں؟ فلسطین میں سب مسلمان ہیں؟ بلکل نہیں ہر ملک میں ہر طرح کے لوگ ہوتے ہیں یہ دنیاں ہماری ہے ہم ہر جگہ پر ہیں۔" "تم اس ملک کی بات کرتی ہو پری یہ دنیا ہماری ہے۔" عدن کی بات کے ساتھ ایک اور جملہ اس کے کانوں سے ٹکرایا تھا۔ "کیا مکہ میں سب مسلمان تھے؟ کیا مصر میں سب کافر تھے؟ کیا مدینہ میں سب مسلمان تھے؟ کیا بنی اسرائیل میں سب کافر تھے؟ کیا ابو جہل انڈیا میں تھا؟ نہیں وہ اس سرزمین پر رہتا تھا جہاں ہمارے پیارے نبی کے قدم مبارک ہر روز پڑتے تھے جہاں کی ہواؤں میں ان کی خوشبو بستی تھی کیا حضرت یوسف مصر کے بادشاہ نہیں تھے؟ کیا حضرت نوح کی قوم تباہ نہیں ہوئی تھی؟ حضرت موسیٰ فرون کے محل میں پلے وہاں بڑے ہوئے تو کیا انہوں نے اللہ کو چھوڑ کر فرون کو اپنا خدا بنالیا؟ کیا فرون کی بیوی آسیہ اللہ کو نہیں مانتی تھی؟ کیا حضرت نوح کا بیٹا جہنمی نہیں تھا؟ کیا ان کے ایمان کا تعلق ملکوں سے تھا؟ نہیں ان کے ایمان کا تعلق اللہ سے تھا دین سے تھا یہ انڈیا اور پاکستان کی لڑائی اسلام پر نہیں ہے اگر اسلام پر لڑائی ہے تو وہ فلسطین اور اسرائیل کے بیچ ہے کیا امریکا میں مسلمان نہیں ہیں؟ کیا ایجپٹ میں مسلمان نہیں رہتے؟ کیا ساؤتھ افریقہ میں مسلمان نہیں بستے؟ کیا دوسرے ملکوں میں اسلام کی بے حرمتی نہیں ہوتی؟ یہ سب انسان کے ایمان پر ہے کے وہ اللہ کو کتنا مانتا ہے اپنے دین سے کتنی محبّت کرتا ہے اگر اس کا ایمان مضبوط ہے تو پھر چاہے وہ انڈیا میں رہے یا کسی مندر کے اندر اس کا بسیرا ہو وہ اللہ کے حضور ہی جھکے گا وہ اللہ اور اس کے رسول سے ہی محبّت کریگا نہ کے مندر میں رکھے بتوں کو ماننا شروع کر دیگا اور جس کا ایمان کمزور ہو وہ پھر چاہے پاکستان میں رہے یا مکہ میں وہ گناہ کریگا اللہ کے احکامات کو جھٹلائے گا یہ سب انسان

کے ایمان پر ہے ملکوں پر نہیں ڈاکٹر ذاکر نائیک یہ بھی تو انڈیا میں ہی رہتے ہیں آج تک انہوں نے کتنے لوگوں کو مسلمان کیا کیا انڈیا میں رہ کر ان کا اسلام کمزور ہو گیا؟ کیا وہ مسلمانوں کو کافر کرنے لگے؟ نہیں بلکل نہیں انسان کا ایمان مضبوط ہونا چاہیے اسلامی ملک میں رہنے والی عورت نے قرآن کی بے حرمتی نہیں کی تھی کیا؟ وہ اسلامی ملک میں نہیں رہتی تھی؟ یہ سب ملکوں سے نہیں ہوتا خود انسان کے اندر ہوتا ہے اس کا ایمان۔" عدن کی سانس پھول چکی تھی وہ رک کر لمبے لمبے سانس لینے لگی۔ عروج سے شرمندگی کے مارے سر ہی نہیں اٹھایا جا رہا تھا اس نے کبھی اس بارے میں نہیں سوچا۔ رضا میر سے کیے گئے سوال کا جواب آج اسے مل گیا تھا۔ کافی دیر دونوں کے درمیان خاموشی رہی۔ عدن اس کی شرمندگی بھانپ چکی تھی اسی لئے بات بدلتی بولی۔ "تم نے جو پوچھا وہ میں نے بتا دیا اب تم وہ بتاؤ جو میں نے پوچھا تھا؟" عروج نے سر اٹھا کر اس عظیم عورت کو دیکھا تھا جو اپنے رب کے قریب تھی۔ اس کی آنکھوں میں آنسو جھلملانے لگے۔ اس کے بعد اس نے جو عدن کو بتایا اس کے آنسوؤں کے ساتھ وقفے وقفے سے عدن کے آنسو بھی بہنے لگے **** (ماضی) مال روڈ سے واپس آکر سب اپنے کمروں میں مزے سے سو رہے تھے جب رات کے کسی پہر عروج کی آنکھ کھلی۔ وہ کسمسا کر دوبارہ سونے لگی جب اس کے کانوں سے کسی قسم کی پھسپھساہٹ ٹکرائی۔ عروج نے ساتھ لیٹی ٹینا پر نظر ڈالی جو کمبل منہ تک تانے سو رہی تھی۔ وہ اٹھ کر بیٹھ گئی۔ آواز ابھی بھی آرہی تھی۔ اس نے کمرے میں چاروں اور نظریں دوڑائی مگر ان کے سوا وہاں کوئی نہیں تھا۔ "کہیں شہزادہ اور پری کی روح تو نہیں؟" خیال آتے ہی عروج بستر میں دبک گئی۔ ایک خوف نے اسے گھیر لیا۔ کچھ لمحے بعد بھی آواز نہیں رکی۔ آخر اپنے ڈر کو سائیڈ پر رکھتی وہ اٹھی اور بنا چپل پہنے ہی آواز کی سمت چل دی۔ آواز باہر سے آرہی تھی اس نے دروازے سے کان لگا کر آواز پر غور کیا آواز راہول کی تھی۔ "راہ اس وقت کس سے بات کر رہا ہے؟" عروج کو حیرت کے ساتھ تجسس

بھی ہوا اس نے دروازہ کھول کر ہلکا سا سر باہر نکالا۔ راہول ساتھ والے دروازے سے ٹیک لگائے کھڑا فون پر کسی سے بات کر رہا تھا۔ اس کی پشت عروج کی طرف تھی جس کی وجہ سے راہول اسے دیکھ نہیں سکتا تھا۔ عروج پوری کی پوری باہر نکل آئی۔ اب وہ بلکل اس کے پیچھے کھڑی اس کی باتیں سن رہی تھی۔ "بے بی میری بات تو سنو میں نے بتایا نا سارا دن دوستوں کے ساتھ تھا اسی لئے تم سے بات نہیں ہو پائی ان کے سامنے تم سے بات نہیں کر سکتا تھا بے بی ٹرائی ٹو انڈرسٹینڈ پلیز۔" عروج کو شدید قسم کا شوک لگا۔ "راہول کی گرل فرینڈ ہے؟" وہ حیرت اور صدمے سے منہ کھولے اس کی پشت دیکھ رہی تھی۔ "کیا کروں بے بی جب دیکھو میرے دوست چپکے رہتے ہیں سب ایک نمبر کے چپکو ہیں ایک منٹ بھی اکیلا نہیں چھوڑتے میں تو خود پریشان ہو گیا ہوں آئی ایم سوری بے بی آئی مس یوں۔" راہول کی گرل فرینڈ شاید اس سے ناراض تھی۔ راہول کے منہ سے اپنے لئے چپکو کا لفظ سن عروج کا غصّہ ساتوے آسمان پر پہنچ گیا مگر پھر کچھ سوچ کر اطمینان سے سینے پر بازو باندھ کر دیوار سے ٹیک لگا کر کھڑی ہو گئی۔ "آئی لو یو ٹو بے بی میرا بس چلے تو میں خود اڑ کر تمہارے۔" راہول کے الفاظ منہ میں ہی رہ گئے جب وہ پلٹا اور سامنے عروج کو مسکراتا کھڑا پایا۔ عروج کو سامنے دیکھ راہول کے پیروں تلے زمین نکل گئی۔ "ڈیڈ میں آپ سے بعد میں بات کرتا ہوں۔" راہول نے یک دم سنجیدہ ہوتے کہ کر فون کاٹ کر جیب میں رکھ لیا۔ عروج اس کی ڈھٹائی پر غش غش کرتی اسے دیکھ رہی تھی۔ "ڈیڈ؟" وہ صدمے سے بولی۔ "ہاں تو تمہیں کیا لگتا ہے میں رات کے اس وقت کسی لڑکی سے بات کر رہا تھا؟" اس کی آواز میں بھرپور اعتماد تھا۔ "اچھا تو اپنے ڈیڈ کو آئی لو یو مس یو کر رہے تھے؟" عروج آنکھیں مٹکاتی معصومیت سے بولی۔

"مطلب تم نے سب سن لیا؟" اس کی سنجیدگی اب بھی قائم تھی۔ "جی جی جنابِ عالی میں نے سب سن لیا۔" عروج نے پراسرار مسکراہٹ سے کہا۔ "یار کسی کو مت بتانا۔" راہول لمحوں میں ہی اس کے پیروں میں گرا۔ "نہیں بتاتی مگر

اگر تم ہمیں چپکو نہ کہتے ہماری برائی نا کرتے تب مگر اب تم کر چکے ہو تو۔" اپنی بات کو ادھورا چھوڑتی عروج اسے بہت کچھ باور کروا گئی۔"اے جے پلیز۔" راہول نے دنیا جہاں کی معصومیت چہرے پر سجائے التجا کی۔"سوری راہیں اپنے دوستوں سے جھوٹ نہیں بول سکتی تمہاری طرح۔" عروج طنز کرتی سب سے پہلے سڈ کے کمرے کی جانب بڑھی۔راہول گھٹنوں کے بل بیٹھا آنے والی مصیبت کے لئے خود کو تیار کر رہا تھا۔راہول کارپٹ پر مجرموں کی طرح بیٹھا تھا جبکہ باقی چاروں صوفوں پر آلتی پالتی مارے اسے گھور رہے تھے۔راہول کی گرل فرینڈ کا سنتے ہی سب چھلانگے لگاتے عروج کے کمرے میں دوڑے تھے۔"یار ایسے تو مت دیکھوں۔" راہول ان کے یوں گھورنے سے زچ ہو تا بولا۔"میں نے پہلے ہی کہا تھا دال میں کچھ کالا ہے۔" سڈ نے جھٹ کہا۔"کب سے چل رہا ہے یہ سب؟" پہلا سوال۔"دو مہینوں سے۔" "کہاں ملے تھے؟" دوسرا سوال۔"کلب میں۔" "نام کیا ہے؟" تیسرا سوال۔"لیلیٰ۔" "ہمیں کیوں نہیں بتایا؟" چوتھا سوال۔"میں نے سوچا انڈیا واپس جا کر بتا دونگا۔" وہ مجرموں کی طرح بولا۔"جھوٹ دو مہینوں سے نہیں بتایا یہ تو اے جے نے دیکھ لیا ورنہ تمہارا کیا پتا دو سالوں تک نہ بتاتے۔" ٹینا پھنکاری۔"صبح والی شوپنگ بھی اسی کے لئے تھی؟" سڈ نے مشکوک نظروں سے گھورتے پوچھا۔"ہاں۔" وہ مختصر بولا۔"شرم نہیں آئی جھوٹ بولتے ہوئے؟" ٹینا کمر پر ہاتھ رکھتی لڑاکا انداز میں بولی۔"نہیں میرا مطلب میں بتانے ہی والا تھا۔" راہول نے شرافت سے بات بدلی۔"کیسی دکھتی ہے؟" عروج نے اشتیاق سے پوچھا۔"آف کورس خوبصورت ہے۔" راہول نے سینہ اکڑے کہا۔"فوٹوں دکھاؤ۔" ٹینا نے ہاتھ راہول کی اور بڑھایا۔راہول نے جیب سے موبائل نکالا اور تصویر لگا کر ٹینا کو تھما دیا۔"ہمم دکھتی تو اچھی ہے۔" ٹینا نے احسان کرنے والے انداز میں کہا اور موبائل سڈ کو تھما دیا۔"تم تو کلب میں ہمارے ساتھ ہی جاتے تھے نا پھر اتنی خوبصورت لڑکی ہمیں کیوں نہیں دکھائی دی؟" سڈ نے لیلیٰ کی

فوٹو دیکھ غش غش کرتے کہاں۔" نظر لگانی ہے کیا؟" راہول نے موبائل جھپٹنا چاہا جب عروج نے پکڑ لیا۔"مجھے تو دیکھنے دو۔" تصویر پر نظر پڑھتے ہی عروج چونکی تھی! کسی نے بھی اس کا چونکنا نوٹس نہیں کیا۔"رہتی کہاں ہے؟" عروج نے موبائل واپس کرتے سنجیدگی سے پوچھا۔ "یوکے میں۔" "کیا؟" ٹینا حیران ہوئی۔"ایسے حیران کیوں ہو رہی ہو؟" راہول نے موبائل واپس جیب میں ڈالتے پوچھا۔"اگر یہ یوکے رہتی ہے تو تم اس سے کلب میں کیسے ملے؟" ٹینا کے بیوقوفانہ سوال پر راہول کا من کیا اپنا سر پیٹ لے۔"کچھ مہینوں کے لئے انڈیا آئی ہے۔" راہول نے اس کی عقل پر ماتم کرتے کہا۔"مجھے سمجھ نہیں آرہی اتنی خوبصورت لڑکی کو تم میں دکھا کیا؟" سڈ کی سوئی وہی اٹکی تھی۔"کیوں مجھ میں کیا برائی ہے؟" راہول نے جل کر کہا۔"برائی تو کوئی نہیں ہے مگر اچھائی بھی کہا ہے۔" سڈ نے ناک سے مکھی اڑانے والے انداز میں کہا۔"خیر جو بھی ہے پہلے ہم سے ملواؤ اگر ہم نے پاس کی تبھی تمہاری لوسٹوری آگے بڑے گی ورنہ۔" اکشے نے بات ادھوری چھوڑ کر ایک آنکھ ونک کی۔"ورنہ کیا؟" راہول نے تشویش سے پوچھا۔"ورنہ بھول جانا اور کیا۔" عروج نے کندھے اچکائے لاپرواہی سے کہا۔"کیا مطلب بھول جانا؟ آئی لو ہر۔" راہول ان کی بات پر کرنٹ کھا کر بولا۔"یہ سب تمہارا مسلہ ہے اگر ہم نے لڑکی پاس کی تبھی تمہاری لوسٹوری آگے بڑے گی ورنہ بھول جانا۔" اکشے مزے سے بولا۔"تم لوگوں کی بھی اگر کوئی ایسی ویسی بات ہے تو بات دو؟" عروج نے انگلی اٹھائے دونوں سے پوچھا۔"میرے پاس ان فضول کاموں کے لئے ٹائم نہیں ہے۔" سڈ نے لاپرواہی سے کہا ۔"میرے لئے تو لڑکی تم ہی ڈھونڈو گی۔" اکشے نے بھی شرافت سے کہا۔"چلو سب اپنے کمرے میں جاکر سو جاؤ ہمیں صبح گھومنے بھی جانا ہے۔" راہول کے کچھ کہنے سے پہلے ہی ٹینا نے اعلانیہ کہا۔سڈ اور اکشے اپنی جگہ سے کھڑے ہو کر ایک الوداع نظر راہول پر ڈالتے روم سے نکل گئے۔راہول سکتے کی کیفیت میں کھڑا انہیں دیکھ رہا تھا۔"ہیلو

تمہیں کیا الگ سے انویٹیشن دینا پڑیگا نکلو یہاں سے بلکہ میں خود ہی باہر تک چھوڑ کر آتی ہوں۔" ٹینا اس کا ہاتھ پکڑتی باہر لائی۔ "گڈ نائٹ را۔" ایک جلا دینے والی مسکراہٹ اس کی اور اچھالی اور راہول کے منہ پر ہی دروازہ زور سے بند کر دیا۔ راہول ہکا بکا کھڑا رہ گیا۔ اکشے سڈ کے روم میں سونے چلا گیا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا اگر آج وہ راہول کے ساتھ کمرے میں سوتا تو راہول پکا اس کا جینا حرام کرتا۔ عروج بیڈ پر لیٹی مسلسل سوچوں کے حصار میں تھی اس کے چہرے پر الجھن کے ساتھ پریشانی صاف دیکھی جاسکتی تھی *** ناران کاغان میں ان کا ٹوئر صرف تین دن کا تھا۔ آج کے دن وہ سب ناران کی مشہور جگھوں پر گھومے دریائے کنہار کی رافٹنگ لالازار نوری ٹاپ جیسی جگھوں کے ٹور کئے آگئے ٹریکنگ پوائنٹ بھی تھے مگر ان کے پاس اتنا وقت نہیں تھا کل صبح انہیں واپسی کے لئے بھی نکلنا تھا۔ "اے جے ہم اور دن یہاں نہیں رہ سکتے؟" ٹینا نے اداسی سے پوچھا۔ "ٹینا ہمیں واپس جانا ہے ہم صرف پندرہ دن کی چھوٹیوں پر پاکستان آئے ہیں اور ہمیں ابھی اور بھی جگہ دیکھنی ہے اگر سبھی دن یہی گزار دیئے پھر تم کہو گی میں نے پاکستان نہیں دکھایا اسی لئے چپ چاپ اپنا سامان پیک کر لو۔" عروج نے اسے آنکھیں دکھاتے کہا۔ ٹینا منہ بسور کر سامان پیک کرنے لگی۔۔ "یہ بھی ہے ابھی اور جگہ بھی تو دیکھنی ہے۔" سڈ نے عروج کی تائید کی۔ "اگر تم نہیں جانا چاہتی تو یہی رہ لو ہم چلے جاتے ہیں جب تمہارا من بھر جائے تب آجانا واپس تب تک ہم دوسری جگہ گھوم لینگے۔" سڈ نے مزے سے کہا۔ "کیوں بھئی میں کیوں رہوں یہاں میں؟ بھی ساتھ ہی چلونگی میرے بغیر دیکھو گے پاکستان؟" ٹینا نے آنکھیں دکھاتے کہا۔ "خود ہی تو کہہ رہی تھی من نہیں بھرا؟" سڈ نے معصومیت سے کہا۔ "تھوڑی دیر پہلے اپنا بھی یہی من تھا اور اب ایک دم بدل گئے۔" ٹینا نے غصے سے کشن اٹھا کر سڈ کو مارا جسے اس نے بروقت کیچ کیا۔ "اب ایک ہی بات کے پیچھے نہ پڑ جاؤ جاؤ جا کر سامان پیک کرو ہمیں صبح صبح ہی نکلنا ہے۔" عروج نے انہیں ڈپٹا۔ "گڈ نائٹ ٹین

کے دبے۔" راہول ٹینا کو چڑاتا تیزی سے روم سے نکل گیا۔ پیچھے ٹینا اسے من ہی من میں جواب دیتی دروازہ لاک کر کے بیڈ پر لیٹ گئی۔ عروج گہری نیند میں تھی جب اس کا موبائل بجا۔ "ہیلو۔" اس نے بنا نمبر دیکھے ہی موبائل کان کو لگا کر بوجھل آواز میں کہا۔ "اے جے پ۔۔۔ پلیز۔۔۔ م۔۔۔ مجھے بچا لو۔ و۔۔۔ وہ لوگ میرے پیچھے پڑے ہیں۔" سپیکر سے ایک نسوانی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی۔ "کون؟" عروج نے نا سمجھی سے بمشکل اپنی آنکھیں کھولی۔ "اے جے مجھے بچا لو۔" دوسری طرف ایک ہی جواب تھا۔ عروج نے ایک نظر موبائل کی سکرین پر جگمگاتے نمبر پر ڈالی ٹینا کا نمبر دیکھ اس کی نیند بھک سے اڑ گئی۔ اس نے تیزی سے سائیڈ لیمپ آن کر کے ٹینا کو دیکھا مگر وہاں خالی بستر اس کا منہ چڑا رہا تھا۔ "ٹینا کہاں ہو تم؟" اس کی آواز میں پریشانی تھی۔ "اے جے میں رستہ بھٹک گئی وہ لوگ میرے پیچھے لگے ہیں میں یہاں جھاڑیوں میں چھپی ہوں اے جے پلیز مجھے بچا لو۔" ٹینا کی خوف سے کانپتی آواز سنتے ہی عروج تیزی سے کمبل سائیڈ پر پھینکتی بستر سے اٹھی۔ "کہاں ہو تم؟ کون لوگ تمہارے پیچھے لگے ہیں؟" عروج کمرے سے باہر نکلتی پریشانی سے بولی۔ "میں واک کرنے کے لئے روم سے نکلی اور رستہ بھٹک گئی وہ دو لڑکے ہیں وہ میرا پیچھا کر رہے ہیں۔" ٹینا روتے ہوئے بولی۔ "یہ کون سا وقت ہے واک کرنے کا ڈیمڈ؟" عروج پریشانی کے ساتھ دبے دبے غصے سے چلائی۔ دوسری طرف ٹینا کے رونے میں مزید تیزی آ گئی۔ "ٹینا ڈونٹ پینک تم وہی رہو اور مجھے بتاؤ وہ کونسی جگہ ہے؟" عروج نے اپنا لہجہ ہموار رکھتے پوچھا اور ساتھ ساتھ راہول کے کمرے کا دروازہ بھی کھٹکھٹا رہی تھی۔ "یہ ایک سنسان روڈ ہے۔" ٹینا نے سہمے کہا۔ "ایک کام کرو تم مجھے اپنی لوکیشن بھیجو جلدی۔" عروج نے عقلمندی کا مظاہرہ کرتے کہا۔ راہول دروازہ کھول کر مندی مندی آنکھوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ "اے جے وہ لوگ آ گئے پلیز۔" ٹینا کی بات بیچ میں ہی تھی جب فون کٹ گیا۔ عروج ہیلو ہیلو کرتی ہی رہ گئی۔ "اے جے کیا ہوا؟" راہول نے

اس کا پریشان چہرہ دیکھ فکر مندی سے پوچھا۔ "وہ ٹینا وہ واک کرنے گئی تھی دو لڑکے وہ جھاڑیاں۔" عروج بوکھلائی سی بڑبڑا رہی تھی۔ تبھی اس کا فون بلنک ہوا۔ "راٹینا کی لوکیشن۔" عروج نے چمکتی سکرین پر دیکھتے فورن کہا۔ "راوہ مصیبت میں ہے چلو۔" عروج اس کا کندھا ہلاتی پریشانی سے بولی۔ "اے جے ریلیکس تم ان دونوں کو اٹھاؤ تب تک میں کار کی چابی لیکر آتا ہوں۔" راہول نے اسے دلاسا دیتے کہا۔ "نو راہول ہمارے پاس اتنا وقت نہیں ہے پلیز جلدی کرو۔" وہ رو دینے کو تھی۔ "اوکے میں ابھی آیا۔" راہول فورن کار کی چابی لیکر لینے چلا گیا۔ دونوں اس وقت گاڑی میں بیٹھے ٹینا کی بھیجی گئی لوکیشن کی طرف بڑھ رہے تھے۔ "راہول جلدی کرو۔" عروج کی مری مری آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی ہوٹل سے نکل کر وہ کئی بار ٹینا کا نمبر ملا چکی تھی رنگ جاتی مگر کوئی اٹھا نہیں رہا تھا۔ لمحہ لمحہ عروج کی جان ہلک کو آرہی تھی۔ لوکیشن والی جگہ سے دو منٹ کی دوری پر پہنچ کر یک دم گاڑی کی ہیڈ لائٹس اوف ہو گئی۔

"راہول یہ کیا ہوا؟" عروج نے گھبرا کر پوچھا۔ "شاید لائٹس خراب ہو گئی ہیں تم پریشان مت ہو۔" راہول نے اس کے ڈرے ڈرے چہرے پر نظر ڈالے دلاسا دیتے کہا۔ "ایسے کیسے خراب ہو گئی؟" ڈر کے مارے اس کا دل سوکھے پتے کی مانند لرز رہا تھا۔ "اور کتنی دور ہے؟" راہول نے اس کا دھیان بھٹکانے کے لئے پوچھا۔ "ب۔۔بس یہی پاس ہی ہے۔" عروج نے سکرین پر نظریں ڈالے ہکلاتے کہا۔ گاڑی ایک سنسان سڑک کے اطراف میں کھڑی تھی۔ "چلو پیدل چلتے ہیں۔" راہول نے سیٹ بیلٹ کھولتے کہا۔ عروج بھی فورن نیچے اتری۔ چاروں اور گپ اندھیرا تھا۔ عروج نے موبائل کی لائٹ جلانی چاہی جب راہول نے اس کا موبائل پکڑا۔ "لاؤ لوکیشن دکھاؤ چلو اس طرف۔" راہول اس کا ہاتھ پکڑے ایک طرف چلنے لگا۔ پانچ منٹ تک پیدل چلنے کے بعد بھی انہیں ٹینا کہیں دکھائی نہیں دی۔ "راہول لوکیشن۔" اس سے پہلے عروج کچھ کہتی یک دم تیز روشنی اس کی آنکھوں سے ٹکرائی جس کی وجہ سے اس نے گھبرا کر

فورن اپنی آنکھیں بند کی۔ "ہیپی برتھڈے ٹو یو ہیپی برتھڈے ٹو یو ہیپی برتھڈے اے جے۔" چاروں کی ملی جلی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی جس پر اس نے حیرانی سے اپنی آنکھوں کھولی۔ سامنے ٹینا سڈ اکٹھے مسکراتے چہرے لئے کھڑے تھے ان کے پیچھے ہی جگہ کو خوبصورتی سے سجایا گیا تھا درختوں پر رنگ برنگی لائیٹیں لگائی گئی تھیں جس سے چاروں اور روشنی کے ساتھ خوبصورتی کا سماں بندھا تھا۔ درختوں کے بیچو بیچ ایک ٹیبل پر چاکلیٹ کیک رکھا تھا جس پر خوبصورتی سے ہیپی برتھڈے اے جے لکھا تھا۔ عروج آنکھیں پھاڑے سارا منظر دیکھ رہی تھی۔ "ہیپی برتھڈے۔" راہول بھی چلتا ان کے ساتھ جا کر کھڑا ہو گیا۔۔ "کیسا لگا سرپرائز؟" سڈ نے منہ کے دونوں اطراف ہاتھ رکھ کر زور سے کہا جس سے اس کی آواز پورے جنگل میں گونج گئی۔ عروج جو حیرانی سے سارا منظر دیکھ رہی تھی یک دم غصے میں آگئی۔ "ایسے کوئی سرپرائز دیتا ہے؟ جان نکال دی تھی تم لوگوں نے میری پتا ہے میں کتنا پریشان ہو گئی تھی؟ تم لوگوں کو تو کوئی پرواہ ہی نہیں۔" وہ نون اسٹاپ ان پر برس رہی تھی جس کی تاب نالاتے چاروں نے اپنے کانوں پر ہاتھ رکھ لئے۔ "شرم آنی چاہیے تم لوگون کو ایسا۔" وہ جو بول رہی تھی ان کے کانوں پر ہاتھ رکھنے پر چپ ہو کر منہ موڑ گئی جس کا مطلب صاف تھا وہ ناراض ہے۔ اس کی ناراضگی پر راہول نے ٹینا کو اشارہ کیا جس کو سمجھتی وہ عروج کے پاس آکر اس کے گرد بازو پھیلائے لاڈ سے بولی۔ "ہیپی برتھڈے اے جے سوری معاف کر دو مجھے پتا ہے تمہیں برا لگا پر ہم تمہیں بیسٹ سرپرائز دینا چاہتے تھے اسی لئے ایسا کیا سو سوری۔" ٹینا اس سے دور ہو کر دونوں کان پکڑ کر بولی۔ جس پر عروج نے خفگی سے اسے گھورا۔ "جانتی ہو جان نکل گئی تھی میری کتنا ڈر گئی تھی میں پتا ہے؟" وہ اب چھوٹے بچوں کی طرح بولتی رو دینے کو تھی۔ "یہ سب سڈ کا آئیڈیا تھا اس نے کہا تھا اے جے نے ہمیں سرپرائز ہم اسے دینگے یہ سب اس کا آئیڈیا تھا۔" ٹینا معصومیت سے کہتی سارا ملبہ سڈ پر ڈال گئی۔ جس پر جس صدمے سے منہ کھولے اسے دیکھ رہا تھا۔

عروج نے خونخوار نظروں سے سڈ کو گھورا۔ جس پر سڈ نے گڑبڑا کر فورن اپنی تردید کی"۔ "جھوٹ بول رہی ہے اے جے یہ ہم سب کا پلان تھا تم نے دیکھا نہیں اسی نے فون کر کے تمہیں یہاں بلایا تھا؟" "شرم آنی چاہیے تم سب کو۔" عروج نے باری باری سب کو گھوری سے نوازا۔ جس پر سب ڈھٹائی سے مسکرا دیئے۔ "یہ سرپرائز تمہیں ساری زندگی یاد رہیگا۔" راہول نے اس کے غصیلے چہرے کی ایک تصویر لیتے کہا۔ "ہر بار ایسا دل دہلا دینے والا سرپرائز دینا ضروری ہوتا ہے؟" عروج مسنوئی خفگی سے بولی۔ "اچھا نا سوری آؤ اب کیک کاٹے۔" ٹینا اسے گھسیٹتی کیک تک لائی۔ ہیپی برتھڈے کے شور میں عروج نے کیک کاٹا۔ رات کے اس پہر پورے جنگل میں ان کی آوازے گونج رہی تھی۔ "یہ لو اے جے میری طرف سے تمہارے برتھڈے کا آج تک کا سب سے مہنگا اور آخری گفٹ۔" راہول نے ایک چھوٹی سی ڈبی عروج کو تھمائی۔ "آخری کیوں؟" سڈ نے حیرت سے کہا اس کے ساتھ سب ہی حیران تھے۔ "بھئی اب میں گرل فرینڈ والا ہو گیا ہوں میرا اتنا بجٹ نہیں جو گرل فرینڈ کے ساتھ دوستوں کو بھی گفٹ دوں۔" راہول نے جتانے والے انداز میں کہا جس پر عروج نے اسے آنکھیں دکھائی۔ "اے جے یہ تو اچھا ہو گیا اب ہمارے پیسے بھی بچ جائینگے۔" اکشے نے مزے سے کہا۔ "وہ کیسے؟" ٹینا حیرت سے بولی۔ "اگر راہول ہمیں برتھڈے گفٹ نہیں دے گا تو ہم بھی نہیں دینگے اس طرح ہر سال ہمارے پیسے بچ جائینگے۔" اکشے نے نئ منطق نکالی۔ "تم لوگ کیوں نہیں دوگے تمہارے پاس گرل فرینڈ تھوڑی ہے؟" راہول نے جھٹ کہا۔ "لیکن ہمارے پاس دوست ہیں۔" سڈ نے کہہ کر اکشے کا ہاتھ، اکشے نے ٹینا، اور ٹینا نے عروج کا ہاتھ پکڑ لیا، اب سب ایک قطار میں ہاتھ پکڑے کھڑے تھے۔ "میں بھی تو تمہارا دوست ہوں۔" راہول صدمے میں بولا۔ "لیکن آدھے گرل فرینڈ والے۔" عروج نے اسے یاد دلایا۔ "تو؟" وہ قدرے حیرانی سے بولا۔ "تو کیا؟ اگر تم نہیں دوگے تو ہم بھی نہیں دینگے بس بات ختم۔" چاروں نے ایک

زبان ہو کر اپنا فیصلہ سنایا۔ راہول سر جھٹک کر بولا۔ "اے جے یہ تو غریب ہیں مگر تم اتنے امیر باپ کی اکلوتی بیٹی ہو ایک گفٹ سے تمہارا کیا نقصان ہو گا؟" راہول نے مسکین سی شکل بنائی۔ "یہ غریب کون ہے؟ میر اباپ پولیس کمیشنر ہے۔" "میرے ڈیڈی ڈاکٹر ہیں۔" "اور میر اباپ بزنس مین ہے۔" تینوں باری باری بولے۔ "یہ سب تمہارے باپ ہیں تم نہیں۔ راہول نے جلانے والی مسکراہٹ سے کہا۔ "تم بھی اپنے باپ کا ہی کھاتے ہو۔" سڈ نے حساب برابر کیا۔ "گائیز سب اپنے باپ کا ہی کھاتے ہیں اب جھگڑا چھوڑو۔" ان کو لڑنے کی تیاری میں دیکھ عروج نے بات ختم کرتے کہا۔ تینوں راہول کو گھوری سے نوازتے عروج کی طرف دیکھنے لگے جو اب راہول کا دیا گفٹ کھول رہی تھی۔ "واہ۔" عروج نے ہاتھ میں پکڑی چین کو ستائش بھری نظروں سے دیکھا۔ باریک سی چین پر اے کا خوبصورت سالیٹر جھول رہا تھا جس پر چھوٹے چھوٹے ڈائیمنڈ لگے تھے۔ "واہ کنگلے انسان تیرے پاس اتنے پیسے کہاں سے آئے؟" سڈ نے لیٹر پر لگے قیمتی ڈائمنڈ دیکھ حیرت سے کہا۔ "کنگلا ہو گا تو میر اباپ دہلی کا بہت بڑا وکیل ہے۔" "تیر اباپ ہے تو نہیں اور اگر اسے پتا چلا نا تو یہاں پاکستان میں اتنے پیسے اڑا رہا ہے تو وہ تجھے اپنی جائیداد سے عاق کر دینگے۔" "تو اس کی فکر مت کر تو نہیں بتائیگا تو انہیں پتا نہیں چلیگا۔" راہول جل کر بولا۔ "اچھا چھوڑو بحث تھنکس رایہ بہت پیارا ہے۔" عروج نے مسکرا کر کہا۔ "دوستی میں نو تھنکس نو سوری مگر پھر بھی اکسیپٹ کیا۔" راہول نے جتانے والے انداز میں کہا۔ جس پر راہول سمیت سب ہی مسکرا دیئے۔ "یہ لاکٹ ہمیشہ اپنے پاس رکھنا۔" راہول نے لاکٹ کی پن کھول کر ٹینا کو پکڑایا جسے اس نے عروج کی سراہی دار گردن میں پہنا دیا۔ راہول کی بات پر عروج دلوں جان سے مسکرائی تھی۔ باقی تینوں نے بھی اپنے اپنے خریدے گفٹ عروج کو دیئے۔ ہوٹل واپس آکر عروج نے مل کر سب کی پیکنگ کروائی سرپرائز دینے کے چکر میں تینوں نے اپنی پیکنگ ادھوری چھوڑ دی جسے واپس آکر عروج نے مکمل کیا تھا۔ پانچوں

کاؤنٹر پر کھڑے چیک آؤٹ کر رہے تھے جب فضل وہاں آیا۔ "اسلام و علیکم۔" فضل نے پاس آکر مودب سا سلام کیا۔ "واعلیکم اسلام فضل چچا اچھا ہوا آپ آ گئے آپ کی پیمنٹ بھی کرنی تھی۔" عروج نے بیگ سے ایک لفافہ نکالا۔ "ارے کوئی بات نئ ہم کو یقین تھا آپ ہمارا پیسا نہیں کھائیگا۔" فضل نے مذاقاً کہا جس پر پانچوں مسکرا دیئے۔ "آپ کی پیمنٹ۔" عروج نے لفافہ فضل کی طرف بڑھایا۔ "یہ تو بہت زیادہ ہیں؟" فضل نے بھرے بھرے لفافے کو ہاتھ میں پکڑے حیرت سے کہا۔ "کوئی زیادہ نہیں ہے آپ رکھے۔" راہول نے مسکرا کر کہا۔ "نہ مڑا یہ ہمارا پیمنٹ سے زیادہ ہے ہم نہیں لیگا۔" فضل نے ہچکچاتے لفافہ واپس موڑا۔ "فضل چچا آپ نے ہمیں اتنا اچھا گائیڈ کیا تین دن تک سڈ کو برداشت کیا یہ تو کچھ بھی نہیں آپ کو تو آسکر ملنا چاہیے۔" عروج نے مزاقاً کہا۔ "پر پھر بھی یہ تو بوت زیادہ اے؟" "پلیز رکھ لیں۔" اکشے نے التجا کرتے فضل کا بڑھا ہاتھ واپس موڑا۔ "بہت شکریہ۔" فضل نے مسکرا کر لفافہ اپنی جیکٹ کی جیب میں ڈالا۔ "اور یہ ہم سب کی طرف سے ایک چھوٹا سا گفٹ۔" راہول نے ایک شوپنگ بیگ فضل کے آگے کرتے کہا۔ "ان سب کا کیا ضرورت تھا؟" فضل پزل ہوتا بولا۔ "فضل چچا آپ سے مل کر بہت اچھا لگا پلیز رکھے۔" ٹینا نے معصوم سی شکل بنائے کہا۔ "یہ تو ایک غریب کا عادت بگاڑ رہا ہے آپ لوگ۔" فضل شوپنگ بیگ پکڑتے ہچکچاتے بولا۔ "آپ لوگ تو خوامخوہ مجھے شرمندہ کر رہا ہے۔" "شرمندگی کیسی فضل چچا یہ تو ہمارا پیار ہے۔" راہول فضل کے گلے لگتا بولا۔ راہول کے بعد سڈ اور اکشے بھی فضل سے گلے ملے۔ "ارے ہم تو بس ایسے ہی بول رہا تھا۔" فضل نے ٹینا اور عروج کے سر پر شفقت بھرا ہاتھ رکھ کر ڈھیروں دعائیں دی۔ سفر ایک بار دوبارہ شروع ہو گیا۔ کار سڈ ڈرائیو کر رہا تھا اور ساتھ ہی ساتھ ٹینا کو جلا دینے والے ایکسپریشن دیتا۔ پچھلی سیٹ پر بیٹھی ٹینا اس کے ایکسپریشن دیکھ دل ہی دل میں کڑتی رہی۔ واپسی کے سفر پر سب نے بدل بدل کر ڈرائیونگ کی۔ ناران سے اسلام

آباد کا سفر کبھی ناران کی خوبصورتی کی باتیں کرتے کٹا تو کبھی فضل، کبھی شہزادہ اور پری کی باتیں کرتے کٹا۔ ہنسی خوشی باتیں کرتے وہ اسلام آباد کی حدود میں داخل ہو چکے تھے۔ ناران کی نسبت اسلام آباد کا موسم گرم تھا سب نے کار کے شیشے گرا دیئے۔ رات کا سایہ چاروں اور پھیل چکا تھا جب ان کی واپسی اجمل یراں منشن میں ہوئی۔ سب سے ملتے ملاتے پانچوں تھکن کی وجہ سے جلد ہی اپنے کمروں میں چلے گئے۔ صبح ناشتے کے بعد عروج نے گھر والوں کے لئے خریدے گفٹ انہیں دیئے۔ اس وقت لاؤنج میں بی جان کے ساتھ سڈ اور عروج بیٹھے تھے۔ "عروج بیٹا اقرا نے آپ سب کو اپنے ہاں لاہور بلایا ہے اور آپ سب کو جانا ہے۔" بی جان نے اپنی اکلوتی بیٹی کا پیغام اسے دیا۔ "بی جان پھوپھو خود یہاں کیوں نہیں آئی؟" عروج ان سے چپکتی لاڈ سے بولی۔ "بیٹا وہ چاہتی تھی آپ سب اس کے پاس وہاں آئیں تا کہ ان کا گاؤں بھی دیکھ لیں۔" بی جان نے اس کے سر میں ہاتھ پھیرتے پیار سے کہا۔ "ٹھیک ہے بی جان اس بہانے ہم لاہور بھی دیکھ لینگے۔" عروج اپنی رضامندی دیتی بولی۔ "سڈ بیٹا آپ کا ٹور کیسا رہا؟" بی جان سڈ کی طرف متوجہ ہوئی۔ "بہت اچھا تھا بی جان ہم سب نے وہاں بہت انجوائے کیا۔" سڈ نے مسکرا کر جواب دیا۔ "آپ کو یہاں کی سقافت (ریہن سہن) پسند آیا ہو گا؟" بی جان کی بات پر سڈ نے راہول کی بات دماغ میں رکھتے مسکرا کر سر ہلا دیا۔ بی جان اس کے سر ہلانے پر مسکرائی۔ بی جان کو مسکراتا دیکھ سڈ چوڑا ہو کر بیٹھ گیا۔ "انڈیا پاکستان کو اپنا عدو (دشمن) مانتے ہیں کیا آپ بھی ایسا ہی مانتے ہیں؟" بی جان نے افسردگی سے پوچھا۔ سڈ نے دوبارہ مسکرا کر سر ہلا دیا۔ بی جان اس کے سر ہلانے پر عروج کی طرف دیکھنے لگی جو خود سڈ کی بات پر گڑبڑا گئی۔ "سڈ بی جان پوچھ رہی ہیں کیا تم پاکستان کو اپنا دشمن مانتے ہو؟" عروج نے لفظوں پر زور دیتے آنکھیں دکھا کر پوچھا۔ سڈ جو بیٹھا مسکرا رہا تھا ایک دم گڑبڑا گیا۔ "نہ۔۔۔ نہیں ایسی ب۔۔۔ بات نہیں ہے بی جان وی لو پاکستان۔" سڈ ہکلاتا بولا۔ "پتا نہیں یہ نفرت کہاں سے

آگئی ورنہ ایک زمانہ تھا سب ایک ساتھ امن وسکون سے رہتے تھے جب میں چھوٹی تھی تب میرے اماں ابا مجھے انڈیا کی کہانی سنایا کرتے تھے وہ وہاں کیسے رہتے تھے، کہاں رہتے تھے، کیسے انہیں اپنا گھر بار چھوڑ کر پاکستان آنا پڑا، کیسے وہاں کے لوگوں نے انہیں وہاں سے نکالا، کتنا خون بہا تھا ان سب میں سوچا تھا ملک الگ ہو جائینگے تو یہ خون خرابہ رک جائیگا مگر ابھی بھی یہ سب ویسا ہی ہے۔" بی جان نے قدرے افسردگی سے کہا۔ بی جان کی بات پر سڈ اور عروج بھی افسردا ہو گئے۔"بی جان آپ چلیں گی ہمارے ساتھ؟" عروج نے ان کا دھیان بھٹکایا۔"نہیں بیٹا میں سفر نہیں کر سکتی۔ بی جان کی بات پر عروج نے سمجھتے سر ہلا دیا۔ دو دن وہاں رہ کر پانچوں لاہور کے لئے روانہ ہو گئے۔"اے جے تم مجھے فواد خان سے ملواؤ گی؟" ٹینا نے چہک کر پوچھا۔" تمہیں کس نے کہاں فواد خان لاہور میں رہتا ہے۔" عروج نے حیرت سے پوچھا۔"میں نے سنا تھا یار تم بتاؤ ملواؤ گی نا؟" "ہاں جیسے فواد خان تمہارے انتظار میں بیٹھا ہو گا کے کب انڈیا سے مس لیگ پیس آئیگی اور میں اس سے ملوں۔" سڈ نے اسے چڑاتے کہاں۔" تمہیں کیا مسلا ہے؟" ٹینا پھاڑ کھانے والے انداز میں بولی۔" مجھے تو کوئی مسلا نہیں میں تو یونہی کہہ رہا تھا۔" سڈ نے اس کے کڑے تیور دیکھ معصومیت سے کندھے اچکائے۔ شام کے سائے پھیلتے ہی پانچوں ایک خوبصورت حویلی پہنچے۔ حویلی کے باہر پہلے ہی اقرا اپنے شوہر سمیت ان کے ویلکم کے لئے کھڑی تھی۔ پانچوں ستائش بھری نظروں سے حویلی کو دیکھ رہے تھے۔ عروج پہلی بار اپنی پھوپھو کے ہاں آئی تھی۔ سب سے ملتے ملاتے عروج سمیت پانچوں جھینپے جھینپے اندر آئے۔ حویلی اندر سے بھی اتنی ہی شاندار تھی حویلی دیکھتے ہی پانچوں کی تھکن ختم ہو گئی سب کو حویلی دیکھنے کا تجسس ہوا۔ کھانے کے بعد پانچوں نے مل کر حویلی دیکھی۔ اگلی صبح سب نے گاؤں دیکھنے کی فرمائش کی۔ اقرا نے اپنے چھوٹے بیٹے کو ان کے ساتھ بھیج دیا۔ پانچوں گاؤں کی سیر کرتے کھیتوں میں آ گئے۔ کچی پکی پگڈنڈی پر چلنے کے ساتھ ٹینا گرتی پڑتی سب کی

تصویریں بھی بنا رہی تھی۔ چاروں اور لہلہاتے کھیت بھیڑ بکریوں کی ملی جلی آوازیں پھولوں کی خوشبو کے ساتھ ملی مٹی کی خوشبو پانچوں مسرور سے گھوم رہے تھے۔ آج سے پہلے کسی نے بھی ایسا خوبصورت منظر نہیں دیکھا تھا۔ "ہمارے گاؤں میں میلا لگا ہے اگر آپ سب جانا چاہتے ہیں تو میں آپ کو لے جا سکتا ہوں؟" ان کی پسند گی دیکھ تیمور نے پیشکش کی۔ "جی تیمور بھائی ہم ضرور جائینگے آج سے پہلے ہم نے کبھی میلا نہیں دیکھا۔" عروج نے چہک کر کہا۔ تیمور انہیں گاڑی میں بیٹھائے میلا دکھانے لے جا رہا تھا۔ "آئی ایم سو ایکسائیٹڈ۔" ٹینا چھوٹے بچوں کی طرح خوش ہوتی بولی۔ اس کی ایکسائٹمنٹ پر سبھی مسکرا دیئے۔ دور سے ہی انہیں میلا دکھائی دینے لگا۔ کار رکتے ہی پانچوں بے صبری سے گاڑی سے اترے۔ چاروں اور بے انتہا کا رش تھا۔ جگہ جگہ کھانے پینے کی چیزوں کی ریھڑیاں لگی تھی۔ سب احتیاط سے چلتے آگے بڑھ رہے تھے۔ جگہ جگہ بڑے بچوں کا رش تھا۔ ایک جگہ رک کر انہوں نے بندر کا کرتب دیکھا۔ تیمور نے انہیں ساتھ ساتھ رہنے کے لئے کہا تھا۔ تیمور کو وہاں اپنا ایک دوست مل گیا وہ انہیں دس منٹ میں آنے کا کہہ کر اپنے دوست کے ساتھ بھیڑ میں گم ہو گیا۔ چلتے چلتے عروج ٹینا کو لیکر ایک سٹال کے پاس چلی گئی۔ تینوں لڑکے اس بات سے بے خبر اپنی ہی روں میں آگے بڑھ رہے تھے۔ عروج اور ٹینا سٹال پر لگی مختلف چیزیں دیکھنے لگی۔ "یہ لو جی پھر غائب ہو گئی دونوں۔" راہول ایک جگہ رک گیا۔ باقی دونوں بھی رک کر پیچھے دیکھنے لگے جہاں رش میں عروج اور ٹینا کا کہیں اتا پتہ نہیں تھا۔ "یہ دونوں کہا گئی ساتھ ہی تو چل رہی تھی؟" اکشے نے فکر مندی سے پوچھا۔ تینوں ایک طرف رک کر ان کا انتظار کرنے لگے۔ "یار یہاں تو بہت گرمی ہے۔" راہول نے سورج سے بچنے کے لئے پیشانی کے آگے ہاتھ رکھ لئے۔ "یہ تمور کہاں رہ گیا؟" سڈ نے رش میں نظریں دوڑائی۔ "تمور نہیں تیمور نام ہی اس کا۔" اکشے نے پیشانی پر آیا پسینہ صاف کرتے کہا۔ "جو بھی ہے یہاں گرمی سے برا حال ہے اور ان تینوں کا پتا ہی نہیں۔" سڈ نے گرمی سے

جھنجھلا کر کہا۔ "ناران کی ٹھنڈ کے مزے لئے تھے اب ذرا گرمی کے بھی لے لو۔" اکشے نے مزاقاً کہا۔ تینوں ٹائم پاس کرنے کے لئے ارد گرد نظریں دوڑانے لگے۔ دور دور تک تینوں کا کوئی ناموں نشان نہیں تھا۔ "یہ کیا لکھا ہے۔" اکشے نے گردن موڑ کر پیچھے دیکھا۔ "پتا نہیں۔" راہول نے دکان کے باہر لگے بورڈ کو دیکھتے کہا۔ تینوں غور سے لکھی تحریر کو دیکھتے پڑھنے کی کوشش کرنے لگے۔ "تمہیں سمجھ آیا کیا لکھا ہے؟" راہول نے اکشے سے پوچھا۔ اکشے نے نفی میں سر ہلا دیا۔ دونوں نے ساتھ کھڑے سڈ کی اور دیکھا۔ "یار لسی کی سمجھ آ رہی ہے مگر آگے کیا لکھا ہے۔" ان کے اپنی طرف دیکھنے پر سڈ نے تھوڑی پر ہاتھ ٹکائے کہا۔ "بنگ۔۔ آلی۔۔ لسی۔" سڈ نے پڑھنے کی کوشش کی۔ "اے یار مجھے سمجھ آ گیا۔" سڈ نے تالی بجائی۔ "کیا لکھا ہے؟" دونوں نے تجسس سے پوچھا۔ "یہ لکھا ہے بنگالی لسی۔" "وہاٹ بنگالی لسی؟" دونوں نے بے یقینی سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ "لیکن بنگالی لسی پاکستان میں کہاں سے آگئی؟" اکشے شدید حیرت میں بولا۔ "اس میں کونسی بڑی بات ہے انڈیا میں بھی پاکستانی فوڈ ملتا ہے اور یہاں بھی تو انڈین فوڈ ملتا ہو گا نا؟" سڈ نے مسلا سلجھاتے کہا۔ "نہیں مجھے نہیں لگتا راہول نے نفی میں سر ہلایا۔ "اچھا تو کسی سے پوچھ لیتے ہیں۔" سڈ نے پاس سے گزرتے ایک آدمی کو روکا۔ آدمی آنکھوں میں سوال لئے تینوں کو دیکھنے لگا۔ "یہ یہاں کیا لکھا ہے؟" سڈ نے بورڈ کی طرف اشارہ کیا۔ آدمی نے تینوں کو سر تا پاؤں دیکھا۔ (شکل تو تا پڑے لکھے لگدے او اینا وی نی پڑنے اوندا) "شکل سے تو پڑے لکھے لگتے ہو اتنا بھی پڑھنے نہیں آتا؟" آدمی نے خالص پنجابی میں کہا۔ تینوں حیرانی سے اس کا چہرہ دیکھنے لگے۔ کسی کو بھی اس کی سمجھ نہیں آئی۔ "یہاں کیا لکھا ہیں ہمیں اردو نہیں آتی؟" سڈ نے دوبارہ کوشش کی۔ آدمی نے پہلے حیرت سے انہیں دیکھا۔ "بانگ آلی لسی۔" آدمی اردو پنجابی میں ملے جلے الفاظ کہتا آگے بڑ گیا۔ "دیکھا میں نے کہا تھا نا بنگالی لسی لکھا ہے۔" سڈ اپنی بات کے سہی ہونے پر سینہ پھولائے بولا۔ "چلو ٹرائی کرتے

ہیں ویسے بھی بہت پیاس لگی ہے۔" سڈ دکان میں داخل ہو گیا پیچھے ہی دونوں بھی حیرت اور نا سمجھی کی ملی جلی کیفیت لئے دکان میں داخل ہوئے۔ اندر داخل ہو کر تینوں کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ دکان دار نے انہیں دیکھ کر تین سٹیل کے لسی سے بھرے گلاس لا کر ٹیبل پر رکھ دیے۔ تینوں نے ایک ایک اٹھا کر منہ سے لگا لیا۔ لسی نے جیسے ان کے اندر اے سی لگا دیا ہو لسی پیتے ہی تینوں کے سینے ٹھنڈے ہو گئے۔ "واہ یار مزہ آ گیا" اکشے نے گلاس منہ سے ہٹا کر ٹیبل پر رکھا۔ "چلو اور منگواتے ہیں۔" سڈ نے تین گلاس اور منگوا لیے پھر یکے بعد دیگرِ انہوں نے کئی گلاس لسی کے پیئے۔ دکان دار حیرت سے انہیں دیکھ رہا تھا جو بنگ ایسے پی رہے تھے جیسے صدیوں کے ترسے ہوں۔ آخری گلاس پر تینوں کو اپنا سر گھومتا محسوس ہوا راہول نے اٹھنے کی کوشش کی جب لڑکھڑا کر کرسی پر گرا۔ کرسی پر گرتے ہی راہول کے منہ سے ایک قہقہہ بلند ہوا۔ اس کے قہقہوں میں سڈ اور اکشے کے قہقہے بھی شامل ہو گئے۔ تینوں ایک دوسرے کے کندھے پر ہاتھ رکھے پاگلوں کی طرح ہنس رہے تھے۔ تینوں کو اپنی کیفیت سمجھ نہیں آ رہی تھی وہ نہ چاہتے ہوئے بھی ہنس رہے تھے۔ تینوں ایک دوسرے کا سہارا لیکر کرسیوں سے اٹھے اور ایک دوسرے کو تھام کر دکان سے باہر نکلے۔ "او صاحب جی میرا بل؟" پیچھے دکان دار آوازیں دیتا رہ گیا مگر وہ ہوش میں ہوتے تو سنتے۔ آتے جاتے لوگ انہیں پاگلوں کی طرح ہنستے دیکھ رہے تھے۔ تینوں لوگوں کی نظریں خود پر محسوس کر سکتے تھے۔ "ابے کیا پلا دیا ہمیں؟" اکشے نے ہنستے سڈ کا گریبان پکڑا۔ "مجھے خود نہیں پتا" سڈ نے قہقہہ لگاتے اس کا ہاتھ ہٹایا۔ تینوں ایک دوسرے کے سہارے سے آگے بڑھ رہے تھے۔ آتے جاتے لوگ انہیں عجیب سی نظروں سے گھورتے۔ تینوں دل ہی دل میں شرمندہ ہو رہے تھے۔ "سالے مجھے ٹھیک ہونے دے تیری خبر میں لونگا۔" راہول نے ہنستے ہوئے سڈ کو تنبیہ کیا۔ سامنے سے آتی عروج اور ٹینا نے انہیں حیرت سے دیکھا۔ عروج اور ٹینا کو دیکھ تینوں کو ڈھارس ہوئی۔ ان کے پیچھے ہی

تیمور بھی تھا۔ "کیا ہوا ایسے کیوں ہنس رہے ہوں؟" عروج نے کڑی نظروں سے انہیں گھورتے پوچھا۔ "پتا نہیں اس سڈ نے ہمیں کیا پلا دیا۔" راہول نے کمر پر ہاتھ رکھتے کہا۔ تینوں کی آنکھیں پانیوں سے لبہ لب بھری تھی۔ "مجھے لگتا ہے انہوں نے کوئی بنگ ونگ پی ہے۔" تیمور نے ان کی حالت سمجھتے کہا۔ بنگ پر تینوں ہنستے ہنستے چونکے! "کیا بنگ؟" ٹینا حیرانی سے بولی۔ "ہاں یہاں میلوں میں بنگ عام ہوتی ہے۔" تیمور نے کندھے اچکائے کہا۔ "تم لوگوں نے بنگ پی ہے؟ الو کے پٹھوں کیا ضرورت تھی بنگ پینے؟ کی گدھے کہیں کے۔" عروج غصے اور شرمندگی سے ان پر برسی۔ "ہم نے نہیں پی اس نے زبردستی پلائی۔" دونوں نے انگلی کا رخ سڈ کی طرف کیا۔ "ہم نے بنگالی لسی پی تھی بس۔" سڈ نے اپنی صفائی دیتے کہا۔ "پاکستان میں بنگالی لسی کہاں سے آگئی؟" عروج لفظوں پر زور دیتی بولی۔ ٹینا ہاتھ میں پکڑے کیمرے سے ان کی ویڈیو بنا رہی تھی۔ "چلو یہاں سے سب دیکھ رہے ہیں۔" عروج نے تیمور کی مدد سے انہیں تھاما۔ "صاحب جی میرے پیسے تا دیدو۔" دکان دار ہانپتا ہوا ان کے پیچھے رکا۔ "تم لوگوں نے پیسے بھی نہیں دیئے؟" عروج غصے سے بولی۔ تینوں کا چہرہ ہنسنے کے ساتھ شرمندگی کی وجہ سے لال ہو رہا تھا۔ "کوئی بات نہیں میں دے دیتا ہوں۔" تیمور نے جیب سے پیسے نکال کر دکان دار کو دیئے جس پر دکان دار شکریہ کرتا واپس چلا گیا۔ عروج نے تیمور کی مدد سے انہیں گاڑی میں بٹھایا۔ تینوں نون اسٹاپ ہنس رہے تھے۔ پوری گاڑی میں ان کی ہنسی گونج رہی تھی۔ ٹینا اور تیمور بھی اپنی ہنسی چھپانے کی ناکام کوشش کر رہے تھے۔ ہنس ہنس کر تینوں کی پسلیاں درد کرنے لگی۔ "انہیں اس حالت میں گھر لیجانا ٹھیک نہیں ہو گا۔" عروج نے شرمندگی اور پریشانی سے کہا۔ "کوئی بات نہیں ہم انہیں پچھلے دروازے سے اندر لے جائینگے کسی کو پتا نہیں چلے گا۔" تیمور نے اس کی شرمندگی بھانپتے کہا۔ "اور ان کی ہنسی؟" ٹینا نے کہا جو خود ان کی حالت سے محفوظ ہوتی ویڈیو بنا رہی تھی۔ "ایک منٹ۔" تیمور ایک جگہ گاڑی روک کر اتر گیا۔ دو

منٹ بعد واپسی پر اس کے ہاتھ میں نمو تھے۔ "یہ لو یہ انہیں کھلا دو شاید کوئی فرق پڑ جائے۔" تیمور نے نمو عروج کو تھما کر گاڑی سٹارٹ کی۔ عروج نے نمو ٹینا کو دے دیئے۔ ٹینا نے ایک ایک نمو تینوں کے منہ میں ڈال دیا۔ کھٹے نمو کھاتے ہی تینوں کے چہروں کے زاویئے بگڑے سڈ نے نمو باہر اگلنے کی کوشش کی ٹینا نے جلدی سے اس کے منہ کے آگے ہاتھ رکھا۔ "اسے کھاؤ ورنہ چلتی گاڑی سے باہر پھینک دونگی۔" ٹینا درشتگی سے بولی۔ سڈ نے مجبوراً نمو ہلک سے نیچے اتارا نمو سے ان کی حالت کچھ سنبھلی۔ حویلی پہنچنے تک تینوں کے منہ سے وقفے وقفے سے ہنسی کا فوارا پھوٹتا۔ حویلی کے پچھلے گیٹ پر گاڑی روک کر عروج نے تیمور کی مدد سے تینوں کو باری باری کمرے میں پہنچایا۔ تینوں کو کمرے میں بند کر کے عروج نے دروازہ باہر سے لاک کر دیا۔ اب وہ شرمندہ سی تیمور کے سامنے کھڑی تھی۔ "میں امی کو نہیں بتاؤنگا ڈونٹ وری اینڈ میلوں میں یہ سب چلتا رہتا ہے۔" تیمور نے اس کی شرمندگی دور کرنے کے لئے دوستانہ انداز میں کہا۔ " تھنکس تیمور بھائی۔" عروج نے سکون کا سانس خارج کیا۔ "ویسے تمہارے دوست ہیں بہت سویٹ۔" تیمور کے لہجے میں طنز تھا یا شرارت عروج نہیں سمجھی بس اس کی بات پر ہلکا سا مسکرا دی۔ شام تک تینوں کا نشہ آدھے سے زیادہ اتر چکا تھا۔ تینوں سر ہاتھوں میں گرائے کراہ رہے تھے۔ "سڈ سالے کیا بول رہا تھا بنگالی لسی ابے سالے وہ بنگ والی لسی لکھا تھا۔" اکشے نے سڈ کی کمر میں دمو کا جڑتے کہا۔ "سب کے سامنے شرمندہ کر کے رکھ دیا۔" راہول بھی اس پر برسا۔ "مجھے تھوڑی پتا تھا ایسا کچھ ہو گا اور تم دونوں ہی شرمندہ نہیں ہوئے میں بھی ہوا ہوں۔" سڈ اپنے صفائی میں بولا۔ "ہیلو بنگالیوں کیا حال ہ" ٹینا دروازے سے سر نکالتی مزے سے بولی۔ تینوں نے ایک ساتھ اسے دیکھا جو اب دروازہ کھولے پوری کی پوری ان کے سامنے کھڑی تھی اس کے ایک ہاتھ میں کیمرہ بھی تھا۔ "دکھائی نہیں دیتا کیا حال ہے؟" اکشے سر پکڑے کراہتا بولا۔ تینوں کے سر میں ٹھیسیں اٹھ رہی تھیں۔ "تم لوگ اتنے بڑے کالج میں

جاتے ہو مگر پڑھنے کچھ نہیں آتا۔" ٹینا طنزیہ ہنسی۔ "ہمیں ہندی آتی ہے اردو نہیں اور یہ سب اس سڈ کی غلطی ہے بڑا ہیرو بن رہا تھا بنگالی لسی لکھا ہے۔" راہول نے سڈ کی نکل اتاری۔ "میں نے تم دونوں کو زبردستی لسی نہیں پلائی تھی جو سارا دوش مجھ پر ڈال رہے ہو۔" سڈ نے تپ کر کہا۔ "مجھے تم لوگوں کو کچھ دکھانا ہے۔" ٹینا نے کیمرے پر ویڈیو لگا کر ان کے آگے کیا۔ ویڈیو دیکھ تینوں شرمندگی سے پانی پانی ہو گئے۔ "کیسی لگی اسے انٹرنیٹ پر ہونا چاہیے نا۔" ٹینا نے آنکھیں مٹکاتے معصومیت سے پوچھا۔ "ٹینا ڈیلیٹ کرو اسے ابھی۔" راہول غصے سے اٹھ کر اس کی اور بڑھنے لگا جب کراہ کر دوبارہ بیڈ پر گرا۔ "ریلیکس راتم لوگوں کا بنگالی لسی والا نشہ ابھی تک نہیں اترا تم سب ریسٹ کرو تب تک میں اسے اپلوڈ کر کے آتی ہوں۔" ٹینا ایک ادا سے کہتی مڑی۔ "ٹینا پلیز ہماری عزت کا خیال کرو۔" اکشے نے التجا کرتے کہا۔ "تم لوگوں نے کیا اے جے کی عزت کا خیال؟ وہ پہلی بار اپنی پھوپھو کی طرف آئی اور تم نے اسے انہیں کے بیٹے کے سامنے شرمندہ کر دیا تم لوگوں کی وجہ سے ہمارا میلا دیکھنے کا مزہ بھی خراب ہو گیا۔" ٹینا مڑتی درشتگی سے بولی۔ "کیا سوچتے ہونگے سب کیسے لوگ ہیں یہ بیوقوف کہیں کے۔" ٹینا انہیں کھری کھری سناتی دروازے کی طرف پلٹی پھر کچھ سوچ کر مڑی۔ "میرے پاس تم لوگوں کے لئے کچھ ہے۔" "کیا؟" تینوں نے ایک ساتھ پوچھا۔ ٹینا نے پانچوں انگلیاں کھول کر ہتھیلی کا رخ ان کی طرف کیا۔ "یہ کیا ہے؟" "لعنت۔" وہ کہتی دروازے کے پار گم ہو گئی۔ پیچھے تینوں ایک دوسرے کا منہ دیکھ کر رہ گئے۔ رات تک تینوں کمرے میں بند رہے۔ نا لنچ پر وہ موجود تھے نا ڈنر پر اقرا نے کئی بار ان کا پوچھا مگر تیمور کوئی نا کوئی بہانہ بنا کر انہیں ٹال دیتا۔ رات کو عروج ان کے کمرے میں آئی اس کے چہرے پر بلا کی سنجیدگی تھی۔ "اب کیسی طبیعت ہے تم تینوں کی؟" عروج نے سپاٹ سے انداز میں پوچھا۔ "سوری اے جے ہمیں نہیں پتا تھا کے وہ بنگالی لسی نہیں بنگ والی لسی ہے۔" سڈ نے بجائے اس کے سوال کا جواب دینے کے دھیمے سے کہا۔

"طبیعت ٹھیک ہوتے ہی تیاری کر لینا کل صبح ہم واپس جا رہے ہیں۔" عروج اس کی بات نظر انداز کرتی سنجیدگی سے کہہ کر کمرے سے نکلنے لگی جب راہول کی آواز پر رکی۔ "سوری اے جے ہمیں کوئی آئیڈیا نہیں تھا ایسا ہو گا وی آر ریلی سوری واپس جانے کی ضرورت نہیں ہے۔" راہول نے معذرت کرتے سنجیدگی سے کہا۔ "خیر جو بھی ہے ریسٹ کرو تم لوگ۔" عروج بنا مڑے ہی کہتی کمرے سے نکل گئی۔ "مان گئی یا نہیں؟" اکشے نے دروازے پر نظریں ٹکائے سرگوشی بھرے انداز میں کہا۔ "پتا نہیں شاید مان گئی ہے۔" سڈ نے اپنی رائے دی۔ دونوں نے راہول کو دیکھا۔ "مجھے کیا دیکھ رہے ہو مجھے بھی نہیں پتا۔" راہول نے کندھے اچکائے دیے *** دو دن مزید لاہور میں رہنے کے بعد پانچوں واپس اسلام آباد آ گئے۔ ان دو دنوں میں عروج نے ان سے ضرورت کے مطابق ہی بات کی۔ دس دن پاکستان میں گزارنے کے بعد آج رات کی فلائٹ سے پانچوں واپس انڈیا جا رہے تھے۔ "مجھے یہ سوچ کر ہی ہول اٹھ رہے ہیں کے تم واپس جا رہی ہو۔" بی جان نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ "بی جان آپ ایسی باتیں کرینگی تو میں آپ کو چھوڑ کر کیسے جاؤنگی؟" عروج نے ان کے گرد بانہیں پھیلائے اداسی سے کہا۔ "تو مت جاؤ میرے پاس ہی رہو۔" بی جان بچوں کی طرح ضدی انداز میں بولی۔ "بی جان جانا تو پڑیگا نا پھر کبھی واپس آؤنگی اور تب بہت سارے دن آپ کے پاس رہونگی۔" عروج نے لاڈ سے کہا۔ بی جان کو عروج کی بات سے تھوڑی ڈھارس ملی تھی۔ "مجھے یقین نہیں آ رہا ہم واپس جا رہے ہیں۔" ٹینا نے اداسی سے بیگ پیک کرتے کہا۔ "ہم یہاں پندرہ دنوں کے لئے آئے تھے اور ابھی صرف دس دن گزرے ہیں اے جے ہمیں اتنی جلدی واپس لیکر جا رہی ہے؟" سڈ کی بات پر ٹینا بپھر گئی۔ "یہ سب تم لوگوں کی وجہ سے ہوا ہے نا لاہور میں وہ حرکت کرتے نا اے جے ناراض ہوتی اور نا ہی آج ہم واپس جا رہے ہوتے۔" "پلیز تم بات کرواے جے سے شاید وہ رک جائے۔" اکشے نے ٹینا سے التجا کی۔ "ابھی تو ہم نے پورا پاکستان بھی نہیں دیکھا۔

راہول نے دہائی دیتے کہا۔ "پندرہ دنوں میں تم پورا پاکستان دیکھ لیتے؟" ٹینا حیرت سے بولی۔ ٹینا کی بات پر راہول لمبا سانس لیتا خاموش رہا کیونکہ وہ جانتا تھا پندرہ دنوں میں آدھا پاکستان بھی نہیں دیکھا جانا تھا۔ بی جان مسلسل روئے جا رہی تھی عروج کا بھی کچھ یہی حال تھا۔ باقی سب افسردہ سے کھڑے انہیں دیکھ رہے تھے۔ "بی جان آپ ایسے روئینگی تو کیسے چلیگا؟" عروج روتے ہوئے بولی۔ "خود دور رہی ہو اور میرے رونے پر اعتراض ہے۔" بی جان آنکھیں صاف کرتی خفگی سے بولی۔ "اچھا نہیں روتی پلیز آپ چپ کر جائیں۔" عروج نے فورن اپنی آنکھیں صاف کی۔ "اچھا بی جان آپ زیادہ سٹریس مت لیں ورنہ آپ کی طبیت خراب ہو جائے گی۔" آکاش نے انہیں ساتھ لگاتے سمجھایا۔ بی جان اس کی بات پر خاموش ہو گئی۔ "اچھا بچو جلدی چلو ہمیں نکلنا بھی ہے۔" احد میر نے سب کو آواز لگائی۔ عروج سمیت چاروں سب سے ملتے آکاش کے پاس آئے۔ "آکاش بھائی آپ بھی کبھی آئے نا انڈیا۔" عروج آکاش سے سر پر پیار لیتی بولی۔ "تم ایک پاک فوجی کو دشمن ملک آنے کی دعوت دے رہی ہو؟" آکاش نے سنجیدگی سے کہا۔ "نہیں بھائی وہ میں۔" عروج گڑبڑا گئی۔ "میں مذاق کر رہا تھا گڑیا۔" آکاش مسکرا کر کہتا تینوں لڑکوں سے ملنے لگا۔ عروج نے مسنوئی خفگی سے اسے گھورا تھا۔ "آتے جاتے رہنا۔" آکاش نے راہول سے دور ہوتے مسکرا کر کہا۔ راہول سمیت دونوں نے مسکرا کر سر ہلا دیئے۔ "بی جان نے پانچ ہزار کے دو دو نوٹ چاروں کے ہاتھ پر رکھے۔ "بی جان یہ کیا؟" چاروں پزل سے ہو گئے۔ "ویسے تو پیار اور رشتے پیسوں کی بنیاد پر نہیں بنتے مگر پھر بھی یہ ہمارا رواج ہے گھر آئے مہمان کو خالی ہاتھ نہیں لوٹاتے خاص کر پہلی بار آئے مہمان کو۔" بی جان کے لہجے میں شریں گلی تھی۔ چاروں جھینپ سے گئے۔ "بی جان مجھے۔" عروج نے ہتھیلی پھیلائے شرارت سے کہا۔ "یہ لو تمہارے لئے بھی ہیں۔" بی جان نے دو نوٹ اس کی پھیلی ہتھیلی پر رکھے۔ "تھنک یو بی جان۔" عروج خوشی سے چہکتی ان کے گلی لگی۔ "ویسے یہ کتنے پیسے

ہیں؟" سڈ نے دونوں نوٹ اتھل پتھل کرتے کہا۔ راہول نے اس کی کمر پر دمو کا جڑتے اس کا دھیان دوسروں کی طرف دلایا جہاں سبھی مسکرا کر اسے دیکھ رہے تھے۔ سڈ خفیف سا مسکرا دیا۔ بوجھل دل کے ساتھ گھر سے ائیر پورٹ تک کا سفر تہ ہوا۔ آکاش اور احد میر انہیں سی اوف کرنے آئے تھے۔ احد میر نے چند تحائف اور ڈھیر ساری دعاؤں کے ہمراہ انہیں رخصت کیا۔ واپسی کے وقت ان کا سامان پہلے سے بھی زیادہ تھا جس کی انہیں ایکسٹرا پیمنٹ کرنی پڑی۔ پانچوں واپس انڈیا جا رہے تھے مگر ان کا دل وہی پاکستان میں کہیں رہ گیا تھا۔ دور سامان میں کہیں ٹینا کے کپڑوں کے نیچے دبا وہ ٹوٹا شوپیس بھی ان کے ساتھ پاکستان سے انڈیا تک کا سفر تہ کر رہا تھا جسے تینوں اپنی مصروفیات میں فراموش کر چکے تھے ***

(حال) رات کے آخری پہر وہ سجدے میں گری اپنے رب سے اپنی کوتاہیوں کی معافی مانگ رہی تھی۔ مسلسل بہتے آنسو اس کے چہرے کے ساتھ مصلے کو بھی بگو رہے تھے جس وقت سب غفلت کی نیند سو رہے تھے اس وقت وہ ٹوٹی بکھری لڑکی اپنے رب کے حضور جھکی تھی۔ "دادی آپ اتنی رات کو کیسے اٹھ جاتی ہیں؟" پل پل بہتے آنسوؤں کے ساتھ ماضی کی باتیں بھی اس کے دماغ میں گھومنے لگی۔ اکثر وہ سعدیہ بی کو تہجد پڑھتے دیکھتی تھی۔ ایک دن اس نے سعدیہ بی سے پوچھ ہی لیا۔ "دادی آپ اتنی رات کو کیسے اٹھ جاتی ہیں؟" "جو اپنے اللہؐ سے محبّت کرتا ہے اس کے قریب ہونا چاہتا ہے وہ اپنی نیند کیا اپنی زندگی کی ہر خوشی قربان کر سکتا ہے۔" سعدیہ بی نے خوبصورت سا جواب دیا۔ عروج ان کی ہر بات نا سمجھی میں ٹال دیتی مگر آج اسے سعدیہ بی کی کہیں باتوں کی سمجھ آئی تھی۔ کتنا سکون تھا اس ایک پل میں جب وہ اپنے رب کے حضور جھکی تھی۔ سجدے میں سر جھکائے اسے محسوس ہو رہا تھا جیسے اس وقت رب

صرف اس کا ہو اور پھر اس دن کے بعد ہر روز وہ تہجد پڑھنے لگی اس نے زین سے اپنے تھپڑ کی معافی مانگنے کا بھی سوچا تھا مگر اس دن کے بعد اب تک اس کا سامنا دوبارہ زین سے نہیں ہوا۔ عروج اپنا بیگ سنبھالتی فلیٹ لاک کر کے لفٹ کی طرف بڑھی۔ عدن پہلے ہی کالج جا چکی تھی۔ لفٹ میں قدم رکھتے ہی اس کا سامنا زین سے ہوا۔ جو ہر بار کی طرح بلیک پینٹ شرٹ پہنے جیبوں میں ہاتھ ڈالے ہشاش بشاش سا کھڑا تھا۔ عروج نے ایک سرسری سی نظر اس پر ڈالی اور طرف کھڑی ہو گئی۔ زین نے اسے دیکھنے تک کی زحمت نہیں کی تھی۔ چند لمحے خاموشی کی نظر ہو گئے۔ عروج کو سمجھ نہیں آ رہی تھی وہ بات کا آغاز کیسے کرے۔ "میں شراب نہیں پیتا۔" لفٹ میں زین کی سنجیدہ آواز گونجی۔ عروج نے حیرت سے اسے دیکھا۔ اسے زین سے ایسی بات کی توقع نہیں تھی۔ "اچھی بات ہے۔" وہ دھیرے سے کہتی لفٹ کے دروازے پر نظریں ٹکا گئی۔ زین نے گردن موڑ کر اسے دیکھا جو سپاٹ سا چہرہ لئے کھڑی تھی۔ وہ خود بھی نہیں جانتا تھا اس نے ایسا کیوں کہاں۔ "میں کافر بھی نہیں ہوں۔" اس نے سنجیدگی سے کہاں۔ عروج اس کی بات پر شرمندہ ہوتی سر جھکا گئی۔ "ایک مسلمان کو کافر کہنا حرام ہے اور جو ایک مسلمان کو کافر کہتا ہے اس کا وہ کہا جملہ اسی پر لوٹ جاتا ہے۔" زین سپاٹ سا کہتا اسے زلزلوں کی زد میں چھوڑ کر لفٹ سے نکل گیا۔ باہر نکلتے ہی اس کے چہرے پر وہی ڈیولش سمائل رقص کر رہی تھی *** عشاء کی نماز کے بعد عروج عدن کے کمرے میں آ گئی۔ عدن بیڈ پر بیٹھی میڈیسن کھا رہی تھی۔ "آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے؟" عروج نے فکرمندی سے پوچھا۔ "ہاں یہ تو بس روٹین میڈیسن ہے۔" عدن اس کی فکرمندی پر مسکراتی بولی۔ "روٹین میڈسن؟" عروج نے تشویش سے اس کا کہا جملہ دوہرایا۔ "کچھ نہیں چھوڑو ان باتوں کو آؤ یہاں بیٹھو۔" عدن نے اس کا جملہ نظرانداز کرتے بیڈ کی طرف اشارہ کیا۔ عروج چلتی ہوئی آ کر بیڈ کی پائنتی پر ٹک گئی۔ "یہ آپ کا بیٹا ہے؟" عروج کی گھومتی نظریں ایک تصویر پر ٹک گئی۔ "ہاں یہ میرا بیٹا ہے

راحب۔" عدن کا لہجہ ممتا سے چور تھا۔ "مے آئی؟" عروج نے ہچکچاتے پوچھا۔ عدن نے مسکرا کر سر ہلا دیا۔ عروج تصویر اٹھا کر غور سے دیکھنے لگی ایک پل کے لئے اسے لگا اس نے تصویر میں مسکراتے بچے کو کہیں دیکھا ہے۔ "پیارا ہے۔" عروج سبھی سوچ کو دماغ سے جھٹکتی بولی۔ عدن اس کی بات پر گہرا مسکرائی۔ "عروج دیکھو مجھے غلط مت سمجھنا۔" عدن ہچکچاتی بولی۔ وہ تصویر کو چھوڑ عدن کو دیکھنے لگی۔ "جو کچھ تم نے مجھے بتایا میں مانتی ہوں تمہارے ساتھ غلط ہوا مگر تمہیں یہاں نہیں آنا چاہیے تھا تمہیں نہیں لگتا تم بھی اپنوں کے ساتھ زیادتی کر رہی ہو؟" عدن نے سنجیدگی سے پوچھا۔ عدن کی بات پر عروج کی مسکراہٹ سمٹی۔ "مجھے جو سہی لگا میں نے وہی کیا۔" اس نے نظریں چرائے سپاٹ سے انداز میں کہا۔ "لیکن تمہیں یوں یہاں نہیں آنا چاہیے تھا ابھی بھی وقت۔" "مجھے اس بارے میں بات نہیں کرنی۔" عروج نے عدن کی بات کاٹی۔ اس کے چہرے پر بلا کی سنجیدگی تھی۔ عدن خاموشی سے اس کا چہرہ تکنے لگی۔ کچھ پل یونہی خاموشی کی نظر ہو گئے۔ "کیا ایک مسلمان ایک کافر سے دوستی کر سکتا ہے۔" عروج کے غیر متوقع سوال پر عدن نے چونک کر اسے دیکھا۔ "جو لوگ ہمارے اللہ اور رسول کو نہیں مانتے مجھے نہیں لگتا ان سے دوستی رکھنی چاہیے۔" عدن نے جواب دینے کی بجائے رائے دی۔ "پھر بھی؟" عدن چند لمحے خاموشی سے اس کا چہرہ تکتی رہی۔ "ایک مسلمان کے ساتھ دلی لگاؤ نہیں ہونا چاہیے۔" عدن نے انتہائی سنجیدگی میں کہہ کر آسان لفظوں میں اسے سمجھایا۔ عروج کی آنکھیں بے اختیار نم ہوئی تھی۔ عدن نے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ کر اسے تسلی دی۔ "عروج میں یہ نہیں کہتی تم اپنے دوستوں کو بھول جاؤ تم ان کے لئے دعا کرو کیا پتا تمہاری مانگی گئی دعائیں قبول ہو اور اللہ انہیں اسلام کا حصّہ بنا دے۔" عدن نے اسے تسلی دی۔ "کیا ایک کافر کے لئے مانگی گئی دعائیں قبول ہوتی ہیں؟" عروج نے تعجب سے پوچھا۔ "ہر کسی کے لئے مانگی گئی دعائیں قبول ہوتی ہیں اللہ کو اپنا ہر بندہ پیارا ہے۔" "مگر کافر؟"

عروج بے یقین سے کچھ کہنے لگی۔ "اللہ کو اپنا ہر بندہ پیارا ہیں کافر کو اللہ نہیں۔" عدن اس کی بات سمجھتی بولی۔ عروج الجھ گئی۔ "قرآن میں صاف صاف لکھا ہے اللہ ایک ہے محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں یہ ایک مسلمان مانتا ہے کیونکہ وہ قرآن پڑھتا ہے اسلام دین میں پیدا ہوا ہوتا ہے مگر ایک کافر نہیں مانتا جانتی ہو کیوں؟ کیونکہ وہ قرآن نہیں پڑھتا اور میرا دعویٰ ہے جس دن کسی نون مسلم نے بھی قرآن کو ترجمے کے ساتھ پڑھا وہ اسلام کا ہو گیا۔" عروج یک ٹک عدن کا چہرہ دیکھ رہی تھی۔ "کیا میری دعائیں قبول ہونگی؟" وہ کھوئے سے انداز میں بولی۔ "کسی کے لئے مانگی گئی ہدایت کی دعا کبھی رد نہیں ہوتی۔" عدن کے پاس اس کے ہر سوال کا جواب تھا۔ "دعا میں یقین ہونا چاہیے جن دعاؤں میں یقین ہوتا ہے وہ میرے رب کی پسندیدہ دعائیں ہوتی ہیں۔" عدن نے مسکرا کر کہا۔ "آپ کی دعائیں قبول ہوتی ہیں؟" "ہاں ہوتی ہیں"۔ "اگر ہوتی ہیں تو اب تک آپ کا بیٹا آپ کو کیوں نہیں ملا؟" اس کے لہجے میں طنز نہیں تھا مگر پھر بھی عدن کا چہرہ اتر گیا۔ "کچھ دعاؤں کو وقت لگتا ہے قبول ہونے میں۔" عدن کی آواز کسی کھائی سے آتی محسوس ہوئی۔ "کتنا وقت؟" عدن خاموش رہی۔ اس کی خاموشی پر عروج دوبارہ بولی۔ "آپ کو لگتا ہے آپ کا بیٹا آپ کے پاس واپس آئیگا؟ آپ پھر کبھی اس سے مل پائینگی؟" "ہاں مجھے پورا یقین ہے جو دعائیں قبول ہونے میں وقت لیتی ہیں وہ میرے رب کی پسندیدہ دعائیں ہوتی ہیں اور مجھے اطمینان ہے میری دعائیں میرے رب کو پسند ہیں۔" عدن پر امید تھی۔ "اور اگر نا آیا تو؟" نا جانے وہ کیا جاننا چاہتی تھی۔ "تو میں اس سے جنت میں مل لونگی۔" "اور اگر آپ کا بیٹا جنت میں نا گیا تو؟" عروج نہیں جانتی تھی وہ کیا کہہ رہی ہے وہ انجانے میں ہی ایک ماں کو تکلیف دے رہی تھی۔ "تو میں اس کے ساتھ دوزخ میں چلی جاؤنگی۔" عروج ہکا بکا اس کا چہرہ دیکھنے لگی۔ اس وقت اس کے سامنے بیٹھی عورت اسلامیہ کالج میں پڑھانے والی ٹیچر نہیں ایک ماں تھی۔ عدن کی آنکھوں میں نمی دیکھ عروج کو اپنی بات کی نزاکت کا

احساس ہوا وہ ایک دم شرمندہ ہوئی۔ "آئی ایم سوری میرا وہ مطلب نہیں تھا۔" وہ سر جھکا کر بولی۔ "کوئی بات نہیں تمہیں ابھی دعاؤں پر یقین نہیں ہے پہلے دعاؤں پر یقین کرنا سیکھو تبھی تمہاری دعائیں قبول ہونگی جن دعاؤں میں یقین ناہو وہ دعائیں رب کی بارگاہ میں قبول نہیں ہوتیں۔" عدن نے سپاٹ سے انداز میں کہا۔ کمرے میں یک دم خاموشی چھاگئی۔ "اگر تمہارے سامنے ایک بچا رو رہا ہے اسے بھوک لگی ہے وہ بلک رہا ہے رو رو کر دودھ مانگ رہا ہے اور دوسری طرف ایک برتن میں دودھ پڑا ہے جو کے گرم ہے تو کیا تم اس بچے کو وہ گرم دودھ دے دو گی؟ تاکہ وہ اسے پی کر اپنی بھوک مٹائے؟" عدن نے سوال کرتے اس کی طرف دیکھا۔ "نہیں میں دودھ ٹھنڈا ہونے کا انتظار کرونگی۔" "کیوں؟" عدن کی بات پر عروج تھوڑی دیر سوچتی رہی۔ "اگر میں نے اسے گرم دودھ دیا تو اس کا منہ جل جائیگا میں دودھ ٹھنڈا ہونے کا انتظار کرونگی تاکہ اسے کوئی نقصان ناہو۔" "لیکن وہ بچا رو رہا ہے دودھ مانگ رہا ہے ضد کر رہا ہے؟" "وہ بچا ہے ناسمجھ ہے اسے نہیں پتا دودھ اس کے لئے نقصان دہ ہو سکتا ہے۔" "اور اگر تم اسے اس کی ضد پر اس کے رونے کو دیکھتے دودھ دے دو تو کیا ہو گا؟" "اس کا نقصان ہو گا وہ جل جائیگا اس کی تکلیف بڑھ جائیگی۔" عدن مسکرائی۔ "ہماری مانگی گئی دعائیں بھی اسی طرح ہیں ہم روتے ہیں مانگتے ہیں ہمیں لگتا ہے وہ ہمیں سن نہیں رہا ہمیں وہ نہیں دے رہا جو ہم مانگ رہے ہیں ہم ضد کرتے ہیں مگر ہم یہ نہیں سوچتے اگر وہ دعائیں ہمارے لئے اس وقت نقصان دا ہوئی تو اگر ہماری مانگی گئی دعائیں ہمارے لئے سہی ناہو تو؟ نہیں ہم اس چیز کو نہیں دیکھتے نا سوچتے ہیں ہم بس ضد کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ہماری دعائیں رد نہیں کرتا بس ایک وقت کے لئے سمبھال کر رکھ لیتا ہے اور جب سہی وقت آتا ہے تب وہ ہماری مانگی گئی دعائیں قبول کرتا ہے۔" عروج شرمندہ ہوگئی۔ کمرے میں پھر خاموشی چھاگئی تھوڑی دیر مزید وہاں رہنے کے بعد وہ اپنے کمرے میں چلی آئی **** (ماضی) دہلی جسے دل والوں کا شہر بھی کہا جاتا ہیں اگر

یقین نہیں آتا تو ہمارے کرداروں کو ہی دیکھ لیجئے اور اگر تب بھی یقین نہیں آتا تو چلتے ہیں آگے کی طرف جہاں رنگ برنگے چٹپٹے کھانوں کی ریڑیاں لگی تھی وہی ایک طرف ایک چھوٹا بچا کب سے کھڑا ناریل کی ریڑی کو دیکھ رہا تھا پر بیچارے کے پاس پیسے نہیں تھے جو خرید لیتا وہی ریڑی کے پاس کھڑا موٹا سا بنیان پہنے شخص ہاتھ میں پکڑی درانتی کے ساتھ کچے ناریل کو بے دردی سے توڑ کر بیچ میں برف ڈالنے کے ساتھ چھوٹے بچے کو بھی وقفے وقفے سے دیکھ رہا تھا جس کی نظر اس کے ہاتھ میں پکڑے ناریل کے ساتھ درانتی پر بھی تھی آخر اس شخص کو بھی دھوپ میں کھڑے اس بچے پر ترس آہی گیا اور اس نے ہاتھ کے اشارے سے اسے اپنے پاس بلایا بچے نے پہلے اس کے ہاتھ میں پکڑی درانتی دیکھی پھر نفی میں سر ہلا دیا آدمی نے درانتی بڑے پیار سے ایک طرف رکھ دی جسے دیکھتے بچا فورن اس کے پاس گیا آدمی نے ایک ٹھنڈے ٹھار ناریل میں سٹرو ڈال کر بیچ میں کالے نمک کی چٹکی پھینکتے ناریل بچے کی طرف بڑا دیا اب بچا بیچارہ خوشی سے ناریل کو دیکھ رہا تھا اور ساتھ ہی ہاتھ بڑا کر پکڑنے سے کترا بھی رہا تھا کیونکی اس کے پاس پیسے نہیں تھے آدمی نے ہاتھوں میں پکڑا ناریل زور سے ہلا کر سر کے اشارے سے اسے ایسے ہی لینے کو کہا بچے کے چہرے پر چودھوی کے چند جیسی چمک آگئی اس نے ناریل پکڑ کر سٹرو کو لبوں سے لگا لیا اور ناریل پانی ختم کرنے کے بعد شکریہ کے طور پر ایک خوبصورت مسکان اسے پاس کرتے ہاتھ میں پکڑا شاپر گھوماتا اپنے راستے چل پڑا"۔ وہی آس پاس لگی ریڑیوں پر اگر سب سے زیادہ رش دیکھا جائے تو پانی پوری کی ریڑی پر تھا جسے ہم گول گپے کہتے ہیں لڑکیوں کے ساتھ لڑکے بھی پورے پورے مقابلے میں بھیا چٹپٹا بنانا، بھیا کھٹا زیادہ دینا، بھیا لال مرچی زیادہ ڈالنا، لڑکیوں کے ساتھ لڑکوں کی بھی رنگ برنگی آوازیں ماحول میں ارتعاش پیدا کر رہی تھیں وہی اگر ہم آگے کی طرف بڑے تو چھوٹی چھوٹی کلونیوں کے محلے کے ہر دوسرے گھر کو چھوڑ کر کسی چھوٹے بچے کے رونے کی آواز کے ساتھ ماں کی ممتا بھری لوری کی آواز بھی

کانوں میں گونج رہی تھی ہر روز کی طرح دہلی سڑکوں پر ٹریفک کا ہجوم اپنے زور و شور پر تھا دہلی کو ممبئی کے بعد دوسرا بڑا شہر کہا جاتا ہے۔ جیسے لاہور لاہور ہے ویسے ہی دہلی کی بھی اپنی ہی ٹور ہے۔ یہاں ہر ذات پات کے لوگ پائے جاتے ہیں۔ ہندو، مسلم، سکھ، کرسچن، بدھا شری، مندروں میں بجتی گھنٹیوں کے ساتھ پوجا پاٹ کی آوازیں بھی سارا دن وقفے وقفے سے سننے کو ملتی تھیں۔ دن میں ہوتی پانچ وقت کی اذانیں کانوں میں رس گھولتی تھیں تھیٹر کے باہر ایسے رش لگا تھا جیسے لنگر کھانے کے باہر لگا ہوتا ہے اور کیوں نا لگتا آج انڈیا کے سپر سٹار سلمان خان کی نئی مووی جو ریلیز ہوئی تھی۔ ٹکٹ کاؤنٹر پر بیٹھا شخص پھرتی سے ہاتھ چلاتا ٹکٹ پر ٹکٹ پاس کر رہا تھا اور اس کے ساتھ ہی کھڑا ایک کم عمر لڑکا اس سے بھی پھرتی سے پیسے اٹھا کر گلے میں ڈال رہا تھا۔ رش ایسا کے لوگ ایک دوسرے کے اوپر سے چڑھ چڑھ کر ٹکٹ کاؤنٹر تک پہنچ رہے تھے۔ تین چار پولیس اہلکار بھی اپنی ڈیوٹی سرانجام دیتے ڈنڈے پر ڈنڈے برساتے انہیں لائن میں رہنے کی تلقین کر رہے تھے پر لوگ بھی ایسے ڈھیٹ ڈنڈے کھانے کے بعد بھی ایسے ایک دوسرے کو دھکے دیتے آگے بڑھ رہے تھے جیسے فلم پوری دنیا میں اسی تھیٹر پر لگنی تھی وہ بھی پہلی اور آخری بار۔ ان سے ہی تھوڑی دوری پر دو لڑکے پولیس سے بچتے بچاتے بلیک میں ٹکٹ فروخت کر رہے تھے۔ جو ٹکٹ سو کی کاؤنٹر سے مل رہی تھی وہی بلیک میں ہزار کی دے رہے تھے۔ وہی دوسری طرف بھیڑ میں ایک جانا پہچانا چہرہ بھی دکھائی دے رہا تھا۔ اکشے چند لمحے بھیڑ کو دیکھتا رہا جیسے کاؤنٹر تک جانے کی ترقیب سوچ رہا ہو پھر ایک گہرا سانس لیکر اپنی ساری ہمت جمع کرتے تیر کی تیزی سے آگے بڑھنے لگا سامنے جو بھی دکھتا وہ اسے بازو سے پکڑ کر پیچھے دھکیلتے جا رہا تھا پولیس کا ایک کرارا سا ڈنڈا بھی اس کے بازو پر لگا پر اسے کہاں پرواہ تھی اسے صرف ٹکٹ چاہیے تھی۔ پیچھے دھکا کھانے والے آدمی اسے گندی سے گندی گالی سے بھی نواز رہے تھے۔ آخر بڑی محنت کے بعد وہ کاؤنٹر تک پہنچنے میں کامیاب رہا مگر پیچھے

کھڑے لوگ اسے پکڑ کر پیچھے کرنے کی کوشش کرنے لگے اکشے نے پھرتی سے کاؤنٹر کے باہر لگی سلاخ نما جالی کو کس سے پکڑ لیا۔ پانچ ٹکٹ لیکر اس نے جالی چھوڑی ہی تھی جب پیچھے کھڑے لوگوں نے اسے سیلاب کے طرح بہا کر بھیڑ سے باہر پھینکا۔ مکے ٹھوڈے کھاتے وہ بھیڑ سے باہر نکل کر اپنی بائیک تک پہنچا۔ بائیک کے شیشے پر نظر پڑتے ہی اس کی چینخ نکلتے نکلتے رکی۔ سلمان خان بن کر ٹکٹ لینے جانے والا شخص باہر نکل کر کسی پاگل خانے سے بھاگا ہوا مریض لگ رہا تھا۔ اور اس سے بڑا صدمہ تو اکشے کو تب لگا جب ہاتھ میں پانچ ٹکٹ کی بجائے دو ٹکٹ ملیں۔ یقیناً بھیڑ میں ہی کسی نے ہاتھ کی صفائی دکھاتے اس کی تین ٹکٹوں کو اچک لیا۔ اب بیچارہ اکشے دو ٹکٹ کو دیکھ کر دل ہی دل میں بھیڑ میں کھڑے ہر شخص کو گالی دیتا آس پاس دیکھنے لگا جہاں اسے دو لو برڈز کھڑے دکھائی دیئے۔ وہ تو پانچ تھے تو دو ٹکٹ کا وہ کیا کرتا؟ ان کے بغیر اکیلے جا کر مووی دیکھنا اکشے اپنے دوستوں کے ساتھ بے وفائی سمجھتا تھا اسی لئے ان دو بیچارے پریشان کھڑے لڑکا لڑکی کو اس نے بہت شریف بن کر پانچ سو میں خریدی گئی ٹکٹ دو ہزار میں بیچ دی۔ پیسے اس نے اپنی جیب میں ذلیل ہونے کا حق سمجھ کر رکھے اور گھر کی طرف چل دیا*** رضا میر نے ان کے پاکستان سے جلد آنے کی وجہ پوچھی۔ عروج نے ان کے بنا دل نا لگنے کا بہانہ بنا کر ٹال دیا جبکہ اصلی بات کوئی بھی نہیں جانتا تھا۔ دو دن ہو چکے تھے انہیں واپس آئے مگر عروج نے کسی سے بھی رابطہ نہیں کیا۔ تینوں کو لگتا تھا عروج ان سے ابھی بھی ناراض ہے مگر بیچ کی بات کوئی بھی نہیں جانتا تھا۔ عروج اپنے کمرے میں بیٹھی مسلسل سوچوں کے حصار میں تھی۔ "راہول لیلیٰ جیسی لڑکی سے کیسے پیار کر سکتا ہے؟" عروج خود سے بڑبڑائی۔ "شاید وہ کوئی اور ہو۔" اس نے خود کو تسلی دیتے کہا۔ پھر کچھ سوچتے راہول کا نمبر ملایا۔ "ہیلو میڈم کہاں گم ہو؟ جب سے آئی جو کوئی کال نہیں کی کم اون یار اب معاف کر دو اس غلطی کے لئے تم تو ناراض ہو کر ہی بیٹھ گئی ہو۔" راہول نے کال اٹینڈ کرتے ہی نون اسٹاپ بولنا شروع کر

دیا۔"ناراض نہیں ہوں بس تھک گئی تھی اسی لئے رابطہ نہیں کیا تم بتاؤ آج شام مل رہے ہیں؟ کیفے میں مجھے کچھ ضروری بات کرنی ہے۔" عروج نے لہجہ ہموار رکھتے پوچھا"کونسی ضروری بات؟" "وہ میں شام کو بتاؤنگی۔" عروج نے سنجیدگی سے کہا۔"جو حکم۔" راہول نے سر کو خم دیا۔"اوکے ملتے ہیں شام کو۔" عروج نے بنا اس کی سنے ہی فون رکھ دیا۔شام کو سب کیفے میں موجود تھے۔"ہاں بولو اے جے کیا ضروری بات کرنی تھی؟" کافی سے فارغ ہو کر راہول عروج کی اور متوجہ ہوا۔"تم لیلیٰ سے کب ملوا رہے ہو؟" "یہ ضروری بات تھی؟" عروج کی بات پر راہول حیرت سے بولا۔"تم بتاؤ لیلیٰ سے کب ملوا رہے ہو؟"عروج اس کی بات نظر انداز کرتی بولی۔"مل لینگے میری برتھڈے پر اتنی بھی کیا جلدی ہے؟" راہول نے لاپرواہی سے کہا۔"تو کل ہی ملنا ہے۔" عروج نے سنجیدگی سے کہا۔"اتنی بھی کیا جلدی ہے یار؟" راہول کرسی سے پشت ٹکائے بولا۔"جلدی نہیں ہے تمہاری برتھڈے پر بھی ملنا ہی ہے تو کل کیوں نہیں؟" عروج ضدی انداز میں بولی۔"اے جے سہی کہہ رہی ہے ہم بھی بہت ایکسائٹڈ ہیں لیلیٰ سے ملنے کے لئے۔" ٹینا نے عروج کی تائید میں کہا۔"اوکے میں بات کرتا ہوں لیلیٰ سے۔" راہول نے ہتھیار ڈالے۔ راہول کی بات پر عروج ریلیکس ہوگئی۔شام ان کے ساتھ گزارنے کے بعد عروج واپس گھر آگئی۔ساری رات اس کی بے قراری میں کٹی۔ صبح ڈائننگ ٹیبل پر سعدیہ بی اور رضا میر بیٹھے ناشتہ کر رہے تھے۔عروج سلام کرتی اپنی چیئر گھسیٹ کر بیٹھ گئی۔"کہیں جارہی ہوں؟" رضا میر نے اس کے سلام کا جواب دیتے سرسری سا پوچھا۔"جی بابا۔" عروج نے سرسری کا جواب دیکر سلائس اٹھالیا۔"پاکستان کا ٹوئر کیسا رہا؟" سعدیہ بی نے کپ میں چائے ڈال کر اسے تھمائی۔"بہت اچھا تھا دادی مگر ہم زیادہ گھوم نہیں پائے۔" عروج نے اداسی سے کہا۔"کوئی بات نہیں بیٹا اسٹڈی کے بعد چلے جانا تب تو چھٹیاں ہی چھٹیاں ہونگی جتنا چاہے گھوم لینا۔" رضا میر نے اس کی اداسی بھانپتے کہا۔"جی بابا اور اس

بار جائینگے تو پورا پاکستان گھوم کر ہی واپس آئینگے۔" عروج جوش سے بولی۔ اس کی بچکانہ بات پر رضا میر سمیت سعدیہ بی بھی مسکرا دی۔ "اوکے بابا اب میں چلتی ہوں۔" عروج سلائس کا ٹکرا ختم کرتی اٹھی۔ ساتھ ہی رضا میر اور سعدیہ بی کی پیشانی پر بوسہ دیتی باہر کی جانب بڑی۔ رضا میر نے مسکراتی نظروں سے اسے جاتے دیکھا۔ کیفے میں پہنچتے سامنے ہی راہول کے سوائے تینوں اسے دکھائی دیئے۔ اب چاروں بیٹھے راہول کا انتظار کر رہے تھے۔ سڈ کافی دیر سے خاموش کسی نکتے پر نظریں ٹکائے بیٹھا تھا۔ ٹینا اور عروج سینڈوچ کے ساتھ بھرپور انصاف کر رہی تھیں۔ "اے جے ایک بات بتاؤ؟" سڈ نے خاموشی کو توڑتے سنجیدگی سے کہا۔ عروج سینڈوچ کو چھوڑ اسے دیکھنے لگی جو ٹھوڑی پر ہاتھ ٹکائے سنجیدہ سا بیٹھا تھا۔ "ہاں پوچھو؟" اس کے چہرے کی سنجیدگی دیکھ عروج بھی سنجیدہ ہوتے بولی۔ "تمہیں کابلی پلاؤ بنانے آتا ہے؟" سڈ نے گہری سنجیدگی سے پوچھا۔ "وہاٹ؟" عروج حیرت سے چلائی۔ "تمہیں کابلی پلاؤ بنانے آتا ہے؟" سڈ نے دوبارہ اپنا جملہ دوہرایا۔ کابلی پلاؤ کے نام پر سب کے منہ میں پانی بھر آیا۔ "تم اتنے سنجیدہ ہو کر یہ پوچھ رہے تھے مجھ سے؟" عروج مارے حیرت سے آنکھیں پھیلائے بولی۔ "ہاں۔" سڈ نے معصومیت سے کہا۔ "لیلیٰ سے ملنے کے بعد گھر چلینگے۔" "گھر کیوں؟" ٹینا الجھ کر بولی۔ "کابلی پلاؤ ٹرائی کرنے۔" عروج نے کہا۔ "پر ہمیں تو آتا ہی نہیں۔" اکٹھے بیچارگی سے بولا۔ "انٹرنیٹ ہے نا۔" عروج نے چٹکی بجائے مسلہ حل کیا۔ "گڈ آئیڈیا۔" ٹینا چہک کر بولی۔ پاکستان آنے کے بعد پانچوں نے سب سے زیادہ کابلی پلاؤ کو مس کیا تھا۔ ابھی وہ کابلی پلاؤ پر ہی بات کر رہے تھے جب انہیں کیفے ڈور سے راہول اور لیلیٰ آتے دکھائی دئے۔ لیلیٰ پر پہلی نظر پڑتے ہی عروج اسے پہچان چکی تھی۔ ایک ناگواری کی لہر اس کی پیشانی پر نمودار ہوئی۔ "ہیلو، سوری لیٹ ہو گیا میٹ لیلیٰ مائی لو۔" راہول نے لیلیٰ کے گرد بازو حائل کرتے محبّت سے چور لہجے میں کہا۔ عروج لیلیٰ کے سراپے کا جائزہ لے رہی تھی۔ کھلے گلے والا ون

پیس پہنے لیلیٰ عروج کو انتہائی بے ہودا لگی۔ "ہیلو۔" لیلیٰ نے مصافحے کے لئے ہاتھ آگے بڑھایا۔ لیلیٰ سب سے ہاتھ ملاتی عروج تک آئی۔ سامنے کھڑی لڑکی عروج کو انتہائی زہر لگ رہی تھی۔ "ہیلو۔" عروج نے بنا ہاتھ تھامے ہی سپاٹ سے انداز میں کہا۔ لیلیٰ نے ایک نظر راہول پر ڈالتے اپنا ہاتھ واپس موڑ لیا۔ چاروں کو عروج کی حرکت سخت ناگوار گزری۔ "لیلیٰ یو سٹ۔" راہول نے چیئر پیچھے کی۔ لیلیٰ شان بے نیازی سے چیئر پر بیٹھ گئی۔ اس کے ہر انداز میں عروج کو بے ہودگی دکھائی دے رہی تھی۔ لیلیٰ کے بیٹھتے ہی پانچوں بھی اپنی اپنی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔ چاروں نے کڑی نظروں سے عروج کو گھورا۔ راہول سپاٹ سا چہرہ لئے عروج کو دیکھ رہا تھا۔ اس کی نظروں کا مفہوم سمجھتے عروج کو اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ "سوری لیلیٰ جسٹ تمہارے آنے سے پہلے میں نے سینڈوچ کھائے ہیں جس سے میرے ہاتھ گندے ہو گئے اسی لئے میں نے تم سے ہاتھ نہیں ملایا۔" عروج نے مصنوعی مسکراہٹ لبوں پر سجائے معذرت کی۔ "اٹس اوکے۔" لیلیٰ نے بے تکلفی سے جواب دیا۔ تھوڑی دیر ادھر ادھر کی باتیں ہوتی رہی۔ عروج خاموشی سے ان کی گفتگو سن رہی تھی۔ "تم کس کلب میں راہول سے ملی تھی؟" عروج نے پہلی بار ان کی گفتگو میں مداخلت کی۔ "اے جے ہم ایک ہی کلب میں جاتے ہیں ہمیشہ تو آوف کورس لیلیٰ سے میری ملاقات اسی کلب میں ہوئی تھی۔" جواب راہول کی طرف سے آیا تھا۔ راہول کی بات پر عروج مصنوعی مسکرائی۔ "پہلے کس نے پرپوز کیا تھا؟" ٹینا نے اشتیاق سے پوچھا۔ "آوف کورس راہول نے۔" لیلیٰ نے محبّت پاش نظروں سے راہول کو دیکھتے کہا۔ پانچوں پھر باتوں میں مصروف ہو گئے۔ عروج خاموشی سے لیلیٰ کو دیکھ رہی تھی۔ عجیب بے شرم لڑکی ہے نا کوئی شرم نا حیا۔ لیلیٰ نے ہنستے ہوئے سڈ کے کندے پر ہاتھ رکھا۔ عروج کو اس کی حرکت سخت ناگوار گزری۔ جس لڑکی میں شرم اور حیا نہ ہو وہ بھی کوئی لڑکی ہوتی ہے عروج دل ہی دل میں لیلیٰ کو سنا رہی تھی۔ کافی دیر باتوں کے بعد لیلیٰ جانے کے لئے اٹھ کھڑی

ہوئی۔"نائیس تو میٹ یو گائیز۔" لیلیٰ مسکرا کر بولی۔ راہول نے اسے گھر ڈراپ کرنے کی پیشکش کی جسے اس نے بڑی خوبصورتی کے ساتھ رد کیا۔ لیلیٰ سب سے ملتی ملاتی وہاں سے چلی گئی۔ "یہ کیسی حرکت تھی؟" لیلیٰ کے نظروں سے اوجھل ہوتے ہی راہول غصے سے بولا۔ "کونسی حرکت؟" عروج انجان بنتی بولی۔ "تم نے لیلیٰ سے ہاتھ کیوں نہیں ملایا؟" راہول گرجدار آواز میں بولا۔ "کہا تو تھا ہاتھ گندے تھے۔" عروج بنا اس کے لہجے کا نوٹس لئے لاپرواہی سے بولی۔ "اے جے کچھ دنوں سے تمہارا انداز کچھ عجیب سا ہے سب ٹھیک تو ہے نا؟" ٹینا نے فکر مندی سے پوچھا۔ "ایسا کچھ نہیں ہے تم لوگوں کو ایسے ہی لگ رہا ہے میں بلکل ٹھیک ہوں۔" عروج نے لچکدار آواز میں کہا۔ "کیا راب تم کیوں منہ پھولا کر بیٹھ گئے؟" عروج نے اس کے خفا چہرے پر نظر ڈالتے کہا۔ راہول خاموش رہا۔ "اچھا بابا جب اگلی بار ملونگی تو ہاتھ کیا گلے لگاؤنگی تمہاری لیلیٰ کو۔" عروج نے تمہاری لیلیٰ پر زور دیتے شرارت سے کہا۔ راہول اس کی بات پر مسکرا دیا۔ "ویسے راتمہاری گرل فرینڈ ہے بہت خوبصورت۔" ٹینا کی تعریف پر راہول کا سینہ چوڑا ہوا۔ "زیادہ چوڑا ہونے کی ضرورت نہیں ہے ہم نے ابھی پاس نہیں کی۔" سڈ نے چوٹ کرتے کہا۔ "کیا مطلب؟" راہول کو تشویش نے گھیر لیا۔ "مطلب یہ کے اگر ہمیں پسند آئی تبھی بات بنے گی ورنہ بھول جانا۔" اکشے نے اسے زچ کرتے کہا۔ "کیوں میری لوسٹوری کے دشمن بنے پھر رہے ہو اچھی بھلی تو ہے اور ابھی مل تو لیا تم سب نے؟" راہول بیچارگی سے بولا۔ سب اس کی حالت سے محفوظ ہو رہے تھے۔ "ایک ملاقات سے کیا پتا چلتا ہے ابھی اور ملاقاتیں ہونگی تب بتائینگے پاس ہے یا فیل۔" عروج نے مزے سے کہا۔ "تم لوگوں کے پاس کرنے یا نا کرنے سے کچھ نہیں ہوتا میری لوسٹوری کبھی ختم نہیں ہو گی۔" راہول کا لہجہ حتمہ تھا۔ "تو پھر ٹھیک ہے تمہیں تمہارے دوست چاہیے یا تمہاری گرل فرینڈ سوچ کر بتا دینا چلو گائیز کابلی پلاؤ بنانے۔" سڈ سنجیدگی سے کہتا اٹھا۔ چاروں خاموشی سے چلنے کے

لئے کھڑے ہو گئے۔ "یار میری بات تو سن لو میں پیار کرتا ہوں لیلیٰ سے۔" راہول نے بے بسی سے کہا۔ "پیار کرنے سے پہلے ہم سے پوچھا تھا کیا؟" ٹینا کرارا سا جواب دیتی بنا اس کی سنے سب کے پیچھے کیفے سے نکلی۔ راہول سر تھام کر چیئر پر بیٹھ گیا*** "کیسا بنا ہے؟" سڈ کے کابلی پلاؤ کی چمچ منہ میں لے جاتے ہی عروج نے بے چینی سے پوچھا۔ سڈ نے نفی میں سر ہلا دیا۔ "کیا یار تیسری بار بنالیا ہے ابھی بھی سہی نہیں بنا؟" عروج نے جھنجھلا کر کہا۔ "یار وہ ٹیسٹ نہیں آرہا۔" ٹینا نے چمچ سے پلاؤ چکھتے کہا۔ "اب کیا کرے سب ہی پروسیس تو اچھے جا رہے تھے پھر بھی ٹیسٹ نہیں آرہا؟" عروج سر تھام کر چیئر پر بیٹھ گئی۔ اس وقت کچن میں ان چاروں کے علاوہ گھر کی ملازمہ سدرہ بھی تھی۔ "دوبارہ بنا کر دیکھو اس بار میں تمہیں ساری ریسپی بتاؤنگا۔" سڈ نے اکشے سے موبائل لیکر کابلی پلاؤ بنانے کا طریقہ نکالا۔ سڈ بولتا جارہا تھا عروج اس کی باتوں پر عمل کرتی کابلی پلاؤ بنا رہی تھی۔ "یہ لو اب ٹیسٹ کرو۔" عروج نے پلیٹ ٹیبل پر رکھتے تھکے سے انداز میں کہا۔ پچھلے تین گھنٹوں سے سب کچن میں موجود تھے۔ سڈ نے پلاؤ کی چمچ لیتے نفی میں سر ہلا دیا۔ "تم لوگ ایک کام کرو پاکستان جاکر کابلی پلاؤ کھا آؤ اور آتے ہوئے میرے لئے بھی ایک پلیٹ لے آنا۔" عروج نے غصے سے کہہ کر چمچہ ٹیبل پر پٹخا۔ "تم ایک کام کرو بریانی بنالو ہم وہی کھالینگے۔" سڈ پلاؤ کی پلیٹ پرے کھسکھاتا بے چارگی سے بولا۔ سڈ کی بات پر عروج مارے غصے سے اسے گھورنے لگی ٹیبل پر پڑا چمچہ ایک بار پھر اس کے ہاتھ آچکا تھا مگر اس بار اس کا ارادہ کچھ اور تھا۔ اکشے نے سڈ کے کمر میں دموکا جڑتے اس کا دھیان عروج کی طرف کیا۔ عروج کی انگارا آنکھیں دیکھ سڈ فورن سیدھا ہوا۔ "تم تھک گئی ہو گی ایک کام کرو تم ریسٹ کرو ہم باہر سے جاکر بریانی کھالینگے۔" سڈ شرافت سے کہتا اٹھا۔ اس کی نظر عروج کے ہاتھ میں پکڑے چمچے پر تھی۔ جس پر لمحہ لمحہ عروج کی گرفت سخت ہو رہی تھی۔ سڈ کے پیچھے ہی ٹینا اور اکشے بھی شرافت سے کچن سے نکلے۔ عروج سعدیہ بی کے ساتھ اکثر

کوکنگ کرتی رہتی تھی جس کی وجہ سے اسے ہر طرح کا کھانا بنانے آتا تھا جس میں سب سے بیسٹ وہ بریانی بناتی تھی۔ عروج اکثر اپنے ہاتھ کی بنی بریانی انہیں کھلاتی رہتی تھی مگر ابھی وہ چار بار کابلی پلاؤ بنا کر تھک چکی تھی۔ تینوں جب بھی کھاتے کوئی نا کوئی نقص نکالتے جس کی وجہ سے اس کا غصہ سوا نیزے پر تھا*** (حال) عروج کے پیپر سٹارٹ ہونے والے تھے۔ جس کی تیاری میں اس نے دن رات ایک کر دیئے تھے۔ ابھی بھی وہ پیپر کی تیاری کرنے کے بعد کچن میں کافی بنانے آئی تھی۔ ان دس مہینوں میں چائے کا ذائقہ تو وہ جیسے بھول ہی گئی تھی۔ کافی بنا کر اس نے ٹرے میں رکھی۔ عروج نے عدن کے دروازے پر نوک کیا۔ اس نے دوبارہ نوک کیا مگر اندر سے کوئی آواز نہیں آئی۔ "شاید سوگئی ہیں۔" عروج نے سوچا پھر مڑنے لگی۔ مگر دوبارہ کچھ سوچ کر وہ ہلکا سا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی۔ اس نے ٹرے ایک طرف ٹیبل پر رکھ دی۔ عروج نے بیڈ کی طرف دیکھا۔ عدن بنا کسی حرکت کے بیڈ پر چت لیٹی تھی۔ پہلے عروج کو لگا عدن سوگئی ہے مگر اس کی نظر عدن کے ہاتھ پر گئی۔ عدن کا ایک ہاتھ بیڈ سے نیچے لٹک رہا تھا۔ عروج کو یک دم تشویش نے آگیرا۔ اس نے عدن کو پکارا۔ مگر عدن ٹس سے مس نا ہوئی۔ جواب نا پاکر وہ پریشانی سے آگے بڑھی۔ اس نے عدن کو دوبارہ پکارتے اسے ہلایا۔ کوئی ریسپونس نا پا کر عروج کے ہاتھ پاؤں پھول گئے۔ کانپتے ہاتھوں کے ساتھ اس نے عدن کی نبض چیک کی۔ نبض چل رہی تھی۔ عروج کو تھوڑی ڈھارس ملی۔ اس نے دوبارہ عدن کو ہلایا مگر کوئی جواب نہیں۔ عدن بیہوش تھی۔ "اب کیا کروں؟" تیز دھڑکتے دل کے ساتھ عروج فلیٹ کے باہر بھاگی اس نے کسی کو مدد کے لئے پکارنے کا سوچا تھا۔ تیز تیز سیڑیاں اترتے وہ نیچے آئی۔ پریشانی میں اسے لفٹ کا خیال بھی نہیں آیا۔ نیچے آکر اس نے بلڈنگ کے چوکیدار کو ڈھونڈا مگر بدقسمتی سے چوکیدار بلڈنگ میں نہیں تھا۔ عروج پھولی سانسیں لیکر واپس فلیٹ میں آئی۔ اس نے جگ نے پانی لیکر عدن کے چہرے پر چھینٹے مارے مگر سب

بیکار۔عدن ٹس سے مس نہ ہوئی۔ عروج کے حواس معطل ہو رہے تھے۔اپنے دماغ کو لڑاتے اسے زین کا خیال آیا تھا۔وہ ہمّت جمع کرتی سامنے والے دروازے تک آئی۔زین گھر میں تھا یا نہیں وہ اس بات سے انجان تھی۔بیل تک جاتا اس کا ہاتھ رکا تھا۔"نہیں کیا وہ میری مدد کریگا؟" خوف سے اس کا رنگ زرد پڑ گیا۔"لیکن اس وقت وہی ہے مجھے اسی سے مدد مانگنی ہو گی۔" ساری انا کو سائیڈ پر رکھ کر اس نے فیصلہ کرتے بیل بجائی۔"کون ہے؟" اندر سے زین کی آواز سن عروج نے سکون کا سانس لیا۔لال خمار آنکھوں سے زین دروازہ کھولے اسے گھور رہا تھا۔لال آنکھیں اسی بات کا پتا دے رہی تھی کے وہ ابھی کچی نیند سے جاگا ہے"کیا مسلہ ہے؟" عروج کو دیکھ زین نے ناگواری سے کہا۔"وہ عدن آنٹی۔" پریشانی کی وجہ سے اس کے الفاظ اس کا ساتھ نہیں دے رہے تھے۔"کیا ہوا سب ٹھیک ہے؟" زین نے اس کے فق ہوتے چہرے پر نظریں دوڑائے فکر مندی سے پوچھا۔"وہ بیہوش ہو گئی ہیں پلیز میری مدد کروانہیں ہوسپٹل لیکر جانا ہے۔" وہ گڑگڑائی تھی۔زین کے لئے اس کا رویہ نیا تھا۔وہ اس کے ساتھ ہی فلیٹ میں داخل ہوا۔زین نے آگے بڑھ کر سب سے پہلے عدن کی نبض چیک کی۔"کیا ہوا ہے انہیں؟" اس نے ڈاکٹروں کے انداز میں پوچھا۔"مجھے کیا پتا۔" وہ بگڑی۔ایک تو پہلے ہی عدن کی حالت دیکھ وہ پریشان تھی اوپر سے زین کا تحمل بھرا انداز دیکھ اسے غصہ آنے لگا۔"میرے ساتھ ہیلپ کروانہیں نیچے لیکر جاتے ہیں۔" زین اس کی حالت سمجھتا عدن کو اٹھانے لگا۔عروج نے آگے بڑھ کر اس کی مدد کی۔گاڑی ہسپتال کی طرف روانہ تھی۔عروج بار بار عدن کو پکارتی مگر ہر بار کی طرح عدن کوئی رسپانس نہیں دیتی۔زین مرر میں اس کی رونی صورت دیکھ محفوظ ہو رہا تھا۔"پلیز گاڑی جلدی چلاؤ۔" عروج کے ہلک سے مری مری آواز نکلی۔"اس سے زیادہ سپیڈ پر چلائی تو ان کے ساتھ ہم بھی ہوسپٹل میں پڑے ہونگے۔" زین نے مین روڈ پر نظریں ٹکائے اطمینان سے کہا۔"تم میں کوئی احساس نام کی چیز ہے یا نہیں؟"

عروج بپر کر بولی۔ "اگر احساس نام کی چیز نہیں ہوتی تو میں یہاں تمہارے ساتھ نہیں ہوتا بلکہ اپنے بستر پر لیٹا سکون کی نیند سو رہا ہوتا جو تمہاری وجہ سے خراب ہوئی۔" زین نے غصے سے کہتے طنز کیا۔ عروج خاموش رہی اس وقت وہ اس سے بحث مول نہیں لے سکتی تھی۔ ہوسپٹل کے کوریڈور میں پڑے بینچوں میں سے ایک پر بیٹھی وہ مسلسل عدن کی صحت یابی کی دعائیں کر رہی تھی۔ زین دیوار سے ٹیک لگائے اونگ رہا تھا۔ آتی جاتے لوگوں سمیت نرسز نے بھی اسے گھور کر دیکھا۔ بکھرے بال ڈھیلی ڈھالی ٹراوزر شرٹ پہنے نیند سے لال آنکھیں لئے وہ کوئی لوفر لگ رہا تھا۔ جو بھی اسے گھورتا زین جوابا بتی سی نکال دیتا جسے دیکھ سامنے والا بری سی شکل بنا کر آگے بڑھ جاتا۔ ڈاکٹر کے باہر نکلتے ہی عروج تیزی سے اس کی طرف بڑی۔ "اب کیسی ہیں وہ؟ کیا ہوا ہے انہیں؟ وہ ٹھیک تو ہیں؟" عروج پریشانی سے نون اسٹاپ بولی۔ "آپ پیشنٹ کی کیا لگتی ہیں؟" ڈاکٹر سے اس کی بات نظر انداز کرتے سنجیدگی سے پوچھا۔ "جی میں۔" عروج کو سمجھ نہیں آیا وہ کیا کہے۔ "میں ان کی بیٹی ہوں۔" عروج بات بناتی بولی۔ زین نے حیرانی سے منہ کھولے اسے دیکھا۔ "کتنی جھوٹی ہے یہ۔" زین بڑبڑایا جب ڈاکٹر نے اس سے بھی یہی سوال کیا۔ "آپ پیشنٹ کے کیا لگتے ہیں؟" ڈاکٹر نے اتنی سنجیدگی سے پوچھا کے فوری طور پر گڑبڑا گیا۔ اس کے جو منہ میں آیا وہ بول گیا۔ "میں اس کا ہسبنڈ ہوں۔" زین نے عروج کی طرف اشارہ کیا۔ اس کی بات پر عروج کا پارا ہائی ہو گیا۔ اس کے منہ کے بگڑتے زاویئے زین کو مزہ دینے لگے۔ "آپ لوگوں کو ذرا سا احساس ہے؟ آپ کی مدر اور آپ کی مدر ان لاء کی کیا کنڈیشن ہے؟" ڈاکٹر انتہائی سخت لہجے میں ان پر برسی۔ "ک۔۔۔ کیا ہو۔۔۔ ہوا۔۔ ہے ڈاکٹر؟" عروج کی آواز لڑکھڑائی۔ "انہیں ہارٹ پروبلم ہے۔" "کب سے؟" اسے اپنی آواز کسی گہری کھائی سے آتی سنائی دی۔ "آئی تھنک کافی سالوں سے ہے شاید وہ میڈیسن لیتی رہی تھیں اسی لئے ابھی تک سٹیبل تھیں مگر اب میڈیسن بھی کام نہیں کر رہی۔" ڈاکٹر

نے اپنا لہجہ ہموار رکھتے کہا۔ "اگر آپریشن کرے تو وہ پوری طرح سٹیبل ہو سکتی ہیں مگر آپریشن بھی جلد کرنا ہو گا۔"
"کتنی وقت میں آپریشن کرینگے؟" عروج کو اک امید نظر آئی۔ "دو دن میں آپریشن کرنا ہو گا آپ کچھ فارم فل کر دے پھر ہم آپریشن کی تیاری شروع کرینگے باقی کی ڈیٹیلز آپ کو نرس بتا دینگی۔" ڈاکٹر پیشہ ورانہ انداز میں کہتی آگے بڑھ گئی۔ نرس نے جو رقم عروج کو بتائی وہ سن کر اس کے پیروں تلے زمین نکل گئی۔ وہ تو ایک معمولی ہوٹل میں کام کرتی تھی آٹھ لاکھ جیسی رقم کہاں سے لاتی؟ دو دن تھے اس کے پاس اور ان دو دنوں میں اسے آٹھ لاکھ جمع کرنے تھے اور اگر وہ نہیں کر پاتی تو آگے وہ سوچ نہیں سکتی تھی۔ واپسی میں گاڑی میں مکمل خاموشی کا راج تھا۔ زین ڈرائیونگ کرتا ایک ادھ نظر اس کے آنسوؤں سے تر چہرے پر ڈالتا۔ "انہوں نے مجھے کیوں نہیں بتایا؟" اس نے کرب سے سوچا۔ ان تین مہینوں میں وہ عدن سے کافی مانوس ہو چکی تھی۔ گھر پہنچنے کے بعد بھی وہ صوفے پر سر جھکائے بیٹھی پیسے جمع کرنے کی ترکیب سوچ رہی تھی۔ اس کے دماغ میں ایک جماکا ہوا۔ وہ تیزی سے اٹھ کر اپنے کمرے میں گئی۔ عروج نے اپنی الماری سے ایک چھوٹا سا مخملی ڈبا نکالا۔ بیڈ پر بیٹھ کر اس نے ڈبا کھولا۔ ڈبے میں ایک خوبصورت ساڈائیمنڈ کا ہار تھا۔ اس نے ہار کو بہت محبّت سے ڈبے سے نکالا۔ یہ ہار سرلا کی نشانی تھی۔ رضا میر نے سرلا کو یہ ہار شادی کی پہلی رات منہ دکھائی پر تحفے کے طور پر دیا تھا۔ سرلا کے بعد یہ ہار عروج کے پاس تھا۔ اس نے کبھی اسے خود سے دور نہیں ہونے دیا جب بھی کوئی ایونٹ ہوتا عروج یہی ہار پہنتی۔ مگر آج یہ ہار کسی کی زندگی بچانے والا تھا۔ ہار پر پیار سے ہاتھ مارتے اس کی آنکھ سے ایک آنسو نکل کر ہار پر گرا تبھی ڈور بیل بجی۔ ہار کو ایسے ہی ہاتھ میں پکڑے وہ باہر آگئی۔ ہار ٹیبل پر رکھ کر اس نے دروازہ کھول کر ہلکا سا سر باہر نکالا۔ سامنے ہی زین عباسی ہاتھ میں ایک شاپر لئے کھڑا تھا۔ زین اسے دیکھتے ہی مسکرا کر ہاتھ ہلانے لگا۔ "کیا ہے؟" عروج نے بھنویں سکیڑے کہا۔ "کھانا لایا ہوں تمہارے لئے ٹینشن کی

وجہ سے تم نے کھایا نہیں ہو گا اسی لئے سوچا میں دے آؤں۔" زین نے لبوں پر دلکش مسکراہٹ سجائے کہا۔ عروج نے اس کی مہربانی پر آنکھیں سکیڑے اسے گھورا۔ مجھے بھوک نہیں ہے۔" وہ قدرے روکھے پن سے کہتی دروازہ بند کرنے لگی۔ زین نے تیزی سے دروازے کے درمیان اپنا پاؤں اٹکا دیا۔ "کیا بدتمیزی ہے یہ؟" عروج غصے سے بولی۔ "کھانا۔" زین نے اس کا غصہ نظر انداز کرتے شاپر اس کے آگے کیا۔ "کھانا نہیں چاہیے۔" "مگر اب میں لایا ہوں تو لینا تو پڑے گا نہیں کھانا نا کھاؤ بھلے ہی پھینک دو مگر لینا تو پڑے گا۔" وہ ضدی انداز میں بولا۔ "آج اتنی مہربانی کیسے؟" اس نے مشکوک نظروں سے اسے گھورا۔ "وہ کیا ہے نا آج میرا نیکی کرنے کا دل کر رہا تھا تو سوچا کسی بھوکے کو کھانا کھلا دوں اسی لئے تمہارے لئے کھانا لے آیا۔" زین نے خاصا جتانے والے انداز میں تھا۔ "اگر نیکی کمانی ہے تو کہیں اور جا کر کماؤ مگر ابھی مجھے اکیلا چھوڑ دو۔" عروج کاٹ دار آواز میں کہتی دوبارہ دروازہ بند کرنے لگی مگر زین کا پیر ابھی بھی وہی تھا۔ "اب کیا ہے؟" وہ جھنجھلا کر بولی۔ "کھانا۔" وہ ڈھٹائی سے بولا۔ "نہیں چاہیے کھانا۔" وہ ہتھے سے اکھڑی۔ "اگر خود کچھ کھاؤ گی تبھی اپنی ان منہ بولی ماں کا خیال رکھ پاؤ گی۔" اس بار زین نے نرمی سے کہا۔ عروج نے بنا کچھ کہے ہاتھ بڑھا کر کھانا تھام لیا۔ "تھنکس۔" وہ دھیرے سے منمنائی۔ "تھنکس کی ضرورت نہیں ہے ایک کپ کافی پلا دو۔" وہ دلکشی سے مسکرایا۔ عروج نے گھور کر اسے دیکھا۔ "ایسے کیا دیکھ رہی ہو تمہاری اتنی ہیلپ کی ایک کپ کافی نہیں پلا سکتی؟" زین معصومیت سے بولا۔ عروج نے ناچاہتے ہوئے بھی اسے اندر آنے دیا۔ زین جیبوں میں ہاتھ ڈالے سیٹی بجاتا اندر داخل ہوا۔ "یہاں بیٹھ جاؤ اور کسی چیز کو ہاتھ مت لگانا۔" عروج اسے سختی سے ہدایت کرتی کچن میں چلی گئی۔ زین ادھر ادھر نظریں دوڑاتا صوفے پر بیٹھ گیا۔ اس کے فلیٹ کی نسبت یہ فلیٹ کافی صاف ستھرا تھا۔ یونہی نظریں گھماتے اس کی نظر ٹیبل پر پڑے ہار پر پڑی۔ اس نے سیٹی بجاتے جلدی سے ہار اچک لیا۔ "واہ۔" زین ستائش

بھری نظروں سے ہار کو دیکھتا بڑبڑایا۔ عروج کافی کا کپ لئے کچن سے نکلی جب اس کی نظر زین کے ہاتھ میں پکڑے ہار پر پڑی۔ "میں نے کہا تھا کسی چیز کو ہاتھ مت لگانا؟" اس نے غصے سے کافی کا کپ ٹیبل پر رکھتے زین کے ہاتھ سے ہار چھینا۔ "کہاں سے چرایا ہے؟" وہ کافی کا کپ اٹھاتے شکی انداز میں بولا۔ اس کی بات پر عروج آگ بگولہ ہوئی۔ "چرایا نہیں ہے میری ماما کا ہے۔" "تمہاری ماما کا؟ جہاں تک مجھے پتا ہے نا تمہاری کوئی ماما ہے اور نا ہی تم اتنی امیر ہو کے ڈائیمنڈ کا ہار خرید سکو تم تو شکل سے ہی غریب لگتی ہو۔" زین اس کا مذاق اڑاتا مزے سے کافی کے سپ لینے لگا۔ "یہ آج سے بائیس سال پہلے لیا تھا اور یہ میری ماما کی آخری نشانی کے طور پر میرے پاس ہے۔" عروج لفظوں پر زور دیتی بولی۔ "اتنا غصہ کیوں کر رہی ہو؟ ویسے کافی اچھی بنی ہے۔" وہ ٹانگ پر ٹانگ رکھے جھلانے لگا۔ "تم اپنی کافی ختم کرو اور جاؤ یہاں سے مجھے ابھی کہیں جانا ہے۔" عروج اپنا لہجہ ہموار رکھتی بولی۔ "اگر تمہیں کہیں جانا ہے تو میں چھوڑ دیتا ہوں؟" زین نے فورن پیشکش کی۔ "نہیں میں خود چلی جاؤنگی۔" عروج انکار کرتی بولی۔ "دیکھ لو رات کا وقت ہے اور تمہارے پاس زیور بھی ہے اگر کسی نے چرا لیا تو؟" زین نے کافی کا کپ منہ کو لگاتے اسے ڈرانے والے انداز میں کہا۔ "تمہیں کیسے پتا میں یہ زیور باہر لیکر جا رہی ہوں؟" عروج حیرت سے بولی۔ "اس میں کونسی بڑی بات ہے ایسی سچویشن میں اس ہار کا یہاں ہونا کوئی بھی سمجھ سکتا ہے۔" زین نے لاپرواہی سے کہا۔ زین کافی ختم کرتے اٹھ کھڑا ہوا۔ "میں تمہیں لے جا سکتا ہوں جہاں تم چاہو؟" زین نے دوبارہ پیشکش کی۔ عروج نے کچھ سوچتے اس کی پیشکش قبول کر لی۔ سنار کی دکان پر پہنچ کر عروج نے ہار سنار کو دکھایا۔ سنار کے رسید مانگنے پر عروج پریشان ہو گئی۔ "میرے پاس رسید نہیں ہے۔" "چوری کا ہے؟" سنار نے پان منہ میں رکھتے کہا۔ سنار کی بات پر پاس کھڑے زین کی ہنسی نکل گئی۔ عروج اسے اگنور کرتی بولی۔ "اگر آپ لینگے تو بتا دے ورنہ میں کسی اور شاپ پر دے دونگی؟" "ارے میڈم جی بنا رسید کے تو آپ سے

یہ ہار کوئی نہیں لیگا بلکہ الٹا پولیس بلالیگا۔" سنار نے پان کی پچکاری پاس پڑے گلدان میں ڈالی۔ عروج نے ناگوار نظروں سے اس کی حرکت دیکھی۔ عروج اس کی بات پر سوچ میں پڑ گئی۔ زین اس سے بے نیاز دکان میں گھوم رہا تھا۔

"دیکھیے میڈم اب بتادے یہ ہار بیچنا ہے یا نہیں؟" عروج نے آنکھوں پر لگا چشمہ ٹھیک کرتے زبان لبوں پر پھیری۔

"جی بیچنا ہے پر۔" وہ ذرا ہچکچائی۔ "میں یہ ہار مجبوری میں بیچ رہی ہوں کیا آپ مجھے کچھ وقت دینگے؟ آئی مین آپ اس ہار کو کہیں اور سیل مت کریئے گا میں یہ ہار واپس آپ سے لے لونگی بس مجھے کچھ وقت چاہیے؟" اس نے ٹھہرے ٹھہرے اپنی بات مکمل کی۔ "ٹھیک ہے دو مہینوں کا ٹائم دیتا ہوں مگر رقم بھی وہی دینی ہوگی جو میں کہونگا؟" سنار نے اس کی مجبوری کا فائدہ اٹھاتے کہا۔ عروج کو اس کی بات پر غصہ تو بہت آیا مگر اس کے پاس وقت نہیں تھا اسی لئے مجبوراً اسے سنار کی بات ماننی پڑی۔ ہار کافی مہنگا تھا۔ سنار نے دونوں طرف سے موقعے کا فائدہ اٹھاتے اسے سات لکھ روپے دیئے جب کے ہار دس لاکھ سے بھی زائد کی رقم کا تھا۔ عروج دل پر پتھر رکھ کر ہار اسے دیتی پیسے لیکر دکان سے نکلی۔ رقم میں ابھی بھی ایک لاکھ روپے کم تھا۔ "مجھے موبائل شاپ پر لے جاؤ۔" عروج نے آہستگی سے کہا۔ زین بنا کچھ کہے اسے موبائل شاپ پر لے گیا اس نے اپنا موبائل بیچ کر ایک سادہ سا بٹنوں والا موبائل لے لیا۔ موبائل بیچنے سے بھی رقم میں کچھ خاص فرق نہیں پڑا۔ واپسی کے سارا سفر پریشانی میں گزرا۔ گھر آکر وہ وضو کر کے اپنے رب کے حضور جھکی۔ عدن سے اس کا خون کا کوئی رشتہ نہیں تھا صرف احساس کے رشتے کی خاطر وہ اس عورت کے لئے اپنی سب سے قیمتی چیز بیچ آئی تھی۔ عروج نے اپنے ہوٹل کے مینیجر سے بھی مدد مانگی مگر کوئی بھی اتنی بڑی رقم دینے کے لئے تیار نہیں تھا۔ ایک دن یونہی گزر گیا مگر پیسوں کا بندوبست نہیں ہو پایا۔ بہت سوچ بچار کے بعد اس کے دماغ میں ایک خیال آیا۔ ایک بار پھر وہ احسان لینے کے لئے تیار تھی*** (ماضی) آج راہول کی برتھڈے تھی۔ سارے سٹوڈیو کو

خوبصورتی سے سجایا گیا تھا۔ یہ سٹوڈیو رضا میر نے پانچوں کو فرینڈشپ ڈے پر گفٹ کیا تھا۔ دومنزلہ یہ عمارت اپنی خوبصورتی آپ تھی۔ سٹوڈیو میں زندگی کی ہر سہولت موجود تھی۔ پانچوں کا فری ٹائم اکثر یہیں گزرتا۔ لیلیٰ سمیت پانچوں سٹوڈیو میں موجود تھے۔ کیک کٹ کرنے کے بعد سب گول دائرے کی شکل میں بیٹھے گیم کھیلنے کی تیاری میں تھے۔ پہلے ٹینا نے بوتل گمائی۔ بوتل سڈ کی طرف رکی۔ بوتل رکتے ہی سب نے ہوٹنگ شروع کر دی۔ "ٹروتھ اور ڈیر؟" سڈ نے کچھ لمحے سوچا۔ "ڈیر۔" شور دوبارہ شروع ہوا۔ "اوکے اوکے میں بتاؤنگی۔" ٹینا نے دونوں ہاتھ پھیلائے انہیں خاموش کیا۔ "اب تو گیا سڈ۔" سب نے دل میں سوچا۔ چند لمحے سوچنے کے بعد ٹینا کے چہرے پر ایک پراسرار مسکراہٹ دوڑ گئی۔ "سڈ یہ سارا سٹوڈیو صاف کریگا۔" ٹینا نے عیلانیہ کہا۔ "کیا؟" سڈ کا منہ کھلا رہ گیا۔ سب ہی سڈ سڈ کا نعرا لگانے لگے۔ "نو نیور میں صفائی کرونگا بلکل نہیں۔" سڈ نے دونوں ہاتھ اٹھائے صاف انکار کیا۔ "رول از آرول۔" ٹینا زبان دکھاتی بولی۔ "جا اٹھ کچھ نہیں ہوتا اس کی باری بھی آئیگی۔" راہول نے اس کا کندھا تھپتھپاتے دلاسا دیا۔ سڈ نا چاہتے ہوئے بھی دائرہ توڑ کر اٹھا۔ ایک گھنٹہ لگا تھا سڈ کو صفائی کرنے میں۔ سارا سٹوڈیو بکھرا پڑا تھا۔ جس جگہ سڈ صفائی کرتا وہی کوئی نا کوئی جان بھوج کر کچرا اچھینک دیتا۔ سڈ ضبط سے سارا سٹوڈیو صاف کرتا تھک ہار کر واپس دائرے میں آ کر بیٹھا۔ ٹینا نے ایک جلا دینے والی مسکراہٹ اسے پاس کی۔ سڈ دل میں اس سے بدلہ لینے کا عہد کر چکا تھا۔ "واہ سڈ تو نے تو سارا سٹوڈیو چمکا دیا جس سے بھی تیری شادی ہو گی وہ بڑی قسمت والی ہو گی۔" اکشے نے اسے داد دیتے کہا۔ "اگر شادی کے بعد بھی یہی سب کرنا ہے تو میری توبہ ہے شادی سے۔" سڈ نے دونوں کانوں کو ہاتھ لگائے۔ سب اس کی بات پر ہنس دیے۔ گیم ایک بار پھر سٹارٹ ہو گئی۔ اس بار سڈ نے پوری کوشش کی کے بوتل ٹینا کی طرف رکے لیکن بوتل لیلیٰ کی اور رکی۔ سوائے عروج کے سب نے ہوٹنگ کی۔ "ٹروتھ اور ڈیر؟" "ٹروتھ۔"

لیلیٰ نے سوچتے کہا۔"میں پوچھونگی۔" عروج نے سب کو خاموش کروایا۔"راہول سے پہلے تمہارے کتنے بوائے فرینڈ تھے؟" عروج نے بغور لیلیٰ کا چہرہ دیکھتے پوچھا۔"اے جے یہ کیسا سوال ہے؟" راہول نے دبے دبے غصے سے کہا۔ باقی تینوں بھی حیرانی سے عروج کا چہرہ دیکھ رہے تھے۔"ریلیکس را صرف سوال کیا ہے۔" عروج اطمعنان سے بولی۔ "پر یہ اچھا سوال نہیں۔" "راہول رول از آ رول۔" لیلیٰ نے اسے ٹوکتے کہا۔ لیلیٰ کی بات پر راہول ایک غصیلی نظر عروج پر ڈالتا خاموش ہو گیا۔"راہول از مائی فرسٹ لو اینڈ بوائے فرینڈ ایون کے میں نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا مجھے کسی سے پیار ہو گا۔" لیلیٰ نے راہول کا ہاتھ تھامے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے محبّت سے چور لہجے میں کہا۔ جہاں لیلیٰ کا جواب سن تینوں نے ہوٹنگ کی وہی راہول کے اندر تک سکون پہنچ گیا۔ عروج نے قہر برساتی نگاہ لیلیٰ پر ڈالی اس کا بس نہیں چل رہا تھا لیلیٰ کا خوبصورت چہرہ بگاڑ دے۔"کتنی صفائی سے جھوٹ بولتی ہے۔" عروج نے مسنوعی مسکراہٹ لبو پر سجاتے سوچا۔"یہاں تو رومینٹک سین چل رہا ہے۔" راہول اور لیلیٰ کے ہنوز ایک دوسرے کو دیکھنے پر ٹینا نے شرارت سے کہا۔ دونوں مسکراتے نظریں ہٹا گئے۔ گیم دوبارہ شروع ہوئی۔ بوتل عروج کی طرف رکی۔ اے جے اے جے کا نعرا پورے سٹوڈیو میں گونجا۔"ٹروتھ اور ڈیر؟" "ٹروتھ۔" عروج نے مسکراتے کہا۔ "اوکے تو میں پوچھونگا۔" اکشے کی آواز پر سب خاموش ہو گئے۔"تو اے جے اگر تمہاری ایک وش پوری کی جائے تو وہ کیا ہو گی؟" "یہ کیسا سوال ہے؟" سڈ نے کہا۔"ارے یہی تو سوال ہے اتنے بڑے بزنس مین کی بیٹی جس کی ہر خواہش بن کہے پوری ہوئی ہو جسے کسی چیز کی کمی نہیں اگر اسے ایسا موقع ملے تو وہ کیا مانگے گی؟" اکشے کی بات پر سب نے اسے دل میں داد دی۔ ایک بار پھر اے جے کا شور بلند ہوا۔"اوکے اوکے بتاتی ہوں۔" عروج نے کانوں پر ہاتھ رکھے سب کو خاموش کروایا۔ عروج کچھ دیر کی خاموشی کے بعد بولی۔"اگر میری اک دعا قبول ہو تو میں اپنے رب سے

کہو نگی میرے دوستوں کو مسلمان کر دے۔" عروج نے مسکراتے ٹھہرے لہجے میں کہا۔اس کی بات سن چاروں بونچکا رہ گئے۔اس وقت وہ عروج سے کسی بھی بات کی توقع کر سکتے تھے سوائے اس کے جو عروج کہہ چکی تھی۔"یہ کیسا جواب ہے؟چند لمحوں بعد ٹینا کی حیرت میں ڈوبی آواز آئی۔"اکشے نے جو پوچھا میں نے اس کا جواب دیا بس۔" عروج نے نظریں چراتے کہا۔"اے جے کیا ہماری دوستی میں ایسی چیزیں میٹر کرتی ہیں؟" راہول نے ناراضگی سے کہا۔"میں نے اپنے سوال کا جواب دیا ہے بس۔" عروج اتنا ہی بول پائی۔لیلیٰ لاپرواہی سے بیٹھی ان کی باتیں سن رہی تھی۔"پھر بھی اے جے تمہاری نظر میں یہ سب کیوں؟ہمیں تو کوئی اعتراض نہیں کے تم مسلمان ہو ہم نے تو کبھی نہیں کہا تم اپنا دین چھوڑ کر ہمارے دھرم میں آجاؤ پھر تم کیوں؟" سڈ خفگی سے بولا۔"تم لوگ جانتے ہو تمہارا دھرم غلط ہے۔" عروج نے دھیمے سے کہا۔"وہاٹ ڈو یو مین غلط ہے؟" راہول ہتے سے اکھڑا۔"تم سب جانتے ہو اسلام ہی سچا دین ہے بہت سے پنڈت بھی اس بات کو مانتے ہیں بلکہ اقرار کرتے ہیں کے اسلام ہی سچا دین ہے اللہؐ ایک ہے اس کے سوا اس دنیا میں کوئی خدا نہیں ہے اور یہ بت پرستی یہ سب ایک فریب ہے یہ سب سچ نہیں ہے۔" اتنے سالوں کی دوستی میں آج پہلی بار عروج نے کوئی ایسی بات کی تھی۔"انف اے جے جانتی بھی ہو کیا بول رہی ہو؟" راہول دائرہ توڑ کر غصے سے اٹھا۔باقی سب بھی اپنی اپنی جگہ سے کھڑے ہو چکے تھے۔"ہم میں سے آج تک کسی نے کہا کے تمہارا دین جھوٹا ہے؟اور تمہارا خدا بھی جھو۔" "اسٹاپ راہول۔" عروج اس کی بات کاٹتی درشتگی سے بولی۔"ہاؤ ڈیر یو ہمت کیسے ہوئی تمہاری میرے دین کے بارے میں اپنے منہ سے ایسے الفاظ نکالنے کی یہ بات یاد رکھو تم لوگوں سے زیادہ پیارا مجھے میرا دین ہے۔" بات کرتے کرتے اس کی سانس اتھل پتھل ہوئی۔"اپنے دین کے بارے میں سنا نہیں گیا اور ہمیں کہہ رہی تھی۔" راہول طنزیہ ہنسا۔"سب کو اپنے دین اور دھرم سے پیار ہے جیسے تمہیں اور ہمیں۔"

راہول کا لہجہ ذرا دھیمہ ہوا۔ لیلیٰ سمیت تینوں خاموشی سے ان کی تکرار سن رہے تھے۔ "لیکن تمہارا دھرم سچا نہیں ہے۔" عروج اسے سمجھانے کی کوشش کرتی منمنائی۔ "نہیں ہم نہیں جانتے کیا سچا ہے اور کیا جھوٹا لیکن مجھے یہ لگتا ہے کے تمہارا داغ خراب ہو گیا ہے جو اتنے سالوں کی دوستی میں ہم آج تمہیں غلط نظر آرہے ہیں۔" "راہول ایسی بات نہیں ہے میری بات سمجھنے کی کوشش کرو۔" عروج نے اپنا لہجہ ہموار رکھتے کہا۔ "آئی تھنک یہ میری برتھڈے کا بیسٹ گفٹ تھا چلو لیلیٰ۔" راہول استہزائیہ ہنسی ہنستا لیلیٰ کا ہاتھ پکڑ کر وہاں سے چلا گیا۔ عروج اسے روکنا چاہتی تھی مگر اس کی زبان سے ایک لفظ نہیں نکلا۔ "تم لوگ تو سمجھو میری بات پلیز۔" عروج تینوں کی طرف دیکھ ملتجی ہوئی۔ تینوں کی ناراض نگاہیں عروج پر تھی۔ "مجھے لگتا ہے ہمیں کچھ دن ایک دوسرے سے نہیں ملنا چاہیے یہ بہتر رہیگا۔" اکشے کہتا وہاں سے چلا گیا پیچھے ہی ٹینا اور سڈ سٹوڈیو سے نکلے۔ عروج بے بسی سے انہیں جاتا دیکھ رہی تھی۔ یہ پہلی لڑائی تھی جو ان کے بیچ ہوئی تھی *** (حال) زین گہری نیند سو رہا تھا جب مسلسل بجتی بیل نے اس کی نیند خراب کر دی۔ وہ غصے سے پھنکارتا اٹھا۔ دروازہ کھولنے پر سامنے عروج کو کھڑا دیکھ زین اپنے غصے پر کنٹرول کرتے بولا۔ "تم نے کیا میری نیند خراب کرنے کی قسم کھا رکھی ہے؟" "مجھے تمہاری ہیلپ چاہیے۔" عروج گڑبڑاتی بولی۔ "ابھی نہیں مل سکتی بعد میں آنا۔" وہ اپنی جمائی روکتا دروازہ بند کرنے لگا جب عروج کی آواز پر رکا۔ "پلیز ٹائم نہیں ہے میرے پاس۔" وہ التجائیہ لہجے میں بولی۔ اس نے گہری نظروں سے عروج کو دیکھا۔ "اندر آجاؤ۔" زین سائیڈ پر ہوا۔ عروج وہی کھڑی رہی۔ "آجاؤ اندر کھا نہیں جاؤنگا اگر کھانا ہوتا تو کل رات جب تمہارے گھر آیا تھا تبھی کھا لیتا۔" وہ طنز کرتا مڑا۔ عروج ناچاہتے ہوئے بھی اندر آگئی۔ اندر کی حالت بے حد بری تھی۔ جگہ جگہ کپڑے بکھرے پڑے تھے۔ کھانے کے برتن کولڈرنکس کی بوتلز فلیٹ کو دیکھ کے لگتا تھا کئی دنوں سے اس کی صفائی نہیں ہوئی۔ "بیٹھو۔" زین صوفے

کی طرف اشارہ کرتا بولا۔ عروج نے ایک نظر صوفے کو دیکھا جہاں کپڑے بکھرے پڑے تھے۔ "نہیں میں یہی ٹھیک ہوں۔" زین نے صوفے پر پڑے کپڑے سمیٹ کر پھینکنے والے انداز میں کمرے میں رکھے۔ "ہاں جلدی بتاؤ کیا بات کرنی ہے مجھے سونا ہے۔" وہ جتانے والے انداز میں بولا۔ "و۔۔وہ۔۔م۔۔مجھے۔" عروج ہکلاتی بولنے کی کوشش کرنے لگی۔ "جلدی بولو تمہیں کیا؟" زین تنگ کر بولا۔ "وہ مجھے کچھ پیسے چاہیے تھے ہسپتال کی رقم کم پڑ رہی ہے میں جلدی واپس لوٹا دونگی اگر تم مجھے دو تو؟" شروع میں تیزی سے کہتی آخر میں دھیمے سے بولی۔ زین نے گہری نظروں سے اس کا جائزہ لیا جو دونوں ہاتھوں کی انگلیاں مڑوڑتی کسی مجرم کی طرح سر جھکائے کھڑی تھی۔ "کتنے پیسے چاہیے؟" زین کی بات جیسے اس کے اندر نئی زندگی پھونک گئی تھی۔ اس نے جھٹ سر اٹھا کر حیرت سے اسے دیکھا۔ اسے لگا تھا زین انکار کر دیگا۔ "ایسے حیرانی سے کیا دیکھ رہی ہو انسانیت کے ناتے میں اتنا تو کر ہی سکتا ہوں اور ویسے بھی میں کونسا مفت دے رہا ہوں واپس لونگا۔" زین نے خاصے جتانے والے میں انداز میں کہا۔ "کتنے پیسے چاہیے؟" اس نے دوبارہ اپنا جملہ دوہرایا۔ "ایک لاکھ۔" وہ اجلت میں بولی۔ زین اٹھ کر اپنے کمرے میں چلا گیا واپس آنے پر اس کے ہاتھ میں ایک لاکھ روپے تھے۔ "یہ لو۔" زین نے پیسے اس کے آگے کئے۔ عروج ہچکچاتے ہاتھ بڑھا کر پیسے پکڑنے لگی جب زین نے ہاتھ واپس کھینچا۔ "پہلے یہ بتاؤ واپس کب دو گی؟" "جیسے ہی میرے پاس آئینگے میں واپس کر دونگی۔" اس نے اپنے ہاتھوں کو واپس کھینچا۔ "ایک وقت بتاؤ تمہارا کیا پتا تمہارے پاس ساری زندگی نا آئے پھر کیا میں ساری زندگی ان پیسوں کے انتظار میں بیٹھا رہونگا؟" زین نے تمخسر بھرے انداز میں کہا۔ "تم بتاؤ کب تک واپس دوں؟" عروج نے اپنا لہجہ نورمل رکھتے کہا۔ "تمہاری حیثیت کے مطابق میں تین مہینے دیتا ہوں تین مہینوں میں مجھے پیسے واپس چاہیے۔" اس نے دوبارہ پیسے اس کی طرف بڑھاتے کہا۔ "تھنکس۔" عروج نے پیسے تھام کر کہا۔

"تھنکس کی ضرورت نہیں اب تم چھوٹے لوگوں کی مصیبت میں ہم بڑے لوگ کام نہیں آئینگے تو کون آئیگا؟" اس نے مذاق اڑتے کہااس بات سے بے خبر کے سامنے کھڑی لڑکی اس سے سو گنا زیادہ امیر ہے۔ اگر اس کی مجبوری نا ہوتی تو وہ کبھی بھی زین سے پیسے نہ لیتی مگر اس وقت کسی کی زندگی کا سوال تھا اسی لئے وہ اپنی انا سائیڈ پر رکھتی اس سے مدد مانگنے آئی تھی۔ اس کی بات کا جواب دیئے بنا عروج اس کے فلیٹ سے باہر نکل گئی۔ عروج کے باہر نکلتے ہی زین کے چہرے پر شیطانی مسکراہٹ دوڑ گئی۔ آپریشن کے پیسے جمع کرواکر اس وقت وہ عدن کے کمرے میں بیٹھی تھی۔ "آپ مجھے بیٹی جیسی کہتی ہیں اور اتنی بڑی بات مجھ سے چھپائی؟" اس نے شکوہ کرتے کہا۔ "آپ نے یہ بات نا بتا کر ثابت کر دیا ہے کے بیٹی کہنے اور ہونے میں فرق ہوتا ہے۔" عروج نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ "آج ہی سارے گلے شکوے کرنے ہے؟" عدن نقاہت سے مسکرائی۔ "آپ کو ڈر نہیں لگ رہا؟" "موت سے کیسا ڈر؟ یہ تو ایک اٹل حقیقت ہے جسے کوئی جھٹلا نہیں سکتا۔" عدن نے دھیمی آواز میں اس کی بات کا جواب دیا۔ "آپ کو کچھ نہیں ہوگا ٹھیک ہو جائینگی آپ۔" عروج تڑپ کر بولی۔ "اگر مجھے کچھ ہو بھی جائے تو کوئی پرواہ نہیں۔" بیماری کی وجہ سے عدن کی آواز کمزور سی ہوگئی تھی۔ "ایسے کیسے کچھ ہو جائے؟ ابھی تو آپ کی دعا بھی قبول ہونی ہے ابھی تو آپ کو اپنے بیٹے سے بھی ملنا ہے بس جلدی سے ٹھیک جو جائیں۔" عروج نے آنسو پونچھتے مسکرا کر کہا۔ "آپریشن کے پیسے کہاں سے آئینگے جانتی ہو نا کتنے پیسے لگینگے؟" "آپ اس کی فکر مت کرے پیسے جمع کروا دیئے ہیں آپ بس آپریشن کے لئے تیار ہو جائیں۔" "اتنے سارے پیسے کہاں سے آئے؟" عدن نے حیرانی سے پوچھا۔ "وہ سب آپ چھوڑے بس یوں سمجھ لیں اللہ تعالٰی نے کوئی وسیلا بنا دیا۔" عروج ٹالتی بولی۔ "کیا تم نے اپنے گھر؟" عدن کہتی رکی۔ "نہیں میں نے وہاں کوئی رابطہ نہیں کیا میں نے کہا نا آپ بس چھوڑے اور خود کو مینٹلی طور پر آپریشن کے لئے تیار کرے اب آپ ریسٹ

کرے صبح آپ کا آپریشن ہے میں آپ کے لئے دعا کرونگی۔" عروج مسکرا کر کہتی وہاں سے اٹھ گئی۔اس کی مسکراہٹ کے پیچھے چھپا کرب عدن کی آنکھوں سے پوشیدہ نہیں رہا۔عدن نے دکھ سے اسے کمرے سے نکلتے دیکھا تھا۔ ساری رات اس کی ہسپتال کے کوریڈور میں گزری صبح ہی عدن کو آپریشن کے لئے لے جایا گیا۔عدن کو آپریشن تھیٹر میں لے جانے سے پہلے ڈاکٹر عروج کے پاس آئی۔"یہ فارم ہے سائین کر دیں اور آپ کے ہسبنڈ کہاں ہیں؟" ڈاکٹر نے ایک پیپر عروج کو تھماتے پوچھا۔"میرے ہسبنڈ؟" عروج نے پیپر پکڑتے نا سمجھی میں کہا۔"جی آپ کے ہسبنڈ وہ جو اس دن آپ کے ساتھ آئے تھے؟" عروج زین کو فراموش کر چکی تھی ڈاکٹر کی بات پر اسے زین کی اس دن والی بات یاد آئی۔"جی وہ یہاں نہیں ہیں۔" عروج گڑبڑا کر بولی۔"کہاں ہیں انہیں اس وقت آپ کے پاس ہونا چاہیے تھا؟" لیڈی ڈاکٹر نے حیرانی سے کہا۔"کیا ان کا ہونا ضروری ہے؟" "آپ کے سائین چاہیے اور آپ کے ہسبنڈ کے بھی آپریشن بڑا ہے اگر کچھ اونچ نیچ ہو جائے تو؟" ڈاکٹر نے اپنا مدعا سامنے رکھا۔"جی وہ آوٹ اوف سٹی ہیں۔" عروج نے جھوٹ کا سہارا لیا۔"اوکے آپ یہاں سائین کر دیں تا کہ ہم آپریشن شروع کریں۔" ڈاکٹر نے سنجیدگی سے کہا۔عروج نے سائین کر کے پیپر ڈاکٹر کو پکڑا دیا۔"دیکھیں آپ کے پیشنٹ کے آپریشن کی کامیابی کے چانسز فورٹی پرسنٹ ہیں میں آپ کو کوئی جھوٹا دلاسا نہیں دونگی اس وقت آپ کی مدر کو دعاؤں کی سخت ضرورت ہے باقی ہم اپنی پوری کوشش کرینگے۔" ڈاکٹر نے عروج کے کندھے پر ہاتھ رکھے نرمی سے کہا۔"جی ڈاکٹر۔" عروج سے بس اتنا ہی بولا گیا۔ڈاکٹر اپنی بات کہ کر وہاں سے چلی گئی۔ عروج وہی پاس پڑے بینچ پر بیٹھ گئی۔ڈھیروں دعائیں اس کے لبوں سے نکل رہی تھی۔ آنسو تواتر اس کی آنکھوں سے بہ رہے تھے۔رات بھر کی تھکن لیکر وہ وہی بینچ پر سو گئی۔ناجانے وہ کتنی دیر سوئی۔جب اس کی آنکھ کھلی آپریشن تھیٹر کی لائٹ لال ہی تھی۔ نیند سے بیدار ہوتے ہی اس کے لب دوبارہ

ملنے لگے۔ کتنی شدت سے اس کے دل سے دعائیں نکل رہی تھیں یہ بس وہی جانتی تھی۔ عدن کے الفاظ اس کے کانوں میں گونج رہے تھے۔ (تمھیں ابھی دعاؤں پر یقین نہیں ہے۔ اللہ کو وہ دعائیں پسند ہے جس میں یقین ہو) عدن کے لفظوں کی گونج کے ساتھ اس کے دل سے شدت سے دعائیں نکل رہی تھیں۔ اسے وقت کا کوئی ہوش نہیں تھا۔ اس نے کبھی ماں کا پیار نہیں دیکھا تھا۔ اس کے بابا دادی نے ہی اسے پالا پوسا تھا۔ ان کی موجودگی میں اسے کبھی ماں کی کمی محسوس نہیں ہوئی۔ مگر آج جب وہ ان سے دور تھی اسے شدت سے ماں کی کمی کا احساس ہوا تھا اور اس نے عدن میں اپنی ماں کو دیکھا تھا۔ وہ اسے کھونا نہیں چاہتی تھی۔ عروج کے لب مسلسل ہل رہے تھے۔ آپریشن تھیٹر کی باہر لگی بتی سبز ہوئی۔ عروج سر جھکائے بیٹھی تھی۔ دروازہ کھلنے کی آواز پر عروج تیزی سے ڈاکٹر کی طرف بڑھی "ڈاکٹر؟" نہ جانے اس ایک لفظ میں کتنا خوف تھا اس کی ساری دعائیں ساری امیدیں اس ایک لفظ پر ٹکی تھی۔ ڈاکٹر نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور مسکراتے ہوئے سر ہلا دیا۔ ایک لفظ کیا ایک اشارہ ہی کافی تھا اسے یہ بتانے کی لئے اس کا رب لمحہ لمحہ اس کے ساتھ تھا۔ اس کی ساری دعائیں قبول ہوئی تھی۔ اسے لگا جیسے اس کے سینے سے منو بوجھ اتر گیا ہو۔ "یا اللہ" بے اختیار اس کے لبوں سے نکلا تھا۔ چند پل پہلے رکے آنسوں دوبارہ باڑ توڑ کر باہر نکلنے لگے۔ " آپ کی مدر کو روم میں شفٹ کر رہے ہیں ابھی ہوش میں آنے میں وقت لگے گا مگر جیسے ہی ہوش آیا ہم آپ کو بتا دینگے تب آپ اپنی مدر سے مل سکتی ہیں۔" ڈاکٹر پیشہ ورانہ انداز میں کہتی آگے بڑھ گئی۔ وہ جو دیوار سے لگی کھڑی تھی یک دم باہر بھاگی۔ آنسوں اس کی آنکھوں سے بہہ کر زمین پر گر رہے تھے۔ کتنا حسین احساس تھا۔ اس کے رب نے اس کی دعائیں سنی تھی۔ اس وقت اس کا دل شدت کے اپنے رب کے حضور جھکنے کا کر رہا تھا۔ ٹیکسی کے زریعے وہ گھر آئی پورے راستے اس کے آنسو بہتے رہے۔ بلڈنگ میں داخل ہو کر لفٹ کی بجائے وہ سیڑیوں سے دوڑتی ہوئی اوپر آئی۔ زین جو اپنے

فلیٹ کا دروازہ کھول رہا تھا عروج کو دیکھ ٹھٹھکا! عروج بنا اس کا نوٹس لیا روتے ہوئے اپنے فلیٹ میں چلی گئی۔ زین کو عروج کی ایسی حالت دیکھ یہی اندازہ ہوا کے شاید عدن کا آپریشن ناکام رہا۔ زین افسوس سے سر ہلاتا انا اللہ پڑھتا اپنے فلیٹ میں چلا گیا۔ عروج سجدے میں گری اپنے رب کا شکر ادا کر رہی تھی۔ آج شاید زندگی میں پہلی بار اتنی شدت سے اس نے کچھ مانگا تھا اور اللہ نے اسے مایوس نہیں کیا۔ اس کی دعا رد نہیں کی تھی۔ وہ جتنا شکر ادا کرتی کم تھا۔ کافی دیر سجدے کی حالت میں شکر ادا کرتی عروج جائے نماز لپیٹ کر اٹھی۔ منہ ہاتھ دھو کر فریش ہونے کے بعد اسے بھوک کا احساس ہوا۔ کچن میں آکر فریج کا دروازہ کھولا تو سامنے ہی زین کے لائے کھانے پر نظر پڑی۔ نا چاہتے ہوئے بھی اس کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔ کھانا اون میں گرم کرتی وہی کچن میں پڑی چیئر پر بیٹھ کر کھانا کھانے لگی۔ کھانا کھا کر اس نے اپنے لئے ایک کپ کافی بنائی اور آکر لاؤنج میں پڑے صوفے پر بیٹھ گئی۔ ابھی کافی کے چند گھونٹ ہی بھرے تھے جب بیل بجنے کی آواز آئی۔ کافی کا کپ وہی ٹیبل پر رکھتے اس نے دروازہ کھولا۔ سامنے ہی زین افسردہ سی شکل بنائے کھڑا تھا۔ "مجھے بہت افسوس ہوا۔" زین نے افسردگی سے کہا۔ "کس چیز کا؟" عروج نے نا سمجھی کا مظاہرہ کیا۔ بجائے عروج کی بات کے جواب دینے کے زین اپنے ہی رٹے جملے بولنے لگا۔ "جو اللہ کو منظور ہو وہی ہوتا ہے ورنہ دیکھو تم نے کیا کچھ نہیں کیا ان کی زندگی بچانے کے لئے۔" زین کی بات پر عروج الجھ گئی۔ "ویسے جنازہ کب ہے؟" زین کی آخری بات پر عروج کا دماغ گھوم گیا۔ "کس کا جنازہ؟" عروج نے صدمے کے عالم میں کہا۔ "افسوس صدمے سے تمہارا دماغ ہی کام نہیں کر رہا آئی انڈراسٹینڈ اتنی بڑی ٹریجڈی ہوئی ہے تمہارے ساتھ میں سمجھ سکتا ہوں۔" زین نے انتہائی افسوس کے عالم میں سر دائیں بائیں جھٹکا۔ "صدما، ٹریجڈی کیا بولے جا رہے ہو تم؟ مجھے تو تمہارا دماغ خراب لگ رہا ہے۔" عروج تیوری چڑھائے غصے سے بولی۔ "ابھی کچھ دیر پہلے تم روتے ہوئے آرہی تھی تو اس کا مطلب یہی

ہوانا کے تمہاری منہ بولی ماں کی ٹکٹ۔" زین نے شہادت کی انگلی کارخ آسمان کی طرف کیا۔اس کی بات سمجھتے عروج کا دماغ بھک سے اڑا۔"خبیث انسان وہ زندہ ہیں اور آپریشن کامیاب ہوا ہے۔" عروج نے لفظوں کو چبا چبا کر ادا کیا۔ "جب پریشن کامیاب ہوا ہے تو یوں نائینٹیز کی ہیروئن کی طرح بھاگتی ہوئی کیوں آرہی تھی؟" اپنی خفت مٹانے کے لئے زین نے قدرے حیرانی سے کہا۔"دیکھو میں پہلے ہی بہت تھک گئی ہوں ابھی مجھے ریسٹ کرنی ہے میرا دماغ خراب مت کرو اور جاؤ یہاں سے۔" عروج نے ہاتھ جوڑتے کہا۔"واہ اپنا مطلب پورا ہوا تو واپس اپنی ٹیون میں واپس آگئی ورنہ کل تک پلیز پلیز کرتی پھر رہی تھی۔" زین نے اس کی نقل اتارتے کہا۔"تو کونس احسان کیا تم نے؟ انسانیت کے ناتے تمہارا حق تھا اور ویسے بھی جو پیسے میں نے تم سے لئے ہیں وہ کوئی فری میں نہیں لئے واپس لوٹا دونگی وقت پورا ہونے پر اب جاؤ یہاں سے۔" عروج نے اسے کھری کھری سناتے دروازہ اس کے منہ پر بند کر دیا۔زین حیرانی سے بند دروازے کو دیکھ رہا تھا۔اسے لگا تھا عروج اس کے احسان تلے دب کر اس کی ہر بات مانے گی مگر یہاں اس کی سوچ کے برعکس ہوا تھا۔"دیکھ لونگا تمہیں ہر چیز کا حساب لونگا۔" وہ غصے سے بڑبڑاتا واپس اپنے فلیٹ میں چلا گیا***

NOVEL HUT

(ماضی)

ٹینا۔" ٹینا بالکنی میں کھڑی موسم انجوائے کر رہی تھی جب اس کی موم کی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی۔ "یس ممی؟" ٹینا اپنے روم میں جاتی زور سے بولی۔"وہاٹ از دس ٹینا؟ تم اپنے بیگ میں یہ کیا کاٹھ کباڑ اکٹھا کرتا ہے؟" ٹینا کی ماں مسز البرٹ غصے سے بولی۔ٹینا کی نظر مسز البرٹ کے ہاتھ میں پکڑے شوپیس کے ٹکروں پر گئی جب سے وہ پاکستان

سے لوٹی تھی تب سے اس نے اپنی پیکنگ ان پیک نہیں کی آج اس کی ماں نے تنگ کر خود اس کی پیکنگ کھولی جب ان کی نظر ایک ٹوٹے شوپیس پر گئی۔ "ارے اسے تو ٹھکانے ہی نہیں لگایا۔" ٹینا شوپیس کو دیکھ بڑبڑائی۔ "وہاٹ از دس؟ تم کیا کرتا ہے ہم تم سے بات کر رہا اور تم کسی اور ہی دنیا میں کھویا ہے۔" مسز البرٹ نے غصے سے اسے جڑ کا۔ "ممی یہ میں نے اپنے گھر کے لئے لیا تھا مگر بیگ میں ہونے کی وجہ سے شاید ٹوٹ گیا۔" ٹینا نے صفائی سے جھوٹ بولتے کہا۔ "تم بہت کیئر لیس ہے ٹینا اگر اب تم نے اپنے روم کا صفائی نئی رکھا تو ہم تمہارے ڈیڈی کو شکایت لگائیگا۔" مسز البرٹ نے شہادت کی انگلی اٹھائے دھمکی دی۔ "ارے ممی آج کے بعد نہیں کرونگی جیزس پرومس۔" ٹینا نے ان کے گرد بازو پھیلائے ان کا غصہ ٹھنڈا کرتے کہا۔ "آخری بار معاف کرتا ہے اگر دوبارہ ہم کو تمہارا روم بکھرا نظر آیا تو ہم تمہارے ڈیڈی کو شکایت لگا دیگا۔" مسز البرٹ اس کے سر پر ہلکی سی چپت رسید کرتی بولی۔ "اوکے نئی کرتا۔" ٹینا ان کی نقل اتارتی بولی۔ "اب اس کو ڈسٹبن میں پھینک دو۔" مسز البرٹ شوپیس اسے دیتی روم سے نکل گئی۔ ٹینا نے ڈسٹبن کا ڈھکن کھولا مگر اس کا من نہیں کیا ان ٹکڑوں کو پھینکنے کا جس کے ساتھ اس کی اچھی یاد جڑی تھیں۔ دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر اس نے ایک خوبصورت مسکراہٹ کے ساتھ شوپیس اپنی الماری میں رکھ دیا۔ ابھی وہ شوپس رکھ کر روم سے نکلی ہی تھی جب ڈور بیل بجی۔ "ٹینا دیکھو باہر کون آیا ہے۔" مسز البرٹ نے کچن سے آواز لگائی۔ ٹینا نے گنگناتے دروازہ کھولا جب نظر ڈیلیوری بوائے پر پڑی۔ "میڈم آپ کا پارسل۔" ڈیلیوری بوائے نے تین پیزا باکس اسے دیئے۔ "پر میں نے تو کوئی پیزا نہیں منگوایا؟" ٹینا حیرانی سے بولی۔ "پتا نہیں میڈم ایڈریس آپ کے گھر کا تھا۔" ڈیلیوری بوائے مؤدب سا بولا۔ "اچھا شاید ممی نے آرڈر کیا ہو۔" ٹینا لاپرواہی سے سوچتی پیسے لینے چلی گئی۔ پیسے دیکر وہ پلٹی ہی تھی جب دوبارہ ڈور بیل بجی۔ دروازہ کھولنے پر سامنے ایک اور ڈیلیوری بوائے تھا۔ "میڈم آپ کا پارسل۔"

NOVEL HUT

لڑکے نے تین اور پیزا باکس اسے دیئے۔ ٹینا حیرت کی مورت بنی کھڑی لڑکے کا منہ دیکھ رہی تھی۔ "میڈم پیمنٹ؟" اس کے یوں دیکھنے پر لڑکا پزل ہوتا بولا۔ "پر میں نے تو نہیں منگوائے؟" ٹینا نے اپنی حیرت کا مظاہرہ کیا۔ "ایڈریس یہی تھا میڈم۔" دوسرے لڑکے نے بھی وہی جواب دیا۔ ٹینا نا سمجھتی میں پیسے دیکر مڑی جب تیسری بار بیل بجی۔ اب تو سہی معنوں میں اس کا دماغ گھوم گیا۔ "ٹینا ڈیئر کون بار بار بیل بجاتا ہے؟" مسز البرٹ ہاتھ صاف کرتی کچن سے نکلی۔ "ارے اتنا پیزا کس نے منگوایا؟" مسز البرٹ نے حیرت سے پیزا باکس کو دیکھتے کہا۔ "آپ نے نہیں منگوایا؟" ٹینا کو اپنی ممی کی بات پر جھٹکا لگا۔ "ہم اتنا پیزا کیا۔" ابھی مسز البرٹ کی بات بیچ میں ہی تھی جب بیل دوبارہ بجی۔ "میں دیکھتا ہے۔" مسز البرٹ نے دروازہ کھولا سامنے ایک نہیں، دو نہیں، کئی سارے ڈیلیوری بوائے کھڑے تھے۔

"میڈم پارسل۔" سب ہی لڑکوں کی ملی جلی آواز آئی۔ مسز البرٹ آنکھیں پھاڑے سارا منظر دیکھ رہی تھی۔ ٹینا کا بھی اتنے ڈیلیوری بوائے دیکھ سر چکرانے لگا۔ "ہم نے تو آرڈر نئی کیا؟" مسز البرٹ حیرانی سے بولی۔ "ایڈریس آپ کے گھر کا ہے میڈم۔" "ٹینا یہ تمہارا حرکت ہے کیا؟" مسز البرٹ نے سٹپٹائے لہجے میں پوچھا۔ "نہیں ممی آئی سویئر میں نے نہیں منگوایا۔" وہ لچکدار آواز میں بولی۔ "میڈم پیمنٹ کر دیں ہمیں جانا ہے۔" ایک لڑکے نے بلند آواز میں کہا۔ "ہم پیمنٹ کیوں کریگا جب ہم نے منگوایا ہی نئی؟" مسز البرٹ ہتھے سے اکھڑی۔ "دیکھیں میڈم ہمیں اور بھی جگہ ڈیلیوری کرنی ہے ایڈریس آپ کے گھر کا ہے اسی لئے پیمنٹ بھی آپ ہی کرینگی۔" ایک لڑکے نے اجلت میں کہا۔ مسز البرٹ کو نا چاہتے ہوئے بھی پیسے دینے پڑے۔ ٹینا نا سمجھی سے ساری کاروائی دیکھ رہی تھی۔ لاؤنج میں جگہ جگہ کھانا پڑا تھا۔ "پتا نہیں یہ کس کا حرکت ہے ہم اتنا کھانا کیا کریگا ٹینا؟" مسز البرٹ نے پریشانی سے کہا۔ ٹینا خود غائب دماغی سے سارا معملہ سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی جب اس کا فون بلنک ہوا۔ "کیسی ہو مس لیگ پیس شوک لگا؟ اف

کاش میں اس وقت وہاں ہوتا تو تمہاری شکل دیکھ مزہ آجاتا شٹ مس کر دیا اب یہ سوچنے کی بجائے کے یہ سب کس نے کیا تم آرام سے بیٹھ کر پیزا کھاؤ کیونکی اس سوال کا جواب تو تمہیں مل ہی گیا ہو گا اور اب تو ایک مہینے تک تمہارے گھر میں پیزا ہی پکنا ہے آئی مین کھانا ہے۔" سڈ کا میسج پڑھ کر ٹینا کا دماغ بھک سے اڑ گیا۔ "کمینے انسان چھوڑونگی نہیں میں تمہیں۔" اس نے غصے سے ٹائپ کیا۔ "ویسے کیسا ہو گا اگر تمہاری ممی کو پتا چل جائے کے یہ سب تمہاری وجہ سے ہوا ہے پھر کیا حالت ہو گی تمہاری؟" سڈ نے اس کی دھمکی نظر انداز کرتے ایک اور جان جلانے والا میسج کیا۔ ٹینا اس کے میسج پر دانت کچکا کر رہ گئی*** پچھلے ایک ہفتے سے عروج کا چاروں میں سے کسی سے رابطہ نہیں ہوا۔ وہ خود کو کوس رہی تھی کے کیوں اس نے ان سے جھگڑا کیا۔ ابھی بھی وہ اضطرابیت میں گری کمرے میں چکر کاٹ رہی تھی جب دروازے پر دستک ہوئی۔ "بابا آپ؟" عروج نے دروازے کھول حیرانی سے کہا۔ "کیوں میں اپنی بیٹی کے کمرے میں نہیں آسکتا؟" رضا میر مسکرا کر کہتے اندر آگئے۔ "نہیں بابا ایسی بات نہیں ہے آپ پہلے مجھے نیچے بلوا لیا کرتے تھے آج خود آگئے؟" عروج ان کے بغل میں بیڈ پر بیٹھ گئی۔ "تمہارا کوئی جھگڑا ہوا ہے اپنے دوستوں سے؟" رضا میر نے بنا لگی پٹی کے پوچھا۔ "نہیں بابا ایسی تو کوئی بات نہیں ہے۔" عروج زبردستی مسکرائی۔ "تو میری بیٹی جھوٹ بولنا بھی سیکھ گئی ہے؟" رضا میر نے جانچتی نظریں اس کے چہرے پر ٹیکائے کہا۔ "نہیں بابا جھوٹ نہیں بول رہی بس چھپا رہی ہوں۔" عروج نے ہتھیار ڈالتے کہا۔ "کیوں ہوا ہے جھگڑا؟" رضا میر نے اسے ساتھ لگائے نرمی سے پوچھا۔ عروج نے ساری بات ان کے گوش گزار دی۔ کچھ دیر کی خاموشی کے بعد رضا میر بولے۔ "دیکھو پری ہم زبردستی کسی کو اپنے دین میں نہیں لا سکتے اور دوسری بات یہ کے ہم جانتے ہیں اللہؑ ایک ہے اس کے سوا اس دنیا میں کوئی خدا نہیں ہے اگر سب ہی اس بات کو مانتے تو اس دنیا میں دوسرے دھرم کیوں ہوتے؟ تمہیں ان سے اس بارے میں

بات نہیں کرنی چاہیے تھی ان کے سامنے ان کے دھرم کو غلط نہیں کہنا چاہیے تھا تم بس دعا کرو کے اللہ انہیں ہدایت دے۔" رضا میر نے ٹھہرے ٹھہرے لہجے میں نرمی سے اسے سمجھایا۔"جی بابا۔" عروج نے ساری بات سمجھتے سر ہلا دیا۔شام میں اس نے راہول کو کال کی جسے اس نے کاٹ دیا عروج نے مسلسل کال پر ہاتھ رکھ دیا۔پانچویں کال پر راہول نے فون اٹھالیا۔دونوں طرف چند لمحے خاموشی رہی۔"ناراض ہو؟" چند لمحوں کی خاموشی کو عروج کی آواز نے توڑا۔"نہیں بولو کیوں فون کیا ہے؟" راہول کے لہجے میں ناراضگی صاف جھلک رہی تھی۔"آئی ایم سوری۔" عروج نے پیار سے کہا۔"اور کچھ؟" وہ بنا تاثر کے بولا۔"آئی ایم سوری۔" عروج نے وہی جملہ دوہرایا۔"سن لیا میں نے اور کچھ؟" راہول نے غصے سے کہا۔"ہاں آئی ایم سوری۔" تیسری بار بھی اس نے وہی کہا مگر اس بار اس کے لہجے میں شرارت تھی۔"اے جے میں مذاق کے موڈ میں نہیں ہوں۔" راہول سنجیدگی سے بولا۔"ہاں تو میں بھی مذاق کے موڈ میں نہیں ہوں سیریس سوری بول رہی ہوں۔" وہ بھی سنجیدہ ہوئی۔"بڑی جلدی خیال نہیں آیا سوری بولنے کا؟" راہول نے طنزیہ کہا۔"ہاں تو تم بھی تو معافی مانگ سکتے تھے نا غلطی دونوں طرف کی تھی۔" عروج نے دوٹوک جواب دیا۔"میں کیوں معافی مانگتا؟ سٹارٹ تم نے کیا تھا میں نے نہیں۔" راہول بھی اسی کے انداز میں بولا۔"اچھا بابا اب ختم کرو سوری بول تو دیا نا میں نے۔" عروج ہار مانتی بولی۔"سوچتا ہوں۔" اس نے جتانے والے انداز میں کہا۔"کیا سوچتا ہوں؟" عروج نا سمجھی سے بولی۔"تمہاری معافی ایکسیپٹ کرنے کے بارے میں۔" راہول نے شرارت سے کہا وہ بھی زیادہ دیر عروج سے ناراض نہیں رہ سکتا تھا۔"ٹھیک ہے تم سوچتے رہو میں فون رکھ رہی ہوں۔" عروج نے دھمکی دی۔"او کے تمہارا سوری ایکسیپٹ ہو چکا ہے۔" راہول اعلانیہ بولا۔"ان کو بھی منانے میں میری مدد کرو۔" عروج ملتجی ہوئی۔"وہ تمہارا مسلا ہے خود ہی مناؤ۔" راہول نے صاف انکار کیا۔"کیا میری ہیلپ نہیں

کروگے ؟" عروج نے مسکین سی آواز میں کہا۔ "شام کو سٹوڈیو میں ملتے ہیں وہی سب کو منالینا۔" راہول اسے ستانے کاارادہ ترک کرتا بولا۔ "اوکے سی یوان داایوننگ۔" عروج نے کہ کر فون رکھ دیا۔ اب وہ پر سکون ہو کر بیڈ پر لیٹی تھی۔ شام میں سٹوڈیو پہنچ کر عروج نے تھوڑی محنت کے بعد انہیں منا ہی لیا۔ تینوں ناراض کم اور ناراض ہونے کی ایکٹنگ زیادہ کر رہے تھے۔ سڈ کا ٹینا سے لئے گئے بدلے کا سن سب ہنس ہنس کر لوٹ پھوٹ ہو رہے تھے۔ ٹیناسڈ کو دیکھتی بس دانت کچکا کر رہ گئی۔ اسے دھمکی ملی تھی اگر ٹینا نے اسے ہاتھ لگایا تو وہ مسز البرٹ کو بتا دیگا۔ "چلو گائیز کلب چلتے ہیں۔" ٹینا نے اپنی بوریت دور کرنے کے لئے کہا۔ "نو میرا بلکل موڈ نہیں ہے کسی کلب ولب جانے کو۔" عروج نے اکتائے لہجے میں صاف انکار کیا۔ "ٹھیک ہے تم مت جاؤ تمہاری جگہ ہم لیلیٰ کو لیجائینگے۔" ٹینا نے اسے چھیڑنے کے لئے کہا تھا مگر اپنی جگہ لیلیٰ کا سن عروج کے دلوں دماغ میں کرنٹ لگے۔ "ہاں اسے ہی لے جاؤ میری جگہ اسے ہی اپنی فرینڈ بنالو۔" عروج نے اپنا لہجہ نورمل رکھنے کی کوشش کی مگر ناکام رہی۔ "ریلکس اے جے ٹینا مذاق کر رہی تھی تم تو سیریس ہی ہوگئی۔" سڈ نے اس کا غصے دیکھتے فورن کہا۔ اپنی لہجے کا احساس ہوتے ہی عروج نورمل ہوئی۔ "سوری ٹینا پتا نہیں آج کل کیا ہو جاتا ہے مجھے۔" عروج نے معذرت کرتے ٹینا کے گال کھینچے۔ "تم آج کل کچھ زیادہ ہی غصہ نہیں کرتی؟" ٹینا نے اپنے گال سہلاتے تیکھی نظروں سے اسے گھورتے کہا۔ "ہاں اے جے آج کل تم کافی پریشان رہتی ہو اس ایوریتھنگ اوکے نا؟" اکشے نے فکر مندی سے پوچھا۔ "کچھ نہیں بس رزلٹ کی ٹینشن ہے۔" عروج نے نظریں چراتے کہا۔ "رزلٹ تو ہر سال ہی آتا ہے پر پہلے تو تم نے ٹینشن نہیں لی؟" راہول نے جانچتی نظروں سے اسے دیکھا۔ "ارے بابا سیکنڈ لاسٹ ایئر ہے تھوڑی بہت ٹینشن تو ہوگی نا؟" اس نے مسنوعی مسکراہٹ چہرے پر سجائی۔ "ٹینشن لینے سے کیا ہو گا ڈونٹ وری تم ہی فرسٹ آؤ گی میری دعائیں ہمیشہ تمہارے ساتھ ہے۔" اکشے نے

بڑے بزرگوں کی طرح کہا۔ "اگر تمہاری دعائیں اتنی ہی قبول ہوتی ہیں تو تم خود فرسٹ کیوں نہیں آتے؟" عروج کے کرارے سے جواب پر سب ہی مسکرا دیئے۔ "تمہارے ہوتے ہوئے ہمیں فرسٹ آنے کی کیا ضرورت ہے۔" اکشے ڈھٹائی سے بولا۔ "چلو کلب چلتے ہیں۔" ٹینا کی دوبارہ کلب والی رٹ پر عروج سمیت سب ہی سٹوڈیو سے نکلے۔ کلب پہنچنے پر ان کا سامنا لیلیٰ سے ہوا۔ لیلیٰ کو وہاں دیکھ کر عروج کو بلکل اچھا نہیں لگا۔ ولگر سی ڈریسنگ میں راہول کے ساتھ چپک کر کھڑی لیلیٰ عروج کو انتہائی زہر لگی۔ "میں ریسٹ روم سے ہو کر آتی ہوں۔" عروج ٹینا کے کان میں سرگوشی کرتے ریسٹ روم کی طرف چل دی۔ ریسٹ روم کے قریب پہنچ کر عروج کی نظر ایک جگہ ٹک گئی۔ اس دن کا منظر اس کی آنکھوں میں گھومنے لگا*** پاکستان جانے سے پہلے سب نے کلب جانے کا پلان بنایا تھا۔ عروج وقت سے پہلے ہی کلب آکر سب کا انتظار کرنے لگی۔ میوزک انجوئے کرتی عروج ریسٹ روم جانے کے لئے اٹھی۔ ریسٹ روم کے قریب پہنچ کر اس کی نظر ایک جگہ پڑی جہاں ایک لڑکا اور لڑکی کھڑے نازیبا حرکتیں کر رہے تھے۔ کلبوں میں یہ سب عام بات تھی وہ عروج کی نظر میں اس لئے آئے کیونکہ وہ ریسٹ روم کی دیوار سے چپک کر کھڑے تھے۔ عروج نفرت بھری نظر ان پر ڈالتی ایک سائیڈ سے ہو کر ریسٹ روم چلی گئی۔ واپس آنے پر وہ دونوں وہاں نہیں تھے۔ اس دن جس لڑکی کو عروج نے دیکھا تھا وہ کوئی اور نہیں لیلیٰ ہی تھی۔ لیلیٰ کو راہول کے ساتھ دیکھ اسے یقین نہیں آیا کے راہول لیلیٰ جیسی لڑکی سے پیار کر سکتا ہے؟ یہ بات عروج کو ہضم نہیں ہو رہی تھی۔ مگر اس دن سٹوڈیو میں لیلیٰ کی بات سن عروج کو اندازہ ہو گیا تھا کے راہول لیلیٰ کے بارے میں کچھ نہیں جانتا اسی لئے وہ لیلیٰ کے لئے سیریس تھا۔ عروج نے ہمیشہ دوسروں کا پردہ رکھنا سیکھا تھا۔ عروج اگر اپنے دین کے زیادہ قریب نہیں تھی تو دور بھی نہیں تھی۔ اسے یہ گوارا نہیں تھا وہ لیلیٰ کے بارے میں سب کو بتاتی*** عروج سر جھٹک کر ریسٹ

روم چلی گئی۔ عروج اور سڈ آمنے سامنے صوفوں پر بیٹھے تھے۔ ایک طرف لیلیٰ اور راہول ڈانس کرنے میں مگن تھے تو دوسری طرف اکشے اور ٹیناسب سے بے نیاز میوزک کے ساتھ ساتھ تھرک رہے تھے۔ عروج پیشانی پر بل ڈالے لیلیٰ اور راہول کو دیکھ رہی تھی۔ "تمہیں لیلیٰ اور راہول کو دیکھ کر غصہ آرہا ہے یا اکشے اور ٹینا کو دیکھ کر؟" سڈ کافی دیر سے عروج کو نوٹ کر رہا تھا جب برداشت سے باہر ہوا تو پوچھ ہی لیا۔ "ایسی کوئی بات نہیں ہے۔" عروج نے نظروں کا زاویہ بدلتے کہا۔ "خیر مجھے تو ایسا ہی لگ رہا ہے۔" سڈ نے جوس کا سپ لیتے لاپرواہی سے کہا۔ "سڈ تمہیں لیلیٰ کیسی لگتی ہے؟" عروج نے دوبارہ ان پر نظریں ٹکائے غائب دماغی سے پوچھا۔ "کیا مطلب کیسی لگتی ہے؟" عروج کے عجیب سے سوال پر سڈ حیران ہوتا بولا۔ "آئی مین راہول کے لئے؟ تمہیں نہیں لگتا راہول اور لیلیٰ کی جوڑی پرفیکٹ نہیں ہے؟" عروج ان سے نظریں ہٹا کر سڈ کو دیکھنے لگی۔ "آئی تھنک ان کی جوڑی پرفیکٹ ہے۔" سڈ نے کندھے اچکائے کہا۔ "ویسے تمہیں لیلیٰ کیوں نہیں پسند؟" سڈ نے لفظوں کو توڑ کے پوچھا۔ "میں نے کب کہا مجھے نہیں پسند؟" عروج سٹپٹاتے بولی۔ "اوہ کم اون اے جے جیسے تم اسے دیکھتی ہو کوئی بھی سمجھ سکتا ہے کہیں ایسا تو نہیں تم راہول سے؟" سڈ اپنی بات کہتا رکا اور مشکوک نظروں سے اسے گھورنے لگا۔ "آر یو میڈ راہول جسٹ آ فرینڈ۔" سڈ کی بات کا مطلب سمجھتے عروج غصے سے بولی۔ "اور ایسے گھورو مت ایسا ویسا کچھ نہیں ہے تم مجھے یہ بتاؤ ایسی بکواس تمہارے دماغ میں آتی کہاں سے ہے؟" عروج اسے جھڑکتی بولی۔ "جیسے تم لیلیٰ کو گھور رہی تھی اس سے میں نے یہی اندازہ لگایا۔" سڈ نے اپنی صفائی پیش کی۔ "کیا بار بار لیلیٰ لیلیٰ لگا رکھا ہے؟" عروج تنک کر بولی۔ "اور میری چھوڑو اپنی بتاؤ گھور تو تم بھی رہے تھے کسی کو؟" عروج نے اسے اپنی ہی بات میں پھنسا دیا۔ "میں کسے گھور رہا تھا؟" سڈ انجان بنتے نظریں چرا گیا۔ "زیادہ بنو مت میں جانتی ہوں آج کل تمہارے خیال ٹینا کے لئے کچھ بدلے بدلے سے ہیں صاف

صاف بتاؤ سب؟" عروج نے سختی سے پوچھا۔ "ہم صرف دوس۔۔" سڈ کے الفاظ وہی اٹک گئے جب عروج کی خونخوار نظروں کو خود پر پایا۔ "آئی ڈونٹ نو مجھے خود نہیں پتا پر اب میں اسے صرف ایک دوست کی نظر سے نہیں دیکھتا۔" سڈ نے بے چین سی کیفیت میں کہا۔ "یو لو ہر؟" عروج نے جانچتی نظریں اس کے چہرے پر ٹیکائے پوچھا۔ سڈ نے ٹرانس کی کیفیت میں سر ہلا دیا۔ "اور وہ؟" عروج اندر ہی اندر خوش ہوتی بولی۔ "مجھے نہیں پتا۔" سڈ افسردگی سے بولا۔ "ہمم تو یہ بات ہے۔" عروج نے صوفے سے ٹیک لگائی۔ "پلیز اسے مت بتانا میں نہیں چاہتا ہماری فرینڈ شپ خراب ہو۔" سڈ ملتجی ہوا۔ "آئی ایم نوٹ میڈ یو ڈونٹ وری اور میں پتا کرتی ہوں یہ صرف ایک طرفہ ہے یا دونوں طرف۔" عروج نے اسے دلاسا دیتے کہا۔ "تھنکس اے جے۔" سڈ نے مشکور نظروں سے اسے دیکھا۔ "نہیں ابھی نہیں پہلے پتا کرنے دو۔" عروج نے شرارت سے کہا۔ ابھی وہ دونوں باتیں کر رہے تھے جب ٹینا اور اکشے ان کی طرف آئے۔ "کیا باتیں ہو رہی ہیں؟" اکشے نے اپنی اتھل پتھل سانسوں کے درمیان پوچھا۔ "نتھنگ تم سناؤ ہو گیا تمہارا ڈانس؟" عروج نے بات گمائی۔ "بہت مزہ آیا تم لوگ کتنے بورنگ ہو یار کلب آنے کے بعد کوئی اس طرح بیٹھتا ہے؟" اکشے نے دوبارہ تھرکتے کہا۔ "میں یہیں ٹھیک ہوں یوں پاگلوں کی طرح ڈانس کرنے سے اچھا ہے میں یہی بیٹھ کر بور ہوتی رہوں۔" "میں بھی۔" سڈ نے بھی عروج کی بات کی تائید کی۔ "ٹھیک ہے ہوتے رہو بور ہم تو چلے۔" اکشے نے دوبارہ ٹینا کا ہاتھ پکڑا اور جیسے آیا تھا ویسے ہی واپس چلا گیا۔ عروج نے مسکراتے ہوئے نظروں کا زاوئیہ بدلہ جب دوبارہ اس کی نظر لیلیٰ پر گئی۔ جو ڈانس کرنے کے ساتھ ساتھ شراب کا گلاس بھی لبوں سے لگا رہی تھی۔ عروج کے ماتھے پر بل پڑ گئے۔ سڈ کی آنکھیں بھی عروج کی نظروں کا تعاقب کرتی لیلیٰ تک پہنچ گئی۔ "اہم۔" سڈ نے گلہ کھنکھار کر اس کا دھیان اپنی طرف کیا۔ "اگر تمہیں واقعی راہول پسند ہے تو بتا دو لیلیٰ کو میں ہینڈل کر لونگا

اب تمہارے لئے میں اتنا تو کر ہی سکتا ہوں۔" سڈ کی زبان میں دوبارہ کھجلی ہوئی۔"سڈ شٹ اپ کہانا ایسی کوئی بات نہیں ہے۔" عروج نے ناگواری سے کہا۔"تو پھر لیلیٰ کو ناپسند کرنے کی وجہ؟" سڈ کو عروج کی باتیں ہضم نہیں ہو رہی تھی۔"لیو دس ٹوپک سڈ ورنہ میں یہاں سے چلی جاؤنگی۔" عروج غصے سے کہتی اپنی جگہ سے اٹھی۔"اوکے اوکے تم بیٹھ جاؤ اب نہیں کرتا۔" سڈ نے فورن ہتھیار ڈالے۔عروج خاموشی سے بیٹھ گئی۔اس کے بعد دونوں میں کوئی بات نہیں ہوئی مگر سڈ کی مشکوک نظریں عروج کے چہرے کا طواف ضرور کر رہی تھیں *** (حال) ان دنوں عروج بہت بزی رہنے لگی تھی۔اس کے پیپر سٹارٹ ہو چکے تھے۔عدن ہوسپٹل میں تھی۔اس کی پڑھائی کا آخری سال تھا۔وہ کوئی بھی رسک نہیں لینا چاہتی تھی۔فجر کی نماز کے بعد عروج عدن کے لئے پرہیزی کھانا تیار کرتی۔گھر سے وہ سیدھا ہسپتال جاتی۔عدن کو ناشتہ کروا کر وہاں سے سیدھا کالج جاتی۔پیپر دے کر گھر آنے کے بعد شام کا کھانا تیار کر کے دوبارہ ہسپتال چلی جاتی۔عدن کے کھانا کھانے کے بعد کچھ وقت اس کے ساتھ گزار کر عروج وہی سے ہوٹل چلی جاتی۔ان دنوں اسے کسی چیز کا ہوش نہیں تھا۔نا ہی اس نے دنوں کا حساب رکھا۔وہ بس گھن چکر بنی چاروں اور گھوم رہی تھی۔عدن کو ڈسچارج مل گیا۔عدن کے گھر آنے کے بعد بھی عروج اس کا بہت خیال رکھتی۔عدن بار بار اس کا شکریہ ادا کرتی جس سے عروج خفا ہو کر کہتی۔"آپ شکریہ ادا کر کے مجھے شرمندہ کرتی ہیں۔" عروج کی بات پر عدن خاموش ہو جاتی۔ایک مہینہ ایسے ہی پر لگا کر اڑ گیا۔اس ایک مہینے میں عروج کا زین سے دوبارہ سامنا نہیں ہوا۔پیپر کے بعد وہ فری تھی دو مہینے تھے عروج کے پاس زین کے پیسے لوٹانے میں جس کے چلتے عروج نے اوور ٹائم شروع کر دیا۔عروج کا زیادہ وقت گھر سے باہر گزرنے لگا۔اس نے عدن سے اس کے بھائیوں کو اطلاع کرنے کا پوچھا مگر عدن نے صاف انکار کر دیا۔اس ایک مہینے میں عدن کافی سٹیبل ہو چکی تھی۔عروج ہوٹل گئی جب اس کا سامنا

زین سے ہوا۔ کھانا کھانے کے بعد جب عروج نے اس سے بل مانگا تب اس نے بل کے پیسے قرضے کے پیسے سے کاٹنے کا کہا اور ہوٹل سے چلا گیا۔ عروج ضبط کرتی رہ گئی۔ زین روز ہوٹل آکر کھانا کھاتا اور بل مانگنے پر ان ایک لاکھ میں نے پیسے کاٹنے کا کہہ دیتا۔ عروج عاجز آچکی تھی اس سے۔ عروج کے لئے یہ ایک نئی پریشانی تھی۔ ایک ایک روپے کا حساب رکھ کر وہ ایک لاکھ سے پیسے کم کرتی۔ ایک دن عروج ہوٹل سے واپس آئی جب عدن نے اس کے ہاتھ میں کچھ پیسے رکھے۔ "یہ کس لئے؟" عروج نے ناسمجھی سے کہا۔ "جو تم نے میرے لئے کیا ہے میں اس کا احسان کا بدلہ ساری زندگی نہیں چکا سکتی میرے پاس یہ رقم ہے میں نے اپنے آپریشن کے لئے جمع کئے تھے اسے تم اپنے پاس رکھو۔" عدن نے مشکور نظروں سے اسے دیکھا۔ "مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔" عروج نے پیسے واپس کرنے چاہے۔ "اسے رکھ لو پلیز۔" عدن کے لاکھ اسرار کرنے پر عروج نے وہ پیسے رکھ لئے۔ پیسے دو لاکھ کے قریب تھے۔ "زین کو پیسے لوٹانے میں ابھی دو مہینے باقی ہیں لیکن اگر میں اسے پہلے ہی لوٹا دوں تو ٹائم سے ہی یہ بلا سر سے اترے گی۔" عروج اپنے کمرے میں بیٹھی ارادہ کرتے پیسوں کا حساب لگانے لگی۔ زین کے بل نکال کر باقی کی رقم ایک طرف کی۔ "یہ لو تمہارا قرضہ۔" کافی دنوں کے بعد زین عروج کو فلیٹ میں نظر آیا جب اس نے موقع دیکھتے ہی پیسے زین کی طرف بڑھائے کہا۔ "ابھی دو مہینے باقی ہیں۔" زین جیبوں میں ہاتھ ڈالتا اطمینان سے بولا۔ "لیکن میں ٹائم سے پہلے ہی دے رہی ہوں قرضہ ٹائم سے پہلے لٹاؤں یا بعد میں کیا فرق پڑتا ہے؟" عروج نے لاپرواہی سے کہا۔ "لیکن میں دو مہینوں کے بعد ہی واپس لونگا۔" زین نے دیوار سے ٹیک لگائے کہا۔ "وہاٹ ڈو یو مین اپنے پیسے لو اور پیچھا چھوڑو میرا۔" زین کی بات پر عروج آپے سے باہر ہوتی بولی۔ "پیسے لیتے وقت تو پلیز پلیز کر رہی تھی اور اب ذرا تیور تو دیکھو۔" زین دیوار سے ہٹ کر اس کی طرف بڑھا۔ "دیکھو دور ہو کر بات کرو اور اپنے پیسے لو مجھے تم سے کوئی بحث نہیں کرنی۔" عروج تیز

لہجے میں بولی۔ "میں نے کہانا یہ پیسے میں دو مہینے کے بعد لونگا۔" زین سینے پر بازو باندھے اس کی حالت سے محفوظ ہوتا بولا۔ "بھاڑ میں جاؤ خبیث انسان۔" عروج غصے سے پھنکارتی واپس اپنے فلیٹ میں چلی گئی۔ اس کے جاتے ہی زین کے لبوں پر مسکراہٹ دوڑ گئی *** عروج سنار کے پاس مزید چند مہینوں کی مہلت لینے آئی تھی۔ "میں نے آپ کو ایک مہینے پہلے ایک زیور بیچا تھا؟" عروج نے سنار کو مخاطب کرتے کہا۔ سنار نے عینک کے شیشوں کے پیچھے سے اسے دیکھا۔ "یہاں پر تو ہر روز کوئی نا کوئی آتا ہے زیور بیچنے آپ کس زیور کی بات کر رہی ہیں؟" سنار کے منہ میں آج بھی پان تھا۔ "میں نے آپ سے کہا تھا میں کچھ وقت میں آپ سے زیور واپس لے لونگی ایک ڈائیمنڈ نیکلس تھا؟" عروج نے اسے یاد دلاتے کہا۔ "ہاں یاد آیا وہ جس کے پاس رسید نہیں تھی شاید چوری کا تھا؟" سنار نے خبیث ہنسی ہنستے کہا۔ "وہ زیور چوری کا نہیں تھا۔" عروج نے لفظوں پر زور دیا۔ "خیر جو بھی ہے جی وہ زیور تو اب آپ کو نہیں مل سکتا۔" پان کی وجہ سے اس کے الفاظ ٹوٹ رہے تھے۔ "کیوں نہیں مل سکتا؟" عروج کی آواز میں کپکپاہٹ تھی۔ "کیونکہ جس دن آپ نے وہ زیور بیچا تھا اسی دن کوئی اور آ کر خرید کر لے گیا۔" سنار کی بات سن عروج کے پیروں تلے زمیں نکل گئی۔ "آپ ایسے کیسے وہ زیور بیچ سکتے ہیں؟ آپ نے مجھے ٹائم دیا تھا؟" وہ سکتے کے عالم میں بولی۔ "دیکھیے میڈم جی میں نے کوئی اگریمنٹ نہیں کیا تھا کے میں وہ ہار آپ کے سوا کسی کو بیچ نہیں سکتا انہوں نے مجھے منہ مانگی قیمت دی اور میں نے وہ ہار بیچ دیا۔" "لالچی انسان۔" عروج غصے سے کہتی دکان سے نکل گئی۔ دکان کے باہر بنی سیڑیوں پر سر دونوں ہاتھوں میں گرائے وہ اس وقت شدید بے بسی کے عالم میں بیٹھی تھی۔ آنکھیں پانیوں سے لبالب بھری دونوں ہونٹوں کو سختی سے بھینچے وہ اس وقت خود کو اپنی بے بسی پر چلانے سے روکے ہوئے تھی۔ قدم قدم پر اس کے آنسوں زمین میں جذب ہو رہے تھے۔ اس کی ماں کی نشانی اس سے چھن گئی تھی۔ وہ اس وقت چلانا چاہتی تھی۔ زور زور سے اپنی بے بسی

پر رونا چاہتی تھی۔ چلتے چلتے اس نے رک کر آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی۔"یا اللہ۔" اس کے لب ہلے تھے۔ اس نے اپنے رب کو پکارا تھا۔ آنسوؤں سے تر چہرے پر یک دم ایک خوبصورت مسکراہٹ آئی تھی۔ آنکھوں میں جھلکتی نمی موتیوں کی مانند چمکی تھی۔ اسے ایسا لگا جیسے اس کا رب اسے صبر کی تلقین کر رہا ہوں۔ اس نے مسکراتے سر جھٹکا اور ایک ٹیکسی روک کر گھر کی طرف چل دی*** (ماضی) اگلے دن عروج معمول کی طرح اٹھی۔ ناشتے کے بعد رضا میر آفس جا چکے تھے۔ سعدیہ بی اپنے کمرے میں تھیں۔ عروج بھی ناشتہ کر کے لاؤنج میں آگئی۔ اس نے یونہی ٹہلتے ایل ای ڈی آن کی اور صوفے پر بیٹھ گئی۔ بے دھیانی میں چینل بدلتے بدلتے اس کے ہاتھ ایک جگہ رک گئے۔ اسی لمحے ریموٹ اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گرا تھا۔ ایل ای ڈی پر چلتی خبر نے اس کے پیروں تلے زمین کھسکا دی۔ کل رات چند ہندو لڑکوں نے مسلمانوں کی بستی میں آگ لگا دی جس میں بڑھے جوانوں سمیت چھوٹے بچے بھی اس آگ کی لپیٹ میں آکر شہید ہو گئے تھے۔ پولیس نے آگ لگانے والوں کو موقعے پر گرفتار کر لیا مگر ایک گھنٹے کے اندر اندر ان کی بھی بیل پر رہائی ہو گئی اور ان کی بیل کروانے والا کوئی اور نہیں راہول کے ڈیڈ مسٹر اگروال تھے۔ عروج سکتے کے عالم میں بیٹھی ایل ای ڈی دیکھ رہی تھی۔ آنسو ابل ابل کر اس کی آنکھوں سے بہنے لگے۔ اس کا ان بستی والوں سے خون کا کوئی رشتہ نہیں تھا۔ اگر کوئی تھا تو وہ اسلام کا تھا۔ دین کا تھا۔ سالوں سے مسلمانوں پر طرح طرح کے ظلم ہوتے آئیں تھے۔ جو آج تک نہیں رکے۔ اس نے کرب سے ایل ای ڈی بند کر دی۔ ٹھنڈے ٹھار لاؤنج میں بیٹھے بھی اس کا وجود ایک دم آگ کی طرح جلنے لگا۔ اس وقت اسے محسوس ہوا جیسے وہ بھی اسی آگ میں جل رہی ہو۔ آج پہلی بار اسے اس ملک سے نفرت محسوس ہوئی تھی۔ عروج پہلے ہی لیلیٰ کی وجہ سے ٹینشن میں تھی اوپر سے اس واقعے نے اس پر گہرا اثر ڈالا وہ چپ چپ سی رہنے لگی تھی۔ راہول ٹینا اکشے سڈ سب اس سے نظریں چراتے پھر رہے

تھے۔ راہول ان سب میں خود کو قصوروار سمجھتا کیونکہ وہ اگروال کا بیٹا تھا۔ "راہول کم ہیئر۔" راہول لاؤنج سے گزر رہا تھا جب مسٹر اگروال کی آواز پر رکا۔ "جلدی بولئے ڈیڈ میرے پاس وقت نہیں ہے۔" راہول نے ٹھنڈے ٹھار لہجے میں کہا۔ "آج رات گھر میں پارٹی ہے تم اپنے دوستوں کو بھی انوائیٹ کر لینا۔" مسٹر اگروال کی آواز میں خوشی تھی۔ "کس خوشی میں ڈیڈ ان بے قصور مسلمانوں کی موت کی خوشی میں؟ یا ان گھٹیا لوگوں کو سزا سے بچانے کی خوشی میں؟" راہول نے انتہائی سرد مہری سے پوچھا۔ "یہ کیسے بات کر رہے ہو سنسکار بھول گئے؟" مسٹر اگروال ہتھے سے اکھڑے۔ "سنسکار؟" وہ استہزائیہ ہنسا۔ "جانتے ہیں ڈیڈ میں بہت فخر سے سب کو کہتا تھا میں اگروال کا بیٹا ہوں مگر اب مجھے خود کو آپ کا بیٹا کہتے ہوئے بھی شرم آتی ہے آپ نے مجھے میری ہی نظروں سے گرا دیا میں جب بھی باہر جاتا ہوں مجھے ایسا لگتا ہے جیسے ان بے قصور لوگوں کی روحیں مجھ سے انصاف مانگ رہی ہو کیونکہ میں آپ کا بیٹا ہوں ڈیڈ آپ کا بیٹا آپ نے مجھے اے جے سے نظریں ملانے کے قابل بھی نہیں چھوڑا آئی ہیٹ یو ڈیڈ۔" وہ شروع میں غصے سے کہتا آخر میں روہانسا ہو گیا۔ "تم ابھی بچے ہو زندگی کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔" مسٹر اگروال نے اب کی بار نرمی سے کہا۔ "بائیس سال کا ہوں بچا نہیں ہوں میں اور کیا نہیں جانتا میں؟ جب سے میں پیدا ہوا ہوں میں نے ہوش سنبھالا ہے آج تک ڈیڈ آج تک میں نے کبھی نہیں سنا کبھی نہیں دیکھا کے کسی مسلمان نے کسی دھرم کا مذاق بنایا ہو وہ صرف اپنے دین میں آنے کی دعوت دیتے ہیں جان سے نہیں مارتے ہم لوگوں کو میں شروع سے دیکھتا آرہا ہوں ہم لوگ مسلمانوں پر ظلم کرتے آرہے ہیں ہم لوگ ڈیڈ۔" اس نے شہادت کی انگلی اپنے چوڑے سینے پر رکھی۔ راہول اپنی بات کہ کر گھر سے نکل گیا۔ پیچھے مسٹر اگروال نے نخوت سے سر جھٹکا۔ وہ ان لوگوں میں سے تھے جن کے نصیب میں ہدایت نہیں تھی۔ سعدیہ بی اور رضا میر لاؤنج میں بیٹھے تھے جب عروج وہاں آئی۔ اس کی سوجی آنکھیں

اس کے رونے کا گمان کر رہی تھی۔ "باباماما کے جانے کا بعد آپ واپس پاکستان کیوں نہیں گئے؟" لاؤنج میں آتے ہی اس نے سپاٹ سے چہرے کے ساتھ سوال کیا۔ رضا میر کے ساتھ سعدیہ بی بھی اس کے سوال پر حیران ہوئی تھی۔

"پری بیٹا یہاں آؤ۔" رضا میر نے پیار سے اسے اپنے پاس بلایا۔ "باباماما کے جانے کے بعد آپ واپس پاکستان کیوں نہیں گئے؟" اس بار اس نے قدرے چلاتے پوچھا۔ رضا میر اور سعدیہ بی بے اختیار اپنی جگہ سے کھڑے ہوئے۔

"عروج بیٹا کیا ہوا ہے؟" سعدیہ بی نے اس کے چہرے پر نظریں دوڑائے پریشانی سے پوچھا۔ "یہ کیوں نہیں گئے واپس؟ انہیں جانا چاہیے تھا یہ ہمارا ملک نہیں ہے یہ لوگ ہمارے نہیں ہے یہ سب ظالم ہے یہ سب ظالم ہے۔" وہ ہزیاتی انداز میں بولی۔ رضا میر اور سعدیہ بی کو کچھ کچھ اس کی حالت کی وجہ سمجھ آئی۔ "ادھر آؤ میرے پاس۔" رضا میر نے پیار سے اس کا بازو تھام کر اپنے پاس بٹھایا۔ "بابا کوئی ایسے کیسے کر سکتا ہے؟ بابا آپ کو واپس جانا چاہیے تھا جانتے ہیں بابا میں خود کو، خود کو ان لوگوں کے قاتلوں میں شمار کرتی ہوں کیونکہ میں اس ملک میں رہتی ہوں بابا میرا سارا جسم آگ میں جلتا ہے یہ ہمارا ملک نہیں ہے۔" سعدیہ بی اور رضا میر کی آنکھیں نم ہوئیں۔ کب دیکھی تھی انہوں نے اس کی ایسی حالت۔ "تم اس ملک کی بات کرتی ہو پری یہ دنیاں ہماری ہے۔" رضا میر نے اپنے جذبات پر قابو پاتے پیار سے کہا۔ "پر یہ ملک ہمارا نہیں ہے۔" وہ روتی ہوئی ان کی گود میں سر ٹکا گئی۔ "اگر تمہیں لگتا ہے ہمارے پاکستان جانے سے یہ سب رک جائیگا تو ٹھیک ہے ہم کل ہی واپس پاکستان چلے جائینگے۔" رضا میر نے سنجیدگی سے کہا۔ عروج لا جواب ہوگئی۔ کہاں رکنا تھا یہ سب؟ اب بس وہ تین تھے اور ان کی خاموشی میں بہنے والے آنسوں۔ عروج کب روتے روتے ان کی گود میں ہی سو گئی پتا ہی نہیں چلا۔ رضا میر نے بھی اسے نہیں اٹھایا۔ وہ بس کرب سے اس کا چہرہ دیکھ رہے تھے۔ آج زندگی میں پہلی بار انہیں اپنا انڈیا میں رہنے والا فیصلہ غلط لگا۔ اس حادثے کے بعد انڈیا اور پاکستان

میں دنگے شروع ہو گئے۔ انڈیا پاکستان میڈیا ایک دوسرے پر برس رہی تھی انڈیا میں جگہ جگہ مسلمانوں نے دھرنے دیے تھے۔ وہ اپنا حق مانگ رہے تھے۔ سالوں سے وہ اس ملک میں رہ رہے تھے۔ سالوں سے ان پر ان کی زمین پر ہی ظلم کئے جا رہے تھے۔ انڈیا سے پاکستان اور پاکستان سے انڈیا جانے والی ساری ایئر لائنز بند کر دی گئی تھی۔ نا جانے کب تک۔ رضا میر نے چاروں کو زیادہ سے زیادہ عروج کے ساتھ رہنے کا کہا۔ خود بھی وہ زیادہ تر وقت عروج کے ساتھ گزارنے لگے۔ پورا دن چاروں ہنسی مذاق کر کے اسے ہنسانے کی کوشش کرتے وہ کبھی ان کی بات پر مسکرا دیتی تو کبھی خالی آنکھوں سے انہیں دیکھنے لگتی۔ اس کی خاموشی سب کو کھل رہا تھا۔ مگر پھر بھی کسی نے ہمت نہیں ہاری۔ سب پورا دن اس کے سر پر سوار رہتے۔ چاروں مل کر کچن میں کابلی پلاؤ بناتے اور اسے ٹرائی کرنے کو کہتے۔ وہ کھا کر نفی میں سر ہلا دیتی۔ جس پر سب جان بھوج کر ایسے ایکسپریشن دیتے کے وہ ہنس پڑتی۔ اس کے ہنسنے کی دیر ہوتی کے چاروں کے سینوں میں ٹھنڈک پڑ جاتی۔ دھیرے دھیرے وہ نورمل ہونے لگی تھی اور دونوں ملکوں کے حالات بھی*** کل ان کا رزلٹ تھا۔ عروج شوپنگ کی غرض سے مال آئی تھی۔ رضا میر نے ڈرائیور کو ساتھ لے جانے کا کہا مگر اس نے انکار کر دیا۔ کچھ ضروری سامان لینے کے بعد وہ واپس گھر کی طرف جا رہی تھی جب کار اچانک بند پڑ گئی۔ کئی بار چابی گھمانے کے بعد بھی کار سٹارٹ نہیں ہوئی۔ اب وہ پریشان سی کار کا بونٹ کھولے کھڑی تھی۔ اسے کار کے بند ہونے کی وجہ سمجھ نہیں آ رہی تھی۔ پریشانی سے اس نے آس پاس نظریں دوڑائی گاڑیاں مین روڈ پر رواں دواں تھی۔ صد شکر کے اس کی کار ایک سائیڈ پر کھڑی تھی۔ پرس سے موبائل نکال کر عروج نے سڈ کا نمبر ملایا۔ نمبر نہیں لگا۔ اس نے دوبارہ ٹرائی کیا اس بار بیل گئی مگر فون کسی نے نہیں اٹھایا۔ اس نے ٹینا کا نمبر ملایا۔ "ہیلو۔" ٹینا کی سرگوشی نما آواز آئی۔ "ٹینا کہا ہو تم؟" عروج نے اس کے انداز پر حیرت سے پوچھا۔ "ممی کے ساتھ چرچ آئی ہوں۔" ٹینا نے منہ کے آگے ہاتھ

رکھے سر گوشی کی۔ "اوکے بعد میں کال کرتی ہو۔" عروج نے اس کی سچویشن سمجھتے فون رکھ دیا۔ اس نے اکشے کا نمبر ٹرائی کیا۔ "ہیلو۔" اکشے نے پہلی ہی بیل پر کال رسیو کرلی۔ "اکشے کیا تم مجھے لینے آسکتے ہو؟ میری کار اچانک خراب ہوگئی ہے پتا نہیں کیا پروبلم ہے سمجھ نہیں آرہی۔" عروج نے پریشانی سے کہا۔ "یار ایک کار تو ڈیڈ لے گئے ہیں اور دوسری سروس کے لئے گئی ہے۔" اکشے کی سانس پھولی تھی۔ وہ اس وقت ایکسر سائیز کر رہا تھا۔ "اگر تم ویٹ کرو تو میں کار سروس ہوتے ہی تمہیں لینے آسکتا ہوں؟" اکشے نے ٹاول سے چہرے پر آیا پسینہ صاف کرتے کہا۔ "نہیں اٹس اوکے۔" "میں راہول کو کال کرتا ہوں وہ تمہیں پک کریگا۔" اس کے انکار پر اکشے نے کہا۔ "نہیں تم رہنے دو میں خود ہی کال کرلیتی ہوں۔" عروج نے انکار کرتے کہا۔ "اوکے گھر پہنچ کر ٹیکسٹ کر دینا۔" اکشے کی بات پر اس نے اوکے کہ کر فون کاٹ دیا۔ عروج نے راہول کا نمبر ملایا جسے اس نے فورن رسیو کیا۔ "ہائے اے جے۔" "راہول کیا تم مجھے پک کرسکتے ہو؟ میری کار خراب ہوگئی ہے۔" "ابھی تو میں لیلیٰ کے ساتھ شوپنگ پر ہوں۔" راہول نے پیشانی مسلتے ساتھ کھڑی لیلیٰ کو دیکھتے کہا۔ "تم گھر سے ڈرائیور منگوالو۔" راہول نے اپنی طرف سے آئیڈیا دیا۔ "نہیں بابا نے کہا تھا ڈرائیور ساتھ لے جاؤ میں نے منع کر دیا اگر اب کار کی خرابی کے بارے میں بتاؤنگی تو خفا ہونگے۔" عروج نے قدرے روکھے پن سے کہا۔ لیلیٰ کا سن کر اس کا حلق تک کڑوا ہو گیا۔ "اچھا ایک کام کرو تم وہی رکو میں آتا ہوں۔" راہول اس کے لہجے کے روکھے پن کو محسوس کرتے بولا۔ "اوکے میں ویٹ کررہی ہوں پلیز جلدی آنا۔" عروج نے گھڑی پر نظرے یں ٹکائے پریشانی سے کہا جو شام کے پانچ بجا رہی تھی۔ "اوکے میں پہنچتا ہوں۔" "کس کا فون تھا؟" راہول کے فون رکھتے ہی لیلیٰ نے پوچھا۔ "اے جے کا اس کی کار خراب ہوگئی ہے مجھے اسے پک کرنے جانا ہے۔" راہول نے اس کے خوبصورت چہرے پر نظریں ٹکائے کہا۔ "یہاں مجھے اکیلا چھوڑ کے؟" لیلیٰ نے معصوم سی شکل

بنائی۔" بے بی اسے بھی ڈراپ کرنا ہے نا۔" راہول نے اس کی معصوم سی شکل دیکھ پیار سے کہا۔" بلکل نہیں تم کہیں نہیں جاؤ گے یہی میرے پاس رہو گے ابھی ہم نے ڈنر بھی ساتھ کرنا ہے۔" لیلیٰ نے اس کا بازو پکڑ کر جھنجھوڑا۔"میں وہاں ساری رات تھوڑی رہونگا اے جے کو ڈراپ کر کے واپس تمہارے پاس آجاؤنگا۔" راہول نے پیار سے اسے سمجھایا۔"اوکے پر پہلے شوپنگ کمپلیٹ کرتے ہیں پھر دونوں ایک ساتھ جائینگے۔" لیلیٰ زبردستی اس کا بازو پکڑ کر اسے ایک دکان میں لے گئی۔"بٹ لیلیٰ اے جے ویٹ کر رہی ہے؟" راہول نے اپنا بازو چھوڑاتے کہا۔"کوئی بات نہیں تھوڑا ویٹ کر لیگی۔" لیلیٰ نے دوبارہ اس کا بازو پکڑا اور اسے ایک ڈریس دکھانے لگی۔ساتھ ہی ساتھ اسے اپنی خوبصورتی کی اداؤں سے لبھانے لگی۔تھوڑی دیر کی اس شوپنگ میں راہول بلکل ہی فراموش کر چکا تھا کے اس نے کسی کو ویٹ کرنے کا کہا ہے *** عروج کار سے ٹیک لگائے کھڑی راہول کا ویٹ کر رہی تھی۔فکر مندی سے اس نے گھڑی دیکھی جو شام کے چھ بجا رہی تھی۔اس نے راہول کا نمبر ملایا جو آف جا رہا تھا۔لیلیٰ نے موقع ملتے ہی راہول کا فون آف کر کے اپنے پرس میں رکھ لیا تھا۔عروج کار میں بیٹھی مسلسل نمبر ملاتی مگر نمبر ہر بار آف جاتا۔پریشانی سے بیٹھے بیٹھے اس کے دماغ میں راہول کے الفاظ گونجے۔میں تو لیلیٰ کے ساتھ شوپنگ پر آیا ہوں۔"تو کیا راہول بھول گیا اس نے مجھے پک کرنا تھا؟" وہ بے یقین سی بیٹھی تھی۔چند ہی لمحوں میں اس کی بے یقینی غصے میں بدل گئی۔اور اس نے اپنا موبائل ہی آف کر دیا۔وہ بے یقین سی بیٹھی نا جانے کن کن سوچوں میں جھکڑی گئی۔اس نے رضا میر کو اپنے لیٹ گھر آنے کا میسج کر کے موبائل آف کیا تھا۔ضد، انا، نفرت، حیرت، دکھ، کے ملے جھلے تاسرات اس کے پورے وجود میں رقص کر رہے تھے۔اس وقت اسے لگا تھا لیلیٰ سے زیادہ راہول پر اس کا حق ہے۔اس بات میں وہ کتنی غلط تھی یا کتنی سہی یہ بات جانے بغیر اس نے کار لاک کر لی۔مغرب سے عشاء کا سفر تہہ ہو گیا مگر اس نے کسی کو کال نہیں

کی۔ جب ضد اور انا آڑے آجائے تب انسان کو کسی چیز کا ہوش نہیں رہتا۔ وہ بھی رات کے اندھیرے سے انجان اپنا موبائل بند کر کے کار کی سیٹ سے ٹیک لگائے راہول کا انتظار کر رہی تھی۔ بنا یہ جانے کے وہ آئیگا بھی یا نہیں؟ لیلیٰ کے ساتھ ڈنر کرنے اور اسے گھر ڈراپ کرنے میں ہی رات کے ایک بج گئے۔ لیلیٰ کو ڈراپ کر کے اس کی کار گھر کی طرف گامزن تھی کے اچانک اسے اپنے موبائل کا خیال آیا۔ جسے لیلیٰ پہلے ہی اس سے چھپ چھپا کر ڈیش بورڈ میں رکھ چکی تھی۔ اپنی جیبوں میں موبائل ناپا کر راہول نے ڈیش بورڈ کھولا۔ "یہ آف کیسے ہو گیا؟" اس نے موبائل آف دیکھ تعجب سے سوچا۔ موبائل آن کرتے ہی سامنے عروج کی مس کالس جگمگانے لگی۔ "اوہ نو۔" راہول نے یک دم بریک لگائی تھی۔ عروج کا خیال آتے ہی اس نے خود کو سوصلوتوں سے نوازا۔ "آج تو تو گیا راہول۔" راہول عروج کا نمبر ملاتے بڑبڑایا۔ عروج کا نمبر آف دیکھ وہ پریشان ہو گیا۔ "اے جے کا نمبر تو کبھی آف نہیں ہوا؟" وہ خود سے بڑبڑایا۔ راہول نے اکشے کا نمبر ملایا۔ "ہیلو۔" دوسری طرف اکشے کی نیند میں ڈوبی آواز آئی۔ "اکشے تمہیں اے جے کا فون آیا تھا؟" راہول نے اپنی پیشانی مسلتے پوچھا۔ "ہاں آیا تھا شام میں۔" اکشے نے بوجھل آواز میں بتایا۔ "شام میں؟" راہول زیرِ لب بڑبڑایا۔ "تم کیوں پوچھ رہے ہو؟" اکشے نے کروٹ بدلی۔ راہول نے سارا معملہ اس کے گوش گزارا۔ جسے سن اکشے کی نیند بھک کے اڑ گئی۔ وہ فورن سیدھا ہو کر بیٹھا۔ "تم نے اے جے کو پک نہیں کیا؟" اکشے یک دم بھڑکا۔ "کہ تو رہا ہوں بھول گیا تھا۔" "وہ گھر تو پہنچ گئی تھی نا؟" اکشے فکر مند ہوا۔ "مجھے نہیں پتا اس کا نمبر آف جا رہا ہے آئی تھنک میرے نہ آنے پر وہ کیب کروا کر چلی گئی ہو گی۔" راہول نے اندازہ لگایا۔ "لیکن اس کا نمبر کیوں آف ہے؟" اکشے پریشانی سے بولا۔ "پتا نہیں شاید بیٹری ختم ہو گئی ہو۔" "رضا انکل کو فون کر کے پتا کروں وہ گھر پر ہے۔" اکشے نے مشورہ دیا۔ "لیکن اگر وہ گھر نہیں پہنچی ہوئی تو رضا انکل پریشان ہو جائینگے؟" "لیکن پتا تو کرنا ہو گا ایک کام

زمیداری سے نہیں ہوتا تم سے۔" اکشے نے غصے سے کہا۔" یار کہا تو ہے بھول گیا تھا اب ایک ہی بات کے پیچھے نا پڑ جاؤ۔" راہول نے تنگ کر کہا۔" میں رضا انکل کو فون کرتا ہوں باتوں باتوں میں پتا کروالونگا اے جے گھر پر ہے یا نہیں۔" اکشے نے کہ کر فون بند کر دیا۔ راہول پریشان سا کار میں بیٹھا اکشے کے فون کا انتظار کر رہا تھا۔ دس منٹ بعد اکشے کا فون آیا۔ راہول نے جھٹ فون رسیو کیا۔" وہ گھر نہیں پہنچی اس سے پہلے میں ان سے پوچھتا انہوں نے ہی مجھ سے پوچھ لیا کے پری کب تک آئے گی میں نے انہیں جھوٹ بول دیا کے بس تھوڑی دیر میں گھر آ جائیگی۔" اکشے پریشانی سے بولا۔ راہول اس کے پہلے جملے میں ہی اٹک گیا۔" اگر گھر نہیں پہنچی تو کہاں گئی؟" راہول کی جان پے بن آئی اکشے کا بھی کچھ یہی حال تھا۔" ڈھونڈو اسے کس جگہ آنے کا کہا تھا اس نے تمہیں؟" اکشے سلیپر پہنتا باہر نکلا۔ " آئی ڈونٹ نو میں نے جگہ کا نہیں پوچھا۔" راہول کا دماغ ماؤف ہو رہا تھا۔" تم نے اس سے جگہ کا نہیں پوچھا راہول آر یو میڈ؟" اکشے غصے سے چلایا۔" ویٹ وہ مال گئی تھی اور راستے میں اس کی کار خراب ہوئی مین روڈ پر شاید؟" اکشے نے یاد آنے پر کہا۔" لیکن کون سے مال گئی ہوگی یہاں ایک مال تھوڑی ہے؟" راہول کار سٹارٹ کر چکا تھا۔" ایک کام کرو جس مال ہم سب اکثر جاتے ہیں تم اسی مال کے راستے دیکھوں اور میں دوسرے مال کے راستے میں دیکھتا ہوں۔" اکشے نے کار کیز اٹھاتے کہا۔ راہول نے موبائل رکھا اور کار کا رخ مین روڈ کی طرف موڑ گیا۔ راہول آہستہ سپیڈ میں کار چلاتا آس پاس نظریں دوڑائے جا رہا تھا جب ایک جگہ اسے عروج کی کار کھڑی نظر آئی۔ اندر سے کار کی لائٹ آف تھی جس سے راہول کو اندازہ نہیں ہوا کے آیا عروج کار کے اندر ہے یا نہیں۔ اس نے یو ٹرن لیکر کار عروج کی کار کے پیچھے لگا دی۔ راہول تقریباً دوڑتے ہوئے عروج کی کار تک پہنچا۔ اس نے موبائل کی لائٹ آن کر کے ڈرائیونگ سیٹ پر ماری۔ عروج کو وہاں دیکھ اس نے سکون کا سانس لیا تھا۔ راہول نے شیشے پر نوک کیا لیکن عروج اسے پہلے ہی دیکھ

چکی تھی۔ راہول کے نوک کرتے ہی وہ خاموشی سے باہر نکل آئی۔ "تم پاگل ہو یہاں کیا کر رہی ہو؟ اگر تمہیں کچھ ہو جاتا تو؟ اور موبائل کیوں آف ہے تمہارا؟ گھر کیوں نہیں گئی ابھی تک؟" راہول اس کے نیچے اترتے ہی غصے سے نون اسٹاپ اس پر برسا تھا۔ عروج خالی خالی نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔ "بول کیوں نہیں رہی کچھ؟" اس کی خالی خالی نظریں دیکھ اک پل راہول گھبرا یا۔ "تم نے کہا تھا وہی رکو میں آتا ہوں۔" اسے اپنی آواز کسی کنویں سے آتی سنائی دی۔ راہول یک دم شرمندہ ہو گیا۔۔ "آئی ایم سوری اے جے میں بھول گیا تھا۔" راہول نرم پڑا۔ "لیکن تمہیں گھر چلے جانا چاہیے تھا؟" "تم بھول گئے تھے میں نہیں مجھے یاد تھا تم نے رکنے کو کہا تھا۔" وہ سپاٹ سے چہرے کے ساتھ بولی۔ "تو کیا ہوا اے جے جب میں تھوڑی دیر تک نہیں آیا تو تمہیں گھر چلے جانا چاہیے تھا رات کا وقت ہے اگر کچھ ہو جاتا تو؟" راہول فکر مند سا بولا۔ عروج خاموش رہی۔ "بولتی کیوں نہیں کیا ہوا ہے تمہیں؟" راہول اس کی خاموشی سے اکتا کر بولا۔ "جیسے دو پیار کرنے والوں میں کوئی تیسرا آ جائے تو ان کی بربادی کا وقت شروع ہو جاتا ہے ویسے ہی اگر دوستی میں بھی کوئی اور آ جائے تب دوستی کی بنیادیں بھی کھوکھلی ہونا شروع ہو جاتی ہیں۔" وہ آنکھوں میں سرد تاسر لئے بولی تھی۔ "اے جے۔" راہول نے صدمے نے اسے پکارا۔ "گھر چلو راہول۔" وہ کار کی طرف بڑھی جب راہول نے اس کا بازو پکڑا۔ "کیا مطلب تھا تمہاری اس بات کا؟" وہ جانچتی نظروں سے اس کا چہرہ دیکھ رہا تھا۔

"راہول گھر چلو مجھے بھوک لگی ہے۔" وہ بمشکل اپنے آنسوؤں کا گلا گھونٹتے بولی۔ راہول کے دل کو ٹھیس پہنچی تھی ساتھ ہی وہ شرمندگی کی اتھا گہرائیوں میں ڈوب گیا۔ اس نے نرمی سے عروج کا بازو چھوڑ دیا۔ عروج خاموشی سے جا کر کار میں بیٹھ گئی۔ کچھ لمحے راہول یونہی کھڑا رہا پھر خاموشی سے آ کر ڈرائیونگ سیٹ سنبھال لی۔ کار میں مکمل خاموشی تھی۔ اس خاموشی کو موبائل کی رنگ ٹیون نے توڑا۔ "میں نے پورا مین روڈ چھان مارا مجھے اے جے کہیں نہیں ملی

تمہیں ملی کیا؟" اکشے کی سانس پھولی تھی جیسے وہ بھاگا ہو۔ "ہاں میرے ساتھ ہی ہے۔" راہول نے ایک نظر عروج پر ڈالی جو منہ دوسری طرف کئے شیشے سے باہر دیکھ رہی تھی۔ "اوہ شکر ہے۔" اکشے نے بے اختیار سکون کا سانس لیا۔ "کہاں سے ملی کہاں ہے وہ؟" اکشے کی تفتیش شروع ہو گئی۔ "میں بعد میں کال کر کے بتاتا ہوں۔ راہول نے بنا اس کی سنے ہی فون کاٹ دیا۔ کار میں پھر سے خاموشی چھا گئی۔ راہول نے کار ایک ہوٹل کے سامنے روکی۔ کچھ پل کار روکے راہول یونہی عروج کو دیکھتا رہا جو ہنوز باہر دیکھنے میں مگن تھی۔ "اے جے چلو کھانا کھالو۔" راہول نے نرمی سے کہا۔ "مجھے گھر جانا ہے۔" اس نے بنا گردن موڑے ہی جواب دیا۔ "اے جے پہلے کھانا کھالو پھر چلتے ہیں گھر۔" راہول نے اسرار کیا۔ "میں گھر جا کر کھالو نگی۔" اس کی نظریں باہر ہی ٹکی تھی۔ راہول کچھ لمحے خاموش ہو گیا۔ "ٹھیک ہے جیسے تم کہو ویسے یہاں کا پاستا بہت مزے کا ہوتا ہے اور چاکلیٹ آئس کریم کا تو پوچھو ہی مت۔" راہول نے اس کی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھا۔ پاستا اور چاکلیٹ آئس کریم عروج کی فیورٹ تھی۔ عروج نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اس کی خاموشی پر راہول نے گہرا سانس لیا۔ "نہیں کھانا نا کھاؤ میں تو جا رہا ہوں کھانے بلکہ یہی لا کر کھاؤنگا پھر میرے کھانے کو نظر مت لگانا کئی ایسا۔" راہول کی بات ابھی ادھوری تھی جب عروج نے ڈیش بورڈ پر پڑا ٹیشو باکس اٹھا کر اسے مارا۔ راہول اس حملے کے لئے پہلے ہی تیار تھا۔ اس نے بروقت باکس کیچ کیا ساتھ ہی اس کا قہقہہ بلند ہوا۔ عروج راہول پر پھٹ پڑی۔ "کمینے انسان میں نے تمہارا کتنا ویٹ کیا تمہارا دماغ کہاں گم تھا جو تم مجھے بھول گئے؟ دفع ہو جاؤ خود کھالو جا کر پاستا۔" وہ بولتے ساتھ اس پر مکوں کی برسات بھی کر رہی تھی۔ راہول قہقہے لگا کر ہنس رہا تھا۔ "ہنسو مت میں تمہارا سر پھاڑ دو نگی۔" عروج زور سے چلائی۔ راہول بنا کوئی اثر لئے ہنس رہا تھا۔ راہول کے ہنسنے پر عروج کا غصہ آنکھوں کے ذریعے نکلنے لگا۔ عروج کو روتا دیکھ راہول بوکھلا گیا۔ "اے جے آئی ایم سوری۔" راہول نے ٹیشو باکس

اس کی طرف بڑھایا۔ عروج نے خونخوار نظر اس پر ڈالتے ایک ٹیشو نکال لیا۔ "جان سے مار دونگی میں تمہیں۔" وہ سوں سوں کرتی دھمکی دیتے بولی۔ "اوکے مار لینا پر پہلے مجھے معاف کر دو اور کچھ کھالو۔" راہول نے دونو کان پکڑے پیار سے کہا۔ عروج برا سا منہ بناتی کار سے اتر گئی۔ راہول بھی سکون کا سانس لیتا کار سے نکلا۔ کچھ لمحے کی ضد اور انا کو بھلاتے اب وہ آرام سے کھانا کھا رہی تھی **** رزلٹ آچکا تھا عروج نے ہر بار کی طرح پورے کالج میں ٹاپ پوزیشن حاصل کی تھی۔ پورے کالج سے مبارک بعد وصول کرتی وہ خوشی سے چہک رہی تھی۔ "مبارک ہو اے جے۔" ٹینا مبارک بعد دیتی اس کے گلے لگی۔ "بہت بہت مبارک ہو اے جے۔" اکشے بینچ پر چڑھ کر زور سے چلایا "ٹریٹ تو بنتی ہے۔" راہول نے مبارک بعد دیتے کہا۔ "کس خوشی میں؟" عروج نے مسنوعی آنکھیں دکھائی۔ "پورے کالج میں فرسٹ پوزیشن حاصل کی ہے ٹریٹ بھی نہیں دے سکتی؟" "فرسٹ پوزیشن میں نے حاصل کی ہے تو ٹریٹ تم لوگوں کی طرف سے بنتی ہے تمہاری دوست نے تمہارا سر فخر سے بلند کیا اور تم بجائے اسے ٹریٹ دینے کے اسی سے مانگ رہے ہو؟" عروج نے گردن اکڑ کر کہا۔ "یہ کہاں کا رول ہے جو جیتا وہی ٹریٹ دیتا ہے ہم کیوں دیں؟" ٹینا نے کمر پر ہاتھ رکھے تیکھی نظروں سے اسے گھورتے کہا۔ "اچھا یہاں کونسی ہار اور جیت چل رہی ہے؟" عروج بھی اسی کے انداز میں بولی۔ "توبہ ہے اے جے اتنے امیر باپ کی بیٹی ہو اور ایک ذرا سی ٹریٹ نہیں دے سکتی؟" سڈ نے کانوں کو ہاتھ لگائے۔ "ہیلو زیادہ اوور ایکٹنگ کرنے کی ضرورت نہیں ہے پیسا میرے باپ کا ہے میرا نہیں۔" عروج خالص زنانیوں والے انداز میں بولی۔ "تو تمہارے بابا کا پیسا بھی تمہارا ہی ہوا نا وہ کونسا انہوں نے چیرٹی کرنا ہے؟" اکشے نے حیرت سے کہا۔ "ہاں پر جب میں اپنا کمانے لگونگی تب دونگی ٹریٹ ابھی میں نے کوئی ٹریٹ وریٹ نہیں دینی۔" عروج نے ہاتھ جھاڑتے صاف انکار کیا۔ "اور تم کب کمانا شروع کرو گی؟" "جب میں ڈاکٹر بن

جاؤ نگی"" "لو پھر بن گئی تم ڈاکٹر کما لیا تم نے پیسا اور مل گئی ہمیں ٹریٹ۔" راہول نے بیچارگی سے کہا۔"کیوں میں ڈاکٹر کیوں نہیں بن سکتی؟" عروج نے ایک آئی برو اٹھائے استفسار کیا۔"خون دیکھ کر تمہاری حالت خراب ہو جاتی ہے اور تم لوگوں کے آپریشن کرو گی ان کے خون سے کھیلو گی؟" راہول نے اس کا مذاق اڑایا۔"ہاں ابھی ہوں تھوڑی کمزور بعد میں ٹھیک ہو جاؤ نگی ابھی بس آخری سال ہے اور اس کے بعد نیٹ کا ایگزیم دیکر سیدھا میڈیکل کالج۔" عروج خواب کے عالم میں بولی۔"اوپر والا ہی حافظ ہیں فیوچر کے مریضوں کا۔" راہول نے افسوس سے کہا۔ عروج نے خونخوار نظروں سے اسے گھورا۔"اچھا اب ختم کرو بحث اور ٹریٹ دو۔" ٹینا نے دونوں کے درمیان بازو حائل کئے اونچی آواز میں کہا۔"ٹھیک ہے بتاؤ کیا چاہیے؟" "گرمیوں کے کپڑے دلا دو۔" ٹینا نے مسکین سی شکل بنائے کہا۔"تمہارے ماں باپ نے کیا تمہارے گرمیوں کے کپڑوں پر بین لگا یا ہے؟" عروج اس کی فرمائش پر حیران ہوتی بولی۔"نہیں پر ابھی ٹریٹ مل ہی رہی ہے تو سوچا اس سال اپنے ماں باپ کے پیسے بچا لیں۔" ٹینا کی بات پر عروج نے سر دائیں بائیں ہلایا۔"چلو غریبوں تمہیں ٹریٹ دوں۔" عروج اس کے گرد بازو حائل کرتی بولی۔"تم ہو گی غریب۔" پانچوں کالج سے نکلتے ایک دوسرے کو چڑھاتے جا رہے تھے *** عروج نے پہلے سب کو مال سے شوپنگ کروائی پھر سب کے ساتھ ڈنر کر کے انہیں گھر ڈراپ کیا۔ پورا دن اسی میں گزر گیا۔ دہلی کی سڑکیں ہمیشہ کی طرح بھری پڑی تھیں۔ کافی دیر وہ ٹریفک میں پھنسی رہی۔ عروج انہیں ڈراپ کرتی گھر جا رہی تھی جب اس کی نگاہ ایک گاڑی پر پڑی۔ گاڑی کی لائٹ آن ہونے کی وجہ سے عروج اندر کا منظر با آسانی دیکھ سکتی تھی۔ گاڑی کے اندر لیلیٰ ایک لڑکے کو گلے لگائے بیٹھی تھی۔ لیلیٰ کو دیکھ عروج کے اندر غصے کی لہر دوڑ گئی۔ وہ یقین سے کہہ سکتی تھی کار میں لیلیٰ کے ساتھ بیٹھا لڑکا وہ نہیں تھا جسے اس نے کلب میں لیلیٰ کے ساتھ دیکھا تھا۔ ایک نفرت بھری نظر لیلیٰ پر ڈالتے اس نے

تیزی سے گاڑی آگے بڑھالی۔ عروج کی کار کے آگے بڑھتے ہی لیلیٰ نے گردن موڑ کر اس کی کار دیکھی۔ لیلیٰ نے ساتھ بیٹھے لڑکے کو نوٹوں کی گدی پکڑائی جسے لڑکے نے مسکرا کر تھام لیا اور کار سے نکل کر ایک سمت چل پڑا۔ لڑکے کے اترتے ہی لیلیٰ نے ایک نمبر ملایا۔ "اس نے ہمیں دیکھ لیا ہے پلان کامیاب ہوا۔" فون رسیو ہوتے ہی لیلیٰ نے معنی خیزی سے کہا۔ دوسری طرف کا جواب سن کر لیلیٰ نے فون کاٹ دیا۔ اس کے ہونٹوں پر بڑی زہریلی مسکراہٹ تھی۔ عروج پریشانی سے چکر کاٹ رہی تھی کچھ دیر پہلے دیکھا گیا منظر اس کی آنکھوں کے سامنے گھوم رہا تھا۔ "نہیں راہول کو لیلیٰ جیسی لڑکی سے دور رکھنا ہوگا۔" وہ اضطرابیت کی کیفیت میں چکر لگاتی بڑبڑا رہی تھی۔ "مجھے لیلیٰ کو راہول سے دور کرنا ہے کسی بھی قیمت پر۔" پختہ ارادہ کرتی عروج بیڈ پر بیٹھ گئی ***

"گائیز یہ رنگ کیسی ہے؟" راہول نے ایک مخملی ڈبی کھول کر سب کو دکھائی۔ "دس از سو بیوٹیفل۔" ٹینا نے ستائش بھری نظروں سے رنگ کو دیکھتے کہا۔ رنگ پر لگا بڑا سا ڈائمنڈ جگمگا رہا تھا۔ عروج ان سے بے نیاز موبائل میں لگی تھی۔ "یہ کس کے لئے ہے؟" سڈ نے رنگ دیکھتے اشتیاق سے پوچھا۔ "لیلیٰ کو پرپوز کرنے کا سوچ رہا ہوں۔" راہول کی بات پر عروج کے کان کھڑے ہوگئے۔ بہ ظاہر وہ موبائل میں لگی تھی مگر اب اس کا سارا دھیان ان کی طرف تھا۔ "اچھا پر ہم نے تو لیلیٰ کو ابھی پاس ہی نہیں کیا۔" اکشے نے معصومیت سے کہا۔ "کیا مطلب؟" راہول چونکا۔ "کیا بار بار مطلب پوچھتے تو؟ اتنی بار تو بتایا ہے۔" سڈ جھنجھلایا۔ "گائیز دس از چیٹنگ لیلیٰ سے اتنی بار ملے ہو اتنی اچھی ہے وہ پھر بھی تم لوگ ایسی باتیں کر رہے ہو؟" راہول روہانسا ہوا۔ "اچھا مذاق کر رہے تھے یار تم تو سیریس ہی ہوگئے میری طرف سے لیلیٰ پاس ہے۔" اکشے نے اعلانیہ کہا۔ "ہماری طرف سے بھی۔" ٹینا اور سڈ بھی اسے تنگ کرنے کا ارادہ

چھوڑتے ایک ساتھ بولے۔ ان کی ہاں پر راہول کا چہرہ ڈائیمنڈ کی طرح جگمانے لگا۔ "اے جے تمہیں کیسی لگی لیلیٰ؟" راہول کی آواز میں سمائی خوشی عروج سے چھپی نہیں رہی۔ اس نے موبائل سے نظریں ہٹا کر اس کے حسین چہرے کو دیکھا جو خوشی سے دمک رہا تھا۔ عروج کے دل کو بے اختیار ٹھیس پہنچی۔ "ٹھیک ہے۔" اس نے دوبارہ موبائل پر نظریں ٹکالی۔ "بس ٹھیک ہے؟" راہول کا دمکتا چہرہ بجا۔ "ہاں ٹھیک ہے۔" اس نے مصروف سے انداز میں کہا۔ راہول چند لمحے اس کا چہرہ دیکھتا رہا پھر سر جھٹک کر باقیوں کی طرف متوجہ ہو گیا۔ عروج کی انگلیاں موبائل پر چل رہی تھی مگر اس کی نظریں اور دماغ کسی اور ہی نکتے پر ٹکا تھا*** "راہول مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے۔" عروج نے راہول کو اکیلے ہی کیفے بلایا تھا اب وہ دونوں آمنے سامنے بیٹھے تھے جب عروج نے کہا۔ "ایسی کیا ضروری بات تھی جو تم نے ارجنٹ مجھے یہاں بلایا اور وہ بھی اکیلے؟" راہول نے جانچتی نظروں سے اس کا چہرہ دیکھتے پوچھا۔ "راد دیکھو مجھے غلط مت سمجھنا مجھے نہیں لگتا لیلیٰ تمہارے لئے سہی ہے آئی میں وہ ایک اچھی لڑکی نہیں ہے وہ تمہیں ڈیزرو نہیں کرتی۔" عروج نے قدرے ٹھہرے اور ہچکچاتے اپنی بات مکمّل کی۔ "یہ کوئی وقت ہے مذاق کرنے کا؟ مجھے لگا کوئی ضروری بات ہو گی جو تم نے مجھے اتنی ارجنٹ یہاں بلایا۔* راہول نے ہنستے اس کی بات مذاق میں ڈالی۔ "میں مذاق نہیں کر رہی۔" عروج کے چہرے پر چھائی سنجیدگی دیکھ راہول کو تشویش نے آگیرا۔ "اے جے تمہیں پتا ہے تم کیا کہ رہی ہو؟" راہول بھی سنجیدہ ہوا۔ "ہاں تم نے جو سنا سہی سنا۔" راہول ایک گہری سانس لیتا کرسی سے ٹیک لگا گیا۔ "راہول۔" عروج نے کچھ کہنا چاہا جب راہول نے درشتگی سے اس کی بات کاٹی۔ "اے جے یو نو وہاٹ تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے جو تم ایسی باتیں کر رہی ہو کیا پروبلم کیا ہے تمہیں لیلیٰ سے؟ جب سے وہ تم سے ملی ہے تب سے نوٹس کر رہا ہوں تم اس سے اتنا ویئرڈ بہیو کر رہی ہو تمہارا مسلا کیا ہے؟" "میں نہیں بتا سکتی۔" عروج نے نا چاہتے ہوئے بھی

نظریں چرائی۔ "وائے؟" راہول غصے سے چلاتا اپنے جگہ سے کھڑا ہو گیا۔ "کیوں نہیں بتا سکتی؟" "راہول لوگ دیکھ رہے ہیں۔" عروج نے راہول کا دھیان آس پاس کے لوگوں پر دلوایا جہاں کافی سارے لوگ انہیں دیکھ رہے تھے۔ راہول بھی آس پاس کا خیال کرتا واپس چیئر پر بیٹھ گیا۔ "اے جے میری بات سنو میں نہیں جانتا تمہیں لیلیٰ سے کیا مسلا ہے تم کیوں اسے پسند نہیں کرتی لیکن ایک بات سن لو میں نہیں چاہتا میری دوستی میں میرا پیار آئے یا میرے پیار میں میری دوستی اور میری بات کان کھول کے سن لو میں لیلیٰ سے پیار کرتا ہوں اور اس کے بارے میں کوئی بھی ایسی ویسی بات برداشت نہیں کرونگا یہ تمہاری پہلی غلطی ہے اسی لئے معاف کر رہا ہوں اگر اب لیلیٰ کے بارے میں کچھ کہا تو میں بھول جاؤنگا تم میری دوست ہو۔" اپنی بات ختم کرتا راہول دندناتا ہوا وہاں سے نکلا۔ عروج نے سر دونوں ہاتھوں میں گرا لیا۔ سب بگڑ گیا تھا۔ اس کا دماغ ماؤف ہو رہا تھا جب اس کا موبائل بجا۔ کال ان نون نمبر سے آرہی تھی۔ عروج چند ثانیے موبائل کی سکرین دیکھتی رہی پھر کچھ سوچ کر اس نے کال پک کرلی۔ "ہیلو اے جے اٹس می لیلیٰ۔" لیلیٰ کا فون آنا ایک غیر متوقع بات تھی ساتھ ہی اس کا اے جے کہنا عروج کو سخت ناگوار گزرا۔ "تم مل سکتی ہو مجھ سے؟" دوسری طرف سے جواب نا پا کر لیلیٰ نے دوبارہ کہا۔ "کیوں؟" "تمہیں میرے بارے میں جو غلط فہمی اسے دور کرنا چاہتی ہوں۔" لیلیٰ نے دوستانہ انداز میں کہا۔ عروج چند ثانیے سوچتی رہی۔ راہول سے بات کرنے کا کوئی فائدہ نہیں لیلیٰ سے بات کر کے دیکھتی ہوں۔ اس کے دماغ میں جو آیا اسے ترتیب دینے کے لئے وہ ہاں کہنے لگی جب کال ڈسکنیکٹ ہو گئی۔ عروج نے دوبارہ کال کی۔ دو تین بیل پر لیلیٰ نے کال رسیو کرلی۔ "کہاں ملنا ہے؟" عروج نے سپاٹ سی آواز میں پوچھا۔ "وہی جہاں تم سب ایک ساتھ آتے ہو۔" لیلیٰ کے چہرے پر شیطانی مسکراہٹ رقص کر رہی تھی۔ "اوکے میں آرہی ہوں لیکن۔" عروج رکی۔ "لیکن؟" "تم راہول کو نہیں بتاؤ گی میں تم سے ملی؟"

"اوکے نہیں بتاؤ نگی ملتے ہیں کلب میں میں تمہارا انتظار کر رہی ہوں۔" لیلیٰ نے کہ کر کال کاٹ دی۔ عروج چند پل موبائل کو دیکھتی رہی۔ اس کے من میں عجیب عجیب سے خیال آ رہے تھے۔ دماغ میں طرح طرح کی سوچیں لئے وہ کلب پہنچی۔ عروج کو دیکھ لیلیٰ نے اسے اپنی طرف آنے کا اشارہ کیا۔ "ہائے اے جے ہاؤ آر یو؟ کم سٹ۔" لیلیٰ فریش فریش سی بولی۔ عروج بنا کوئی جواب دیئے خاموشی سے بیٹھ گئی۔ "کیا لو گی جوس کولڈ ڈرنک بیئر ووڈکا اینی تھنگ؟" لیلیٰ ٹانگ پر ٹانگ چڑھائے بیٹھ گئی۔ "نو تھنکس۔" عروج نے ناگواری سے کہا۔ ون پیس میں ٹانگ پر ٹانگ رکھے بیٹھی وہ عروج کو زہر لگی۔ اس میں کوئی شک نہیں تھا لیلیٰ عروج سے زیادہ خوبصورت تھی۔ "ارے ایسے کیسے کچھ تو لینا ہو گا، ویٹر۔" لیلیٰ نے دوستانہ انداز میں کہتے ویٹر کو آواز لگائی۔ "ایک گلاس ووڈکا اور ایک گلاس مینگو جوس لے آؤ۔" ویٹر کے پاس آتے ہی لیلیٰ نے آرڈر دیا۔ ویٹر آرڈر لیکر چلا گیا۔ اب لیلیٰ مسکرا کر عروج کو دیکھ رہی تھی۔ "تو اے جے تمہیں مجھ سے کیا پروبلم ہے آئی مین وائے یو ڈونٹ لائک می؟" "تمہیں تو پتا ہونا چاہیے مجھے تم سے کیا پروبلم ہے؟" عروج نے آئی برو اٹھائے اسے دیکھا۔ اتنی دیر میں ویٹر آرڈر لیکر آ گیا۔ ویٹر نے دو ووڈکا کے گلاس لیلیٰ کے آگے رکھے اور جوس کا گلاس عروج کے آگے رکھ دیا۔ "یہ دو گلاس ووڈکا کیوں میں نے تو ایک گلاس آرڈر کیا تھا؟" لیلیٰ نے حیرت سے کہا۔ "سوری میڈم غلطی سے آ گئے۔" ویٹر نے فورن معزرت کی۔ "میں واپس لے جاتا ہوں۔" "نہیں رہنے دو اب تم جاؤ۔" لیلیٰ کی بات پر ویٹر جیسے آیا تھا ویسے پلٹ گیا۔ "لونا۔" لیلیٰ نے اپنا گلاس اٹھاتے عروج کو بھی جوس لینے کا کہا۔ عروج نے بے دلی سے گلاس اٹھا کر چند اک گھونٹ بھرے۔ لیلیٰ معنی خیزی سے عروج کے منہ کو لگا گلاس دیکھ رہی تھی۔ "اور بتاؤ کیا کہ رہی تھی تم؟" گلاس واپس ٹیبل پر رکھتے لیلیٰ نے دوبارہ سلسلہ کلام جوڑا۔ "دیکھو لیلیٰ میں اچھے سے جانتی ہو کے تم را۔" عروج کی بات ادھوری رہ گئی جب وہ اپنا سر پکڑ کر کراہی۔ "اے جے آر یو اوکے؟"

لیلیٰ نے اپنے لہجے میں فکر سموئے پوچھا۔ عروج کو تیز چکر آرہے تھے۔ "ہ۔۔۔۔ہاں میں ٹ۔۔۔ٹھیک ہوں بس چ۔۔۔چکر آرہے ہیں۔" عروج کی آواز لڑکھڑائی۔ "تم لو یہ جوس پیو۔" لیلیٰ نے جوس کا گلاس اس کے ہاتھ میں تھمایا۔ عروج نے ایک ہی سانس میں سارا گلاس ہلک سے نیچے اتارا جوس کے اندر جانے کے دیر تھی عروج کو اپنے اندر ایک سرور سا محسوس ہوا۔ وہ لڑکھڑاتے ہوئے اٹھی اور جھومنے لگی۔ لیلیٰ لبوں پر اپنے فتح کی مسکراہٹ سجائے اسے دیکھ رہی تھی۔ "ڈرگز کا اثر شروع ہوا۔" لیلیٰ زیرِ لب بڑبڑائی۔ اس نے عروج کے جوس میں ایک خاص قسم کی ڈرگز ملائی تھی جسے پیتے ہی انسان کے پورے جسم میں ایک سرور سا دوڑ جاتا اور وہ عجیب سی حرکتیں کرنے لگتا۔ جھومتے جھومتے عروج ڈانس فلور پر آکر ڈانس کرنے لگی۔ موقع کا فائدہ اٹھا کر لیلیٰ نے جوس کا گلاس شراب کے گلاس کے ساتھ چینج کر دیا اور ساتھ ہی لیلیٰ نے اس کا موبائل اٹھا کر اپنی طرف سے کی گئی کال ڈیلیٹ کر دی۔ عروج کی بد قسمتی کے وہ پاسورڈ نہیں لگاتی تھی۔ وہ پوری طرح ہوش کھو کر ڈانس کر رہی تھی۔ دور ٹیبل پر بیٹھے شخص نے اس کی بربادی کی ویڈیو بنائی تھی۔ راہول لیلیٰ کی کال ملتے ہی فورن کلب پہنچا۔ سامنے عروج کو بے خبر ڈانس کرتا دیکھ اسے شدید حیرت ہوئی۔ "اچھا ہوا راہول تم آگئے پتا نہیں اے جے کو کیا ہوا ہے پہلے مجھے فون کر کے یہاں بلایا اور عجیب سی باتیں کرنے لگی اور پتا نہیں کیا کیا کہ رہی تھی تم راہول کو چھوڑ دو تم ایک دوسرے کو ڈیزرو نہیں کرتے اور پتا نہیں کیا کیا۔" لیلیٰ اپنے لہجے میں پریشانی سموئے نون اسٹاپ بولی۔ راہول غصے اور پریشانی سے عروج کی طرف بڑا۔ "اے جے کیا کر رہی ہو؟ چلو یہاں سے۔" عروج ٹس سے مس نا ہوئی اور یونہی ڈانس کرتی رہی۔ "اے جے چلو یہاں سے۔" راہول نے اس کا بازو کھینچا مگر عروج نے اپنا ہاتھ چھڑا کر اسے ایک دھکا دیا راہول گرتے گرتے بچا۔ راہول نے غصے سے اسے کھینچ کر اپنی طرف کیا اور تب اسے احساس ہوا عروج نشے میں تھی۔ وہ بونچکا رہ گیا۔ راہول بے

یقینی سے اسے دیکھ رہا تھا جو اپنی مستی میں مست تھی۔ راہول غصے سے اسے گھسیٹتا لیلیٰ کی طرف آیا۔"اس نے شراب پی ہے؟" راہول نے لیلیٰ سے پوچھا۔"ہاں میں نے اس کے لئے جوس آرڈر کیا تھا مگر اس نے کہا میں ووڈکا پیونگی اور اپنے لئے ووڈکا منگوالی یہ دیکھو۔" لیلیٰ نے راہول کا دھیان ٹیبل کی طرف کیا۔ راہول نے بے یقینی سے ٹیبل پر پڑے دو ووڈکا کے گلاس دیکھے ایک گلاس ٹیبل کی ایک طرف تھا اور دوسرا دوسری طرف جبکہ جوس کا گلاس ٹیبل کے بیچو بیچ پڑا تھا۔"انبلیو یبل اے جے شراب نہیں پیتی؟" وہ بے یقینی سے بڑبڑایا۔"میری بات پر یقین نہیں ہے تو ویٹر سے پوچھ لو اس نے خود لا کر دی تھی اے جے کو شراب۔" لیلیٰ نے آنکھوں ہی آنکھوں میں ویٹر کو نا جانے کتنی دھمکیاں دی۔ راہول نے بے یقینی سے ویٹر کی طرف دیکھا۔ ویٹر راہول اور عروج کو اچھے سے جانتا تھا۔"یس راہول سر عروج میڈم نے خود ووڈکا آرڈر کی تھی اور میں نے انہیں پیتے ہوئے بھی دیکھا۔"ویٹر نے لیلیٰ کے رٹے رٹائے الفاظ کہے۔ راہول بنا کوئی جواب دیئے عروج کو گھسیٹتے ہوئے گاڑی تک لایا۔ پٹخنے والے انداز میں اسے اندر بیٹھا کر راہول نے دروازہ لاک کر دیا۔ عروج مسلسل دروازہ بجا رہی تھی۔ لیلیٰ نے موقعے کا فائدہ اٹھاتے راہول کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔"کیوں بلایا اس نے تمہیں؟" راہول کی آواز کسی گہرے کنویں سے آتی سنائی دی۔"اس نے مجھے کال کر کے یہاں بلایا اور کہا میں تمہیں نا بتاؤں اور یہاں آنے پر وہ عجیب عجیب سی باتیں کرنے لگی سب ٹھیک تو ہے راہول مجھے عروج کافی سٹریس میں لگی؟" لیلیٰ نے آنکھوں میں آنسو لائے پوچھا۔"تم فکر مت کرو اور گھر جاؤ میں تم سے بعد میں ملتا ہوں۔" راہول نے اسے گلے لگائے کہا۔ لیلیٰ نے اس کی بات پر سر ہلا دیا۔ گاڑی سٹوڈیو کے راستے گامزن تھی۔ اس حالت میں اسے گھر لے جانا راہول کو ٹھیک نہیں لگا۔ عروج مسلسل دروازہ بجاتی پاگلوں کی طرح ہنسے جا رہی تھی۔ راہول ضبط سے گاڑی چلا رہا تھا۔ سٹوڈیو میں لا کر راہول نے زور سے اسے صوفے پر پٹخا۔ عروج صوفے پر گری

راہول کو برا بھلا بولتی نیند کی وادی میں اتر گئی۔ راہول غصہ ضبط کرتا مسلسل چکر لگا رہا تھا۔ آج اس نے عروج کو جس حالت میں دیکھا اس کے لئے یقین کرنا مشکل تھا کے یہ وہی عروج تھی جو پاکستان جانے سے پہلے تھی؟ اس نے نوٹس کیا تھا جب سے عروج پاکستان سے آئی تھی تب سے وہ بدلی بدلی سی تھی اور لیلیٰ سے اس کو کیا مسلہ تھا؟ یہ بات راہول کو اندر ہی اندر کھا رہی تھی۔ کافی دیر خود کو کمپوز کرنے کے بعد وہ وہی پاس رکھے دوسرے صوفے پر بیٹھ گیا۔ اس نے عروج کے موبائل سے آج رات سٹوڈیو میں رکنے کا میسج رضا میر کو بھیج کر موبائل ایک طرف رکھ دیا*** صبح عروج اٹھی تو اسے اپنا سر گھومتا ہوا محسوس ہوا۔ اس کے سر میں درد کی ٹھیسیں اٹھ رہی تھی۔ راہول سٹوڈیو میں بنے خوبصورت سے کچن میں نا جانے کیا کر رہا تھا۔ عروج سر دونوں ہاتھوں میں تھامے اٹھنے کی کوشش کرنے لگی لیکن لڑکھڑا کر دوبارہ صوفے پر گری۔ کلب میں ہونے والا واقع اس کی آنکھوں کے پردوں کے سامنے گھومنے لگا۔ اسے اتنا ہی یاد تھا لیلیٰ نے اسے جوس پلایا تھا وہ یہاں کیسے آئی اسے کچھ یاد نہیں۔ وہ حیرانی سے سٹوڈیو کو دیکھ رہی تھی۔ راہول ہاتھ میں ایک گلاس تھامے کچن سے باہر آیا۔ راہول کو دیکھ عروج کو شدید حیرت ہوئی۔ "یہ لو پی لو۔" راہول نے گلاس اس کے چہرے کے آگے کیا۔ "تم یہاں کیا کر رہے ہو؟ میں یہاں کیسے آئی؟ اور یہ کیا ہے؟" عروج نے حیرت سے کئی سوال کئے۔ "میں یہاں تمہیں کلب سے لایا تھا جب تم شراب کے نشے میں چور ہو کر ناچ رہی تھی اور یہ نمو پانی ہے جس سے تمہارے سر درد میں کمی آئے گی۔" راہول نے لفظوں پر زور دیتے اس کے سوالوں کا جواب دیا۔ عروج تو لفظ شراب پر ہی اٹک گئی تھی۔ "کیا بکواس کر رہے ہو میں نے شراب کب پی اور ڈانس نمو پانی یہ سب کیا ہے؟" عروج حیرانی سے بولی۔ "میں بکواس کر رہا ہوں؟ اور جو تم نے کل رات کیا وہ کیا تھا؟" راہول غصے سے چلایا تھا۔ "میں نے کیا کیا؟" "تم نے کیا کیا؟" راہول نے طنزیہ سر جھٹکا۔ "تم نے لیلیٰ کو کلب میں بلا کر کیا کہا تھا بتاؤ؟ اور تم

نے شراب بھی پی اب کہو یہ جھوٹ ہے؟" راہول نے بازو سے پکڑ کر اسے جھنجھوڑا۔ "راہول چھوڑو کیا بکواس لگائی ہے؟میں نے اسے نہیں اس نے مجھے بلایا تھا کلب۔" عروج اس سے اپنا ہاتھ چھڑاتی چلائی۔ "کتنا جھوٹ بولو گی اے جے؟تم نے اسے کلب بلایا تھا اور لیلیٰ نے مجھے خود بتایا۔" "میں نے نہیں اس نے مجھے بلایا تھا اور اس نے ہی میرے جوس میں کچھ ملایا ہو گا تبھی مجھے چکر آ رہے تھے۔" عروج ساری بات سمجھتی بولی۔ "بس کر دو اے جے۔" راہول رنجیدگی سے بولا۔ "میں جھوٹ نہیں بول رہی راہول اگر تمہیں یقین نہیں آتا تو میں تمہیں اس کی کال دکھاتی ہوں۔" عروج اپنا موبائل ڈھونڈھنے لگی۔ اس نے صوفے سے اپنا موبائل اٹھایا اور کال لسٹ نکالی۔ مگر وہاں لیلیٰ کی کوئی کال نہیں آئی تھی۔ عروج بار بار اوپر نیچے کر کے دیکھ رہی تھی۔ راہول نے اس کے ہاتھ سے موبائل جھپٹا اور کال لسٹ دیکھنے لگا۔ کل رات عروج کے موبائل سے لیلیٰ کو کال گئی تھی لیلیٰ کی کوئی کال اسے ریسیو نہیں ہوئی۔ "کہاں ہے لیلیٰ کی کال؟" راہول نے موبائل اس کے چہرے کے آگے لہرایا۔ "راہول میرا یقین کرو اس نے خود مجھے کال کر کے بلایا تھا۔" عروج اپنی صفائی میں بولی۔ "انف اے جے کیا ہو گیا ہے تمہیں؟ کیوں ایسا بیہیو کر رہی ہو؟ اگر کوئی پروبلم ہے تو مجھے بتاؤ ہم مل کر سولو کر لینگے؟" راہول نے نرمی سے کہا۔ "راہول میرا یقین کرو۔" اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ "کیا یقین کروں ہاں؟ کبھی کہتی ہو لیلیٰ اچھی لڑکی نہیں ہے کبھی کہتی ہو اس نے تمہیں کلب بلایا اور تمہاری ڈرنک میں کچھ ملا دیا واہ۔" وہ طنزیہ ہنسی ہنسا۔ عروج صدمے کی کیفیت میں اسے دیکھ رہی تھی۔ "اے جے مجھے لگتا ہے تمہیں کسی ڈاکٹر کی ضرورت ہے کیونکہ تم پاگل ہو رہی ہو سمجھی تم۔" راہول غصے سے کہتا وہاں سے چلا گیا۔ وہ بے بس سی صوفے پر ڈھیر ہو گئی۔ وہ ہار رہی تھی۔ سہی ہو کر بھی غلط ٹھہرائی جا رہی تھی۔ کیا اس کی پندرہ سالوں کی دوستی اتنی کمزور تھی؟ کیا اس کے دوست کو اس پر یقین نہیں تھا؟ کیا وہ اس کی فطرت سے واقف نہیں تھا؟ کیا اس کی

آنکھوں پر محبّت کی پٹی بندھی تھی کے اسے یہ بھی خیال نہیں آیا کے ایک گلاس ووڈکا سے اسے اتنا نشہ کیسے ہو گیا؟ یا اسے اپنی دوستی سے زیادہ محبّت پر یقین تھا؟ یا پھر وہ اپنی دوستی میں اتنا ہی کچا ثابت ہونے والا تھا؟ *** (حال) عروج کمر پر ڈوپٹا باندھے صفائی کر رہی تھی۔ کافی دنوں کی مصروفیت میں اسے سہی سے صفائی کرنے کا موقع ہی نہیں ملا۔ آج وہ فری تھی اسی لئے اس نے صفائی کرنے کا سوچا۔ عدن نے اس کی مدد کرنی چاہی مگر عروج نے سختی سے منع کر دیا۔ ساری صفائی کے بعد عروج لاؤنج کی دسٹنگ کر رہی تھی جب ڈور بیل بجی۔ عروج نے ناگواری سے دروازے کی طرف دیکھا۔ دروازے پر ایک ہی مخلوق آتی تھی ہمیشہ۔ عروج کمر سے دوپٹا ٹھیک کرتی دروازہ کھولنے بڑھی۔ دروازہ کھولنے پر اسے زین نظر آیا جو ہاتھوں میں فریش گلاب کا گلدستہ لئے خود بھی فریش فریش سا کھڑا تھا۔ اسے دیکھ عروج کی تیوری چڑ گئی۔ زین اسے دیکھ کر مسکرا کر ہاتھ ہلانے لگا۔ عروج نے سر کے اشارے سے ہی اس کے آنے کی وجہ پوچھی۔ زین نے بھی سر ہلا دیا۔ "منہ میں زبان نہیں ہے کیا؟" عروج اس کے سر ہلانے پر چڑ کر بولی۔ "تمہارے منہ میں بھی زبان نہیں ہے کیا؟" زین بھی اسی کے انداز میں بولا۔ "کیوں آئے ہو یہاں؟" عروج اس کی بات پر غصہ کنٹرول کرتی بولی۔ "میں تم سے ملنے نہیں آیا۔" "تو کس سے ملنے آئے ہو؟" "تمہاری آنٹی سے ملنے آیا ہوں۔" زین نے اندر کا منظر دیکھتے کہا۔ "تمہیں کیوں ملنا ہے ان سے؟" عروج نے مشکوک نظروں سے اسے گھورا۔ "میں ان کی عدایت کرنے آیا ہوں۔" اس کی بات پر عروج کی ہنسی نکل گئی۔ ساتھ ہی اس کے دل میں ایک ٹھیس اٹھی ہنستے ہی اس کی آنکھوں میں نمی اتر آئی جسے اس نے سر نیچے کر کے صاف کیا۔ "ہنس کیوں رہی ہو؟" زین نے ناگواری سے پوچھا۔ "تمہیں پتا ہے عدایت کسے کہتے ہیں؟" عروج نے طنزیہ آئی برو اٹھائے استفسار کیا۔ "ہاں وہ جو مریض کی کرتے ہیں۔" زین نے اطمینان سے جواب دیا۔ "وہ تو عیادت ہوتی ہے تم تو کسی عدایت کی بات کر رہے

ہو؟" عروج نے اسے چڑایا۔ زین ایک دم شرمندہ ہو گیا۔ لیکن اپنی شرمندگی چھپاتا ڈھٹائی سے بول۔ "جو بھی ہے میں ملنے آیا ہوں ہٹو سائیڈ پر۔" زین اسے سائیڈ پر کرتا اندر گھسنے لگا۔ "اوہ ہیلو نکلو یہاں سے امی ابھی سو رہی ہیں۔" "امی؟" زین نے حیرت سے کہا۔ "ہاں امی سو رہی ہیں نکلو؟" عروج نے اسے دھکا دینا چاہا۔ "اچھا وہ تمہاری امی ہو گئی اس حساب سے میں تمہارا شوہر ہوا چلو ہٹو سائیڈ پر اپنے شوہر کو اندر آنے دو۔" زین تحکمانہ انداز میں بولا۔ عروج کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔ اس سے پہلے وہ کوئی جواب دیتی پیچھے سے عدن کی آواز آئی۔ "کون ہے عروج؟" عدن کی آواز پر عروج جو پورے دروازے میں پھیلی کھڑی تھی یک دم سیدھی ہوئی۔ اس کے کچھ کہنے سے پہلے ہی زین اسے سائیڈ پر دھکیلتا اندر داخل ہوا۔ "اسلام و علیکم میرا نام زین ہے میں آپ کے سامنے والے فلیٹ میں رہتا ہوں جس دن آپ بیہوش ہوئی تھیں میں ہی آپ کو ہوسپٹل لیکر گیا تھا۔" اندر آتے ہی زین نے پٹر پٹر بولنا شروع کر دیا۔ عدن جو اس کی یوں اندر آنے پر اسے کھری کھری سنانے لگی تھی یک دم خوشی سے بولی۔ "وا علیکم اسلام آؤ بیٹا اندر۔" عروج غصے سے دروازہ بند کرتی اندر آ گئی۔ "یہ آپ کے لئے۔" زین نے بکے عدن کی طرف بڑھایا۔ "ارے اس کی کیا ضرورت تھی؟" عدن نے جھجکتے بکے تھام لیا۔ "ارے کیوں نہیں جب کسی کی عیادت کرنے آتے ہیں تو کچھ تو ساتھ لانا چاہیے مجھے کچھ اور نہیں سوجا تو بکے لے آیا۔" زین عیادت پر زور دیتا عروج کی طرف دیکھ کر مسکرایا۔ "ویسے آپ کو اتنا تو پتا ہونا چاہیے کے گلاب کے پھول اسے دیتے ہیں جن سے ہم محبّت کرتے ہوں مریض کے لئے تو کوئی بھی رنگ لایا جا سکتا تھا؟" عروج طنزیہ بولی۔ زین آپ لفظ پر غش غش کرنے لگا۔ "کوئی بات نہیں عروج مہمان جو بھی لائے اسے خوشدلی سے قبول کرنا چاہیے۔" عدن نے مسکرا کر کہا۔ عروج اس کی بات پر زبردستی مسکراتی صوفے پر بیٹھ گئی۔ "جی جی بلکل مہمان تو اللہ کی رحمت ہوتے ہیں میری امی بھی یہی کہتی ہیں۔" "یہ تو بہت اچھی بات ہے۔"

عدن کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔ "ویسے عروج نے مجھے آپ کے بارے میں بتایا نہیں؟" عدن نے الجھ کر کہا۔ "جی میں نے ہی منع کیا تھا بتانے کو میری امی کہتی ہیں نیکی کر کے جتانے سے وہ ضائع ہو جاتی ہے اسی لئے میں نے منع کیا تھا آپ کو بتانے سے۔" زین اپنی تعریف کے پل باندھتا بولا۔ عروج منہ کھولے اس کی باتیں سن رہی تھی۔ عروج کے یوں دیکھنے پر زین دوبارہ بولا۔ "ویسے آپ کی بیٹی بہت اچھی ہے اس نے آپ کے آپریشن کے لئے کیا کچھ نہیں کیا اس نے تو اپنے زیو۔" "آپ کافی لینگے یا چائے؟" عروج نے فورن اس کی بات کاٹتے لفظوں پر زور دیتے پوچھا۔ اس کی آنکھوں میں غصہ دیکھ زین کو چند پل لگے سب سمجھنے میں۔ "جو آپ پلا دے۔" وہ بتی سی دکھاتا شرافت سے بولا۔ عروج اسے گھورتی کچن میں چلی گئی۔ "معاف کرنا بیٹا میں باتوں ہی باتوں میں کچھ پوچھنا بھول ہی گئی۔" عدن نے معذرت کرتے کہا۔ "کوئی بات نہیں آنٹی۔" زین نے خوشدلی سے کہا۔ عروج نے دو کپ کافی لا کر ٹیبل پر رکھ دیئے۔ "شکریہ۔" زین نے مسکرا کر کپ اٹھالیا۔ "اس کے اندر کا انگریز مر گیا ہے جو اتنی اردو جھاڑ رہا ہے۔" عروج صوفے پر بیٹھتی بڑبڑائی۔ "تم کیا کرتے ہو بیٹا؟" عدن نے اپنا کپ اٹھاتے پوچھا۔ "میں اسٹڈی کرتا ہوں ہم دونوں ایک ہی کالج میں پڑھتے ہیں اور ہم بہت اچھے دوست بھی ہیں۔" زین نے عروج کو دیکھتے کہا جو اس کے جھوٹ پر اسے قہر آلود نظروں سے گھور رہی تھی۔ "اوہ اچھا عجیب بات ہے عروج نے تو کبھی ذکر ہی نہیں کیا؟" "ہماری دوستی دراصل کچھ دن پہلے ہی ہوئی ہے ورنہ پہلے تو ہم صرف کلاس میٹ تھے ہے نا زین؟" عروج نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے پوچھا۔ زین نے ہاں میں سر ہلا دیا۔ ایک گھنٹے سے زیادہ دیر تک عدن اور زین بیٹھے گپے لڑاتے رہے۔ عروج ناگواری سے ایک طرف بیٹھی ان کی باتیں سنتی رہی۔ "اوکے آنٹی اب میں چلتا ہوں۔" زین اپنی جگہ سے کھڑا ہوا۔ "بیٹا رک جاؤ کھانا کھا کر جانا؟" عدن نے کھانے کی پیشکش کی۔ زین ہاں کہنے ہی لگا تھا جب عروج کی خونخوار نظریں خود پر محسوس کی۔

"نہیں آنٹی پھر کبھی اب تو آنا جانا لگا رہیگا۔" زین عدن سے کندھے پر پیار لیتا بولا۔ "ضرور آؤ تمہارا اپنا ہی گھر ہے۔" عدن نے خوشدلی سے کہا۔ زین خدا حافظ کہتا وہاں سے چلا گیا مگر جانے سے پہلے عروج کو منہ چڑانا نہیں بھولا۔ عروج پیچ وتاب کھاتی رہ گئی۔ "بہت پیارا بچا ہے۔" عدن نے مسکرا کر کہا۔ عروج بنا کوئی جواب دیئے خاموشی سے کپ سمیٹتی کچن میں چلی گئی۔ وہ ہی جانتی تھی زین کتنا اچھا ہے*** (ماضی) راہول گہری نیند سو رہا تھا جب اس کا موبائل بجا۔ "ہیپی فرینڈ شپ ڈے۔" کال اٹینڈ کرتے ہی کان کے پردے پھاڑنے والی آواز اس کی سماعت سے ٹکرائی۔ "آج کونسا فرینڈ شپ ڈے ہے؟" راہول نے موبائل پر ڈیٹ دیکھتے بے زاری سے کہا۔ "ارے آج ہمارا فرینڈ شپ ڈے ہے بھول گئے؟" اکشے نے حیرت سے کہا۔ راہول یاد آنے پر فورن سیدھا ہوا۔ "ہیپی فرینڈ شپ ڈے۔" راہول نے مسکرا کر کہا۔ "یار آج ہماری دوستی کو پورے پندرا سال ہو گئے ہیں۔" راہول کے دماغ میں بچپن کی یادیں گھومنے لگی۔ "ہاں یار وقت گزرنے کا پتا ہی نہیں چلا۔" راہول بھی گہرا سانس لیتا بولا۔ "راہول اے جے کال رسیو نہیں کر رہی باقی سب کو وش کر دیا ہے اک وہی رہ گئی ہے۔" اکشے کی بات پر اس کے چہرے پر غصے کے تاسرات نمودار ہوئے۔ "ہمم۔" وہ اتنا ہی بولا۔ "آج شام کو ملتے ہیں سٹوڈیو میں۔" اکشے ٹائم بتاتا کال کاٹ گیا۔ راہول نے پھینکنے والے انداز میں موبائل رکھا اور دوبارہ لیٹ گیا۔ اس کے دماغ میں عروج سے ہوا جھگڑا اچل رہا تھا*** "اب آگے کیا کرنا ہے؟" لیلیٰ فون پر کسی سے بات کر رہی تھی۔ "کرنا کیا ہے جب لوہا گرم ہو تو اس پر ہتھوڑا چلا دو اس سے پہلے وہ ٹھنڈا ہو جائے اور دوبارہ گرم کرنا پڑے پہلے ہی کافی ٹائم لگا ہے اب اور وقت نہیں ہے مجھے جلدی سے انہیں بکھرتے دیکھنا ہے۔" دوسری طرف کسی نے نفرت بھرے لہجے میں کہا۔ "اور ہتھوڑا کس پر چلانا ہے؟" لیلیٰ شیطانیت سے بولی۔ "آف کورس راہول پر تمہارے پیار کا بھوت تو پہلے ہی سوار ہے اور کل جو ہوا اس سے وہ پہلے ہی

غصے میں ہو گا آخری وار ہے اور وقت بھی سہی ہے چلا دو ہتھوڑا۔" دوسری طرف سفاکی سے کہا گیا۔"تم بس دیکھتے جاؤ اب میں کیا کرتی ہوں۔" لیلیٰ مکروہ ہنسی ہسی۔"جو بھی کرنا ہے جلدی کرو اب مجھ سے اور برداشت نہیں ہوتا۔" دوسری طرف بے صبری سے کہا گیا۔"اوکے۔" لیلیٰ نے کہ کر کال کاٹ دی*** عروج اپنے کمرے میں بیٹھی تھی جب اس کا فون بجا۔ نمبر دیکھ اس کے آئی برو تن گئے۔ اس نے غصے سے کال کاٹ دی۔ کال دوبارہ آنے لگی۔ اس نے غصے سے کال اٹینڈ کر کے موبائل کان سے لگایا۔"کیا مسلا ہے کیوں بار بار فون کر رہی ہو؟ من نہیں بھرا مجھے اتنا ذلیل کروا کے جو دوبارہ فون کر دیا؟" عروج غصے سے پھنکاری۔ دوسری طرف سے لیلیٰ کی مکروہ ہنسی اس کے کانوں سے ٹکرائی۔ عروج کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔"ہنس کیوں رہی ہو؟" عروج غصے سے چلائی۔"ریلیکس اے جے ریلیکس اتنا غصہ کیوں کر رہی ہو پہلے میری بات تو سن لو۔" لیلیٰ اطمینان سے بولی۔"بکو کیا ہے؟" وہ کاٹ دار انداز میں بولی۔"مل کر بتاؤ نگی۔" "تمہیں لگتا ہے جو تم نے میرے ساتھ کیا اس کے بعد میں دوبارہ تم سے ملو نگی؟" عروج دوبارہ چلائی۔"مل لیتی تو اچھا ہوتا لیکن چلو کوئی نئ میں تمہیں یہی بتا دیتی ہوں، یو نو وہاٹ اے جے میں کبھی بھی ایک لڑکے کے ساتھ نہیں رہ سکتی جیسے لوگ کپڑے بدلتے ہیں ویسے ہی میں بوائے فرینڈ بدلتی ہوں۔" لیلیٰ خباثت سے بولی۔ عروج ضبط سے اس کی بات سن رہی تھی۔"راہول کے ساتھ ریلیشن میں ہونے کے بعد بھی میں بہت سے لڑکوں کے ساتھ ریلیشن میں ہوں اور یہ بات تم جانتی ہو ہے نا؟" لیلیٰ نے کمینگی سے کہا۔"آگے بولو۔" وہ سپاٹ سی بولی۔"بہت جلدی ہے سب سننے کی تو سنو، مجھے نہ بہت مزہ آتا ہے لڑکوں کا دل توڑنے میں جب وہ میرے سامنے گڑگڑاتے ہیں پلیز لیلیٰ مجھے مت چھوڑو میں تمہارے بنا مر جاؤنگا پلیز لیلیٰ پلیز پلیز پلیز۔" لیلیٰ خباثت سے ہنستے ہوئے بولی۔ اس کے انداز پر عروج کی ریڈ کی ہڈی میں سنسناہٹ دوڑ گئی۔"تم راہول کے ساتھ بھی یہی سب کرنے والی ہو؟"

عروج کی آواز میں ایک خوف تھا جو لیلیٰ سے چھپا نہیں رہا۔ "واہ تم تو بہت انٹیلیجنٹ ہو۔" "کیوں کر رہی ہو ایسا جانتی ہو وہ تمہارے لئے کتنا سیریس ہے پلیز اس کے ساتھ ایسا مت کرو؟" اس نے التجا کی تھی۔ "کیا کروں اے جے اب دیکھو میں نے راہول کو نہیں کہا تھا میں اس سے پیار کرتی ہوں وہ ہی میرے پیچھے پڑا تھا پھر میں کیا کرتی اسی لئے مجبوراً مجھے اس کا پرپوزل ایکسیپٹ کرنا پڑا لیکن میں اس سے کوئی پیار ویار نہیں کرتی۔" "تو پھر تم اسے چھوڑ کیوں نہیں دیتی؟" عروج نے لفظوں پر زور دیتے کہا۔ "ایسے کیسے ابھی تو اس کا دل بھی توڑنا ہے۔" "تم ایک نہایت گھٹیا عورت ہو لیلیٰ۔" لیلیٰ کی بات پر عروج غصے سے چلائی۔ "ہاہاہا، اب کیا کروں عادت ہو گئی ہے دوسروں کا دل توڑنے کی۔" لیلیٰ اس کی بات پر ہنستے ہوئے بولی۔ "راہول کو اپنی لسٹ سے نکال دو میں اسے بکھرتے ہوئے نہیں دیکھ سکتی۔" عروج نے تھکے سے انداز میں کہا۔ "اووو سو سویٹ اے جے تمہیں کتنا خیال ہے نا اپنے دوست کا آئی ایم امپریسڈ۔" لیلیٰ نے ایک قہقہہ لگاتے کہا۔ "پر اے جے مجھے تمہارے لہجے میں صرف فکر نہیں کچھ اور بھی دیکھائی دیتا ہے؟" لیلیٰ اصل مدعے کی طرف آئی۔ "وہاٹ ڈو یو مین؟" عروج نے محتاط انداز میں کہا۔ "آئی مین میں کبھی بھی کسی لڑکی کا دل نہیں توڑتی اور اگر تم راہول سے پیار کرتی ہو تو میں تمہارے راستے میں نہیں آؤنگی؟" لیلیٰ نے پہلا پتا پھینکا۔ عروج اس کی بات پر سوچ میں پڑ گئی۔ دوسری طرف خاموشی پر لیلیٰ دوبارہ بولی۔ "اگر تم راہول سے پیار کرتی ہو تو بتا دو میں راہول کی زندگی سے چلی جاؤنگی۔" عروج پھر بھی خاموش رہی۔ کافی دیر تک دونوں طرف خاموشی چھائی رہی۔ "تم سچ کہہ رہی ہو؟" عروج نے کچھ دیر سوچتے کہا۔ لیلیٰ کے لبوں پر شاطرانہ مسکراہٹ آئی۔ "ہاں اگر تم واقعی راہول کے لئے سیریس ہو تو یو کین ٹیل می ایزلی آئی پرومس میں کسی کو نہیں بتاؤنگی اور راہول کی زندگی سے چلی جاؤنگی لیکن اگر ایسی کوئی بات نہیں ہے تو جیسا چل رہا ہے چلنے دو۔" لیلیٰ نے اس کے گرد گھیرا تنگ کیا۔ عروج دوبارہ خاموش ہو گئی۔

"ٹھیک ہے تم سوچ لو اگر مجھ پر ٹرسٹ ہے تو بتا دینا ورنہ۔" لیلیٰ ورنہ کو لمبا کھینچتی فون کاٹ گئی۔ عروج گم سم سی بیڈ پر بیٹھی تھی۔ "اگر تمہارے ایک جھوٹ سے راہول کی زندگی تباہ ہونے دے بچ سکتی ہے تو تمہیں یہ جھوٹ بولنا چاہیے۔" دل نے کہا۔ "پاگل ہو جو تم دوبارہ اس کی باتوں میں آ رہی ہی کیا ثبوت ہے کے تمہارے جھوٹ بولنے سے وہ راہول کی زندگی سے چلی جائیگی؟" دماغ نے اسے روکا تھا۔ "کیا تمہارے اقرار سے وہ مان جائیگی پاگل مت بنو عروج اگر یہ جھوٹ تم پر ہی بھاری پڑ گیا تو؟" دماغ مسلسل اسے روک رہا تھا۔ "اور اگر یہ جھوٹ کامیاب ہو گیا اور لیلیٰ راہول کی زندگی سے چلی گئی تو؟" دل نے اسے دلاسا دیا۔ "ابھی راہول کی نئی نئی محبّت ہے اگر اس کا دل ٹوٹ جائے تو وہ کچھ وقت میں سنبھل جائیگا مگر اگر یہ محبّت بڑھ گئی تو کیا تم اپنی آنکھوں سے اسے برباد ہوتا دیکھ سکو گی بولو؟" دل نے سوال کیا۔ عروج دل اور دماغ کی تکرار میں پھس کر رہ گئی تھی۔ ایک طرف راہول تھا اور ایک طرف اس کا جھوٹ۔ آخر بہت سوچ بچار کے بعد وہ ایک فیصلے پر پہنچی اور اس نے لیلیٰ کو ابھی ملنے کا میسج کیا۔ "اوکے۔" دوسری طرف سے فورن ریپلائی آیا تھا۔ "جگہ میں ڈیسائیڈ کرونگی۔" عروج کے ٹیکسٹ پر لیلیٰ کی آنکھیں چمکی۔ "اوکے۔" جہاں ملنا تھا عروج نے جگہ کا ایڈریس لیلیٰ کو سینڈ کر دیا۔ عروج کا میسج موصول ہوتے ہی لیلیٰ اپنے اگلے پلان کی تیاری میں جھٹ گئی۔ آخری بازی تھی۔ جو اسے جیتنی تھی۔ کسی بھی قیمت پر *** رات کا وقت تھا عروج پارک میں ایک طرف کھڑی لیلیٰ کا انتظار کر رہی تھی۔ وہ اصطرابت کی کیفیت میں کھڑی آس پاس لیلیٰ کی تلاش میں نظریں دوڑا رہی تھی جب اسے لیلیٰ کا ٹیکسٹ موصول ہوا۔ "کہاں ہو؟ میں پہنچ گئی۔" "پارک کی بیک سائیڈ پر۔" عروج نے اسے میسج کر کے ایک گہرا سانس لیا۔ اس کا دل عجیب ہی نوعیت میں دھڑک رہا تھا۔ ہلکی پھلکی لائٹ میں عروج کو لیلیٰ آتی دکھائی دی۔ "ہائے اے جے کیسی ہو آئی ہوپ تم ٹھیک ہو گئی؟" لیلیٰ نے طنزیہ کہا۔ "کام کی بات کرتے ہیں۔" عروج

سنجیدگی سے بولی۔"بات بھی کر لینگے لیکن تم نے ملنے کے لئے یہی جگہ کیوں چوز کی؟" لیلیٰ نے آس پاس دیکھتے پوچھا۔ "تا کہ تم پچھلی بار کی طرح کوئی حرکت نہ کرو۔" عروج نے سینے پر بازو باندھے طنزیہ کہا۔"ویری سمارٹ۔"لیلیٰ ہنسی۔ "سو تم نے مجھے یہاں کیوں بلایا؟" لیلیٰ جانتے ہوئے بھی انجان بنی۔"تمہیں دوسروں کا دل توڑنے میں مزہ کیوں آتا ہے؟" عروج نے جانچتی نظروں سے اسے دیکھا جو اس کی بات پر چہرے پر درد سجائے کھڑی تھی۔ "بہت پیار کرتی تھی میں اس سے لیکن اس نے مجھے دھوکہ کیا کسی اور کے لئے مجھے چھوڑ دیا۔" لیلیٰ درد اور نفرت کی ملی جھلی کیفیت میں بولی۔"تب سے مجھے نفرت ہوگئی مردوں سے اور میں اس ایک کا بدلہ سب سے لینے لگی۔" لیلیٰ گھیسی پٹی کہانی درد بھرے انداز میں اسے سنا رہی تھی۔"تمہیں لگتا ہے میں تمہاری بات کا یقین کرلونگی؟" عروج نے مشکوک نظروں سے اسے دیکھا۔"تم یقین کرو نا کرو تمہاری مرضی لیکن راہول سے پہلے میں کئی لڑکوں کو اپنے بدلے کی بھینٹ چڑا چکی ہوں خیر تم بتاؤ کیوں بلایا مجھے یہاں؟" لیلیٰ بات بدلتی سپاٹ سے انداز میں بولی۔عروج نے ادھر ادھر نظریں دوڑائی جیسے یقین کر رہی ہو آس پاس کوئی ہے تو نہیں اس بات سے بے خبر کے لیلیٰ نے اسے سے چھپتے چھپاتے ٹائم دیکھا تھا۔"اگر میں اقرار کرتی ہوں تو تم راہول کی زندگی سے نکل جاؤگی؟" عروج نے بات پختہ کرنی چاہی۔ "لیکن ثبوت بھی ہو کے واقعی تم راہول سے پیار کرتی ہو؟" لیلیٰ نے لاپرواہی سے کہا۔"ثبوت؟" عروج پریشان ہوئی۔"ہاں ثبوت یونہی تم کہہ دو اور میں یقین کرلوں اتنی سٹوپڈ تھوڑی ہوں۔" لیلیٰ ایک ادا سے اپنے بال جھٹکتی ہنسی۔"تمہاری کیا گرنٹی ہے ثبوت دینے کے بعد تم راہول کی زندگی سے نکل جاؤگی؟" "تمہارے پاس کوئی دوسرا آپشن نہیں ہے؟ ثبوت ہے تو بتاؤ ورنہ میرا ٹائم ویسٹ مت کرو۔" "کیا ثبوت چاہیے؟" عروج ارادہ کرتی سپاٹ سی بولی۔"تم راہول سے کب سے پیار کرتی ہو؟ اسے بتایا کیوں نہیں؟ اسے پانے کے لئے کیا کرسکتی ہو؟" لیلیٰ نے رٹے

رٹائے جملے دوہرائے۔ عروج اس کی بات پر متزبزب سی ہوگئی۔"م۔۔میں۔۔راہول۔۔س۔۔سے۔" اس نے بولنا شروع کیا۔"میں راہول سے فرسٹ ایئر سے پیار کرتی ہوں میں نے اسے اسی لئے نہیں بتایا کے کہیں ہماری دوستی ناخراب ہو جائے ہم بچپن سے ایک ساتھ ہیں پہلے میں اسے پسند کرتی تھی مگر کب یہ پسندگی محبّت میں بدلی پتا ہی نہیں چلا۔" وہ سر جھکائے قدرے ٹھہرے ٹھہرے بول رہی تھی۔"میں اسے کھونے سے ڈرتی ہوں اور اسے پانے کے لئے کسی بھی حد تک جاسکتی ہوں۔" اپنی بات ختم کر کے دھڑکتے دل کے ساتھ اس نے سر اٹھایا۔ مگر وہ ٹھٹھکی! لیلیٰ آنکھوں میں موٹے موٹے آنسو لئے اس کی طرف دیکھ رہی تھی۔ نہیں وہ عروج کی طرف نہیں اس کے پیچھے دیکھ رہی تھی۔ عروج کی سانس رکی۔اس نے شدت سے دعا کی تھی کے جیسا وہ سوچ رہی ہے ویسا نہ ہو۔اس کا سارا وجود ایک دم بھاری ہو گیا جیسے کسی نے من بھر کا پتھر رکھ دیا ہو۔ بمشکل اس نے رکھ موڑ کر اپنے پیچھے دیکھا۔اور وہی وہ لمحہ تھا جس لمحے دماغ کا کہا سچ ہوا تھا دل ہار گیا تھا اور شاید دل کے ساتھ عروج بھی***(حال) زین روز ہی عدن کے پاس آنے لگا تھا۔"ناجانے کونسی باتیں کرتا ہے جو آنٹی اس کی اتنی تعریفیں کرتی ہیں۔" عروج کچن میں کھانا بناتی کھڑی ساتھ ساتھ اسے کوس بھی رہی تھی۔ زین نے عدن کو بتایا تھا کے اس کا گھر کالج سے دور ہے اسی لئے وہ فلیٹ میں رہتا ہے جس کے چلتے عدن نے اس کا کھانا اپنے گھر سے لگا دیا۔ روز وہ وہیں سے کھانا کھاتا۔ عروج نے سوچا تھا عدن سے بات کر کے زین کا چیپٹر کلوز کر دوں۔ یہی سوچ کر اس نے فلیم آہستہ کیا اور کچن سے باہر نکلی۔"آنٹی یہ زین کا آنا جانا کچھ زیادہ ہی نہیں ہو گیا؟" عروج نے بنا لگی پٹی کے پاس بیٹھتے پوچھا۔"سامنے ہی تو رہتا ہے اگر روز چکر لگا بھی لے تو کیا ہوا؟" عدن اطمینان سے بولی۔"آنٹی آپ کو زین کیسا لگتا ہے؟" ناجانے اس نے یہ سوال کیوں کیا۔"بلکل راحب جیسا اگر آج وہ یہاں ہوتا تو بلکل زین جیسا ہی لگتا۔" عدن نے افسردگی سے کہا۔ عروج اس کی بات پر خاموش

ہو گئی۔ "لیکن اگر تمہیں اس کا آنا اچھا نہیں لگتا تو میں اسے منع کر دو نگی آنے سے؟" عدن نے جانچتی نظروں سے اس کا چہرہ دیکھتے کہا۔ "نہیں آنٹی مجھے کیوں اچھا نہیں لگے گا اگر اس کے آنے سے آپ کو اچھا لگتا ہے تو بھلا مجھے کیا پروبلم ہو گی۔" عروج نے بات ہوا میں اڑائی۔ "تمہیں پتا ہے عروج جب جب میں تمہیں دیکھتی ہوں تو ایک خواہش دل میں پیدا ہوتی ہے۔" عدن نے بغور اس کا چہرہ دیکھتے محبّت سے چور لہجے میں کہا۔ عروج اس کی انداز پر چونکی پھر مسکرا کو بولی۔ "کیسی خواہش؟" اگر میرا راحب میرے پاس ہوتا تو میں ہمیشہ کے لئے تمہیں اپنے پاس روک لیتی۔" عدن کے لہجے میں شیریں گھلی تھی۔ عدن کی بات پر عروج کے گال تپ گئے۔ یہ پہلی بار تھا اس سے کسی نے ایسی بات کی تھی۔ اسے سمجھ نہیں آیا کیا کہے اسی لئے بہانا بناتی اٹھی۔ "میں کھانا دیکھ لوں۔" عروج تیزی سے کہتی کچن میں چلی گئی۔ پیچھے عدن نے ڈھیروں بلائیں لی تھیں اس کی۔ "یہ لو تمہارا مفت کا کھانا۔" عروج نے ٹیفن اس کی طرف بڑاتے طنزیہ کہا۔ "کیا ہے اس میں؟" زین بنا اس کی بات کا اثر لئے ٹیفن تھام کر بولا۔ "ٹینڈے۔" عروج نے منہ چڑا کر کہا۔ "ٹینڈے وہ کیا ہوتا ہے؟" زین نے نا سمجھی سے پوچھا۔ "تمہیں ٹینڈوں کا نہیں پتا؟" عروج حیران ہوئی۔ "نہیں ہم امیروں کے کھانے میں ٹینڈے وینڈے نہیں ہوتے یہ تو تم غریبوں کا کھانا ہے۔" زین نے تکبر بھرے لہجے میں کہا۔ "تو پھر یہ ہم غریبوں کو ہی کھانے دو۔" عروج نے غصے سے اس کے ہاتھ سے ٹیفن چھینا۔ "ارے میں تو مزاق کر رہا تھا لاؤ واپس دو۔" زین شرافت سے بولا۔ "کیوں تم تو امیر ہو تو یہ غریبوں والا کھانا کیوں کھاؤ گے؟" عروج طنزیہ بولی۔ "او ہیلو یہ آنٹی نے بڑے پیار سے بنا کر بھیجا ہے میں تو یہی کھاؤ نگا۔" زین نے ڈھٹائی کا مظاہرہ کرتے اس کے ہاتھ سے ٹیفن چھینا۔ "او ہیلو یہ آنٹی نے نہیں میں نے اپنے ہاتھوں سے بڑی نفرت سے بنایا ہے۔" عروج لفظوں کو چبا کر اسی کے انداز میں بولی۔ "جو بھی ہے مجھے بڑی بھوک لگی ہے تو میں یہی کھاؤ نگا اب تم نکلو یہاں سے۔" زین نے کہ

کر زور سے دروازہ اس کے منہ پر بند کر دیا۔ عروج غصے سے پیر پٹختی واپس چلی گئی۔ زین نے صوفے پر بیٹھ کر ٹیفن کھولا۔ سامنے گرما گرم بریانی دیکھ اس کے لبوں پر بڑی خوبصورت مسکراہٹ آئی تھی*** عروج ڈیوٹی سے لوٹی تو سامنے ہی زین کو لاؤنج میں عدن کے ساتھ بیٹھے پایا۔ وہ سلام کرتی ایک ناگوار نگاہ زین پر ڈالتی اپنے کمرے میں چلی گئی۔ عروج فریش ہوتی واپس آکر لاؤنج میں صوفے پر بیٹھ گئی۔ عدن ٹیبل پر کھانا لگانے چلی گئی۔ عروج نے مدد کروانی چاہی مگر عدن نے اسے پہلے ہی تھکا ہوا کہہ کر واپس صوفے پر بیٹھا دیا۔ عروج خاموشی سے زین کے سامنے بیٹھی تھی۔ زین بھی پورے صوفے پر ہیرو کی طرح پھیل کر بیٹھا تھا۔ زین کو دیکھ عروج نے بھی ٹانگ پر ٹانگ چڑھالی دونوں یونہی ایک دوسرے کو تنگ کرتے۔ کبھی کبھی زین بات کے دوران عدن کے ساتھ تمل میں شروع ہو جاتا جس کی عروج کو بلکل سمجھ نہیں آتی۔ اور عروج بھی پورا پورا بدلہ لیتی عدن کے ساتھ خالص اردو میں باتیں کرتے لگتی جس پر زین دل مسوس کر رہ جاتا۔ کچھ لمحے دونوں یونہی خاموش بیٹھے ایک دوسرے کو ایٹیٹوڈ دکھاتے رہے پھر عدن نے کچن سے کھانا کھانے کی آواز لگائی۔ "چلو مفت کا کھانا کھالو۔" عروج ہاتھ جھاڑ کر اٹھتی طنزیہ بول۔ زین بھی ڈھٹائی سے اپنی شرٹ جھاڑتا اٹھا۔ تینوں آمنے سامنے بیٹھے خاموشی سے کھانا کھا رہے تھے جب عروج نے اس خاموشی کو توڑا۔ "کالج سے تو چھٹیاں چل رہی ہیں تو تم اپنے گھر کیوں نہیں گئے؟" عروج کی بات پر عدن نے بھی زین کو دیکھا۔ "ہاں تمہاری بات پر مجھے یاد آیا میں کل اپنے گھر جا رہا ہوں رزلٹ آنے تک وہی رہونگا لیکن آپ سے ملنے آتا رہونگا۔" زین نے بات سنبھالتے آخر میں مسکرا کر عدن سے کہا۔ "ضرور آؤ تمہارا ہی گھر ہے۔" عدن نے خوشدلی سے کہا۔ عروج نے خونخوار نظروں سے زین کو دیکھا۔ "رزلٹ کے بعد کا کیا پلان ہے آئی مین کچھ کام وام کرو گے یا ویلے نکمے گھومتے رہو گے؟" عروج کی زبان پر کھجلی ہوئی۔ "اپنے ماں باپ کا اک لوتا بیٹا ہوں ان کا سارا بزنس میرا ہی ہے

رزلٹ کے بعد اپنا بزنس سنبھالو گا۔" زین نے سینہ پھلائے کہا۔"اس کا مطلب ہے اپنے باپ کے نام پر ہی جیو گے اپنا کچھ نہیں؟" عروج نے پانی کا گلاس لبوں کو لگاتے طنزیہ کہا۔"عروج۔" عدن نے اسے پکارا۔ جس پر وہ خاموش ہو گئی۔"ماں باپ جو بھی کرتے ہیں اپنی اولاد کے لئے ہی کرتے ہیں اور جو کچھ ان کا ہوتا ہے وہ آگے جا کر ہمارا ہی ہونا ہوتا ہے، ہے نا آنٹی؟" زین نے عدن کی رائے لی۔"ہاں ہاں بیٹا بلکل سہی ماں باپ جو کچھ کرتے ہیں اولاد کے لئے ہی کرتے ہیں۔" عدن نے بھی اس کی بات کی تائید کی۔ عروج نے باقی کا کھانا خاموشی سے کھایا۔ برتن سمیٹتے اسے تھکن سی محسوس ہو رہی تھی۔ وہ عدن کو گڈ نائٹ کہنے آئی۔"آنٹی آپ کی بیٹی کافی بہت اچھی بناتی ہے۔" اس کے گڈ نائٹ کہنے سے پہلے ہی زین فورن بولا۔ عدن نے مسکرا کر عروج کو دیکھا۔ عروج سر ہلاتی کچن میں چلی گئی۔"پتا نہیں کونسا منحوس دن تھا جب میری اس خبیث سے ملاقات ہوئی۔" عروج منہ ہی منہ میں بڑبڑاتی کافی کپوں میں ڈالنے لگی۔ اس نے کافی ٹیبل پر رکھی۔ "شکریہ" زین نے کافی اٹھاتے کہا۔ عروج کافی پیتے ساتھ دل ہی دل میں اسے مختلف الغابات سے بھی نواز رہی تھی *** (ماضی) سامنے ہی چاروں سکتے کی کیفیت میں کھڑے اسے دیکھ رہے تھے۔ کسی کے چہرے پر حیرت تھی تو کسی کے چہرے پر ناراضگی۔ سب پر سے نظریں گھومتی راہول پر ٹکی جس کی آنکھیں غصے سے سرخ ہو رہی تھی۔"را" اس کے لب ہلے تھے۔"تو یہ وجہ تھی تمہاری لیلیٰ سے نفرت کی؟" راہول نے سرد مہری سے کہا۔"نہیں رااای۔۔ایسی کوئی بات ن۔۔ نہیں ہے تم لوگوں کو غلط فہمی ہوئی ہے۔" عروج نے ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں اپنی صفائی دینی چاہی۔ اس کا دل سوکھے پتے کی مانند لرز رہا تھا۔"غلط فہمی؟"راہول طنزیہ ہنسا۔"ہم نے اپنے کانوں سے سنا ہے آنکھوں سے دیکھا ہے اور تم اسے غلط فہمی کہہ رہی ہو؟" راہول کی سناٹے کو چیر دینے والی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی۔"راہول ایسا کچھ نہیں ہے۔" عروج نے سہم کر کہا۔ راہول نے اس کا بازو دبوچا۔" کبھی تم

کہتی ہو لیلیٰ اچھی نہیں ہے کبھی لیلیٰ سے کہتی ہو میں اس کے قابل نہیں ہوں۔" ضبط سے اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھی۔"میں نے لیلیٰ کو تمہارے بارے میں کچھ نہیں کہا اور جو میں نے لیلیٰ کے بارے میں کہا وہ سچ ہے لیلیٰ تمہیں ڈیزرو نہیں کرتی۔" عروج کو اس کی انگلیاں اپنے بازو میں گھستی محسوس ہوئی۔"تو تم بتاؤ مجھے کیسی لڑکی ڈیزرو کرتی ہے؟ تمہارے جیسی؟" راہول نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے طنزیہ کہا۔"راہول۔" اس نے صدمے کی کیفیت میں اسے پکارا تھا۔اس وقت اس نے شدت سے دعا کی تھی کے زمین پھٹے اور وہ اس میں سما جائے۔"تمہارے جیسی لڑکی ڈیزرو کرتا ہوں میں ہے نا اے جے؟" راہول نے زور سے اسے جھنجھوڑا۔عروج نے زور سے اپنی آنکھیں میچ لی۔عروج کے بازو پر اس کی گرفت سخت ہوئی۔اس کے منہ سے بے اختیار ایک سسکی نکلی۔"راہول چھوڑو مجھے درد ہو رہاہے۔" عروج درد سے منمنائی۔مگر راہول کہاں ہوش میں تھا۔"راہول چھوڑو اسے۔" اکشے فورن راہول کی طرف لپکا۔سڈ اور ٹینا اپنی جگہ سے ٹس سے مس نا ہوئے۔راہول نے اکشے کی بات کا کوئی اثر نہیں لیا وہ آنکھوں میں سرد مہری لئے عروج کو گھور رہا تھا۔عروج کی آنکھوں سے موٹے موٹے آنسو بہنے لگے۔"راہول میں نے کہا چھوڑو اسے۔" اکشے نے چلاتے ہوئے راہول کو دھکا دیا۔راہول لڑکھڑاتے ہوئے پیچھے ہوا۔لیلیٰ دوڑ کر راہول کے پاس پہنچی اور اس کے بازو سے سر ٹکا کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔"آئی ایم سوری راہول یہ سب میری وجہ سے ہوا ہے۔" لیلیٰ مگر مچھ کے آنسو بہاتی بولی۔"نا میں تم لوگوں کی زندگی میں آتی اور نا تم لوگ یوں جھگڑتے۔" راہول نے اس کی سر پر ہاتھ رکھے اس کی بالوں کو سہلایا۔"تمہاری کوئی غلطی نہیں ہے یہاں ہی دھوکے بازیاں چل رہی تھی۔" راہول نے عروج کو قہر برساتی آنکھوں سے دیکھتے کہا۔ہائے کیا لمحہ تھا اس کا بازو درد سے بلبلا رہا تھا اور وہ اس دھوکے باز کے سر کو سہلا رہا تھا۔عروج کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں جکڑ لیا ہو۔"راہول ایزی ہم بیٹھ کر بھی بات کرسکتے ہیں۔" اکشے

نے صورتِ حال کو سمجھتے نرمی سے کہا۔"اب کیا بات کرنی باقی ہے؟سب کچھ تو نظروں کے سامنے ہے۔" راہول غصے سے چلایا۔"یو نو وہاٹ اے جے ڈیڈ سہی کہتے تھے تم مسلمان بے وفا اور دھوکے باز ہوتے ہو۔" راہول نے لفظوں پر زور دیتے نفرت سے کہا۔عروج پھٹی پھٹی آنکھوں سے اسے دیکھنے لگی۔"راہول انف ہوش میں ہو کیا کہہ رہے ہو؟" اکشے چلایا۔"ہوش میں تو میں اب آیا ہوں۔" راہول سرد مہری سے بولا۔"دیکھو راہول ضرور کوئی غلط فہمی ہوئی ہے ہم اے جے کو بچپن سے جانتے ہیں ایسے ہی اک پل میں کچھ نہیں بول دیتے ٹھنڈے دماغ سے سوچو تھوڑا ریلیکس رہو۔" اکشے مسلسل معملے کو سنبھالنے کی کوشش کر رہا تھا۔"تم نے سب سنا پھر بھی ایسا کہہ رہے ہو پوچھو اس سے اس نے لیلیٰ کو کلب کیوں بلایا مجھے اس نے شراب کیوں پی لیلیٰ کے خلاف اور لیلیٰ کو میرے خلاف کیوں بھڑکا رہی تھی پوچھو اس سے اور آج یہ لیلیٰ سے کیا کہہ رہی تھی؟" راہول نے شہادت کی انگلی عروج کی طرف کیئے درشتگی سے کہا۔"میں نے اسے نہیں اس نے مجھے کلب بلایا تھا اور اسی نے میری ڈرنک میں کچھ ملایا ہو گا میں نے شراب نہیں پی راہول یہ ہم سب میں غلط فہمی پیدا کر رہی ہے۔" عروج غصے سے کہتی لیلیٰ کی طرف بڑھی۔راہول نے عروج کا بازو پکڑے اسے پیچھے کھینچا اور زناٹے دار تھپڑ اس کے گال پر دے مارا۔فضا میں ایک گونج کے ساتھ کچھ ٹوٹنے کی آواز میں آئی تھی۔کچھ ٹوٹا تھا اس کے اندر۔ہاں شاید اس کا مان،اس کا اعتبار،اس کی دوستی،اس کا دل،اس کا سب کچھ کرچی کرچی ہو کر اس سمیت ہی زمین پر گرا تھا۔جو جہاں تھا وہی جم گیا۔عروج بے یقین سی منہ پر ہاتھ رکھے زمین پر گری تھی۔کچھ محسوس ہوا تھا اسے اپنے ہونٹ پر۔اس نے ہاتھ بڑھا کر چھوا۔وہ خون تھا جو اس کے ہونٹ کو چیر کر جگہ بنا کر باہر بہہ رہا تھا۔"خبردار جو لیلیٰ کو ہاتھ لگایا۔" سب کے سکتے کو راہول کی آواز میں توڑا۔جو شہادت کی انگلی اٹھائے اسے تنبیہ کر رہا تھا۔اکشے ہوش میں آتا تیزی سے عروج کی طرف بڑا۔"راہول ہوش میں ہو تم؟اپنی دوست

پر ہاتھ اٹھایا وہ بھی ایک کل کی آئی لڑکی کے لئے؟" اکشے لیلیٰ کو نفرت بھری نظروں سے دیکھ چلایا تھا۔"خبردار جو لیلیٰ کو کچھ کہا اور اس نے جو کیا وہ تمہیں دکھائی نہیں دیتا جو مجھ پر اکڑ دکھا رہے ہو؟" "میں کسی پر اکڑ نہیں دکھا رہا میں تم سے زیادہ اور اس لڑکی سے زیادہ اپنی دوست پر یقین کرتا ہوں۔" کیا تھا اس کے لفظوں میں؟یقین؟اعتبار؟عروج اپنی جگہ سے اٹھی۔"اے جے تم ٹھیک ہو؟" اس کے ہونٹ سے نکلتا خون دیکھ اکشے گھبرا کر بولا۔راہول کی نظریں عروج کے ہونٹ پر پڑی تو اسے اپنی غلطی کا احساس ہوا۔"تم خود کو سمجھتے کیا ہو؟" وہ آپے سے باہر ہوتی راہول پر چلائی۔"بولو کیا ہو کیا تم؟تمہیں پتا ہے تم کیا ہو؟ایک کمزور انسان جو اعتبار کرنے میں اتنا کمزور ہے جسے اپنی دوست پر نہیں ایک کل کی آئی لڑکی پر یقین ہے۔" عروج ہلک کے بل چلائی۔"بکواس بند کرو اپنی۔" راہول کے دل میں چند لمحے پہلے جو احساس جاگا تھا وہ کہیں دور جا سویا۔"عروج دعا کرو کہیں مجھے تم سے نفرت نا ہو جائے ورنہ!! وہ اپنی بات کو ادھورا چھوڑتا اسے بہت کچھ باور کروا کر لیلیٰ کو لئے وہاں سے چلا گیا۔عروج تو ہونق بنی لفظ عروج پر ہی اٹک گئی تھی۔ عروج کی نظر سڈ اور ٹینا پر گئی جو آنکھوں میں ناراضگی لئے اسے ہی دیکھ رہے تھے۔"ٹینا تم جانتی ہو نا کے میں راہول کے بارے میں کبھی غلط نہیں سوچ سکتی؟سڈ سڈ تمہیں تو پتا ہے نا؟" وہ گڑگڑاتی انہیں اپنا یقین دلانے کی کوشش کر رہی تھی۔"میں نے تم سے پہلے ہی پوچھا تھا اے جے اگر تم راہول کے لئے سیریس ہو تو میں تمہاری مدد کر سکتا ہوں اگر اس وقت تم مجھے بتاتی تو ہم مل کر کوئی حل نکالتے مگر یوں ان دونوں میں غلط فہمی کریئیٹ کرنا آئی ڈونٹ بلیو۔"سڈ نے ناراضگی سے کہتے منہ موڑا۔عروج کی رہی سہی ہمت بھی جواب دے رہی تھی۔اسے جو لگا تھا سڈ اور ٹینا اسے سمجھے گے وہ غلط ثابت ہوئی تھی۔ٹھیک ہے راہول لیلیٰ کے پیار میں اندھا تھا مگر یہ دونوں ان دونوں کو تو میری بات سمجھنی چاہیے۔عروج لڑکھڑا کر گرنے لگی جب اکشے نے اسے تھاما۔"اے جے۔" اس کے منہ سے بے اختیار نکلا تھا۔

"تمہیں لیلیٰ اور راہول سے معافی مانگنی چاہیے شاید وہ تمہیں معاف کر دے اور سب پہلے جیسا ہو جائے میں نہیں چاہتی تمہاری وجہ سے ہماری دوستی خراب ہو۔" ٹینا سپاٹ سی بولی۔"ٹینا میں ان سے معافی نہیں مانگوں گی میری کوئی غلطی نہیں ہے میں نے جو کہا سچ کہا لیلیٰ اچھی لڑکی نہیں ہے۔" عروج زور سے چلائی۔"تم نے ایسا کیا دیکھا اس میں ہمیں بھی تو بتاؤ؟" سڈ نے تیکھی نظروں سے اسے دیکھتے پوچھا۔اور یہی عروج کی زبان کو قفل لگ گیا۔"بولو اے جے کیا دیکھا؟" "میں نہیں بتا سکتی۔" اس نے نظریں چرائی۔"کیوں نہیں بتا سکتی؟" "نہیں بتا سکتی بس۔" "اگر کچھ ہوتا تو بتاتی۔" ٹینا نے طنزیہ کہا۔عروج نے لب بھینچے۔"تمہیں ان سے معافی مانگنی ہو گی اگر اس دوستی کو بچانا ہے تو۔" ٹینا دو ٹوک کہتی وہاں سے الٹے پاؤں مڑی۔سڈ بھی اس کے ساتھ ہی پارک سے نکلا۔عروج گم سم سی کھڑی رہ گئی۔"اے جے۔" اکشے نے دھیرے سے اسے پکارا۔"ہاں۔" عروج چونکی۔اس کی خالی خالی نگاہیں اکشے پر ٹک گئی۔یہ بھی انہی میں سے ہے تو پھر اس کو مجھ پر یقین کیوں؟"اے جے تم ٹھیک ہو؟" عروج کی خالی خالی نگاہیں دیکھ اکشے گھبرایا۔ "جاؤ یہاں سے۔" وہ نظریں پھیرتی ٹھنڈی ٹھار لہجے میں بولی۔"نہیں میں تمہیں اکیلا چھوڑ کر کہیں نہیں جاؤنگا۔" اکشے فکر مند سا بولا۔"کیوں نہیں جاؤ گے؟ جاؤ ان کی طرح تم بھی جاؤ جاؤ یہاں سے۔" وہ آپے سے باہر ہوتی چلائی۔ "انہیں تم پر یقین نہیں ہے لیکن مجھے ہے۔" ہائے وہ ایک لفظ عروج جہاں تھی وہی جم گئی۔"کیوں ہے تمہیں مجھ پر یقین؟ تم نے ابھی سب دیکھا نہ پھر بھی ایسا کہہ رہے ہو؟" اس کی آنکھوں میں بے یقینی تھی۔ہاں کیونکہ میں جانتا ہو اے جے کیسی ہے میں جانتا ہو اے جے کسی کو دھوکہ نہیں دے سکتی۔" وہ نرمی سے بولا۔"نہیں میں ایسی ہی ہوں میں دھوکے باز ہو میں نے جو کہا وہ سچ تھا میں راہول سے پیار کرتی ہوں اور اسی لئے میں نے ان دونوں میں غلط فہمیاں پیدا کرنی چاہی ہاں میں ایسی ہی ہوں۔" وہ ہزیاتی انداز میں چلائی۔"میں تمہیں تم سے زیادہ جانتا ہوں اے جے۔" وہ

ایک جملہ کتنی سچائی تھی اس میں۔ "مجھے نہیں چاہیے تمہارا یقین جاؤ یہاں سے مجھے کچھ وقت کے لئے اکیلا چھوڑ دو پلیز جاؤ یہاں سے۔" وہ گڑگڑاتی گھٹنو کے بل زمین پر بیٹھ گئی۔ اکشے کو لگا اس کا دل پھٹ جائیگا۔ وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا وہاں سے چلا گیا۔ عروج زمیں پر بیٹھی چینخ چینخ کر رو رہی تھی۔ آج اے جے مر گئی تھی مر گئی تھی اے جے۔ نا جانے کتنے ہی وقت وہ زمین پر بیٹھی روتی رہی۔ اس کے موبائل پر مسلسل رضا میر کی کال آ رہی تھی۔ عروج اپنی آنکھیں بے دردی سے مسلتی اٹھی۔ پاس پڑا موبائل اٹھایا اور چھوٹے چھوٹے قدم لیتی اپنی کار کی طرف بڑی۔ "میں نے تمہیں پہلے ہی کہا تھا ایسا مت کرو پر تم نے میری بات نہیں مانی۔" دماغ نے کہا۔ "وہ تمہارے دوست ہیں تم نے ان کے لئے جو کیا وہ ایک نا ایک دن سمجھ جائینگے۔" دل نے کہا۔ "کس دن سمجھے گے تمہارے اتنے سالوں کی دوستی پر انہیں یقین نہیں اور تم ان کے لئے رو رہی ہو؟" دماغ نے کہا۔ "دوستی میں ایسے جھگڑے ہوتے رہتے ہیں دیکھنا ایک دن سب تم سے معافی مانگ لینگے۔" دل نے کہا۔ "کیا فائدہ اگر وہ معافی مانگے بھی تو؟" دماغ نے کہا۔ "جانتی ہو آج کیا دن ہے؟" دماغ کی بات پر اس کے دروازہ کھولتے ہاتھ رکے۔ ان سب میں وہ بھول چکی تھی کے آج فرینڈ شپ ڈے ہے ان کا فرینڈ شپ ڈے۔ آج ہی وہ ملے تھے اور آج ہی وہ بچھڑ گئے۔ وہ کار سے سر ٹکا کر دوبارہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی *** "آئی ایم سوری راہول یہ سب میری وجہ سے ہوا ہے نا میں بہت گلٹی فیل کر رہی ہوں۔" لیلیٰ مگر مچھ کے آنسو بہاتی معصومیت سے بولی۔ "لیلیٰ تمہاری کوئی غلطی نہیں ہے تم نے ہمیں وہاں بلا کر بہت اچھا کیا اگر آج میں وہاں نا آتا تو مجھے سب کیسے پتا چلتا؟" راہول نے ڈرائیونگ سے نظریں ہٹا کر لیلیٰ کو دیکھا۔ "بٹ راہول اے جے نے ایسا کیوں کیا؟ وہ تو تمہاری اتنی اچھی فرینڈ تھی پھر کیوں؟" "یہی سمجھ نہیں آ رہا وہ ایسا کیسے کر سکتی ہے؟" راہول نے دوبارہ نظر ڈرائیونگ پر مرکوز کر لی۔ "شاید اس لئے کے میں تم سے دور چلی جاؤں اور وہ تمہیں حاصل کر لے؟" لیلیٰ

نے چالاکی سے کہا۔ راہول نے اس کی بات پر سختی سے لب بھینچے۔ لیلیٰ کو گھر ڈراپ کر کے اب وہ اپنے گھر کی طرف جا رہا تھا سوچوں کا ایک تسلسل تھا جو اس کے ساتھ ساتھ تھا۔ وہ سخت رنجیدہ ہوا تھا عروج کے رویئے پر۔ ایک آنسو چپکے سے اس کی آنکھ سے گرا شاید عروج پر ہاتھ اٹھانے کی وجہ سے *** راہول کے جانے کے بعد لیلیٰ وہی کھڑی تھی جب ایک کار آ کر اس کے سامنے رکی۔ لیلیٰ کی نظریں کار میں بیٹھے لڑکے سے ٹکرائی۔ دونوں کے لبوں پر فتح کی مسکراہٹ آئی تھی۔ لیلیٰ آ کر کار میں بیٹھ گئی۔ "کونگریز چولیشنز یو آر داونر روکی۔" لیلیٰ نے مکروہ ہنسی ہنستے کہا۔ "ابھی آخری مزہ تو باقی ہے۔" روکی نے خباثت سے کہہ کر کار آگے بڑھالی *** عروج مرے مرے قدم اٹھاتی گھر میں داخل ہوئی۔ وہ آس پاس سے بے خبر سیڑیاں چڑنے لگی جب رضامیر کی آواز پر عروج ٹھٹھکی! وہ اتنی رات تک جاگ رہے تھے؟ عروج خاموشی سے چلتی لاؤنج میں آئی۔ اس نے دیکھا رضامیر شولہ باری آنکھوں سے اسی کو گھور رہے تھے۔ سعدیہ بی پریشان سی پاس کھڑی تھیں۔ عروج کو کسی انہونی کا احساس ہوا ایک بار پھر اس کی دھڑکن بڑی تھی۔ "جی بابا؟" ان کی خاموشی پر اس نے خود ہی انہیں مخاطب کیا۔ "کیا ہے یہ؟" رضامیر نے تقریباً چلاتے ہوئے پاس پڑے موبائل کی طرف اشارہ کیا۔ عروج ان کے چلانے پر سہم گئی۔ اس نے آج سے پہلے رضامیر کو اتنے غصے میں نہیں دیکھا تھا۔ اس نے کانپتے ہاتھوں سے موبائل کو اٹھایا اور اسی سمے اسے لگا جیسے فضا میں آکسیجن یکلخت ختم ہو گئی ہو۔ ایک بیٹی کے لئے اس سے شرم کی بات اور کیا ہو گی کے اس کا باپ اس کی ناچنے کی ویڈیو دیکھے۔ وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے موبائل میں چل رہی ویڈیو کو دیکھ رہی تھی۔ جس میں وہ آس پاس سے بے نیاز ڈانس کرنے میں مگن تھی۔ عروج کا ڈانس اور اس کی لڑکھڑاہٹ دیکھ یہ صاف پتا چلتا تھا کے وہ نشے میں ہے۔ موبائل عروج کے ہاتھ سے چھوٹ کر گر گیا۔ "میں نے پوچھا کیا ہے یہ؟" رضامیر دھاڑے۔ "بابا یہ میں۔" اس کے الفاظ گلے میں ہی اٹک گئے۔

"ایسی تربیت کی تھی میں نے تمہاری کے تم شراب پی کر کلبوں میں ناچتی پھرو؟" "بابا میں نے شراب نہیں پی۔" آنسوؤں کا پھندا اس کے گلے میں اٹک گیا۔ "جھوٹ مت بولو پری مجھے خود راہول نے بتایا ہے۔" عروج کو لگا اس نے کچھ غلط سنا ہے۔ "کیا؟" اس نے تصدیق کے لئے دوبارہ پوچھا۔ "مجھے خود راہول نے بتایا ہے کے تم نے شراب پی تھی اور وہی تمہیں کلب سے سٹوڈیو لیکر گیا تھا۔" رضا میر شدید غصے کے عالم میں بولے۔ عروج اپنا توزن کھوتی زمین پر گر گئی۔ "مجھے تم سے ایسی امید نہیں تھی پری۔" رضا میر نے تاسف سے سر ہلایا۔ "بابا میں نے شراب نہیں پی آپ کو یقین کیوں نہیں آتا؟" وہ دوبارہ اٹھتی چلائی۔ اس کے یوں چلانے پر رضا میر نے غصے سے اس کے منہ پر ایک تماچہ رسید کیا۔ عروج کے منہ سے ایک سسکی نکلی ابھی پہلا زخم تازہ تھا کے ایک اور مل گیا۔ وہ منہ پر ہاتھ رکھے اپنے جان سے عزیز بابا کو دیکھ رہی تھی۔ "شرم آرہی ہے تمہیں اپنی بیٹی کہتے ہوئے کتنے نازو سے پالا تھا تمہیں کتنی اچھی تربیت کی تھی اور تم نے مجھے میری ہی نظروں میں گرا دیا کبھی سوچا نہیں تھا اپنی بیٹی کو یوں کلبوں میں ناچتا دیکھوں گا۔" رضا میر سخت رنجیدہ ہوئے اور وہی صوفے پر ڈھیر ہوگئے۔ "بابا۔" عروج ان کی طرف بڑھی۔ "دور ہو جاؤ میری نظروں سے۔" رضا میر نے اسے ہاتھ کے اشارے سے اپنے پاس آنے سے روکا۔ عروج قدم قدم پیچھے لیتی یک دم بھاگتی سیڑیاں چڑھ گئی۔ سعدیہ بی نے نم آنکھوں سے اسے جاتا دیکھا تھا۔ رضا میر ہونک بنے اپنے ہاتھ کو دیکھ رہے تھے جسے انہوں نے اپنی لاڈلی بیٹی پر اٹھایا تھا۔ سعدیہ بی نے انہیں پانی دینا چاہا مگر انہوں نے انکار کرتے کہا۔ "مجھے کچھ دیر اکیلا رہنا ہے۔" سعدیہ بی ان کی بات پر خاموشی سے اوپر آگئی۔ عروج بیڈ پر اوندھی لیٹی ہچکیوں سے رو رہی تھی جب سعدیہ بی اس کے پاس آئی۔ "عروج۔" انہوں سے پیار سے اسے پکارا۔ عروج نے سر اٹھا کر انہیں دیکھا اور روتے ہوئے ان سے لپٹ گئی۔ "دادی میں نے کچھ نہیں کیا میری کوئی غلطی نہیں ہے مجھے نہیں پتا یہ سب کیسے ہوا۔" "میں

جانتی ہوں میری بچی۔" سعدیہ بی نے آنسو بہاتے کہا۔ عروج نے حیرت سے سر اٹھا کر انہیں دیکھا۔ "تم میری تربیت ہو اور مجھے میری تربیت پر پورا یقین ہے۔" سعدیہ بی نے اس کی حیرانی دور کی۔ "بابا بھی تو اس تربیت میں حصے دار ہیں تو پھر انہیں مجھ پر یقین کیوں نہیں ہے؟" عروج دوبارہ رونے لگی۔ "کیونکہ وہ تمہارا باپ ہیں دنیا کا کوئی بھی باپ اپنی بیٹی کو اس حالت میں دیکھ ایسا ہی رد عمل ظاہر کریگا ابھی وہ غصے میں ہے صبح تک ٹھیک ہو جائیگا پھر دیکھنا کیسے تمہیں منائیگا۔" سعدیہ بی نے اسے بہلانے کی کوشش کی۔ "نہیں دادی آج سے پہلے کبھی انہوں نے مجھ پر ہاتھ نہیں اٹھایا اگر آج انہوں نے مجھ پر ہاتھ اٹھایا تو اس کا مطلب ہے انہیں مجھ پر یقین نہیں رہا۔" عروج زار و قطار رونے لگی۔ "نہیں میری بچی ایسا نہیں ہے وہ باپ ہے تمہارا اتنا غصہ تو بنتا ہے۔" ان کے دل میں ہول اٹھ رہے تھے عروج کو ایسے روتا دیکھ۔ "دادی سب ختم ہو گیا سب کو لگتا ہے میں غلط ہوں سب مجھ سے نفرت کرنے لگے ہیں میری خوشیوں کو کسی کی نظر لگ گئی ہے دادی۔" عروج ان کی گود میں سر ٹکا گئی۔ "ایسا نہیں بولتے سب تم سے پیار کرتے ہیں تمہاری خوشیوں کو کسی کی نظر نہیں لگی کیا اناب شناب بولے جا رہی ہو؟" سعدیہ بی نے اسے ڈپٹا۔ "اچھا اب رونا بند کرو اور آرام کرو سب ٹھیک ہو جائیگا بس اللہ پر بھروسہ رکھو۔" سعدیہ بی نے اسے پچکارتے کہا۔ "دادی آپ کہتی ہیں اللہ اچھے لوگوں کے ساتھ ہوتا ہے اور جو دوسروں کا پردہ رکھتا ہے وہ کبھی رسوا نہیں ہوتا پھر میں کیوں رسوا و ذلیل ہو گئی دادی؟" عروج آنسو پونچتی سنجیدگی سے بولی۔ "کیا بول رہی ہو اللہ سے شکوہ نہیں کرتے اور جو ہوا یا ہو رہا ہے اس میں ضرور کوئی بہتری ہو گی تم دیکھنا سب ٹھیک ہو جائیگا انسان کے ساتھ جو بھی ہوتا ہے اچھے کے لئے ہی ہوتا ہے۔"

عروج کو منہ کھولتا دیکھ سعدیہ بی دوبارہ بولی۔ "اب چپ بلکل چپ اب مزید کوئی سوال نہیں آنکھیں صاف کرو اپنی مجھے ہے نا تم پر یقین؟ اور اللہ بھی تمہارے ساتھ ہے اگر تم نے کچھ نہیں کیا تو اللہ تمہاری مدد ضرور کریگا کیا تم نے سنا

نہیں عزت ذلت اللہ کے ہاتھ میں ہے اب بس سو جاؤ آرام کرو۔" سعدیہ بی کہتے ساتھ سے اٹھی جب ان کی نظر عروج کے ہونٹ پر گئی جہاں اب خون جم چکا تھا۔ "ارے کتنی زور سے مارا خون نکل آیا۔" سعدیہ بی نے پریشانی سے کہتے اپنے ڈوپٹے کا پلو اس کے ہونٹ پر رکھا۔ عروج بس خاموشی سے انہیں دیکھ رہی تھی جو یہ سمجھ رہی تھیں کے یہ رضا میر کے تھپڑ سے ہوا ہے۔ سعدیہ بی نے اس کا ہونٹ صاف کیا اور اس کے سر پر شفقت بھرا ہاتھ رکھ کر کمرے سے نکل گئی۔ عروج گم سم سی بیٹھی سعدیہ بی کی باتیں سوچ رہی تھی۔ نا جانے کتنے ہی لمحے وہ ایک ہی کیفیت میں بیٹھی رہی چند لمحوں میں ہی اس نے ایک فیصلہ کیا تھا۔ وہ اٹھ کر اپنے رائیٹنگ ٹیبل تک آئی۔ اس نے ایک پین اور ڈائری اٹھائی۔ اور وہی بیٹھ کر ڈائری سے چھ پیج الگ کئے اور ان پر کچھ لکھنے لگی۔ لکھنے کے بعد اس نے چھ پیج فولڈ کر کے ان پر چھ نام لکھے۔ پین ٹیبل پر رکھ کر اس نے اپنا سامان پیک کرنا شروع کر دیا۔ چند ایک جوڑے اپنے بیگ میں رکھے۔ کیش کے نام پر کچھ پیسے اپنی الماری سے نکالے ساتھ ہی ایک مخملی ڈبی نکال کر اپنے بیگ میں رکھی۔ اپنا پاسپورٹ آئی ڈی کارڈ، کریڈٹ کارڈ، آدھار کارڈ، سب چیزیں ٹیبل پر رکھی جب اس کی نظر ایک دوسری ڈائری پر پڑی۔ عروج نے ہاتھ بڑھا کر ڈائری اٹھائی۔ وہ اکثر ڈائری لکھتی تھی۔ چند لمحے ڈائری کو بلاوجہ دیکھتے اس نے کچھ سوچ کر اسے واپس اپنی جگہ رکھ دیا۔ سب سامان پیک کر کے اس نے گھڑی کی طرف دیکھا جو رات کے دو بجا رہی تھی۔ اپنے کمرے پر ایک آخری نگاہ ڈال کر وہ سامان سمیت اپنے کمرے سے نکلی۔ میر مینشن میں سناٹا تھا۔ عروج نے باری باری دونوں کے کمرے کا دروازہ کھول کر ایک آخری نگاہ ان پر ڈالی تھی۔ وہ اپنا بیگ گھسیٹ کر گھر سے باہر نکلی۔ چوکیدار فکر مندی سے اس کے پاس آیا۔ "بی بی جی آپ اس وقت یہاں؟" چوکیدار اس کا سامان دیکھ پریشانی سے بولا۔ عروج نے بنا کچھ کہے ہاتھ میں پکڑے لیٹر انہیں دیئے۔ "صبح سب کو یہ دے دیجیے گا جہاں جس کا نام ہے

اسے وہی دیجیے گا اور میری اک ریکویسٹ ہے آپ سے۔" آخر میں عروج نے بہت امید سے انہیں دیکھا۔ چوکیدار نا سمجھی سے کبھی اسے تو کبھی ہاتھ میں پکڑے لیٹر کو دیکھتا۔ "ابھی کسی کو مت بتایئے گا میں یہاں سے گئی میری آپ سے التجا ہے۔" عروج نے دونوں ہاتھ ان کے آگے جوڑے۔ "کیا کر رہی ہیں یہ؟" چوکیدار بوکھلا گیا۔ "آپ کسی کو نہیں بتائینگے نا؟" عروج نے آس سے پوچھا۔ "نہیں بتاؤنگا آپ کی بات رکھونگا۔" چوکیدار کی بات پر عروج افسردہ سا مسکراتی اپنا سامان لئے آگے بڑھی جب چوکیدار کی آواز پر اس کے قدم رکے۔ "آپ واپس کب آئینگی؟" وہ پلٹی۔ "شاید کبھی نہیں۔" وہ نم آنکھوں سے کہتی چوکیدار کو گنگ چھوڑ کر میر مینشن سے نکل گئی۔ وہ کیا کرنے جا رہی تھی شاید اس کا اندازہ اسے خود بھی نہیں تھا۔ ایک ٹیکسی روکے وہ اس میں سوار ہوگئی۔ سوچوں کا نا ختم ہونے والا سلسلا اس کے ساتھ ساتھ تھا۔ "میڈم آپ کو کہاں جانا ہے؟" ڈرائیور نے اسے خاموش دیکھ خود ہی پوچھا۔ "حیدرآباد۔" وہ غائب دماغی سے بولی۔ ڈرائیور چونکا۔ "میڈم جی وہ تو یہاں سے بہت دور ہے؟" ڈرائیور نے حیرت سے کہا۔ عروج اس کی بات پر ہوش میں آتی خود بھی حیران ہوگئی۔ وہ کوئی بھی شہر کہہ سکتی تھی حیدرآباد کیوں؟ وہ کبھی حیدرآباد نہیں گئی پھر کیوں؟ "ریلوے اسٹیشن چلو۔" وہ سر جھٹکتی بولی۔ رات کے اس پہر ریلوے سٹیشن پر اکا دکا لوگ ہی تھے۔ عروج ٹکٹ کاؤنٹر پر آئی۔ "جی میڈم کہاں کی ٹکٹ چاہیے آپ کو؟" لڑکا جو آف کا بورڈ لگانے والا تھا عروج کو دیکھ رک کر پوچھنے لگا۔ "پہلی ٹرین کہاں کی ہے؟" اس نے سوال کیا۔ لڑکے غور سے پہلے اسے اور پھر اس کے سامان کو دیکھ کر ایک رجسٹر کھولنے لگا۔ عروج اس کی نظروں کا مفہوم سمجھ گئی تھی۔ "میڈم پہلی ٹرین حیدرآباد کی ہے۔" لڑکے نے رجسٹر سے نظریں ہٹاتے کہا۔ دوبارہ حیدرآباد کے نام پر عروج چونکی تھی۔ "ٹھیک ہے ایک ٹکٹ دے دیں۔" "ٹرین آنے میں ابھی وقت ہے آپ وہاں بیٹھ سکتی ہیں۔" لڑکے نے ٹکٹ اسے دیتے کہا۔ عروج پیسے دیتی

بینچ پر بیٹھ گئی۔ دماغ پھر سے انہی سوچوں کے ارد گرد گھومنے لگا۔ تین ہی دنوں میں یہ کیا ہو گیا تھا؟ پاکستان سے آئے ہوئے ابھی دس دن بھی نہیں ہوئے تھے ابھی تو اس کی پیکنگ بھی پوری نہیں کھلی تھی اور ایک بار وہ پھر گھر سے نکل آئی۔ چند آنسو اس کی آنکھوں سے گرے تھے جب اسے اپنا سانس رکتا محسوس ہوا اور اس بار صرف محسوس ہی نہیں واقعی اس کا سانس رکا تھا۔ عروج بینچ سے اٹھ کر پٹری پر اتر آئی اور لمبے لمبے سانس لینے لگی۔ ٹکٹ کاؤنٹر پر بیٹھا لڑکا جو اپنی سائیکل پر بیٹھ کر جانے لگا تھا رک کر حیرت سے اسے دیکھنے لگا۔ تازہ ہوا میں سانس لیتے اس کی حالت کچھ بہتر ہوئی۔ اس نے گردن گھوما کر لڑکے کو دیکھا لڑکا اس کے دیکھنے پر فوراً پیڈل پر پاؤں گھماتا آگے بڑھ گیا۔ عروج واپس آ کر بینچ پر بیٹھ گئی۔ اب اسے ٹرین کا انتظار تھا نہ جانے کے اس کا اگلا سفر کیسا رہے گا*** "تم نے میری بہت مدد کی ہے لیلیٰ تھنک یو سو مچ۔" روکی بیئر کا کین اس کی اور بڑھاتا بولا۔ "نو نیڈ تمہاری فرینڈ ہوں اتنا تو کر ہی سکتی ہوں۔" لیلیٰ نے کین تھامتے ایک ادا سے کہا۔ "ویسے تم نے بتایا نہیں تمہیں ان سے کیا پروبلم تھی جو تم نے اتنا بڑا پلان بنایا؟" لیلیٰ نے تھوڑا حیرانگی کا مظاہرہ کیا۔ "پورے کالج کے سامنے اس نے ہاتھ اٹھایا تھا مجھ پر بدلہ تو بنتا تھا۔" روکی زہر اگلتا بولا۔ "اور اس عروج سے تمہاری کیا دشمنی تھی؟ سب سے برا تو اس بیچاری کے ساتھ ہی ہوا ہے۔" لیلیٰ نے تعجب سے پوچھا۔ "اس کی وجہ سے ہی اس کے اس سو کولڈ دوست نے مجھ پر ہاتھ اٹھایا تھا عزت سے اسے اتنی بار پرپوز کیا مگر اس نے ہر بار میرا مذاق بنایا میری انسلٹ کی۔" روکی نے تیش کے عالم میں کہتے مکا بنا کر ٹیبل پر مارا۔ "لیکن اگر تم اسے پسند کرتے ہو تو اس کے ساتھ ہی ایسا کیوں؟ آئی مین دوستوں میں درار تک تو ٹھیک ہے مگر اس کے گھر والوں کو اس میں انوولو کرنے کی کیا ضرورت تھی؟" لیلیٰ الجھی۔ "جب وہ سب سے کٹ کر تنہا ہو گی ٹوٹی بکھری سی تب اس پر وار کرنا بہت آسان ہو گا تب میں بہت آسانی سے اسے اپنی مٹھی میں قید کر لونگا۔" روکی ہاتھ کی مٹھی بنائے چبا کر بولا۔

"وہ کیسے ؟" لیلیٰ کو ابھی بھی سمجھ نہیں آیا۔ "جب میں اس کے پاس جاؤنگا تب اس کے دوست اس کی مدد کے لئے نہیں ہونگے اسے زبردستی اپنے قریب کرنا آسان ہو گا۔" روکی خباثت سے ہنستا بولا۔ "واو روکی تم تو بہت انٹیلجنٹ ہو۔" لیلیٰ نے مکروہ ہنسی ہنستے کہا۔ "تمہاری فلائیٹ کب کی ہے ؟" روکی نے سنجیدگی سے پوچھا۔ "کل رات کی۔" لیلیٰ نے کین منہ کو لگاتے کہا۔ "میرے جانے کے بعد اس مجنو کا کیا ہو گا جو اس لیلیٰ کے پیچھے پاگل ہے ؟" لیلیٰ ایک ادا سے بولی۔ "وہی جو دیوداس کا پارو کے بغیر ہوا تھا۔" دونوں کی گھٹیا ہنسی ایک ساتھ گونجی۔ "وہ لیٹر تیار ہے جو میں نے لکھنے کا کہا تھا؟" روکی نے لیلیٰ کے پاس آتے پوچھا۔ لیلیٰ نے اپنے پرس سے ایک لیٹر نکال کر پڑھنا شروع کیا۔ "راہول میں خود کو تمہاری دوستی کے ٹوٹنے کی وجہ مانتی ہوں یہ گلٹ مجھے جینے نہیں دے رہا اسی لئے میں واپس جا رہی ہوں ہمیشہ کے لئے میرے جانے کے بعد تم اور اے جے ایک ہو جانا یہی میری خواہش ہے میں تم سے بہت پیار کرتی ہوں راہول مگر اب میں تمہارے ساتھ اس گلٹ کو لیکر نہیں رہ سکتی گڈ بائے راہول۔" لیلیٰ نے شیطانیت سے سارا لیٹر پڑھ کر سنایا۔ "اس لیٹر کے بعد راہول دوبارہ کبھی عروج کی شکل نہیں دیکھے گا۔" روکی کمینگی سے بولا تبھی اس کا فون بجا۔ نمبر دیکھ اس کی آنکھوں میں ایک چمک سی آئی تھی۔ "ہیلو کچھ پتا چلا؟" فون اٹھاتے ہی اس نے اصطرابیت کی کیفیت میں پوچھا۔ دوسری طرف کا جواب سن کر اس کے چہرے پر مایوسی چھائی تھی۔ روکی نے خاموشی سے فون کاٹ دیا۔ اس وقت اس شیطان صفت انسان کے چہرے پر بھی کرب کے آثار صاف دیکھے جا سکتے تھے *** سفر کیسے کٹا اسے کچھ ہوش نہیں۔ حیدرآباد پہنچ کر اس نے آس پاس نظریں دوڑائی۔ سینکڑوں لوگوں کی بھیڑ میں وہ اکیلی تھی۔ وہ یہاں آ تو گئی تھی مگر آگے کیا کرنا تھا اسے کچھ خبر نہیں تھی۔ ایک بار تو خیال آیا واپس لوٹ جائے۔ یہ خیال آتے ہی اس کا ہاتھ بے اختیار اپنے ہونٹ سے ہوتے گال پر گیا یک دم سے گال آگ کی مانند جھلسنے لگا آنکھیں بھیگی اس نے

بے دردی سے اپنی آنکھیں مسلی اور اپنا سامان اٹھائے آگے بڑھی۔ عروج نے ایک ٹیکسی پکڑی اور اسے کسی سستے سے ہوٹل چلنے کا کہا۔ ہوٹل کا کمرہ گزارے لائق ہی تھا۔ عروج گہرا سانس لیتی ایک خستہ حال کرسی پر بیٹھ گئی۔ اس کا ذہن بلکل ماؤف ہو رہا تھا۔ کچھ دیر یونہی خالی الذہنیت کی کیفیت میں بیٹھے رہنے کے بعد وہ فریش ہونے کے لئے چلی گئی۔ فریش ہو کر وہ سونے کی غرض سے بیڈ پر لیٹ گئی۔ آنکھیں بند کرتے ہی سارا منظر کسی فلم کی طرح آنکھوں کے بند پپوٹوں پر چلنے لگا۔ عروج گھبرا کر اٹھی اور اس کے بعد سب کی طرح نیند بھی اس سے روٹھ گئی۔ دو دن ہو گئے تھے اسے ہوٹل میں پڑے۔ "اگر یونہی ہوٹل میں رہی تو پیسے جلد ختم ہو جائیگے۔" یہی سوچ کر اس نے ایک ٹیکسی لی اور ڈرائیور کو نارمل سے کالج چلنے کے کہا۔ عروج نے ایک نارمل سے کالج میں داخلہ لے لیا۔ اس کے اچھے گریڈز اور پوزیشن کی وجہ سے اسے داخلہ با آسانی مل گیا۔ اس کے ساتھ ہی ہوسٹل میں رہنے کا بندوبست بھی ہو گیا۔ ہوسٹل شفٹ ہونے کے بعد عروج نے اپنے لمبے گھنے بالوں کو کاٹ کر چھوٹا کر لیا۔ کوئی بھی اسے دیکھ یہ نہیں کہ سکتا تھا کے یہ لڑکی ایک بہت بڑے بزنس مین کی اک لوتی بیٹی ہے۔ اس کی کل جائیداد کی اک لوتی وارث۔ کالج کے ساتھ اسے ایک ہوٹل میں ویٹرس کی جاب بھی مل گئی۔ صبح کالج اور شام میں ہوٹل یہی اس کا معمول بن گیا تھا مگر ان سب میں وہ ایک بار بھی انہیں نہیں بھولی جن کی وجہ سے وہ آج یہاں تھی۔ اکثر اسے اپنا سانس رکتا محسوس ہوتا لیکن عروج اسے اگنور کرتی رہتی مگر ایک دن جب یہ سب حد سے بڑا تو وہ ڈاکٹر کے پاس گئی۔ اور ڈاکٹر نے جو اسے دیا وہ سن رہ گئی۔ اس دن انہلر کو ہاتھ میں پکڑے وہ روتی رہی۔ کیا یہ میری مخلصی کا انعام ہے؟ انہلر کو ہاتھ میں پکڑے اس نے کرب سے سوچا۔ وہ سانسوں کی محتاج ہو گئی تھی۔ وقت گزرتا گیا اور یونہی چھ مہینے بیت گئے۔ وہ گم سم سی رہتی کسی سے بات نہیں کرتی اگر کوئی اس کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھاتا تو وہ خالی خالی نگاہیں اس پر ٹکا کر ہنس دیتی۔ کالج میں کئی سٹوڈنٹس اسے

پاگل کہتے تو کوئی مغرور۔ سب اس کے بارے میں کچھ نا کچھ کہتے رہتے مگر عروج ان باتوں کا کوئی اثر نہیں لیتی۔ کوئی اگر اس کی ریگنگ کرتا وہ خاموشی سے سہتی رہتی۔ کوئی اسے کچھ کام کہتا وہ بنا انکار کئے کرتی رہتی۔ کسی کو نوٹ چاہیے تو عروج سے لے لو وہ خاموشی سے دے دیتی۔ کوئی واپس لوٹا دیتا کوئی نا دیتا وہ کچھ نہیں کہتی۔ کسی کو اپنی اسائیمنٹ بنانی ہوتی عروج کو دے دو وہ خاموشی سے بنا دیتی۔ کالج کے سٹوڈنٹس اس کا بھرپور فائدہ اٹھاتے۔ کوئی کلاس میں ٹیچر کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرتا سر کے پوچھنے پر عروج کا نام لگا دیتے۔ کسی اور کی غلطی کی سزا اسے کلاس سے باہر نکال کر دیتے۔ اگر میرے اپنے میرے ساتھ ایسا کر سکتے ہیں تو غیروں سے کیا شکوہ۔ وہ یہی سوچ کر سب سہتی۔ اور پھر ایک دن اس کی زندگی میں زین عباسی آیا اور پھر عروج رضا میر اس کا ٹارچر سہنے لگی۔ سب کے سامنے نظریں جھکا کر اور آواز نیچے کر کے بات کرنے والی لڑکی زین عباسی کے سامنے دونوں چیزیں اونچی رکھتی تھی۔ زین کے ٹارچر سے بچنے کے لئے وہ ہوسٹل سے گئی تھی اور پھر وہاں اسے عدن ملی تھی *** (چھ مہینے پہلے) (دہلی) سعدیہ بی ڈائینگ ٹیبل پر بیٹھی دونوں کا انتظار کر رہی تھی جب رضا میر وہاں آئے۔ "سعدیہ بی پری نہیں آئی؟" رضا میر نے چیئر پر بیٹھتے پوچھا۔ "ناراض ہو گی نا مجھ سے؟" سعدیہ بی کے کچھ کہنے سے پہلے وہ خود ہی بولنا شروع ہو گئے۔ "کل رات کچھ زیادہ ہی غصہ کر دیا غصہ کیا ہاتھ بھی اٹھایا تھا اس پر ناراض تو ہو گی؟" وہ اپنے ہاتھ کو دیکھتے دکھ اور پچھتاوے کی ملی جھلی کیفیت میں بولے۔ "پر کیا کرو سعدیہ بی انجانے میں اس پر ہاتھ اٹھ گیا کچھ سمجھ ہی نہیں آیا پر میں اسے منا لو نگا مان جائیگی۔" رضا میر خود کو دلاسا دیتے نم آنکھوں سے مسکرا رہے تھے۔ سعدیہ بی نے دکھ سے انہیں دیکھا۔ "سدرہ۔" رضا میر نے ملازمہ کو آواز لگائی۔ سدرہ بوتل کے جن کی طرح فورن حاضر ہوئی۔ "جاؤ پری کو بولو بابا بلا رہے ہیں اور اگر نا آئے تو کہنا بابا کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے پھر دیکھنا کیسے بھاگتے ہوئے آئیگی۔" رضا میر ہنس کر بولے۔ سعدیہ بی ان کی حالت پر بمشکل

آنسو روکے ہوئے تھیں۔ وہ جانتی تھی باہر سے مسکرا رہا شخص اپنی بیٹی پر ہاتھ اٹھانے کی وجہ سے اندر سے کتنی تکلیف میں ہو گا۔ سدرہ سر ہلاتی سیڑیاں چڑھ کر عروج کے کمرے میں گئی۔ ایک بار دروازہ بجانے پر اندر سے کوئی جواب نہیں آیا۔ سدرہ نے اس بار زور سے دروازہ بجایا تب اسے احساس ہوا دروازہ کھلا ہے۔ "عروج میڈم۔" سدرہ نے سر اندر کر کے اسے آواز لگائی۔ مگر کوئی جواب ناپا کر وہ پوری کی پوری اندر آ گئی۔ "عروج میڈم۔" کمرے کی بکھری حالت دیکھ سدرہ کو تشویش نے آ گیر۔ اس نے واشروم سمیت پورا کمرہ چیک کیا مگر عروج وہاں ہوتی تو ملتی۔ سدرہ گھبرائی ہوئی نیچے آئی۔ "صاحب جی عروج میڈم تو اپنے کمرے میں نہیں ہے اور ان کے آدھے کپڑے بھی غائب ہے۔" تیز تیز سیڑیاں اترنے کی وجہ سے سدرہ کی سانسیں اتھل پتھل ہوئی۔ "کیا مطلب اپنے کمرے میں نہیں ہے؟" رضا میر اور سعدیہ بی گھبراتے ہوئے اپنی جگہ سے اٹھے۔ "جی صاحب جی میڈم اپنے کمرے میں نہیں ہے اور ان کا سامان بھی مجھے لگتا ہے میڈم گھر چھوڑ کر چلی گئی ہیں۔" سدرہ نے بوکھلائے کہا۔ "یا اللہ۔" سعدیہ بی کا ہاتھ بے اختیار اپنے سینے پر گیا۔ رضا میر دوڑتے ہوئے عروج کے کمرے میں گئے مگر وہ وہاں ہوتی تو ملتی۔ رضا میر بوکھلائے سے چوکیدار کے پاس آئے چوکیدار انہیں دیکھتے ہی سارا ماجرا سمجھ گیا۔ "تم نے پری کو گھر سے باہر جاتے دیکھا؟" "جی صاحب جی۔" چوکیدار نے نظریں چرائی۔ "تم نے اسے جانے کیسے دیا مجھے کیوں نہیں بتایا؟" رضا میر دھاڑے۔ "کیسے بتاتا؟ میڈم نے ہاتھ جوڑے تھے میرے سامنے۔" چوکیدار روہانسا ہوا۔ رضا میر کو لگا جیسے ان کی کمر پر ڈھیروں بوجھ پڑ گیا ہو وہ لڑکھڑا کر گرنے لگے جب چوکیدار نے انہیں تھام کر کرسی پر بیٹھایا۔ سدرہ فون پر ان چاروں کو ساری صورتِ حال بتا چکی تھی چاروں ہوا کی تیزی سے اپنے گھروں سے نکلے۔ رضا میر چوکیدار کے کواٹر سے ایک دم گھر کی اور بھاگے۔

"میں پولیس کو فون کرتا ہوں وہ ڈھونڈ لینگے پری کو۔" اس سے پہلے رضا میر فون کرتے چاروں وہاں پہنچے۔ "کیا ہوا

انکل اے جے کہاں ہے؟" اکشے نے پریشانی سے پوچھا۔ رضامیر جواب دینے کی بجائے ڈھ سے گئے۔ سڈ نے بروقت انہیں سہارا دیکر صوفے پر بیٹھایا۔ "چلی گئی وہ اپنے بابا سے خفا ہو کر۔" رضامیر روتے ہوئے بولے۔ "کہاں چلی گئی؟" سب کا دل ڈوبا۔ "پتا نہیں۔" رضامیر نے ہاتھوں کے اشارے سے کہا۔ "کل رات میں نے اس پر ہاتھ اٹھایا تھا مجھ سے ناراض ہو کر چلی گئی۔" "آپ نے اس پر ہاتھ اٹھایا لیکن کیوں؟" سڈ نے حیرانی سے پوچھا۔ راہول خود کو ان سب کا قصوروار سمجھ رہا تھا نا وہ رضامیر کو بتاتا اور نا آج وہ گھر چھوڑ کر جاتی۔ رضامیر جواب دینے کی بجائے بس روتے رہے جب چوکیدار نے وہاں آکر انہیں وہ لیٹرز دیئے۔ "یہ عروج میڈم نے آپ سب کے لئے چھوڑے ہیں۔" چوکیدار نے سب کو ان کے نام کا لیٹر پکڑا دیا۔ سب نے کانپتے ہاتھوں نے لیٹر پکڑے۔ پہلا لیٹر رضامیر نے کھولا۔ سب انہیں ہی دیکھ رہے تھے۔ "بابا آپ کی جگہ کوئی اور باپ ہوتا تو وہ بھی یہی کرتا ایسا دادی نے مجھے کہا پر بابا آپ کوئی اور نہیں تھے بابا آپ تو میرے بابا تھے مجھے جانتے تھے کیا آپ کو لگتا ہے آپ کی بیٹی کوئی ایسا کام کر سکتی ہے جس سے اس کا باپ اپنی ہی نظروں میں گر جائے؟ نہیں بابا میں نے تب بھی کہا تھا اب بھی کہہ رہی ہوں میں نے شراب نہیں پی آپ نے کہا تھا دور ہو جاؤ لیں میں ہو گئی۔" رضامیر کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں جکڑ لیا ہو۔ "بابا آپ جیسے پہلے رہتے تھے اب بھی ویسے ہی رہیے گا میں وہاں رہنے کی کیفیت میں نہیں تھی اسی لئے جا رہی ہوں نہیں پتا کب لوٹونگی مجھے وقت چاہیے ان سب سے نکلنے کے لئے اگر کبھی مجھ میں حوصلہ ہوا واپس آنے کا تو ضرور کوشش کرونگی مجھے معاف کر دیں اور مجھے ڈھونڈھنے کی کوشش مت کریئے گا یہ میری گزارش ہے آپ سے فقط آپ کی پری۔" رضامیر کے ہاتھ سے لیٹر چھوٹ کر گر گیا۔ انہیں لگا جیسے آج ان کے جینے کا مقصد ختم ہو گیا ہو۔ سعدیہ بی نے اپنے ہاتھ میں پکڑا لیٹر کھولا۔ "دادی آپ رو رہی ہیں پلیز مت روئے اگر آپ ایسے روئینگی تو مجھے تکلیف ہو گی دادی آپ نے مجھے ہمیشہ

سمجھایا کچھ باتیں مجھے سمجھ آئی اور کچھ نہیں کل رات آپ کی باتوں سے مجھے تسلی نہیں ہوئی اسی لئے جا رہی ہوں آپ کے ہوتے ہوئے مجھے کبھی ماما کی کمی محسوس نہیں ہوئی آپ نے ہمیشہ میرا بہت خیال رکھا میرے بعد اپنا بہت سا خیال رکھئے گا اور ہاں میرے لئے دعائیں کرتی رہا کرے مجھے ضرورت ہے دعاؤں کی۔" سعدیہ بی آنسو پونچھتی صوفے پر بیٹھ گئیں۔ ان کا دل پھٹ رہا تھا مگر عروج کی بات رکھنے کے لئے اپنے آنسوؤں کو ضبط کرنے کی کوشش کرنے لگی۔ چاروں اپنے ہاتھوں میں لیٹر پکڑے کھڑے تھے کسی میں بھی ہمت نہیں تھی اسے کھولنے کی آخر سڈ نے ہمت کر کے لیٹر کھولا۔ "ڈیئر سڈ تم نے مجھ سے پوچھا تھا کے کیا میں راہول سے پیار کرتی ہوں؟ میں نے تب بھی نا کہا تھا اور اب بھی کہہ رہی ہوں نہیں میں راہول سے پیار نہیں کرتی وہ صرف میرا دوست تھا پر تم نے میرا یقین نہیں کیا مجھے بہت افسوس ہوا میرا دل کٹ گیا راہول تو لیلیٰ سے پیار میں اندھا تھا لیکن تم؟ جا رہی ہوں میری وجہ سے اپنی دوستی میں کوئی درار مت آنے دینا ہمیشہ خوش رہنا اور ٹینا کو اپنے دل کا حال ضرور بتانا۔" سڈ کا دل ڈوب گیا۔ نم آنکھوں سے اس نے ایک گہری سانس لی۔ "آئی ایم سوری اے جے۔" اس کے لب ہلے تھے۔ ٹینا نے سعدیہ بی کے پاس بیٹھ کر اپنا لیٹر کھولا۔ "ٹینا تم نے کہا تھا اگر مجھے اپنی دوستی بچانی ہے تو مجھے سوری بولنا ہوگا دوستوں کے آگے سوری بولنا کوئی بڑی بات نہیں ہے لیکن میں غلط نہیں تھی یار ایک راز کی بات بتاؤں سڈ تم سے بہت پیار کرتا ہے تمہارا بہت خیال رکھے گا اس کا دل مت توڑنا اور میری وجہ سے اپنی دوستی میں کوئی درار مت آنے دینا۔" ٹینا نے بے یقینی سے کئیں بار لیٹر پڑھا۔ اس نے سر اٹھا کر سڈ کو دیکھا جو نم آنکھیں لئے ہاتھ میں پکڑے لیٹر کو دیکھ رہا تھا۔ میر مینشن میں بہت سے لوگوں کے ہوتے ہوئے بھی وہاں سناٹے کا راج تھا۔ کس کے لیٹر میں کیا لکھا تھا کسی نے جاننے کی کوشش نہیں کی۔ راہول لمبے لمبے ڈگ بھرتا وہاں سے چلا گیا۔ اس کا دم گھٹ رہا تھا وہاں اپنے ہاتھ میں پکڑے لیٹر کو پڑھنے کی اس میں ذرا ہمت نہیں

تھی۔ اکشے نے ہمت کر کے اپنا لیٹر کھولا۔ "اوئے اکشے کے بچے رو رہے ہو شرم کرو مرد ہو کر روتے ہو؟"" اکشے کے چہرے پر افسردہ سی مسکراہٹ آ گئی۔ "جہاں کسی نے میرا یقین نہیں کیا وہاں تم تھے اکشے میرا یقین کرنے والے اگر کوئی مجھ سے پوچھے کے سچا دوست کسے کہتے ہیں تو میں کہوں اکشے کو سوری کل ڈانٹ دیا میری وجہ سے اپنی دوستی میں کوئی درار مت آنے دینا اور اپنا خیال رکھنا خاص کر راہول کا جب وہ ٹوٹ جائے تب اسے سنبھالنا ہمیشہ پہلے کی طرح ہنستے اور ہنساتے رہنا تمہاری دوست اے جے۔" "اب پہلے جیسا کہاں رہیگا اے جے؟" اکشے نے لیٹر بند کرتے دل میں اسے پکارا تھا۔ راہول روڈ پر گاڑی بھگا تا اپنے اندر اٹھتے وبال کو کم کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ راہول نے یک دم بریک لگائی۔ چند لمحے یونہی ہاتھ میں پکڑے لیٹر کو دیکھتے رہنے کے بعد اس نے اسے کھولا۔ "تمہارا مارا گیا تھپڑ میں کبھی نہیں بھولونگی جانتے ہو میں کیوں جا رہی ہوں تا کہ جو درد مجھے ہوا اس کا احساس تمہیں بھی ہو میں غلط نہیں تھی پر تم نے مجھے غلط سمجھا اور اس غلط فہمی میں مت رہنا کے میں تم سے پیار کرتی ہوں عروج رضا میر کبھی بھی راہول اگروال سے محبّت نہیں کر سکتی کبھی نہیں تم نے بابا کو بتایا میں نے شراب پی جب کے ایسا کچھ نہیں تھا تمہاری وجہ سے بابا نے مجھ پر ہاتھ اٹھایا اگر وہاں رہتی تو یہ کبھی بھول نہیں پاتی خیر بھول تو یہاں بھی نہیں پاؤنگی لیکن کم از کم تم لوگوں سے دور تو ہونگی جا رہی ہوں کبھی نا آنے کے لئے ہمیشہ خوش رہو دھوکے باز بے وفا اے جے۔" لیٹر پڑھ کر اس کی آنکھیں پتھرا گئی۔ نا جانے وہ کس کیفیت میں تھا۔ "سب کچھ تو تمہارے خلاف ہے اے جے پھر تم سہی کیسے ہوئی میں کیسے مان لوں تم سہی ہو؟" وہ سر سٹیئرنگ پر رکھے بڑبڑایا تھا*** روکی نے ہاتھ میں پکڑی شراب کی بوتل سامنے شیشے پر دے ماری۔ عروج کے گھر چھوڑ جانے کی خبر اسے مل چکی تھی۔ "نہیں، نہیں، نہیں، تمہیں پانے کے لئے اتنا کچھ کیا اور تم یونہی چلی گئی۔" روکی غصے سے چلاتا کمرے کی ہر چیز تہس نہس کر رہا تھا۔ "روکی ریلیکس کیا ہو گیا ہے؟ کالم

ڈاؤن۔" لیلیٰ نے اسے ریلیکس کرنا چاہا۔"کیسے ریلیکس رہو؟ جسے پانے کے لئے میں نے اتنا کچھ کیا وہ ہی دور چلی گئی۔" روکی شدید غصے کے عالم میں چلایا تھا۔"کہاں گئی ہو گی ایک نا ایک دن واپس تو آئیگی نا۔" لیلیٰ نے اسے سمجھاتے کہا۔ "اور اگر نا آئی تو؟" "نو چانس اپنے گھر والوں سے کب تک دور رہیگی۔" لیلیٰ نے سوچتے کہا۔"آئی کانٹ ویٹ کتنی بے صبری سے اسے پانے کا انتظار کر رہا تھا اور وہ۔" روکی کو کسی پل چین نہیں مل رہا تھا۔"روکی تم صرف اسے پسند ہی کرتے ہو یا پھر؟" لیلیٰ نے کچھ اور ہی اندازہ لگایا۔"وہاٹ ڈو یو مین؟" روکی نے تپش کے عالم میں پوچھا۔"آئی مین جیسے تم ریئیکٹ کر رہے ہو اسے دیکھ مجھے یہی لگ رہا ہے کے تم اسے پسند نہیں کرتے بلکہ پیار کرتے ہو۔" لیلیٰ نے اپنے اندازے کے مطابق کہا۔"وہاٹ میں اور پیار نیور۔" روکی ہنسا۔"بٹ آئی تھنک یو آر ان لو ود ہر۔" "لو؟"روکی بڑبڑایا۔"یس لو وا گر تم صرف اسے پسند کرتے تو ایسا بیہو نہیں کرتے تمہیں دیکھ میں نے یہی اندازہ لگایا۔" لیلیٰ نے لا پرواہی سے کہا۔روکی گنگ کھڑا رہ گیا سارا غصہ ایک ہی پل میں ہوا ہوا تھا۔اس نے بوتل سے وہسکی گلاس میں ڈال کر لبوں کو لگالی۔"عروج گئی تو گئی لیکن راہول سے تمہارا بدلہ تو پورا ہو گیا کیا حال ہو گا اس کا اس وقت جب اسے پتا چلیگا کے عروج بے قصور تھی؟" لیلیٰ شیطانیت سے بولی۔"اسی حال میں ہی تو اسے دیکھنا تھا تمہارے جاتے ہی اس کے سر پر بم پھوڑونگا۔" روکی مکروہ ہنسی ہنسا۔لیلیٰ نے اپنے پرس سے لیٹر نکال کر پھاڑ دیا کیونکہ اب اس کی کوئی ضرورت نہیں تھی *** راہول کئی دنوں سے لیلیٰ کا نمبر ٹرائی کر رہا تھا مگر اس کا نمبر مسلسل اوف جا رہا تھا۔"لیلیٰ پک اپ دا فون ڈیمڈ۔" راہول بے چینی سے چکر کاٹتا بڑبڑا رہا تھا جب اس کا موبائل بلنک ہوا۔کوئی میسج تھا۔راہول نے لیلیٰ کا میسج سمجھ کر اسے جلدی سے اوپن کیا۔"کسے فون کر رہے ہو لیلیٰ کو؟ وہ تو کب کا چلی گئی۔" میسج دیکھ راہول حیران ہوا۔ "کون ہو تم لیلیٰ کہاں ہے؟"راہول ٹیکسٹ کر کے جواب کا بے صبری سے انتظار کرنے لگا۔"صرف تمہیں ہی نہیں

تمہارے ان دوستوں کو بھی بتاؤں گا میں کون ہوں۔" کچھ دیر بعد میسج آیا۔ میسج پڑھ کر راہول کی پیشانی پر بل پڑ گئے۔ "اگر یہ کوئی مذاق ہے تو اس کا انجام بہت برا ہو گا۔" راہول نے غصے سے کہا۔ "انجام؟ ہاہاہاہا انجام تو تمہارا برا ہو گا حقیقت جان کر۔" ٹیکسٹ پڑھ کر راہول کو تشویش نے آ گیرا۔ "کیسا سچ؟" "کہاں نا تمہارے ساتھ تمہارے ان دوستوں کو بھی بتاؤں گا بس انتظار کرو۔" راہول نے دوبارہ کئی میسج کئے مگر کوئی جواب نہیں آیا۔ اس نے کچھ سوچ کر سڈ کو کال لگائی۔ "سڈ تمہیں کوئی ٹیکسٹ آیا؟" اس کے فون اٹینڈ کرتے ہی راہول نے بے صبری سے پوچھا۔ "ہاں کوئی عجیب سی باتیں کر رہا تھا مجھے لگا کوئی مذاق کر رہا ہو گا اسی لئے دھیان نہیں دیا تمہیں بھی وہی ٹیکسٹ آیا کیا؟" آخر میں سڈ نے حیرانی سے پوچھا۔ "ہاں پتا نہیں کون ہے۔" راہول نے پیشانی مسلتے کہا۔ "ایک کام کرو تم ٹینا سے پوچھو میں اکشے کو کال کرتا ہوں۔" راہول نے کہا۔ "اکشے کال اٹینڈ نہیں کریگا بہت ناراض ہے وہ ہم سے اسے لگتا ہے اے جے کے گھر چھوڑ کے جانے کی وجہ ہم لوگ ہیں۔" سڈ نے اداسی سے کہا۔ راہول نے ایک گہرا سانس لیا۔ "اچھا تم ٹینا کو کال کر کے پوچھو میں اکشے کا نمبر ٹرائی کرتا ہوں۔" راہول نے کہ کر بنا اس کی سنے کال کاٹ دی۔ اکشے نے اس کا فون نہیں اٹھایا۔ دس منٹ بعد سڈ کا ٹیکسٹ آیا سڈ کا آیا ٹیکسٹ پڑھ کر راہول پریشان ہو گیا۔ ٹینا کو بھی سیم میسج؟ راہول کا پورا دن پریشانی میں گزرا شام کو اسے ایک اور میسج موصول ہوا۔ "آج رات نو بجے اسی جگہ پر جہاں تم نے اپنی پیاری سی دوست پر ہاتھ اٹھایا تھا۔" میسج کے لاسٹ میں ایک ہنسنے والا ایموجی بھی تھا۔ "یہ سب تم کیسے جانتے ہو کون ہو تم؟" اب سہی معنوں میں راہول کی جان ہوا ہوئی۔ "کہاں نا مل کر بتاؤں گا۔" راہول پریشان سا موبائل پر آئے میسج پر نظریں جمائے کھڑا تھا جب سڈ کا ٹیکسٹ آیا۔ "تمہیں ملا میسج؟" "ہاں۔" اس نے مختصر کہا۔ آٹھ بجے ہی راہول نے سڈ کو کال کی۔ "اکشے سے رابطہ ہوا؟" نہیں میری کال اٹینڈ نہیں کر رہا۔ "اور ٹینا کی؟" نہیں اس کی بھی کال اٹینڈ

نہیں کر رہا۔ "کیا اسے ٹیکسٹ ملا ہو گا؟" راہول نے سوچتے کہا۔ "اگر ہم تینوں کو ملا ہے تو اسے بھی ملا ہو گا اور اگر ملا ہے تو نو بجے وہ وہاں ہو گا۔" سڈ نے کہا۔ "اوکے میں نکل رہا ہوں تم بھی پہنچوں۔" "اوکے۔" رابطہ کٹ گیا۔

راہول پارک پہنچ چکا تھا۔ راہول کے پہنچتے ہی سڈ اور ٹینا بھی پہنچ گئے۔ ان کے آنے کے چند لمحو بعد اکشے بھی وہاں پہنچا۔ "تم سب لوگ یہاں کیا کر رہے ہو؟" اکشے نے حیرت سے پوچھا۔ "ہمیں بھی وہی میسج ملا جو تمہیں ملا تھا۔" ٹینا نے پریشانی سے کہا۔ "ہے کون وہ اور کون سا سچ؟" سڈ نے فکرمندی سے کہا۔ "دیکھتے ہیں۔" راہول نے ادھر ادھر نظریں دوڑائی پارک بلکل خالی تھا۔ چند لمحے یونہی نظریں دوڑانے کے بعد انہیں کوئی اپنی طرف آتا دکھائی دیا۔ ٹینا ڈر کے مارے سڈ سے چمٹ گئی۔ وہ جو بھی تھا اندھیرے میں کھڑا تھا جہاں چاروں میں سے کوئی بھی اس کا چہرہ نہیں دیکھ سکتا تھا۔ "ویلکم تم لوگ تو بڑی جلدی پہنچ گئے؟" ایک جانی پہچانی آواز ان کے کانوں سے ٹکرائی۔ "کون ہو تم اور ہمیں یہاں کیوں بلایا ہے؟ لیلیٰ کہاں ہے؟" راہول نے ایک ساتھ کئی سوال کئے۔ "ہاہاہالیلی، لیلیٰ، لیلیٰ راہول تمہیں لیلیٰ کا خیال ہے؟ اپنی اس دوست کا نہیں؟ جو جانے کہاں دھکے کھا رہی ہو گی بیچاری نا جانے کتنا کچھ کیا اس نے تمہارے لئے اور تم نے کیا صلا دیا اس کی دوستی کا چھی، چھی، چھی ویری بیڈ۔" روکی نے مذاق اڑانے والے انداز میں کہا۔ "کیا بکواس کر رہے ہو ہو کون تم؟" راہول یک دم غصے سے چلایا۔ روکی اندھیرے سے نکل کر روشنی میں آکر کھڑا ہو گیا۔

"روکی؟" چاروں کی حیرت میں ڈوبی ملی جھلی آواز آئی۔ "کیسا لگا مجھ سے مل کر؟" روکی نے دونوں ہاتھ پھیلائے دوستانہ لہجے میں بولا۔ "بکواس بند کرو اور بتاؤ ہمیں یہاں کیوں بلایا ہے؟" سڈ نے لفظ چبا چبا کر پوچھا۔ "سڈ اتنی بھی کیا جلدی ہے بتاتا ہوں یہاں بتانے کے لئے ہی تو آیا ہوں۔" روکی اطمینان سے بولا۔ "اے جے نے جو کہا وہ سچ تھا لیلیٰ تمہاری؟" اکشے بات کے درمیان رکا۔ ایک پل میں اسے سارا معملہ سمجھ آیا تھا۔ "واہ اکشے بڑے انٹیلجنٹ ہو بلکل

اپنی فرینڈ کی طرح۔" تینوں نے نا سمجھی سے دونوں کو دیکھا۔ اکشے اپنا سر تھام کر رہ گیا۔" یہاں ہو کیا رہا ہے کوئی بتائیگا؟" ٹینا چلائی۔" اگر اتنی ہی جلدی ہے تو سنوں۔" روکی ہوڈی کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے تھوڑا آگے آیا۔" تمہاری دوست بلکل سہی تھی مگر افسوس تم اسے سمجھ نہیں پائے۔" روکی نے افسوس سے سر ہلایا۔" لیلیٰ میری فرینڈ تھی اور میں نے ہی اسے تم لوگوں کے پاس بھیجا تھا۔" روکی کے انکشاف پر سب بونچکا رہ گئے۔" کیا بکواس ہے یہ؟" راہول کو اپنی آواز کسی کنویں سے آتی سنائی دی۔" بکواس نہیں حقیقت بتا رہا ہوں لیلیٰ کو میں نے ہی تم لوگوں میں غلط فہمی پیدا کرنے کے لئے بھیجا تھا اور دیکھو اس نے کر دی یہ سب میرا پلان تھا۔" روکی نے خود کو داد دی۔" میں تمہاری جان لے لونگا۔" راہول دھاڑتے اس کی طرف بڑا۔ روکی نے جیب سے گن نکال کر اس کے قدم وہی روک دیئے۔ گن دیکھ سب کے اوسانخطا ہوئے۔" تمہیں کیا لگتا ہے میں خالی ہاتھ ہی منہ اٹھا کر چلا آؤنگا تمہارے ہاتھوں دوبارہ مار کھانے؟" روکی نے زہر بھرے خنڈ میں کہا۔" کیوں کیا تم نے؟" راہول نے ضبط سے پوچھا۔" اب آئے نا مدعے پر؟ تم نے اس دن پورے کالج کے سامنے مجھ پر ہاتھ اٹھایا پرنسیپل سے تمہاری وجہ سے باتیں سننی پڑی اتنا بدلہ تو بنتا ہے۔" روکی طنزیہ بولا۔" اے جے کا کیا قصور تھا اس میں؟" "اس کا قصور یہ تھا کے اس نے مجھے ٹھکرایا پلان تو میرا کچھ اور ہی تھا مگر آخر میں سب بگڑ گیا جسے پانے کے لئے یہ سب کیا وہ ہی یہاں سے چلی گئی۔" روکی نے افسوس سے کہا۔" تم ایک گھٹیا انسان ہو روکی۔" ٹینا نے نفرت سے کہا۔" ہاہاہا تم لوگوں سے زیادہ گھٹیا نہیں ہوں تم لوگوں نے تو اپنی دوست پر یقین نہیں کیا تو گھٹیا کون ہوا میں یا تم؟" روکی استہزائیہ ہنسا۔" تمہیں پتا ہے راہول جس لیلیٰ سے تم پیار کرتے ہو جس کے لئے تم نے اپنی دوست پر اعتبار نہیں کیا وہ لیلیٰ تم سے پیار نہیں کرتی وہ تو بس میرے کہنے پر تمہارے ساتھ کھیل رہی تھی۔" راہول کو لگا وہ سانس نہیں لے پائیگا۔" کیا ہوا صدمہ لگا؟" روکی ہنسا۔" وہ تو واپس

چلی گئی کبھی نا آنے کے لئے اور پتا ہے؟" روکی نے خباثت سے کہا۔"اس نے کتنی راتیں میرے ساتھ گزاری۔" روکی کی بات کے مکمّل ہونے سے پہلے ہی راہول اسے گریبان سے پکڑ چکا تھا۔"ریلیکس راہول سچ برداشت نہیں ہوا نا؟تکلیف ہوئی سن کر؟ عروج کو میں پسند کرتا تھا تمہاری وجہ سے میں اسے حاصل نہیں کر پایا کتنا تڑپا میں اس کے لئے اتنا کھیل رچایا اسے پانے کے لئے اور وہ پھر سے چلی گئی۔" روکی اس وقت کسی سائیکو سے کم نہیں لگ رہا تھا۔راہول غضب ناک آنکھوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔"گریبان چھوڑو میرا ورنہ جتنی گولیاں اس گن میں ہے ساری تمہارے بھیجے میں اتار دونگا۔" روکی نے تیش کے عالم میں کہا۔راہول ٹس سے مس نا ہوا۔سڈ نے آگے بڑھ کر اس کے ہاتھوں سے روکی کا گریبان چھوڑایا۔روکی نے گریبان ٹھیک کرتے راہول کو ایک جلا دینے والی مسکراہٹ پاس کی۔بہت سکون مل رہا ہے تمہیں اس حالت میں دیکھ کر۔تمہاری دوست نے تمہیں بچانے کے لئے جھوٹ بولا کے وہ تم سے پیار کرتی ہے۔یہ بات میں تمہیں اس لئے بتا رہا ہوں تا کہ تم کسی غلط فہمی میں نہ رہو کے وہ تم سے پیار کرتی ہے۔" روکی جانے کے لئے مڑا۔"آہاں ایک بات اور۔"روکی دوبارہ پلٹا۔"جانتے ہو میری اور تمہاری دوستی میں کیا فرق ہے؟لیلیٰ نے میری دوستی میں تمہیں برباد کیا اور عروج نے تمہاری دوستی میں خود کو گڈ بائے۔" روکی انہیں زلزلوں کی زد میں چھوڑ کر جیسے آیا تھا ویسے ہی چلا گیا۔راہول کو سمجھ نہیں آرہا تھا کس بات پر سوگ منائے لیلیٰ کی بے وفائی اور اس کے دھوکے کا یا عروج کے دور جانے کا اسے غلط کہنے کا اس پر ہاتھ اٹھانے کا؟"میں نے کہا تھا وہ غلط نہیں ہے۔" سب کے سکتے کو اکشے کی سرد آواز نے توڑا۔راہول مڑا۔اس کی آنکھیں اکشے کی آنکھوں سے ٹکرائی اس نے بے اختیار نظریں چرائی۔"مل گیا سکون؟ کیا کہا تھا تم نے اے جے کو دھوکے باز بے وفا ہاں بولو کون ہے بے وفا؟" اکشے اس کی اور بڑا۔سڈ اور ٹینا سر جھکائے کھڑے تھے۔"بولو کون ہے بے وفا میں بتاؤں؟ تم لوگ ہو بے وفا دھوکے

باز جن کی دوستی تو صرف نام کی تھی ارے اصلی دوستی تو اس نے نبھائی تم تو صرف نام کے ہی دوست تھے۔" اکشے راہول کو گریبان سے پکڑے چلا رہا تھا۔ "تمہاری وجہ سے وہ یہاں سے چلی گئی تم نے اس کے بابا کو بتایا کے اس نے شراب پی ان میں پھوٹ ڈلوائی؟" "نہیں۔" راہول بے اختیار بولا۔ "تم نے دلوائی ان میں پھوٹ وہ کہتی رہی اس نے شراب نہیں پی پر تم نہیں مانے وہ کہتی رہی اس کی ڈرنک میں کچھ ملایا گیا ہے تم نہیں مانے وہ کہتی رہی لیلیٰ اچھی لڑکی نہیں ہے تم نہیں مانے تمہارے سر پر تو اس کے پیار کا بھوت سوار تھا تمہیں تو اس لڑکی کے سوا کچھ دکھائی ہی نہیں دیا اے جے کی آنکھوں کا درد اس کی سچائی کچھ بھی نہیں۔" بات کرتے کرتے اکشے کی آواز بھرا گئی۔ "تم لوگ اسے اتنے سالوں سے جانتے تھے پھر بھی اس پر یقین نہیں کیا کیوں راہول کیوں؟" وہ پوچھ رہا تھا۔ "اکشے ہم نے جو دیکھا اس پر۔" سڈ کچھ کہنے لگا جب اکشے نے اس کی بات بیچ میں کاٹی۔ "تم چپ رہو تم بھی اس کے جیسے ہو تم نے بھی اس پر یقین نہیں کیا تم لوگوں کے آگے بھی گڑ گڑائی تھی وہ تم دونوں نے بھی اسے غلط سمجھا۔" وہ سچائی اگل رہا تھا اور کسی میں بھی ہمت نہیں تھی اسے چپ کروانے کی۔ اس کے الفاظ سب کے دلوں پر چھریاں چلا رہے تھے۔ "اب کیوں رو رہی ہو ٹینا؟ اس نے تمہیں بھی اپنی سچائی کا یقین دلانے کی کوشش کی تھی تم نے بھی یقین نہیں کیا کیا کہا تھا اس سے؟ اگر دوستی بچانی ہے تو معافی مانگنی ہوگی دوستی تو وہ بچا رہی تھی توڑی تو تم لوگوں نے ہے۔" ٹینا کے رونے پر اکشے نے طنزیہ کہا۔ کسی میں بولنے کی ہمت نہیں تھی۔ "نا جانے کہاں ہو گی کہاں دھکے کھا رہی ہو گی صرف تم لوگوں کی وجہ سے۔" وہ رو رہا تھا۔ "جانتے ہو اس نے لیٹر میں کیا لکھا تھا؟ سب کا خیال رکھنا میری وجہ سے اپنی دوستی میں کوئی درار مت آنے دینا اور راہول کو سنبھالنا جب وہ ٹوٹ جائے اس کا ساتھ مت چھوڑنا۔" اکشے روتے ہوئے ان کی روح کو جھنجھوڑ رہا تھا۔ راہول کی آنکھ سے ایک آنسو نکلا۔ ٹینا کے رونے میں تیزی آگئی۔ سڈ کی آنکھیں بھی بھرا گئی۔

"تمہاری وجہ سے وہ چلی گئی۔" وہ ہچکیوں سے رو رہا تھا۔ راہول بوجھل قدم اٹھائے اس کے قریب آیا۔ "اکشے۔" اس نے بھیگی آواز میں اسے پکارا۔ اکشے نے نظریں پھیری۔ راہول نے دھیرے سے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا اکشے نے ایک کندھا جھکا کر اس کا ہاتھ جڑ کا۔ "وہ چلی گئی میری وجہ سے اگر تو بھی یوں نظریں پھیرے گا تو میں مر جاؤنگا یار میں نے اسے کھو دیا تم میں سے کسی کو کھونے کی ہمت نہیں ہے مجھ میں۔" راہول نے روتے روتے اس کا رخ موڑا۔ اکشے نے زور سے اسے گلے لگایا۔ "آئی ایم سوری۔" راہول اس کے گلے لگے کہہ رہا تھا۔ ٹینا ایک طرف کھڑی ہچکیوں سے رو رہی تھی جب سڈ نے اسے کندھوں سے تھام کر اپنے ساتھ لگایا۔ چاروں کی آنکھوں میں پچھتاوے کے آنسو تھے ***

(حال) رات کے بارہ بج تھے۔ عروج تیز تیز قدم اٹھاتی بس اسٹاپ کی اور جا رہی تھی۔ آج ہوٹل میں کام کرتے اسے وقت کا اندازہ ہی نہیں ہوا۔ "اتنا وقت ہو گیا پتا نہیں بس بھی ملے گی کے نہیں؟" پریشانی سے سوچتے اس نے اپنے قدموں کی رفتار مزید تیز کر دی۔ آسمان پر بدل چھائے تھے۔ ہر طرف حبس کا سما تھا۔ دور دور تک کوئی ٹیکسی یا آٹو بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا جب اس کے قریب ایک کار آ کر رکی۔ عروج کی نظر کار میں بیٹھے شخص پر پڑی۔ "کیا بلا ہے یہ؟" وہ بڑبڑائی۔ زین کار سے نکل کر ایک جست میں اس تک پہنچا۔ "تم اس وقت یہاں کیا کر رہی ہو؟" زین نے انجان بنتے سوال کیا۔ "واک کر رہی ہوں۔" عروج تیوری چڑا کر بولی۔ "واہ اتنے اچھے موسم میں واک کرنے کا اپنا ہی مزہ ہے۔" زین نے آسمان کی طرف منہ کئے دونوں ہاتھ پھیلائے کہا۔ "او ہیلو دکھائی نہیں دے رہا کام سے گھر جا رہی ہوں؟" عروج نے چڑ کر کہا۔ "آؤ میں گھر چھوڑ دوں۔" زین نے پیشکش کی۔ "جی نہیں میں خود چلی جاؤنگی۔"

عروج انکار کرتی آگے بڑھی۔ "کیوں میرے ساتھ کیوں نہیں جانا؟" زین نے ایسے پوچھا جیسے روز اسے پک اینڈ ڈراپ کا کام وہی کرتا ہو۔ "کیا مطلب کیوں نہیں جانا؟ میری مرضی۔" عروج نے ماتھے پر بل ڈالے کہا۔ "دیکھ لو رات کا وقت ہے بارش بھی ہونے والی ہے اور اوپر سے سنسان روڈ پر ایک لڑکی اکیلے جا رہی ہے کچھ بھی ہو سکتا ہے۔" زین نے ڈرانے کی کوشش کی۔ "اگر کچھ ہوا بھی تو میرے ساتھ ہو گا تمہیں اس سے کیا؟" وہ بنا ڈرے بولی اور تیز تیز قدم اٹھانے لگی زین بھی اس کے ساتھ چل رہا تھا تقریباً دوڑ رہا تھا۔ "گاڑیوں اور بسوں کی سٹرائیک ہے تمہیں کوئی ٹیکسی یا بس نہیں ملے گی۔" زین نے اس کے سر پر بم پھوڑا۔ عروج چلتے چلتے رکی۔ زین رک کر گھٹنوں پر ہاتھ رکھے سانس لینے لگا۔ "اسی لئے کوئی ٹیکسی یا آٹو دکھائی نہیں دے رہا؟" عروج نے پریشانی سے سوچا۔ "صبح تک تو کوئی سٹرائیک نہیں تھی؟" عروج نے اپنا ڈر چھپاتے کہا۔ "میں نے کر دی۔" زین نے منہ چڑھایا۔ "اور ویسے بھی میں یہاں اپنی مرضی سے نہیں آیا تمہاری اس منہ بولی ماں نے بھیجا ہے تمہیں لینے پریشان ہو رہی ہیں تمہارے لئے۔" زین نے لہجے میں نرمی پیدا کی۔ "اب بتا دو جانا ہے میرے ساتھ یا نہیں ورنہ میں جاؤں؟" اسے خاموش دیکھ زین نے زچ ہوتے کہا۔ "ٹھیک ہی اگر آنٹی نے بھیجا ہے تو چلی جاتی ہوں تمہارے ساتھ۔" عروج نے جتانے والے انداز میں کہا۔ "کبھی امی کبھی آنٹی؟" زین حیرانی سے بڑبڑایا اور گردن موڑ کر پیچھے دیکھا۔ کار کئی دور رہ گئی تھی۔ "چلتی ہے یا اڑتی ہے۔" زین دوبارہ بڑبڑایا۔ "کچھ کہا؟" عروج نے اس کے یوں بڑبڑانے پر پوچھا۔ "نہیں چلو۔" "تم جاؤ گاڑی یہی لے آؤ اب مجھ میں اتنی دور چل کے جانے کی ہمت نہیں ہے۔" عروج نے انگڑائی لیتے کہا۔ زین کا من کیا اسے کھری کھری سنائے مگر پھر کچھ سوچ کر کار لینے چلا گیا۔ چار کے قریب آتے ہی عروج شان بے نیازی سے چلتی کار میں آ کر بیٹھ گئی۔ اس کے کار کا دروازہ کھولتے وقت زین کے چہرے پر شیطانی مسکراہٹ نے رقص کیا تھا جسے اگر اس

وقت عروج دیکھ لیتی تو کبھی بھی اس کے ساتھ جانے کی غلطی نہیں کرتی۔ اس کے بیٹھتے ہی زین نے کار آگے بڑھالی۔ عروج نے اپنا بیگ سامنے ڈیش بورڈ پر رکھا اور باہر دیکھنے لگی۔ دونوں کے درمیان مکمل خاموشی تھی۔ دونوں میں چھائی خاموشی کو زین کی آواز نے توڑا۔ "ویسے تمہیں کار چلانے آتی ہے؟" "تمہیں اس سے کیا؟" عروج نے نا گواری سے کہا۔ "ہاں مجھے اس سے کیا۔" زین نے لاپرواہی سے کندھے اچکائے۔ "تم پاگل واگل تو نہیں ہو؟" عروج نے تیوری چڑھائے پوچھا۔ "فلحال تو نہیں پر لگتا ہے آہستہ آہستہ ہو رہا ہوں۔" زین شوخ سا بولا۔ "تم فلرٹ کر رہے ہو میرے ساتھ؟" عروج یک دم غصے سے بولی۔ "فلرٹ اور تمہارے ساتھ اتنا لو سٹینڈرڈ نہیں ہے میرا۔" زین نے نخوت سے سر جھٹکتے کہا۔ عروج بس اسے گھور کر رہ گئی۔ زین نے کار میں ایک لو سونگ لگا دیا اور ساتھ ہی ساتھ گنگنانے لگا۔ عروج سارے دن کی تھکن کی وجہ سے پر سکون سی ہو کر سیٹ کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گئی اور بیٹھے بیٹھے ہی اس کی آنکھ لگ گئی۔ ابھی اسے سوئے کچھ لمحے ہی ہوئے تھے جب اسے محسوس ہوا کے گاڑی ہچکولے کھا رہی ہے۔ عروج کچی نیند میں کسمسائی۔ وہ دوبارہ نیند کی وادی میں جانے لگی جب گاڑی نے زور سے ہچکولا کھایا۔ عروج بوکھلا کر اٹھی۔ باہر کا منظر دیکھ اس کی ریڈ کی ہڈی میں سنسناہٹ دوڑ گئی۔ گاڑی ایک جنگل کے کچے راستے پر دوڑ رہی تھی۔ چاروں اور گپ اندھیرا تھا۔ اور اس اندھیرے میں جنگل میں لہلہاتے بڑے بڑے درخت اور پودے ایک خوفناک منظر پیش کر رہے تھے۔ "یہ کونسا راستہ ہے کہاں لیکر جا رہے ہو مجھے؟" عروج یک دم چلائی۔ زین بنا جواب دیئے خاموشی سے کار آگے بڑھا رہا تھا۔ "میں نے پوچھا کہاں لیکر جا رہے ہو؟ گاڑی روکو۔" زین کے اطمینان پر عروج ڈر اور غصے سے چلائی۔ زین کے دوبارہ جواب نا دینے پر عروج کے ڈر کے مارے ہاتھ پاؤں پھولنے لگے۔ اسے شدت سے کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا تھا۔ "زین عباسی میں نے کہا گاڑی روکو۔" اس بار اس کی آواز میں لڑکھڑاہٹ تھی۔ زین

نے ایک جھٹکے سے گاڑی روکی اور گردن موڑ کر اس کے خوفزدہ چہرے کو دیکھنے لگا۔ "اترو کار سے۔" اس نے سرد لہجے میں کہا۔ عروج نے بمشکل تھوک نگلتے آس پاس نظریں دوڑائی۔ چاروں اور ہولناکی کا سما تھا۔ "اترو ورنہ آگے جو ہو گا اس کی زمیدار تم خود ہو گی۔" زین نے کڑی نظروں سے گھورتے اسے وارن کیا۔ "تم ایک گھٹیا انسان ہو۔" عروج دکھ اور غصے کی ملی جھلی کیفیت میں کہتی ہمت جمع کر کے کار سے نیچے اتری۔ اس سے پہلے وہ اپنا بیگ اٹھاتی زین کار زن سے آگے بڑھا لے گیا۔ عروج ہکا بکا دور جاتی کار کو دیکھ رہی تھی۔ "آج ساری اکڑ نکلے گی تمہاری جب ساری رات جنگل میں رہو گی تب پتا چلیگا زین عباسی سے پنگا لینے کا انجام۔" زین آنکھوں میں شیطانیت لئے بولا۔ عروج کی حالت سوچ زین دل ہی دل میں خوش ہو رہا تھا۔ عروج کانپتے وجود کو سنبھالتی آس پاس دیکھ رہی تھی۔ چاروں اور وحشت اور حبس کا سما تھا۔ دور کہیں کسی جانور کی گراہٹ اس کے کانوں سے ٹکرائی۔ وہ یک دم سہم گئی۔ اس وقت وہ اس کچی پکی سڑک کے بیچوں بیچ کھڑی تھی۔ چاند نا ہونے کی وجہ سے کچھ بھی ڈھنگ سے دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ عروج آہستہ آہستہ قدم اٹھاتی آگے بڑھنے لگی۔ دوبارہ کسی جانور کی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی۔ اس بار آواز قدرے نزدیک سے آئی تھی۔ عروج کی ہمت جواب دینے لگی۔ آنکھوں سے بھر بھر کر آنسو گرنے لگے۔ ڈر کے مارے اس نے تیز تیز چلنا شروع کر دیا جب کسی چیز سے ٹھوکر لگی اور وہ لڑکھڑا کر منہ کے بل گری۔ آنکھوں پر لگا چشمہ دور جا گرا۔ اس کے منہ سے ایک سسکی نکلی۔ اس کی ٹھوڈی زخمی ہوئی تھی۔ عروج یونہی گری سسک رہی تھی جب اسے اپنے پاؤں پر کسی نرم سی چیز کا لمس محسوس ہوا۔ وہ یک دم گھبرا گئی۔ اندھیرے میں دیکھ پانا مشکل تھا وہ کیا چیز ہے۔ وہ چیز اس کے پاؤں پر رینگتی ہوئی آگے بڑھ رہی تھی۔ اس کے رینگنے کے انداز سے عروج نے یہی اندازہ لگایا کے وہ سانپ ہے۔ اسی سوچ کے آتے ہی عروج کا تنفس بگڑنا شروع ہوا۔ سانپ اس کے پاؤں سے رینگ کر آگے

بڑھ گیا۔ وہ لمبے لمبے سانس لیتی اٹھنے کی کوشش کرتی دوبارہ پیٹھ کے بل گری جس کی وجہ سے اس کے سر پر گہری چوٹ آئی۔ "بابا۔" اس کے لب ہلے تھے۔ دور کہیں میلوں کے فاصلے پر میر مینشن میں بیٹھے باپ کے دل کو کچھ ہوا تھا اور اس کے منہ سے بے اختیار نکلا تھا۔ "پری۔" زین گنگناتا کار چلا رہا تھا جب عروج کے بیگ میں پڑا موبائل بجا۔ زین نے عروج کے بیگ کو دیکھا پھر کار کی سپیڈ سلو کرتے اس نے عروج کا بیگ اٹھا کر اندر سے موبائل نکالا۔ باہر ہلکی ہلکی بوندا باری شروع ہو چکی تھی۔ عروج کے چھوٹے سے موبائل کی چھوٹی سی سکرین پر عدن کا نام جگمگا رہا تھا۔ عدن کی کال دیکھ زین نے موبائل سائلنٹ پر ڈالتے جیسے اٹھایا تھا ویسے ہی رکھنے لگا جب اس کی نظر ایک چیز پر پڑی۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر اس چیز کو اٹھایا تھا۔ انہلر کو ہاتھ میں تھامے اس کے دماغ میں ایک جھماکا ہوا تھا۔ "اوہ نو۔" اس کے لبوں سے بے اختیار نکلا۔ جتنی سپیڈ سے اس نے کار آگے بڑھائی تھی اس سے دگنی سپیڈ پر کار ریورس کر کے وہ واپس پلٹا تھا۔ ہلکی ہلکی بوندا باری اب بارش کا روپ لے چکی تھی۔ زین کے دل میں کئی خدشے آئے۔ تیز بارش کی وجہ سے باہر سہی سے کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ کار کی ہیڈ لائٹس میں اسے زمین پر کوئی ہیولہ گرا دکھائی دیا۔ زین کار وہی روکے تیزی سے نیچے اتر کر اس کی طرف بڑھا۔ عروج زمین پر گری لمبے لمبے سانس لے رہی تھی۔ سر سے بہتا خون اور آنکھوں سے نکلتے آنسو بارش کے ساتھ ہی زمین میں جزب ہو رہے تھے۔ زین دوڑ کر اس کے قریب پہنچا۔ "یہ لو تمہارا انہلر۔" زین نے انہلر ہلا کر اس کے ہاتھ میں تھمایا۔ عروج نے کانپتے ہاتھوں سے انہلر استمال کیا۔ انہلر استمال کرتے ہی عروج کا بازو ایک طرف لڑھک گیا۔ زین اسے دیکھ بوکھلا گیا۔ اس نے پھرتی سے عروج کی نبض چیک کی جو چل رہی تھی۔ اس نے گہرا سانس لیتے اسے اٹھایا ساتھ ہی اس کی نظر اس کے چشمے پر پڑی جسے اس نے تیزی سے اٹھا کر اپنی جیب میں رکھا اور عروج کو کار میں ڈالا۔ کار ایک بار پھر سپیڈ سے آگے بڑھ رہی تھی۔ زین بار بار گردن گھما کر

پیچھے بیہوش پڑی عروج کو دیکھتا۔ "کتنی بڑی غلطی ہونے والی تھی مجھ سے۔" اس نے پیشانی پر آئے گیلے بالوں کو پیچھے کرتے سوچا۔ اس کے وہم وگمان میں بھی نہیں تھا یہ ہو جائیگا۔ کار جنگل کے راستے سے نکل کر مین روڈ پر آئی۔ زین نے پہلے ہوسپٹل جانے کا سوچا مگر ہوسپٹل وہاں سے کافی دور تھا۔ پھر کچھ سوچ کر اس نے اپنے فیملی ڈاکٹر کو فون کیا اور کار اپنے گھر کے راستے پر موڑلی**** (ماضی) کالج دوبارہ سٹارٹ ہو چکے تھے مگر کسی میں بھی ہمت نہیں تھی عروج کے بغیر اس جگہ قدم رکھنے کی۔ میر مینشن جہاں ہر وقت رونقے لگی رہتی تھی اب سنسان سا لگنے لگا تھا۔ رضا میر اور سعدیہ بی عروج کے جانے سے ٹوٹ گئے تھے۔ راہول، سڈ، ٹینا، اکشے سب بکھر سے گئے تھے۔ راہول جسے سمجھ نہیں آتی تھی کس کا غم منائے؟ عروج کا؟ یا لیلیٰ کا؟ چاروں کے پیرنٹس انہیں کالج جانے کے لئے فورس کرنے لگے۔ اکثر جب انسان کوئی غلطی یا گناہ کرتا ہے تو اس کی سزا صرف اسے ہی نہیں اس کی ذات سے جڑے ہر شخص کو ملتی ہے۔ ایسے ہی اکشے بھی تھا۔ جو کسی غلطی یا گناہ کے باوجود بھی اس سزا سے گزر رہا تھا۔ سڈ سٹوڈیو کی بالکنی میں کھڑا تھا جب ٹینا اس کے مقابل آکر کھڑی ہوئی۔ "تم نے مجھے کیوں نہیں بتایا؟" ٹینا نے مین روڈ پر نظریں ٹکائے شکوہ کیا۔ سٹوڈیو مین روڈ کے بلکل سامنے تھا۔ سارا دن وہاں سے گاڑیوں کا گزر رہتا۔ سڈ نے گردن گھما کر اسے دیکھا۔ "کیا نہیں بتایا؟" اس کی آواز بہت دھیمی تھی۔ "یہی کے تم مجھ سے پیار کرتے ہو۔" "تمہیں کس نے بتایا؟" سڈ نے بنا کوئی تاثر کے پوچھا۔ "اے جے نے لیٹر میں لکھا تھا۔" سڈ چونکا "کیا لکھا تھا؟" "یہی کے تم مجھ سے پیار کرتے ہو میں تمہارا دل کبھی نا توڑوں۔" ٹینا نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ سڈ نے دوبارہ گردن موڑ کر نظریں آتی جاتی گاڑیوں پر ٹکا دی۔ "اور تم کیا کرو گی؟" "وہی جو اے جے نے کہا۔" سڈ کے لبوں پر افسردہ سی مسکراہٹ بکھر گئی۔ اس نے اپنا رخ ٹینا کی طرف کیا۔ "تم نے مجھے خود کیوں نہیں بتایا؟" ٹینا بھی آنکھوں میں شکوہ لئے اس کی طرف رخ کر گئی۔ "ڈر لگتا

تھا کہیں تم منع نا کر دو کہیں ہماری دوستی ناخراب ہو جائے۔" سڈ کی آواز رندگئی۔" اور یہ نہیں سوچا اگر میں ہاں کر دیتی تو؟" ٹینا نے نم آنکھوں سے اس کے خوبصورت چہرے کو دیکھا۔" نہیں کیونکہ مجھے پتا ہے اچھا کام تو تم نے کبھی کیا ہی نہیں۔" ٹینا مسکرادی۔" ٹینا۔" سڈ نے اتنے چاہت سے اسے پکارا ٹینا کا دل بے اختیار دھڑکا۔" میں اپنی ساری زندگی تمہارے ساتھ گزارنا چاہتا ہوں صرف دوست بن کر نہیں۔" سڈ نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے محبّت سے چور لہجے میں کہا۔" میں بھی، صرف دوست بن کر نہیں۔" ٹینا نے نظریں جھکائے دھیمے سے کہا۔ سڈ کے چہرے پر مسکراہٹ چھاگئی۔ ٹینا بھی شرمائی شرمائی سی مسکرادی۔ دونوں دوبارہ باہر دیکھنے لگے۔" اگر اے جے یہاں ہوتی تو مجھ سے زیادہ خوشی تو اسے ہونی تھی۔" سڈ نے اداسی سے کہا۔" کیا سب ٹھیک نہیں ہو سکتا؟ وہ واپس لوٹ آئے ہمیں معاف کردے؟" ٹینا نے روتے ہوئے اس کے کندھے سے سر ٹکادیا۔" کاش۔" سڈ کے اندر سے آواز آئی تھی۔ اکشے اور راہول نیچے سٹوڈیو میں گھومتے ہر چیز کو غور سے دیکھ رہے تھے۔ ہر چیز سے عروج کی یادیں وابستہ تھی۔" یہی پہلی بار جھگڑا ہوا تھا ہمارا۔" اکشے ایک جگہ نظریں ٹیکائے بولا۔ راہول چلتا ہوا اس کے مقابل آکر کھڑا ہو گیا۔" میں نے اس سے اس کی ایک وش پوچھی اور اس نے کہا ہم سب مسلمان ہو جائے تب بھی پہلا جھگڑا تمہارے ساتھ ہوا تھا۔" اکشے نے غائب دماغی سے کہا۔" اس نے کہا تھا ہمارا دھرم جھوٹا ہے اسی لئے غصہ آیا۔" راہول نے اپنی صفائی دی۔" اس نے ایسا کیوں کہا تھا؟" اکشے نے چونک کر پوچھا۔" کیا مطلب؟ راہول نے ناسمجھی سے اسے دیکھا۔" ہم اتنے پرانے دوست ہیں لیکن آج تک اس نے کبھی ہماری دوستی میں ایسی کوئی بات نہیں کی پھر اس دن کیوں؟" اکشے نے کسی نکتے پر نظریں ٹیکائے پوچھا۔" آج سے پہلے ہم نے اس سے ایسی کوئی خواہش نہیں پوچھی تھی اسی لئے۔" راہول نے اپنی سمجھ کے مطابق کہا۔" لیکن اس نے یہ بھی کہا تھا ہمارا دھرم غلط ہے اس کا اسلام سچا ہے یہ بات پنڈت بھی جانتے

ہیں؟" سڈ اور ٹینا بھی وہاں آ چکے تھے۔" آر یو گائیز کریزی اس نے غصے میں کچھ بھی بول دیا اور تم لوگ یہاں پھر سے وہی بات لے کر بیٹھ گئے۔" سڈ نے تاسف سے سر جھٹکا۔" ہم نے آج تک اپنے دھرم اور اے جے کے دین کے بارے میں جاننے کی کوشش نہیں کی کیا غلط اور کیا سہی۔" "ایک منٹ ایک منٹ۔" سڈ نے راہول کی بات کاٹ۔ "تم لوگ اب اپنے دھرم اور دین پر ریسرچ کرنے کا تو نہیں سوچ رہے؟" راہول نے اکشے کی طرف دیکھا دونوں نے آنکھوں ہی انکھوں میں کوئی اشارہ کیا پھر ایک ساتھ بولے۔"ہاں اے جے نے کیوں کہا ہمارا دھرم جھوٹا ہے؟" "پاگل مت بنو جو چل رہا ہے چلنے دو۔" سڈ نے غصے سے کہا۔"اگر واقعی اللہ ایک ہے تو اس نے خود ہمیں اسلام میں پیدا کیوں نہیں کیا؟" سڈ نے زچ آتے کہا۔ سڈ کی بات پر سب چند پل خاموش ہو گئے۔"نو سڈ مجھے جاننا ہے کیا سچ ہے کیا جھوٹ۔" راہول نے حتمہ لہجے میں کہا۔"اور مجھے بھی۔" اکشے بھی راہول کے ساتھ جڑ کر کھڑا ہو گیا۔ اب ان دونوں کی نظریں سڈ اور ٹینا پر تھی۔ ٹینا بھی خاموشی سے چلتی ان کے ساتھ جا کر کھڑی ہو گئی۔"پاگل مت بنو ختم کرو اس بات کو تم لوگ ایڈوانس جنریشن میں ہو۔" سڈ نے انہیں سمجھانا چاہا۔"مجھے جاننا ہے۔" اکشے نے ہاتھ پھیلایا۔ دونوں نے اس کے پھیلی ہتھیلی پر اپنے ہاتھ رکھ دیئے اب تینوں کی نظریں سڈ پر تھی۔ سڈ مرتا کیا نا کرتا آگے بڑھا اور ہاتھ پر ہاتھ رکھ دیا۔"گائیز آئی تھنک دس از آ بیڈ آئیڈیا ایسے تو ہندو دھرم کے بارے میں نکالے گے تو بھی بہت کچھ نکل آئیگا۔" سڈ نے کہا۔"ہم اسلام کے بارے میں سرچ کرینگے ہندو دھرم کے بارے میں نہیں اور ایسے تو کرسچن دھرم کے بارے میں نکالینگے تو وہاں بھی بہت کچھ نکل آئیگا۔" راہول نے سڈ کی دلیل خارج کی۔ چاروں صوفے پر آمنے سامنے بیٹھے تھے۔ کسی کو نہیں پتا تھا کہاں سے شروع کرنا ہے۔ اکشے اٹھا اور لیپ ٹاپ لے آیا۔ اکشے نے لیپ ٹاپ ٹیبل پر رکھا اور خود گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا۔"کیا سرچ کروں؟" اکشے نے گوگل آن کر کے پوچھا۔"لکھوں اے

جے نے ایسا کیوں کہا۔" سڈ نے سنجیدگی سے کہا۔"مذاق کا وقت نہیں ہے۔" اکشے چڑ کر بولا۔"وہی تو مذاق کا وقت نہیں ہے اسلام کے بارے میں سرچ کرنا ہے۔" سڈ نے بھی اسی کے انداز میں کہا۔ اکشے نے انفرمیشن اباؤٹ اسلام سرچ کیا۔"یہاں تو کافی کچھ لکھا ہے۔" اکشے نے پریشانی سے کہا۔ راہول صوفے سے اٹھ کر اس کے ساتھ آکر بیٹھ گیا۔"یہاں تو اسلام کے بارے میں بہت کچھ لکھا ہے ہم کہاں سے شروع کریں؟" "اکشے تم یہ سرچ کرو وہاٹ از آ اسلام؟" اکشے نے راہول کی بات پر عمل کرتے لکھا۔"یہاں بھی بہت کچھ ہے۔" اکشے نیچے آتا گیا۔"یہاں کلک کرو۔" راہول نے ایک جگہ انگلی رکھی۔ "اسلام دنیا کا سچا دین ہے۔" راہول نے اونچی آواز میں پڑھا۔"اب تم ہندو دھرم کا سرچ کرو وہاں بھی یہی لکھا آئیگا۔" سڈ نے لاپرواہی سے کہا۔"شٹ اپ سڈ۔" ٹینا نے اسے جھڑکا۔ سڈ منہ بسور کر بیٹھ گیا۔"آئی تھنک پہلے ہمیں خود کو مینٹلی تیار کرنا چاہیے۔" اکشے نے لیپ ٹاپ بند کیا۔"یہاں پر بہت کچھ ہے اسے سمجھنا آسان نہیں ہے ہمیں انٹرنیٹ کے ساتھ بہت سی اسلامک بکس بھی چاہیے اور انہیں پڑھنے کا حوصلہ بھی۔" اکشے کی بات سے سب متفق ہوئے۔"تم لوگوں نے کالج کا سوچا؟ میرے گھر والوں نے میرا دماغ چاٹ لیا ہے کالج کالج کرتے۔" سڈ نے ان کا دھیان بھٹکایا۔"میرے گھر میں بھی یہی ہے پر مجھ میں اتنی ہمت نہیں ہے کے کالج جاؤں۔" ٹینا نے اداسی سے کہا۔ ماحول یک دم رنجیدہ ہو گیا۔"آخری سال ہے دل پر پتھر رکھ کر ہمیں جانا ہی ہو گا۔" اکشے نے گہرا سانس لیتے کہا۔ راہول سر جھکائے بیٹھا تھا۔ ٹینا نے اکشے کو آنکھوں ہی آنکھوں میں کوئی اشارہ کیا۔ اکشے ٹینا کا اشارہ سمجھتا سر ہلا کر راہول کی طرف متوجہ ہوا۔"راہول اے جے کو اچھا لگے گا اگر ہم اپنی اسٹڈی ادھوری چھوڑ دیں؟" اکشے نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھے اسے سمجھایا۔ راہول نے سر اٹھا کر نم آنکھوں سے اسے دیکھا۔

"راہول ہمیں ہمت کرنی ہوگی۔" اکشے نے دلاسا دیتے کہا۔"سب میری وجہ سے ہوا ہے میں خود کو کبھی معاف نہیں

کر پاؤ نگا۔" راہول کے منہ سے مری مری آواز نکلی۔ "نہیں را یہ سب ایسے ہی لکھا تھا۔" ٹینا نے رندی ہوئی آواز میں کہا۔ "راہول ہمیں کل کالج جانا ہے میں نہیں چاہتا ہمارا آخری سال خراب ہو اور اے جے نے مجھ سے کہا تھا میں سب کا خیال رکھوں خاص کر تمہارا اور اگر وہ کل آئے اور مجھ سے پوچھے تو میں کیا جواب دونگا؟" اکشے نے نرمی سے کہا۔ "وہ واپس نہیں آئیگی۔" راہول کی بات پر سب چونک گئے۔ "تمہیں کس نے کہا؟" اکشے نے حیرت سے پوچھا۔ "اس نے لیٹر میں لکھا تھا۔" "پر میرے لیٹر میں تو ایسا کچھ نہیں لکھا تھا۔" ٹینا حیران سی بولی۔ "اور میرے لیٹر میں بھی ایسا کچھ نہیں تھا۔" سڈ بھی حیرت کی اتھا گہرایوں میں تھا۔ "میرے بھی۔" اکشے کی دھیمی سی آواز راہول کے کانوں سے ٹکرائی۔ "تم لوگوں کے لیٹر کہاں ہیں؟" راہول اپنی جگہ سے کھڑا ہوا۔ "گھر پر۔" تینوں کے منہ سے ایک ساتھ نکلا۔ "تم لوگوں نے رضا انکل کا لیٹر پڑھا؟" "نہیں۔" "تمہارے لیٹر میں نہیں لکھا پھر میرے لیٹر میں کیوں؟" راہول رنجیدہ ہوا۔ "وہ تم سے ناراض تھی اسی لئے اس نے ایسا لکھا ہو گا۔" ٹینا نے اپنی سمجھ کے مطابق کہا۔ راہول کا دل ڈوبا تھا۔ "رضا انکل کے گھر چلتے ہیں۔" راہول کار کیز اٹھا کر سٹوڈیو سے نکل گیا۔ "پر وہاں کیوں؟" سڈ صوفے سے اٹھا۔ "ان کا لیٹر پڑھنے شاید اس میں کچھ لکھا ہو۔" اکشے جواب دیتا باہر نکل گیا۔ پانچوں صوفوں پر بیٹھے رضا میر کا انتظار کر رہے تھے جب وہ وہاں آئے۔ انہیں دیکھ چاروں چونکے۔ کچھ ہی دنوں میں وہ اپنی عمر سے کئی زیادہ بڑے نظر آ رہے تھے۔ راہول انہیں دیکھ بے انتہا شرمندہ ہوا۔ رضا میر افسردہ سے مسکراتے صوفے پر بیٹھ گئے۔ سلام دعا کے بعد راہول نے بات شروع کی۔ "انکل کیا ہم اے جے کا لکھا لیٹر پڑھ سکتے ہیں؟" "وہ کمرے میں پڑا ہے۔" انہوں نے بنا وجہ پوچھے بتایا۔ "تم جا کر لے آؤ ٹیبل پر پڑا ہے۔" رضا میر نے راہول سے کہا۔ راہول سر ہلاتا خاموشی سے اٹھ کر لیٹر لینے چلا گیا۔ لیٹر ٹیبل پر پڑا تھا۔ راہول نے وہی لیٹر کھول کر پڑھا۔ لیٹر پڑھتے پڑھتے اس

کے چہرے کے تاثرات بدلتے گئے۔ وہ بوجھل قدموں سے لیٹر اٹھائے واپس آیا۔ اکشے نے تیزی سے اٹھ کر اس کے ہاتھ سے لیٹر لیکر پڑھا۔ لیٹر پڑھ کر اس نے ٹینا کو پکڑا دیا۔ ٹینا سے ہوتا ہوا وہ لیٹر سڈ کے پاس پہنچا۔ "کیا ہوا؟" رضا میر نے اس کے یوں لیٹر پڑھنے پر پریشانی سے پوچھا۔ "کچھ نہیں انکل بس اے جے کا لیٹر پڑھنا تھا۔" ٹینا نے بات بنائی۔ "کیا کوئی اپنے باپ سے ناراض ہو کر یوں جاتا ہے وہ کیوں چلی گئی؟" رضا میر ٹوٹے بکھرے لہجے میں بولے۔ "وہ آپ کی وجہ سے نہیں گئی انکل۔" راہول ان کے گھٹنوں پر ہاتھ رکھے ان کے سامنے ٹخنو کے بل بیٹھ گیا۔ "وہ میری وجہ سے گھر چھوڑ کر گئی ہے۔" "کیا؟" رضا میر کو لگا انہوں نے کچھ غلط سنا ہے۔ "ہاں انکل سب میری غلطی ہے یہ سب میری وجہ سے ہوا ہے مجھے معاف کر دیں میری وجہ سے آپ کی بیٹی آپ سے دور ہوئی۔" راہول نے ان کے آگے دونوں ہاتھ جوڑ دئے۔ "کیا کہ رہے ہو؟" رضا میر نے اس کے دونوں ہاتھوں کو اپنے ضعیف ہاتھوں میں تھام لیا۔ راہول نے ساری بات ان کے گوش گزار دی۔ رضا میر ساکت آنکھوں سے اسے دیکھ رہے تھے۔ سب کی آنکھیں نم تھی۔ ایک طرف سعدیہ بی اپنے منہ پر ہاتھ رکھے کھڑی اپنے آنسوؤں کا گلہ گھونٹ رہی تھی۔ "آئی ایم سوری انکل۔" راہول نے روتے ساتھ ان کے گھٹنے پر سر ٹکا دیا۔ رضا میر نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا۔ "پری کو تم لوگ بہت عزیز ہو اور اس کی طرح مجھے بھی مجھے لگتا تھا اس سب کا قصوروار میں ہوں مگر تم نے یہ بات بتا کر میرے دل سے کم از کم اس بات کا بوجھ تو کم کیا۔" رضا میر آنسوؤں کے درمیان بولے۔ "اس نے کہا تھا وہ لوٹ آئیگی میں اس کا انتظار کرونگا وہ میری بیٹی ہے اسے پتا ہے اس کا بابا اس کے بنا نہیں رہ سکتا وہ لوٹ آئیگی۔" رضا میر ایک آس سے کہ رہے تھے۔ وہاں بیٹھے کسی بھی شخص نے اپنے آنسو چھپانے کی کوشش نہیں کی تھی۔ راہول وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا۔ رضا میر خود کو سنبھالتے اپنے کمرے میں چلے گئے۔ سعدیہ بی بھی الٹے قدموں مڑی تھی۔ "اس نے تمہارے لیٹر میں ایسا

کیوں لکھا کے وہ واپس نہیں آئیگی ؟" ٹینا نے راہول کے قریب آتے پوچھا۔ "تا کہ جو درد اسے ہوا ہے وہ مجھے بھی محسوس ہو۔" "نو وہ تمہیں درد نہیں دینا چاہتی تھی اگر ایسا تھا تو اس نے میرے لیٹر میں ایسا کیوں لکھا کے میں تمہارا خیال رکھوں؟" اکشے راہول کی بات سے انکاری تھا۔ "اس نے اس لئے کہا تھا میں واپس نہیں آؤنگی تا کہ میں اس پچھتاوے کی آگ میں لمحہ لمحہ جلوں۔" راہول نے کرب سے آنکھیں میچی۔ اسے احساس ہو رہا تھا عروج کے درد کا۔ "شام میں سب اپنے اپنے لیٹر لیکر سٹوڈیو آنا۔" وہ آنکھیں صاف کر تا وہاں سے چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد ٹینا اٹھ کر عروج کے کمرے میں آئی تھی ***** (حال) آنکھ کھلنے پر اس نے خود کو ایک کمرے میں پایا۔ بیٹھنے کی کوشش کرتے اس کے منہ سے ایک سسکی نکلی۔ ہاتھ بے اختیار اپنے سر کے پچھلی سائیڈ پر گیا جہاں پٹی بندھی تھی۔ عروج نے سر گھما کر آس پاس کا جائزہ لیا۔ وہ اس وقت ایک عالیشان کمرے میں بیٹھی تھی۔ نظریں گھومتی اس کی ایک لڑکی پر جا ٹکی جو اسے جاگتا دیکھ چکی تھی اور اب تمل میں کچھ کہہ رہی تھی۔ عروج کو کچھ سمجھ نہیں آیا وہ انجان نظروں سے اسے دیکھتی گئی۔ عروج کے یوں دیکھنے پر لڑکی خجل سی ہوتی کمرے سے نکل گئی۔ عروج حیران پریشان بیڈ سے اٹھنے کی کوشش کرنے لگی جب دروازہ دوبارہ کھلا۔ ایک عورت اندر داخل ہوئی۔ اس کے پیچھے وہی لڑکی ہاتھ میں ٹرے پکڑے کمرے میں داخل ہوئی تھی۔ "ارے اٹھ کیوں رہی ہو آرام سے لیٹ جاؤ ابھی تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہوئی۔" عورت نے شگفتگی سے کہا۔ عروج جہاں تھی وہی جم کر انجان نظروں سے انہیں دیکھنے لگی۔ عورت بیڈ کی پائیتی پر ٹک گئی۔ لڑکی کو ہاتھ کے اشارے سے ٹرے ٹیبل پر رکھنے کو کہا۔ عروج تھوڑا کسمسا کر پیچھے ہوئی۔ اس کے یوں پیچھے ہونے پر عورت مسکرادی۔ اس کی مسکراہٹ بہت خوبصورت اور دلکش تھی۔ عروج کو لگا اس نے یہ مسکراہٹ پہلے بھی کہیں دیکھی ہے۔ اس نے بغور عورت کا جائزہ لیا۔ سر پر سلیکے سے ڈوپٹا لئے ہاتھوں میں سونے کے کنگن ایک

خوبصورت سادہ سالباس پہنے وہ عورت کافی خوبصورت دکھائی دے رہی تھی۔ "میرا نام طیّبہ عباسی ہے اور میں زین کی ماں ہوں۔" طیّبہ نے اپنا تعرف کروایا۔ عروج کے دماغ میں جھماکا ہوا۔ وہ زین عباسی کے گھر پر تھی؟ اس کے ماتھے پر شکنے نمودار ہوئی۔ "مجھے زین نے سب بتایا میں معذرت خواہوں جو اس نے تمہارے ساتھ کیا مجھے اس کا دکھ اور افسوس ہے۔" طیّبہ نے شرمندگی سے سر جھکائے کہا۔ عروج ہونک بنی بیٹھی اسے دیکھ اور سن رہی تھی۔ "اس نے جو کیا وہ معافی کے لائق تو نہیں ہے مگر ہو سکے تو میرے بیٹے کو معاف کر دو۔" طیّبہ نے عروج کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے نرمی سے کہا۔ عروج خاموش رہی۔ "میرا بیٹا دل کا برا نہیں ہے بس اس کے باپ کے لاڈ پیار نے اسے بگاڑ دیا ہے میں اس کے روایئے کی طرف سے شرمندہ ہو تم سے۔" "نہیں آپ شرمندہ مت ہوں۔" عروج نے خود کو کہتے سنا۔ "تم بہت اچھی لڑکی ہو مجھے زین نے تمہارے بارے میں سب بتایا۔" طیّبہ کھل کر بولی عروج حیران بیٹھی تھی۔ "اچھا تم کھانا کھاؤ ورنہ ٹھنڈا ہو جایئگا۔" طیّبہ نے لڑکی کو اشارہ کیا لڑکی نے ٹرے اٹھا کر عروج کے سامنے رکھ دی۔ عروج کو بھوک لگی تھی اسی لئے وہ بنا کسی جھجھک کے پوری رغبت سے کھانا کھا رہی تھی۔ اس کے دماغ میں ایک ہی بات تھی۔ "اگر وہ میرے گھر کا کھانا کھا سکتا ہے تو میں کیوں شرماؤں۔" طیّبہ عروج کے کھانا کھانے تک وہی بیٹھی رہی اس کے کھانا کھانے کے بعد لڑکی برتن لیکر کمرے سے چلی گئی۔ "اگر کسی چیز کی ضرورت ہو تو ملازمہ سے کہنا اسے اپنا ہی گھر سمجھو۔" طیّبہ نے پیار سے کہا۔ "تم آرام کرو میں آتی ہوں۔" طیّبہ اس کے سر پر ہاتھ پھیرتی کمرے سے نکل گئی۔ عروج بیڈ سے اٹھ کر ڈریسنگ ٹیبل کے پاس آئی اس نے شیشے میں اپنا چہرہ دیکھا۔ ٹھوڈی پر بڑا سا نیل پڑا تھا۔ عروج نے ہاتھ بڑھا کر اسے چھوا۔ درد کے مارے اس کے منہ سے ایک سسکی نکلی۔ ہاتھ ٹھوڈی سے ہوتا سر پر بندھی پٹی پر گیا۔ وہ اپنے چہرے کے ہر نقش کو بہت غور سے دیکھ رہی تھی۔ اسے لگا کچھ مسنگ ہے۔ چشمہ؟ یاد آتے ہی اس نے

ادھر ادھر نظریں دوڑائی مگر اسے اس کا چشمہ کہیں دکھائی نہیں دیا۔ ایک گہرا سانس خارج کرتی وہ کمرے میں بنی ایک عدد کھڑکی پر آگئی۔ عروج نے سر جھکا کر نیچے دیکھا جہاں ایک خوبصورت سا گارڈن تھا۔ وہ چونکی! اسے اوپر کون لایا تھا؟ اس سوچ کے آتے ہی وہ الجھ گئی۔ "کیا زین؟" اس نے جھرجھری لی۔ مالی پودوں کو پانی دینے میں مصروف تھا۔ عروج کی نظریں گارڈن میں رکھے جھولے پر گئی جہاں ایک سولہ سترہ سالہ لڑکی بیٹھی جھول رہی تھی۔ زین عروج کے کمرے کے باہر کھڑا چکر لگا رہا تھا۔ اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کیسے عروج کو فیس کرے۔ شاید زندگی میں پہلی بار وہ اس سچویشن میں آیا تھا۔ ہاتھ میں عروج کا چشمہ پکڑے خود میں ہمت جمع کر رہا تھا۔ زین نے چشمہ چہرے کے سامنے کیا۔ چشمے پر جگہ جگہ مٹی کے نشان تھے۔ اس نے اپنی جیب سے رومال نکال کر چشمہ صاف کیا۔ چشمہ صاف کرنے کے بعد اس نے تین چار پھونک مار کر چشمے کا جائزہ لیا جو پہلے کی نسبت کافی صاف لگ رہا تھا۔ نا جانے چشمہ دیکھتے اس کے دل میں کیا سمائی اس نے چشمہ آنکھوں پر لگایا اور اسی پل وہ چونکا تھا! عروج گارڈن دیکھنے میں مصروف تھی جب دروازے پر دستک ہوئی۔ اس نے گردن موڑ کر دیکھا دروازہ بند تھا۔ اتنی دیر میں دوبارہ دستک ہوئی۔ "آجائے۔" عروج نے ذرا تذبذب ہوتے کہا۔ زین آواز پر دروازہ کھول کر اندر آیا۔ زین کو دیکھ اس کے اندر غصے کی لہر دوڑ گئی۔ آج اس کے چہرے پر کوئی تاثر نہیں تھا۔ زین عروج سے تھوڑے فاصلے پر رکا۔ عروج نے چہرہ موڑ لیا۔ اس کا یوں منہ موڑنا زین کو برا لگا تھا نا جانے کیوں۔ چند لمحے دونوں میں کوئی بات نہیں ہوئی۔ "آئی ایم سوری۔" عروج نے طنزیہ ہنستے اس کی طرف دیکھا۔ "مجھے تمہارے ساتھ ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا۔" "بلکہ اس سے بھی برا کرنا چاہیے تھا ہے نا؟" عروج نے اس کی بات میں اپنی بات گھسا کر طنزیہ کہا۔ "نہیں۔" زین نے نفی میں سر ہلایا۔ "مجھے افسوس ہے آئی ایم رئیلی سوری۔" زین نے شرمندگی سے کہا۔ "مجھے گھر جانا ہے۔" وہ اس کی بات نظر انداز کرتی سرد مہری سے بولی۔

"پہلے مجھے معاف کر دو۔" زین نے بھی اس کی بات کو نظر انداز کیا۔"تم بڑے لوگ ہم جیسے چھوٹے لوگوں سے معافی مانگتے اچھے نہیں لگتے ایسا سٹینڈرڈ تو نہیں ہے نا تمہارا؟" عروج نے ترچھی نظروں سے اسے دیکھتے طنز کیا۔"میں نے جو کہا وہ سب ایک مذاق۔" "مذاق تم اس سب کو مذاق کہتے ہو تمہاری نظر میں یہ سب مذاق ہے؟" عروج نے اس کی بات درشتگی سے کاٹی۔"پہلے کسی کا بھروسہ جیتو پھر اسے کسی سنسان سڑک پر پھینک دو تاکہ سانپ اسے سڑک سمجھ کر اس پر سے گزرے؟" آخر میں عروج روہانسی ہوئی۔زین نے نظریں اٹھا کر اسے دیکھا۔"تمہیں پتا ہے وہاں سانپ تھا وہ میرے پیر پر سے گزرا۔" عروج چھوٹے بچے کی طرح روتی اسے بتا رہی تھی۔زین بے اختیار مسکرایا۔ عروج نے اس کی مسکراہٹ دیکھی اسے یاد آیا اس نے طیّبہ جیسی مسکراہٹ کہاں دیکھی تھی۔"تم ہنس رہے ہو؟" عروج غصے سے بولی۔"نہیں۔" زین فورن سنجیدہ ہوا۔"آئی ایم سوری میری وجہ سے تمہیں سانپ کے ساتھ۔" زین کی ہنسی نکل گئی۔"تم ایک گھٹیا انسان ہو۔" عروج گرجدار آواز میں بولی۔"سوری۔"اس نے نچلا ہونٹ دانتوں تلے دباتے کہا۔"مجھے گھر جانا ہے ابھی۔" اس کا غصہ ساتویں آسمان پر تھا۔"ابھی نہیں جا سکتی۔" "کیوں؟"وہ حیران ہوئی۔"جب تک امی نا کہے تم کہیں نہیں جاؤ گی۔" زین نے کندھے اچکائے کہا۔"ٹھیک ہے اپنی امی کو بتا دو کے میں جا رہی ہوں۔" عروج اٹل لہجے میں بولی۔"وہ تمہیں ابھی نہیں جانے دینگی میری وجہ سے تمہیں اتنی مشکل ہوئی اس بات کا میری امی کو بہت افسوس ہے۔" "جو بھی ہے مجھے گھر جانا ہے۔" عروج نے اس کی بات کو نظر انداز کیا۔ "ٹھیک ہے میں امی کو بھیجتا ہوں تم ان سے خود بات کر لو۔" زین کہہ کر جانے لگا جب کچھ یاد آنے پر رکا۔"یہ لو تمہارا چشمہ۔" عروج نے جھپٹا مار کر اپنا چشمہ کھینچا۔اس کے انداز نے زین کو کسی سوچ میں مبتلہ کیا تھا۔وہ بنا کچھ کہے کمرے سے جانے لگا جب اس کے کانوں سے عروج کی آواز ٹکرائی۔"کمینہ انسان۔" زین کے لبوں پر ایک دلکش مسکراہٹ

آئی اور اسی مسکراہٹ سمیت وہ کمرے سے نکل گیا۔ زین کے جانے کے دو منٹ بعد طیّبہ دوبارہ اس کے کمرے میں آئی۔ "یہ کیا بات ہوئی تم اتنی جلدی ہی واپس جانا چاہتی ہو ہمارے گھر کی مہمان ہو ایک دو دن تو رہو؟" طیّبہ نے آتے ہی شکوہ کیا۔ "وہ مجھے اپنے کام پر بھی۔" "ایک دو دن سے تمہارے کام کا کوئی حرج نہیں ہو گا۔" طیّبہ نے اس کی بات کاٹی "اور فکر مت کرو میں نے عدن سے بات کر لی ہے۔" طیّبہ کی بات پر وہ چونکی۔ "اسے بھی تمہارے یہاں رہنے پر کوئی مسلا نہیں ہے۔" طیّبہ نے اسے مزید چونکا دیا۔ "آپ عدن آنٹی کو کیسے جانتی ہیں؟" "بتاؤں گی بعد میں پہلے میری بات سن لو تم کہیں نہیں جاؤ گی۔" طیّبہ نے پیار سے اسے پچکارتے کہا۔ عروج کو سمجھ نہیں آ رہا تھا یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ "تم فریش ہو جاؤ میں تمہارے لئے کپڑے بھجواتی ہوں۔" طیّبہ پیار سے کہتی کمرے سے چلی گئی۔ پیچھے عروج سبھی سوچوں کے ہمراہ فریش ہونے چلی گئی۔ فریش ہونے کے بعد انہی کپڑوں میں وہ باہر آ گئی۔ بیڈ پر نظر پڑتے وہ ٹھٹھکی! ایک خوبصورت سی سولہ سترہ سالہ لڑکی بیڈ پر پاؤں پسارے بیٹھی تھی۔ عروج کو دیکھ لڑکی نے ایک خوبصورت سی مسکان پاس کی۔ وہی سیم مسکراہٹ۔ "یہاں کیا سب کی مسکراہٹ ایک جیسی ہے؟" عروج نے بھی جواباً مسکراہٹ پاس کرتے سوچا۔ "اسلام وعلیکم میرا نام آیت عباسی ہے۔" آیت نے اپنی میٹھی سی آواز میں تعرف کروایا۔ "زین نے تو کہا تھا وہ اک لوتا ہے پھر یہ؟" عروج نے الجھ کر اسے دیکھا۔ "واعلیکم اسلام میں عروج۔" عروج الجھن میں مسکراتی شیشے میں دیکھنے لگی۔ "یو سے یا اے سے؟" آیت کی بات پر وہ مزید الجھی۔ "میرا مطلب ہے فرسٹ لیٹر یو سے ہے یا اے سے؟" آیت نے اس کی الجھن دور کی۔ "یو سے۔" عروج نے گڑبڑا کر کہا۔ "بہت تیز ہے یہ۔" اس نے شیشے میں سے اس کا عکس دیکھتے سوچا۔ "کوئی سر نیم نہیں ہے آپ کا؟" آیت نے منہ بسور کر پوچھا۔ عروج کو وہ بہت کیوٹ لگی۔ "عروج، عروج رضا میر۔" عروج نے مسکرا کر کہا پھر اپنی غلطی کا احساس ہوا

اسے اپنا پورا نام نہیں بتانا چاہیے تھا۔ "بہت پیارا نام ہے۔" آیت نے خوشی سے کہا۔ عروج زبردستی مسکرائی۔ "یہ امی نے کپڑے بھجوائے تھے آپ کے لئے۔" آیت نے اس کے قریب آکر کپڑے اسے دیئے۔ "جزاک اللہ۔" عروج نے کپڑے تھام لئے۔ "ارے آپ تو بلکل امی جیسا شکریہ ادا کرتی ہیں۔" آیت کو خوشگوار حیرت ہوئی۔ عروج اس کی بات پر مسکرادی۔ ایسے شکریہ ادا کرنا اس نے بھی عدن سے سیکھا تھا۔ "آپ چینج کر لیں۔" آیت کہتی جاکر واپس بیڈ پر بیٹھ گئی۔ عروج نے ہاتھ میں پکڑا جوڑا دیکھا جو بلکل نیا تھا اور اس کے سائز کا بھی۔ عروج تھوڑا حیران ہوئی۔ "امی نے منگوائے ہیں زین بھائی سے کہ کر آپ کو پورے ہونگے۔" آیت نے اس کی حیرانی دور کی۔ عروج خاموشی سے چینج کرنے چلی گئی۔ واپس آنے پر آیت کو وہی بیٹھے پایا۔ "ماشااللہ بہت پیاری لگ رہی ہیں۔" آیت نے کھل کر اس کی تعریف کی۔ عروج جھینپ کر مسکرادی۔ عروج نے خود کو شیشے میں دیکھا سر پر لگی پٹی بھیگ چکی تھی۔ بلیک کلر کا سوٹ پہنے وہ واقعی بہت پیاری لگ رہی تھی۔ "اسے کالے رنگ کے علاوہ کوئی اور رنگ نہیں ملتا کیا؟" عروج نے خود کو شیشے میں دیکھتے سوچا۔ "چلے نیچے چلتے ہیں۔" آیت بیڈ سے اٹھی۔ عروج خاموشی سے اس کے ساتھ چل دی۔ آیت اسے لئے سیڑیوں سے نیچے آئی جہاں ایک طرف بنے لاؤنج میں طیّبہ اور زین بیٹھے تھے۔ آیت اسے لئے لاؤنج میں آگئی۔ "آؤ بیٹا میرے پاس۔" طیّبہ نے اسے دیکھتے ہی پیار سے کہا۔ عروج خاموشی سے جاکر ان کے ساتھ بیٹھ گئی۔ زین نے ایک نظر اسے دیکھا۔ ٹھوڑی پر ڈلا نیل سر پر بھیگی پٹی اسے بے اختیار شرمندگی محسوس ہوئی۔ "بہت پیاری لگ رہی ہو ماشااللہ۔" طیّبہ نے اسے ساتھ لگائے کہا۔ طیّبہ کی بات پر زین نے دوبارہ اس کا جائزہ لیا۔ گندمی رنگت پر کالا رنگ خوب جچ رہا تھا۔ زین ٹکٹکی باندھے اسے دیکھنے لگا۔ آیت نے گلا کھنکھار کر اس کا دھیان اپنی طرف کیا۔ زین خجل سا ہو کر دوسری طرف دیکھنے لگا۔ "بھائی شرم کریں دشمن ہے آپ کی۔" آیت نے اس کے قریب بیٹھ کر اس کے کان

میں سرگوشی کی۔ آیت کی بات پر زین نے اسے گھورا۔"آئی ایم سوری بیٹا زین کی وجہ سے تمہیں اتنی مشکل کا سامنا کرنا پڑا۔" طیّبہ نے اس کی ٹھوڑی پر پڑے نیل کو دیکھ شرمندگی سے کہا۔"اٹس اوکے آنٹی۔" عروج نے دھیمی آواز میں کہا۔"زین ڈاکٹر کو فون کرو عروج کی پٹی چینج کروانی ہے دیکھو ساری بھیگ گئی ہے۔" طیّبہ نے کہا۔"نہیں اس کی ضرورت نہیں ہے میں ویسے بھی اسے ریمووکرنے والی تھی۔" عروج نے فورن انکار کیا۔زین کا جیب میں جاتا ہاتھ رکا جہاں اس کا موبائل تھا۔"اتنی جلدی ابھی تو زخم ہرا ہے؟" طیّبہ نے فکرمندی سے کہا۔"نہیں مجھے عادت ہے زخم کھانے کی۔" عروج کی آنکھوں کے سامنے کئی چہرے ایک ساتھ لہرائے۔گال پر یک دم تپش کا احساس ہوا۔عروج کی بات پر وہاں بیٹھے سبھی شرمندہ ہوگئے۔عروج ان کی شرمندگی بھانپتی بات بدلتی بولی۔"میں آپ کا گھر دیکھ لوں؟" "ہاں ہاں کیوں نہیں آیت تمہیں دکھادے گی۔" طیّبہ نے خوشدلی سے کہا۔عروج آیت کے ساتھ گارڈن میں آگئی۔گارڈن میں لگے رنگ برنگے پھول دیکھ عروج کا موڈ کافی بہتر ہوگیا۔"یہ سب زین بھائی نے اپنی نگرانی میں لگوائے ہیں انہیں پھول بہت پسند ہے۔" آیت کی بات پر عروج جی جان سے حیران ہوئی۔"آئیں میں آپ کو گھر کی بیک سائیڈ دکھاتی ہوں۔" آیت کی بات پر عروج سرہلاتی اس کے ساتھ چل دی۔گھر کے پیچھے بنے لاؤن میں سوائے چیئرز کے اور کچھ نہیں تھا۔"شام میں سب یہاں بیٹھ کر چائے پیتے ہیں۔" آیت کی بات پر عروج مسکرادی۔"کیا ہوا میں نے کچھ غلط کہا؟" آیت تھوڑا پزل ہوئی۔"عموماً گھر میں بنے لاؤن میں چائے ہی پی جاتی ہے۔" آیت تھوڑی شرمندہ سی ہوتی واپس مڑی۔عروج کو آیت پسند آئی تھی۔"تم نے دیکھا اس بچی کے چہرے پر کتنے نشان ہیں؟" عروج کے باہر جاتے ہی طیّبہ زین پر برسی۔"میں نے تمہاری تربیت ایسی تو نہیں کی تھی کے تم یوں دوسروں کو تکلیف پہنچاتے پھرو۔" "امی کل رات سے کتنی بار آپ مجھے یہ سناچکی ہیں میں مانتا ہوں میری غلطی ہے اور

میں نے سوری بھی کہا ہے اسے۔" زین اس کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھتا بولا۔"اور اس نے تمہارا سوری ایکسیپٹ کیا؟" طیّبہ نے گھور کر اسے دیکھا۔"وہ تو ابھی تک نہیں کیا۔" زین نے نظریں چراتے کہا۔"پہلے اس سے سوری ایکسپٹ کرواؤ پھر ہی میں تم سے بات کرونگی۔" طیّبہ کہتی ناراضگی سے اٹھ کر وہاں سے چلی گئی۔زین نے گہرا سانس لیا۔دونوں گارڈن میں پڑے جھولے پر بیٹھ گئی۔"آپ کو اپنا کمرہ میں بعد میں دکھاؤنگی۔" آیت نے جھولا جھولتے کہا۔عروج نے سر ہلا دیا۔"آپ کیا کرتی ہیں؟" "میں جاب کرتی ہوں اور ساتھ ہی اسٹڈی بھی آخری سال تھا اب رزلٹ کا انتظار ہے کچھ ہی دنوں میں وہ بھی آجائیگا۔" عروج نے ساری تفصیل بتائی۔"اور پیپرز کے بعد کیا کرینگی آئی مین فیوچر؟" "کہیں اچھی جاب کرونگی اور ساتھ ہی نیٹ کا ایگزیم بھی۔" "آپ بھی ڈاکٹر بننا چاہتی ہیں؟" آیت نے اس کی بات کاٹی۔"ہاں۔" "میں بھی ڈاکٹر بننا چاہتی ہوں لیکن۔" ۔لیکن کیا؟" "میں ہر سال نیٹ کے ایگزیم میں فیل ہو جاتی ہوں۔" آیت نے افسردگی سے بتایا۔"سیڈ۔" عروج نے افسوس کیا۔"کوئی بات نہیں شاید اگلی بار تم پاس ہو جاؤ۔" عروج نے اسے اداس دیکھ دلاسا دیا۔"آپ نے دیا نیٹ کا ایگزیم؟" آیت نے اپنی اداسی بھلائے پوچھا۔"نہیں ابھی نہیں رزلٹ کے بعد دونگی سکالرشپ پر۔" عروج نے نظریں گارڈن پر ٹیکائے کہا۔"اور اگر سکالر شپ آپ کو نا ملی تو؟" آیت نے حیرت سے پوچھا۔"پھر میں کسی اچھی سی کمپنی میں جاب کرونگی اور پیسے جمع کر کے سیدھا داخلہ لونگی۔" عروج نے سرسری سا بتایا۔"ایسے تو بہت سال لگیں گے؟" آیت نے حیرانی سے کہا۔"ہمم سال تو لگیں گے۔" عروج نے گارڈن سے نظریں ہٹائے اسے دیکھا۔"میری دعا ہے آپ کو سکالرسپ مل جائے۔" آیت ن چہک کر کہا۔زین نے ان کے قریب آکر گلا کھنکھارا۔"کیا باتیں ہو رہی ہیں؟" زین آیت کے سر پر پہنچ کر پوچھنے لگا۔عروج نے ناگوار نظروں سے اسے دیکھا۔"آپ کو کیوں بتائیں؟ ہماری اپنی باتیں ہیں۔" آیت نے منہ چڑا

کر کہا۔ "آج کل بہت زبان چلتی ہے تمہاری؟" زین نے اس کا کان پکڑا۔ "میں نے ایسا کیا کہا؟" آیت نے کان چھوڑانے کی کوشش کرتے پوچھا۔ "چلو جاؤ امی بلا رہی ہیں۔" زین نے اس کی بات نظر انداز کرتے اس کا کان چھوڑا۔ آیت تیزی سے دور ہوئی۔ "سیدھی طرح کہیں مجھے اندر بھیجنا ہے۔" آیت کہہ کر تیزی سے اندر بھاگی۔ "پاگل۔" زین بڑبڑا کر مسکرایا۔ عروج خاموشی سے گارڈن میں لہلہاتے پھولوں کو دیکھ رہی تھی۔ "تم نے بتایا نہیں میرا سوری ایکسپٹ کیا کے نہیں؟" زین نے گہری نظروں سے اسے دیکھتے پوچھا۔ "میں نے کہا تھا ہم چھوٹے لوگوں سے سوری بولنا آپ بڑے لوگوں کا سٹینڈرڈ نہیں ہے۔" عروج نے ٹھنڈے ٹھار لہجے میں کہا۔ "کیا طعنوں سے ہی مارو گی؟ اندر امی اور باہر تم۔" زین نے گہرا سانس لیا۔ "جیسے تمہارے کام ہے تمہیں شوٹ کرنا چاہیے میں تو صرف طنز کر رہی ہوں۔" عروج نے لفظوں پر زور دیتے کہا۔ "تم چاہو تو شوٹ کر لینا لیکن ابھی معاف کر دو ورنہ امی مجھ سے بات نہیں کرینگی۔" زین نے مسکین سی شکل بنائے کہا۔ "پہلی بات تمہیں مار کر میں اپنے ہاتھ گندے کیوں کروں؟ اور دوسری بات میرے معاف نا کرنے سے تمہاری امی تم سے بات کیوں نہیں کرینگی؟" "میں اپنی امی کی کوئی بات نہیں ٹالتا انہوں نے کہا ہے جب تک تم مجھے میری غلطی کے لئے معاف نہیں کرو گی تب تک وہ مجھ سے بات نہیں کرینگی اور اگر بات کی بھی تو صرف طنز کریگی اسی لئے پلیز میرا سوری ایکسیپٹ کر لو۔" زین نے التجا کی۔ عروج حیران ہوئی۔ "ایسے حیرانی سے کیا دیکھ رہی ہو اتنا بھی برا نہیں ہوں میں۔" زین نے منہ بسور کر کہا۔ "بولو۔" "کیا؟" "سوری۔" "آئی ایم رئیلی سوری فور ایوریتھنگ۔" زین نے ایسے کہا جیسے کوئی سبق سنا رہا ہو۔ "اٹس اوکے۔" عروج جھولے سے کھڑی ہوئی۔ زین نے سکون کا سانس خارج کیا۔ "ایک بار امی کے سامنے بھی کہہ دینا تاکہ انہیں یقین آجائے۔" "کیوں تمہاری امی کو بھی تم پر یقین نہیں ہے؟" عروج نے طنزیہ کہا۔ زین نے اس کی بات پر ہونٹ بھینچ لئے۔

"ویسے مجھے حیرت ہو رہی ہے یہ گارڈن تم نے سجایا ہے اور یہ پھول بھی تم نے لگوائے ہیں۔" عروج نے گارڈن پر نظریں ٹکائے کہا۔ حیرت کیوں؟ ہر کسی کی اپنی پسند ہوتی ہے جیسے مجھے پھول پسند ہے۔" زین نے ہونٹ سکڑ کر کہا۔ "پھولوں کو پسند کرنے والوں کے دل بھی نرم ہوتے ہیں ان کی طرح نا کے پتھر دل۔" آج اس کے منہ سے طنز کے انبار نکل رہے تھے۔ "تمہیں لگتا ہے میرا دل پتھر کا ہے؟" زین نے آئے برو اٹھائے پوچھا۔ "کوئی شک؟" عروج نے کندھے اچکائے۔ زین بنا کچھ کہے خاموشی سے وہاں چلا گی۔ سارا دن عروج کا آیت کے ساتھ گزرا۔ ایک ہی دن میں اس کی آیت سے کافی دوستی ہو گئی تھی۔ شام میں سب لاؤن میں بیٹھے تھے جب پورچ میں آکر ایک کار رکی۔ "ڈیڈ آگئے۔" آیت نے خوشی سے کہا۔ عروج نے دیکھا ایک سوٹڈ بوٹڈ آدمی ہاتھ میں ایک بیگ پکڑے ان کی طرف آیا۔ عروج کو بے اختیار رضا میر کی یاد آئی تھی۔ وہ بھی ایسے ہی آتے تھے۔ "ڈیڈ۔" آیت ان سے لپٹ گئی۔ ان کے قریب آتے ہی عروج نے سب کی طرح انہیں سلام کیا۔ عباسی صاحب سے شفقت سے اسے سر پر ہاتھ رکھا۔ زین اٹھ کر ان کے گلے ملا۔ عباسی صاحب وہی ایک چیئر پر بیٹھ گئے۔ "آپ لوگ تو ایسے ملتے ہیں جیسے صدیوں بعد مل رہے ہو۔" طیّبہ نے مسکرا کر کہا۔ "امی آپ کو سمجھ نہیں آئیگی یہ ہمارا پیار ہے۔" آیت چیئر پر بیٹھتی شرارت سے بولی۔ اس کی بات پر سب ہنس دیئے سوائے عروج کے وہ خود کو وہاں پر غیر ضروری محسوس کر رہی تھی۔ "تو آپ ہیں وہ جنہوں نے ہمارے صاحب زادے کو کھری کھری سنائی؟" عباسی صاحب یک دم عروج کی طرف متوجہ ہوئے عروج گھبرا گئی۔ "کیا کر رہے ہیں آپ بچی کو پریشان کر دیا۔" طیّبہ نے انہیں آنکھیں دیکھائی۔ "ارے بھئی ہم تو بس یونہی پوچھ رہے تھے جسے آج تک ہم قابو نہیں کر پائے اسے اس نے کیسے قابو کر لیا؟" عباسی صاحب فورن بولے۔ "ویسے تم نے بہت اچھا کام کیا ہے اس نالائق کو ایسے ہی کھری کھری سنانی چاہیے۔" عباسی صاحب نے آگے جھک کر

عروج کے کان میں سر گوشی کی۔ عروج پھیکا سا مسکرا دی۔ "آئی ایم سوری بیٹا زین نے جو کیا اس کی طرف سے میں معافی مانگتا ہوں اس کی ماں سہی کہتی ہے میں نے اسے بگاڑ رکھا ہے۔" عباسی صاحب نے معذرت کرتے آخر میں زین کو گھورا۔ "نہیں انکل آپ سب بڑے ہیں معافی مانگ کر مجھے شرمندہ نا کرے۔" عروج نے فورن کہا۔ اس کی بات پر عباسی صاحب سمیت طیّبہ بھی مسکرا دی۔ اسی دوران اذانوں کی آواز سنائی دینے لگی۔ "چلیں نماز کا وقت ہو گیا ہے ہم آتے ہیں۔" عباسی صاحب اپنی جگہ سے اٹھے ساتھ ہی زین بھی۔ دونوں پیدل ہی گھر سے نکلے۔ عروج حیرت سے گنگ انہیں جاتا دیکھ رہی تھی۔ اسے یقین نہیں رہا تھا زین نماز بھی پڑھتا ہے؟ عروج کو یہی لگتا تھا زین کی فیملی بھی اس کی طرح پیسے پر غرور کرنے والی ہو گی مگر یہاں آکر اسے جھٹکے پر جھٹکا مل رہا تھا۔ "چلو بیٹا ہم بھی نماز پڑھ لیں۔" طیبہ نے اپنی جگہ سے اٹھتے عروج سے کہا۔ عروج خاموشی سے سر ہلاتی ان کے ساتھ چل دی۔ نماز سے فارغ ہو کر طیّبہ اور آیت کچن میں چلی گئیں۔ عروج یونہی ادھر ادھر دیکھتی لاؤنج میں بیٹھی تھی جب تنگ آکر وہ بھی کچن میں چلی آئی۔ "ارے بیٹا تم یہاں؟" "جی وہ میں بور ہو رہی تھی اسی لئے یہاں آگئی۔" عروج نے تھوڑا خجل ہوتے کہا۔ "اچھا کوئی بات نہیں یہاں بیٹھ جاؤ۔" طیّبہ نے کچن میں پڑے بڑے سے ڈائنگ ٹیبل کی طرف اشارہ کیا۔ "نہیں میں ٹھیک ہوں کیا میں آپ کے ساتھ کچھ کام کرواؤ؟" عروج ان کے نزدیک جاتی بولی۔ آیت ایک طرف کھڑی سوں سوں کرتی پیاز کاٹ رہی تھی۔ ملازمہ دوسرا کام کر رہی تھی۔ "نہیں کیسی باتیں کر رہی ہو تم مہمان ہو اس گھر کی اور مہمانوں سے کوئی کام نہیں کرواتے۔" طیّبہ نے پیار سے اسے ڈپٹا۔ "صبح تو آپ کہہ رہی تھیں میں اسے اپنا ہی گھر سمجھوں؟" عروج نے کہہ تو دیا مگر بعد میں اسے اندازہ ہوا اس نے کیا کہا۔ عروج دل ہی دل میں خود کو ڈانٹنے لگی۔ طیّبہ اس کی بات پر مسکرائی تھی۔ "ہاں یہ تمہارا بھی گھر ہے۔" طیّبہ نے پیار سے کہا۔ عروج پھیکا سا مسکرا دی۔ "آپ کو

کھانا بنانا آتا ہے ؟" آیت نے سوں سوں کرتے پوچھا۔"ہاں۔" عروج اسے دیکھ مسکرائی۔"کیا کیا بنالیتی ہیں آپ؟" آیت پر جوش ہوتی پوچھنے لگی۔"سب کچھ۔" "سب سے اچھا کیا آتا ہے؟" "بریانی۔" "واہ بریانی تو سب کی فیورٹ ہے آپ نے کبھی حیدرآباد کی بریانی کھائی ہے؟ یہاں کی بریانی سب سے بیسٹ ہے۔" آیت پیاز چھوڑ اس سے باتیں کرنے لگی۔"نہیں یہاں کی نہیں کی کھائی۔" عروج کی بات سن آیت کا سارا جوش ہوا ہوا۔"کیا آپ حیدرآباد میں رہتی ہیں اور ابھی تک حیدرآبادی بریانی ٹرائی نہیں کی؟" آیت منہ بسور کر بولی۔ عروج نے نفی میں سر ہلا دیا۔"اچھا اب باتیں بند کرو اور پیاز دو مجھے۔" آیت کو پٹر پٹر بولتا دیکھ طیّبہ نے اسے ڈپٹتے کہا۔ آیت بر اسا منہ بناتی انہیں پیاز پکڑانے لگی۔"آپ بریانی بنائینگی؟ مجھے آپ کے ہاتھ کی بریانی ٹرائی کرنی ہے۔" آیت نے عروج کے کان میں سرگوشی کی۔"تمہاری امی بنانے دینگی؟" عروج نے بھی سرگوشی بھرے انداز میں پوچھا۔"ہاں اگر آپ کہینگی تو پہلے منع کرینگی لیکن پھر دوبارہ کہینگی تو مان جائینگی۔" "اوکے۔" عروج کہتی تھوڑا آگے بڑھی۔"آنٹی اگر آپ برا نا مانے تو کیا میں بریانی بناؤں؟" عروج نے ہچکچاتے پوچھا۔"یہ تم سے آیت نے کہاں ہے؟" آیت جو انجان بننے کی ایکٹنگ کر رہی تھی طیّبہ کی بات پر زبان دانتوں تلے دبا گئی۔"نہیں۔"عروج نے جھٹ کہا۔"مجھے پتا ہے اس کی عادت کا۔" طیّبہ نے آیت کو گھورتے کہا۔"نہیں آنٹی میرا من کر رہا تھا پلیز میں بنالوں اسی بہانے میری بوریت دور ہو گی؟" عروج نے معصوم سی شکل بنائے التجا کی۔"ٹھیک ہے بنالو۔" طیّبہ کے کہتے ہی آیت کے منہ سے یس نکلا۔طیّبہ نے اسے آنکھیں دکھائی۔ آیت فریج سے جوس نکال کر پینے کی ایکٹنگ کرنے لگی۔ عروج اسے دیکھ ہنس دی۔"اب ایکٹنگ بند کرو اور مدد کرواؤ بہن کی۔" طیّبہ نے اسے ڈپتے کہا۔"بہن۔" عروج کے لب ہلے تھے۔"باقی سب بنالیا ہے بس تم اب بریانی بنالو آیت تمہاری مدد کروادے گی۔" طیّبہ پیار سے کہتی کچن سے چلی گئی تا کہ عروج

ان کی موجودگی میں انکنفرٹیبل نا ہو۔ آیت نے فریج سے چکن نکالا عروج مسالا بنانے لگی۔ "دیکھیں میں نے کہا تھا نا امی آپ کی بات نہیں ٹالیں گی۔" آیت چکن باؤل میں ڈالتی بولی۔ "تمہاری امی کو کیسے پتا بریانی کا تم نے کہا ہے؟" عروج نے اس کے ہاتھ سے چکن لیتے پوچھا۔ "وہ مجھے نئے نئے ہاتھ سے بریانی ٹیسٹ کرنا پسند ہے میں چیک کرتی ہوں کے کس کے ہاتھ کی بریانی حیدرآبادی بریانی سے میچ کرتی ہے۔" آیت نے کھل کر بتایا۔ عروج اس کی بات پر حیران ہوئی۔ کیا نمونے تھے دونوں بہن بھائی۔ آیت نے چاول صاف کر کے بیگو دیئے۔ "امی تو بریانی بنانے سے آدھا گھنٹہ پہلے ہی چاول بگو دیتی ہیں مگر آپ تو سب ساتھ ساتھ ہی کر رہی ہیں؟" آیت اس کی ہر چیز کو نوٹس کر رہی تھی۔ "میں ایسے ہی بناتی ہوں۔" عروج نے سادگی سے کہا۔ عروج بریانی کو دم دیکر فری ہوئی۔ آیت نے دو گلاسوں میں جوس ڈالا۔ دونوں چیئر پر بیٹھ کر جوس پینے لگی۔ "آپ حیدرآبادی نہیں ہیں؟" آیت نے جوس کا گھونٹ لیتے پوچھا۔ عروج نے ہاں میں سے ہلا دیا۔ "اب پوچھے مجھے کیسے پتا چلا۔" آیت چہک کر بولی۔ "تمہیں کیسے پتا چلا؟" عروج نے مسکرا کر پوچھا۔ "کیونکہ اگر آپ یہاں کی ہوتی تو حیدرآبادی بریانی ضرور کھائی ہوتی۔" آیت نے چہک کر کہا۔ عروج اس کے لاجک پر سمجھ نہیں پائی تھی حیران ہو یا ہنسے۔ جوس پی کر عروج نے دم توڑا۔ ڈھکن اٹھاتے ہی پورے کچن میں بھینی بھینی خوشبو پھیل گئی۔ "واہ خوشبو تو اچھی آرہی ہے۔" آیت نے خوشبو اندر اتارتے کہا۔ "چلو کھانا لگاتے ہیں تمہارے ابو بھی آگئے ہیں۔" طیّبہ کچن میں آتی بولی۔ "ماشااللہ خوشبو تو بہت اچھی آرہی ہے۔" طیّبہ کی بات پر عروج جھینپ کر مسکرا دی۔ تینوں نے مل کر ڈائینگ ٹیبل پر کھانا لگا یا۔ لاؤنج میں داخل ہوتے ہی زین کی نظر عروج پر پڑی جو ٹیبل پر کھانا لگا رہی تھی۔ بے اختیار ہی اس کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔ زین کے سامنے والی کرسی پر عروج بیٹھی تھی۔ "ارے واہ بھئی بریانی بھی بنائی ہے آج تو۔" عباسی صاحب نے کھل کر کہا۔ "ڈیڈ ٹیسٹ کر کے بتائے کیسی

بنی ہے؟" آیت ایکسائیٹڈ سی بولی۔ "اس میں بتانا کیا ہے ہمیں پتا ہے کیسی بنی ہو گی۔" انہوں نے طیّبہ کو دیکھتے مسکرا کر کہا۔ "نہیں ڈیڈ آپ ٹیسٹ تو کریں بھائی آپ بھی۔" آیت نے عباسی صاحب کے ساتھ زین سے بھی کہا۔ "اچھا بھئی کر لیتے ہیں۔" آیت کی ایکسائیٹمنٹ دیکھتے انہوں نے اپنی پلیٹ میں بریانی ڈالی۔ زین نے بھی بریانی پلیٹ میں ڈالی اور ایک چمچ بھر کر منہ میں ڈالا۔ بریانی منہ میں جاتے ہی اس کی نظریں بے اختیار عروج کی طرف اٹھی تھیں۔ عروج نے سر اٹھا کر اسے دیکھا اک پل میں دونوں کی نظریں ٹکرائی اور دوسرے ہی پل پھیر لی۔ "ہمم بریانی تو بہت مزے کی ہے لیکن ٹیسٹ الگ لگ رہا ہے؟" عباسی صاحب نے کہا۔ "تو آپ بتائیں کس نے بنائی ہو گی؟" آیت نے بریانی پلیٹ میں ڈالتے پوچھا۔ "یہ تو تم بتاؤ کس نے بنائی ہے؟" عباسی صاحب نے جواب دینے کی بجائے اسی سے پوچھا۔ "نہیں آپ بتائیں۔" آیت نے ضدی انداز میں کہا۔ "بھائی آپ گیس کریں کس نے بنائی ہے؟" آیت زین کی طرف مڑی۔ "اگر میں نے سہی گیس کیا تو کیا دو گی؟" زین نے ایک نظر عروج کو دیکھتے کہا۔ "اگر آپ نے سہی گیس کیا تو میں آپ کو آئس کریم کھلانے لے جاؤنگی۔" آیت نے سوچ کر کہا۔ "اور اگر میں نے سہی گیس نہیں کیا تو؟" "تو آپ ہمیں آئس کریم کھلانے لے جایئے گا۔" آیت نے جھٹ کہا۔ "اور اس میں میرا کیا فائدہ ہے کار تو مجھے ہی ڈرائیو کرنی ہو گی تمہاری سو روپے کی آئس کریم کھانے کے لئے میں اپنا اتنا ٹائم ویسٹ کروں؟" زین اس کی چالاکی سمجھتا بولا۔ "ہاں تو آپ مت کریئے گا ڈرائیونگ آپ کو ڈرائیونگ آتی ہے؟" آیت زین سے کہتی اچانک عروج کی طرف مڑی۔ "ہاں۔" عروج اس کے اتنا اچانک پوچھنے پر بوکھلا کر ہاں کہ گئی۔ "بس پھر اگر آپ نے سہی گیس کیا تو ہم آپ کو آئس کریم کھلانے لے جاینگے۔" آیت نے خوشی سے کہا۔ زین نے گھور کر عروج کو دیکھا۔ جو سر جھکائے دھیرے دھیرے کھانا کھا رہی تھی۔ "بھائی بتائیں کس نے بنائی ہے؟" "امی کی بریانی کا یہ ٹیسٹ نہیں ہے تو اس کا

مطلب انہوں نے نہیں بنائی۔" طیّبہ مسکرائی۔"اور تمہارے ہاتھ میں اتنا ٹیسٹ نہیں۔" آیت نے اسے گھوری سے نوازا۔"گھر کی کوئی ملازمہ کھانا نہیں بناتی تو پیچھے ایک انسان بچا۔" زین ٹھہر ٹھہر کے بولتا آخر میں عروج کو دیکھتا رکا۔ "اور وہ کون ہے؟" آیت کی ایکسائیٹمنٹ ساتویں آسمان پر تھی۔زین نے گلا کھنکھارا۔"وہی جو تمہارے ساتھ والی سیٹ پر بیٹھی ہے۔" زین نے سنجیدگی سے کہا۔عروج نے کوئی ریئیکشن نہیں دیا وہ جانتی تھی زین اس کے ہاتھ کی بریانی کھاچکا ہے۔"واہ بھائی کیابات ہے۔" آیت نے تعریفی انداز میں ہاتھ اٹھائے کہا۔"سچ میں؟" عباسی صاحب بے یقین سے بولے۔"تمہارے ہاتھ میں تو ہماری زوجہ حیات کے ہاتھ سے بھی زیادہ ٹیسٹ ہے۔" عباسی صاحب کے جملے پر سب مسکرادیے۔"عشاء کی نماز کے بعد آئس کریم کھانے چلے گے اور ڈرائیونگ عروج کرینگی۔۔آیت نے چہک کر کہا۔ "اچھااب کھانا کھالو۔" طیّبہ کی بات پر سب خاموشی سے کھانا کھانے لگے۔"تمہاری فیملی کہاں رہتی ہے؟" عباسی صاحب نے عروج سے پوچھا۔"نہیں ہے۔" عروج دھیمہ سا بولی۔"اوہ۔" سب کو افسوس ہوا تھا۔ "تم اسٹڈی کرتی ہو؟" "جی آخری سال ہے۔" عروج نے سارا دھیان ان کی طرف کیا۔"ویری گڈ تم تو بہت فاسٹ ہوماشااللہ۔" عباسی صاحب کی تعریف پر عروج ہلکا سا مسکرادی۔"اسٹڈی کے بعد کیا گول ہے لائف کا؟" عباسی صاحب نے سلسلا کلام جاری رکھا۔"ابھی نیٹ کا ایگزیم دینا ہے سکالرشپ پر۔" "آیت بھی ڈاکٹر بننا چاہتی تھی پر ہر بار فیل ہو جاتی ہے۔" عباسی صاحب نے آیت کو دیکھتے بتایا۔"جی مجھے آیت نے بتایا تھا۔" "اگر تمہارے نمبر کم آئے اور تمہیں سکالرشپ نہیں ملی تو کیا کروگی؟" عباسی صاحب نے بھی آیت والا سوال دوہرایا۔عروج نے جو آیت کو کہا تھاوہی عباسی صاحب کے گوش گزارا۔"ایسے تو بہت وقت لگے گا؟" عباسی صاحب نے بھی حیرت کا اظہار کیا۔

"خواب پورے کرنے میں وقت تو لگتا ہے اور راستہ جتنا کٹھن اور مشکل ہو منزل پر پہنچ کر اتنی ہی خوشی اور فخر محسوس

ہوتا ہے۔" عروج نے دھیمی آواز میں کہا۔ زین نے اس کی بات پر تعریفی انداز میں ہونٹ سیکڑے۔" مجھے تمہارا کونفیڈینس پسند آیا بہت آگے تک جاؤ گی تم۔" عباسی صاحب مسکرا کر بولے۔"بس اب ہمارے نکمے بیٹے کو بھی تھوڑی عقل آجائے یہ بھی اپنی پڑھائی کو تھوڑا سیریس لے۔" عباسی صاحب نے زین کو دیکھتے مسنوعی افسوس کا اظہار کرتے کہا۔"ڈیڈ اسٹڈی کا کیا کرنا جب آگے جا کر بزنس ہی سنبھالنا ہے؟" زین نے برا سامنہ بنا کر کہا۔"پر بیٹا بزنس کے بھی کچھ اصول ہوتے ہیں اور اسٹڈی بھی زندگی میں بہت ضروری ہوتی ہے۔" عباسی صاحب نے سمجھانے والے انداز میں کہا۔"ڈیڈ آپ فکر مت کریں ایک بار مجھے اپنا بزنس سنبھالنے دیں پھر دیکھئے گا آپ کا بیٹا کمپنی کا نام اے جے گروپ اوف انڈسٹری سے بھی اوپر لیکر جائے گا۔" زین نے پراعتماد لہجے میں کہا۔ عروج کا منہ کو جاتا ہاتھ رکا۔ اے جے گروپ اوف انڈسٹری اس کے بابا کی کمپنی کا نام تھا جسے انہوں نے عروج کے نام پر رکھا تھا۔"ہاہاہاہا۔" عباسی صاحب کا قہقہہ بلند ہوا۔"ڈیڈ آپ ہنس رہے ہیں؟" زین نے خفگی سے کہا۔"ارے بیٹا جی اس لیول تک جانے کیلئے تمہیں رضا میر کی بیٹی جیسی بیٹی چاہیے ہو گی۔" عباسی صاحب کی بات پر عروج ٹھٹھکی! "مطلب؟" زین نے نا سمجھی سے کہا۔ طیّبہ اور آیت بھی پوری طرح ان کی طرف متوجہ ہوئی۔"مطلب زین کے رضا میر کے پاس جو کچھ ہے ان کی بیٹی کی بدولت ہے اور یہ بات انہوں نے خود کہی ہے جب سے ان کی بیٹی ان کی زندگی میں آئی تب سے ان کے نصیب کھلے تھے یہ ان کے خود کا کہنا ہے اسی لئے تمہیں بھی ان کے لیول تک جانے کے لئے ان کی بیٹی جیسی بیٹی چاہیے ہو گی۔" عباسی صاحب کی تفصیل پر سب حیران ہوئے تھے۔ عروج کی آنکھیں بے ساختہ نم ہوئی۔ جسے اس نے منہ نیچے کر کے چھپایا۔"ڈیڈ ان کی بیٹی جیسی بیٹی تو نہیں پر اگر آپ کہے تو ان کی بیٹی کو ہی آپ کی بہو بنا دوں ان کی ریڈیمنٹ بیٹی کے ساتھ وہ لیول بھی مل جائیگا؟" زین نے مذاق میں کہا۔ اس کی بات پر عروج کے گال تپ گئے اس

نے قہر برساتی نگاہ زین پر ڈالی تھی۔ "زین کسی کی بیٹی کے بارے میں ایسا نہیں کہتے۔" طیبہ نے اسے جھڑکا۔ "امی مذاق کر رہا ہوں۔" زین نے مسکرا کر کہا۔ "ویسے سچ ہی کہتے ہیں بیٹیاں رحمت ہوتی ہیں۔" طیّبہ نے آیت کو محبّت سے دیکھتے کہا۔ "ڈیڈ میں نے سنا ہے ان کی بیٹی گھر چھوڑ کر کہیں چلی گئی؟" آیت نے سوچتے کہا۔ "ہاں بیٹا۔" عباسی صاحب افسردگی سے بولے۔ "لیکن کیوں؟" طیّبہ نے حیرانی سے پوچھا۔ "پتا نہیں سننے میں آیا ہے کچھ جھگڑا ہو گیا تھا ان کا اپنی بیٹی سے جس سے ناراض ہو کر وہ گھر چھوڑ کر چلی گئی۔" عروج کا دل ڈوبا "کیسا زمانہ آگیا ہے ماں باپ جو ذرا بچوں کو کچھ کہہ دیں فورن گھر چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔" طیّبہ نے افسوس سے کہا۔ انجان شہر انجان لوگوں میں بیٹھ کر وہ اپنے ہی متعلق انجان بن کر کیا کیا سن رہی تھی۔ "کیا پتا گھر چھوڑ کر نا گئی ہو کسی کے ساتھ بھاگ گئی ہو؟" زین نے لاپرواہی سے کہا۔ الفاظ تھے یا تیر جو اس کے دل میں پیوست ہوئے تھے۔ "بری بات بیٹا۔" طیّبہ نے اسے جھڑکا۔

"بٹ امی گھر چھوڑنے میں اور گھر سے بھاگنے میں کیا فرق؟" زین منہ بناتے بولا۔ "بہت فرق ہوتا ہے تم نہیں سمجھو گے اور بنا بات کی گہرائی تک جائے کسی کے بارے میں کچھ نہیں کہتے۔" "اوکے سوری امی غلطی ہو گئی۔" زین نے دونوں کان پکڑے کہا۔ "ویسے ان کی بیٹی ہے بہت اچھی۔" آیت نے پانی کا گلاس منہ کو لگاتے کہا۔ عروج چونکی؟ "تمہیں کیسے پتا ان کی بیٹی اچھی ہے؟" زین نے آئی برو اٹھائے پوچھا۔ "اب دیکھے نا بھائی اتنے امیر باپ کی بیٹی ہے پھر بھی میڈیا میں نہیں آتی ایک تصویر تک نہیں ہے اس کی انٹرنیٹ پر تو اس سے یہی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کے وہ ایک نیک اور اچھی لڑکی ہو گی اسی لئے ان چیزوں سے دور ہے؟" "کیا پتا وہ انٹرنیٹ پر ہو مگر یہ کسی کو نا پتا ہو کے یہ کس کی بیٹی ہے؟" زین کو رضا میر کی بیٹی کی تعریف ہضم نہیں ہوئی۔ "ہو سکتا ہے۔" آیت نے لاپرواہی سے کہا۔ عروج کا اس وقت وہاں دم گھٹ رہا تھا۔ گھر چھوڑنے سے پہلے اس نے یہ نہیں سوچا تھا اس کے بعد اس کے بابا کو کیا کیا سننا

پڑیگا؟ وہ لڑکا نہیں تھی جس کے گھر چھوڑ کر جانے پر کوئی طنزوں مذاہ نا ہو۔ وہ ایک لڑکی تھی جس کے ایک رات بھی گھر سے باہر رہنے پر طرح طرح کی باتیں ہوتی ہے۔ اور وہ تو گھر چھوڑ کر آئی تھی۔ اس کے بابا کو کیا فیس کرنا ہو گا؟ اور انہوں نے کیا فیس کیا ہو گا ان باتوں کو سوچے بنا وہ اتنی دور چلی آئی۔ آج اسے ان باتوں کا احساس ہو رہا تھا مگر اب کیا فائدہ۔ "خاموش ہو جائیں بچی انکنفرٹیبل محسوس کر رہی ہے۔" عروج کو کھوئے کھوئے دیکھ طیّبہ نے سب کو ڈپٹا جس پر سب عروج پر نظر ڈالتے خاموشی سے کھانا کھانے لگے۔ "بیٹا تم کھانا کھاؤ یہ لوگ تو ایسے ہی ہیں اتنی بار کہا ہے کھانا کھاتے وقت باتیں نہیں کرتے۔" طیّبہ نے پیار سے کہتے سب کو گھوری سے نوازا۔ زین نے کھانا کھاتے ایک نگاہ عروج پر ڈالی۔ کانپتے ہاتھ چہرے پر آتے جاتے رنگ لہجے میں چھائی بے چینی زین کو کھٹکنے لگی۔ وقفے وقفے سے کھانا کھاتے وہ ایک چور نگاہ عروج پر ڈالتا جو کھانے کی پلیٹ پر جھکی تو مگر کھا نہیں رہی تھی *** جوبلی ہلز میں بنے ایک خوبصورت سے کانچ کے گھر میں وہ اس وقت کھڑکی کے آگے کھڑی مختلف سوچوں میں جھکڑی تھی۔ ڈنر پر ہونے والی باتیں مختلف زاوئیوں سے اس کے دماغ میں گھوم رہی تھیں۔ "کیا میرا فیصلہ غلط تھا؟ میں نے جلد بازی میں یہ فیصلہ کیا بنا یہ جانے میرا یہ فیصلہ کتنوں کے سکون چھین لیگا؟ بابا کیسے رہتے ہونگے؟ اور دادی وہ کتنا روتی ہونگی میرے بغیر میں نے کبھی ان باتوں پر غور ہی نہیں کیا۔" باہر نظریں ٹکائے عروج انہی سوچوں کے حصار میں جکڑی تھی۔ "لیکن میں کیا کرتی؟ اپنی ذلت نہیں برداشت ہوئی مجھ سے نہیں دیکھ پائی میں اپنوں کی آنکھوں میں بے اعتباری نہیں سہ پائی راہول اور بابا کا تھپڑ اگر میں غلط ہوتی تو میں مانتی سب سے معافی مانگتی مگر میں غلط نہیں تھی پھر کیوں سہتی سب کی ناراض نگاہیں سب کی بے رخی اور راہول نفرت دیکھی تھی میں نے اس کی آنکھوں میں۔" اس کی آنکھیں لمحہ لمحہ بھیگ رہی تھیں۔ "کیا انہیں سب پتا چل گیا ہو گا؟ کیا لیلیٰ کا سچ سامنے آیا ہو گا؟ لیلیٰ نے ایسا کیوں کیا؟ یہ تو میں نے کبھی

جاننے کی کوشش ہی نہیں کی۔" عروج اس پر چونکی تھی۔ "لیلیٰ نے ہم میں درار کیوں ڈلوائی؟ اس کی کیا دشمنی تھی ہم سے؟ اور میں اتنی بے وقوف اس کی بنائی گئی بکواس سٹوری پر یقین کر لیا شاید مجھے یوں نہیں آنا چاہیے تھا بات کی تہ تک جانا چاہیے تھا لیلیٰ نے ایسا کیوں کیا؟" اس کا دماغ ماؤف ہو رہا تھا۔ "ٹھیک ہے اگر لیلیٰ نے جو کہا وہ سچ بھی تھا تو وہ صرف راہول کا دل توڑتی نا کے ہماری دوستی، اور لیلیٰ نے مجھے ہی کیوں سب کے سامنے برا بنایا سڈ، ٹینا، اکشے بھی تو تھے انہیں کیوں نہیں؟" عروج پریشان سی انہی سوچوں میں کھوئی تھی جب دروازہ بجا۔ آیت نے باہر سے آواز لگائی۔ "آجاؤ آیت۔" عروج نے خود کو کمپوز کرتے پھرتی سے اپنے آنسو صاف کئے۔ "آجائیں بھائی کو آئس کریم کھلانے لیجانا ہے۔" آیت نے دروازے سے سر نکالتے آواز لگائی۔ عروج کا من نہیں تھا کہیں بھی جانے کو اسے اس وقت صرف تنہائی چاہیے تھی مگر آیت کی خوشی دیکھ انکار نہیں کر پائی اور سب کچھ پہلے ہی تہ تھا اسی لئے اپنا بیگ اٹھائے خاموشی سے اس کے ساتھ نیچے آگئی۔ زین پورچ میں کار کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑا موبائل استعمال کر رہا تھا جب اس نے قدموں کی چاپ پر سر اٹھا کر دیکھا۔ عروج نے ایک نظر اسے دیکھا اور نظریں پھیر لیں۔ نا جانے کیوں صبح سے اسے زین کی نظریں عجیب لگ رہی تھیں۔ زین نے اس کی اس ادا پر سمجھا کے شاید عروج اب بھی اس سے ناراض ہے۔

"چلیں بھائی؟" آیت نے پاس آتے کہا۔ زین نے سر کو خم کیا۔ "اوکے تو کار عروج چلائیگی ہے نا؟" آیت نے عروج سے پوچھا۔ عروج نے تھوڑا تذبذب ہوتے سر ہلا دیا۔ "پر مجھے یہاں کے راستوں کا نہیں پتا؟" عروج انگلیاں مڑوڑتی نروس سی بولی۔ "اس میں کونسی بڑی بات ہے بھائی آپ کو راستہ سمجھاتے رہینگے۔" آیت نے چٹکی بجاتے مسلے کا حل نکالا۔ عروج سر ہلاتی جھجھکتے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گئی۔ اس نے ہمیشہ زین کو ہی اس سیٹ پر بیٹھے دیکھا تھا اور آج خود اس جگہ بیٹھنا اسے بہت عجیب اور آکورڈ لگا۔ "بھائی آپ آگے بیٹھ جائیں میں پیچھے بیٹھ جاتی ہوں۔" آیت پچھلا دروازہ

کھول کر بیٹھ گئی۔ زین کے اگلی سیٹ پر بیٹھنے پر عروج انکنفرٹیبل محسوس کرنے لگی۔ لیکن بنا ظاہر کئے سپاٹ سے چہرے کے ساتھ چابی گما کر کار آگے بڑھالی۔ کار جوبلی ہلز کے روڈ پر دوڑ رہی تھی۔ عروج بہت احتیاط سے ڈرائیونگ کر رہی تھی۔ آیت وقفے وقفے سے کوئی بات کرتی جس کا جواب عروج ہاں ہوں میں ہی دیتی۔ زین کو اس کی خاموشی سے الجھن ہو رہی تھی۔ وہ چاہتا تھا عروج پہلے کی طرح بولے مگر وہ آیت کی بات کا ہوں ہاں میں جواب دیکر واپس خاموشی کی چادر اوڑھ لیتی۔ کار سوسائٹی سے نکل کر مین روڈ پر دوڑنے لگی۔ "آیت جس سپیڈ سے کار چل رہی ہے مجھے لگتا ہے ہم صبح ہی گھر پہنچے گے۔" زین نے آیت سے کہا لیکن سنایا عروج کو تھا۔ عروج نے گھور کر اسے دیکھا۔ "بھائی سہی تو ہے؟" آیت نے کہا۔ زین کو لگا عروج کچھ کہے گی مگر اس نے دوبارہ اپنا دھیان ڈرائیونگ کی طرف مرکوز کر لیا۔ زین کی زبان پر دوبارہ کھجلی ہوئی۔ "آیت میں نے سوچا تھا واپسی پر امی ڈیڈ کے لئے بھی آئس کریم لے جائینگے لیکن اب لگتا ہے یہ سوچ ختم کرنی ہو گی۔" "وہ کیوں بھائی؟" آیت نے انجان بنتے پوچھا۔ "جس سپیڈ سے کار چل رہی ہے آئس کریم گھر پہنچنے سے پہلے ہی انتقال کر جائیگی۔" عروج نے خونخوار نظروں سے اسے گھورا۔ آیت نے بمشکل اپنی ہنسی کنٹرول کی۔ عروج کے گھورنے پر زین نے ڈیولش سمائل اسے پاس کی۔ "آیت جس جگہ ہمیں جانا ہے اس جگہ کا راستہ ایک ہی بار میں سمجھاؤ گی؟" عروج نے کہا آیت سے تھا مگر پوچھا زین سے تھا۔ زین نے اسے راستہ سمجھایا۔ "آیت سیٹ کو کس کے پکڑ لو۔" عروج نے زین کو طنزیہ دیکھتے کہا۔ آیت نے سیٹ کو کس کے پکڑ لیا۔ اس سے پہلے زین کچھ سمجھتا گاڑی ایک جھٹکے سے آگے بڑھی۔ زین نے فورن سیٹ اور ڈیش بورڈ کے درمیان ٹانگ حائل کی۔ عروج سو کی زیادہ سپیڈ پر کار دوڑا رہی تھی۔ آیت سیٹ کو پکڑے آنکھیں زور سے میچے بیٹھی تھی۔ زین بوکھلایا سا کبھی اسے تو کبھی سامنے روڈ کو دیکھتا۔ پانچ منٹ کی ڈرائیونگ کے بعد عروج نے ایک ہی جھٹکے سے کار روکی۔ آیت زور سے پیچھے سیٹ

سے لگی۔ زین کے بال بکھر کر چہرے پر آ گئے۔ عروج نے سٹیئرنگ پر کہنی رکھے زین کو دیکھا۔ زین ہوش میں آتا فورن سیدھا ہوا۔ "مسٹر زین کسی کو دیکھ کر اسے جج نہیں کرنا چاہیے اور سب سے اہم بات تم دونوں کو گھر واپس پہنچانا تھا اسی لئے سپیڈ سلو تھی اور یہ بھی تمہاری خوش قسمتی ہے کے اب بھی تم لوگ زندہ بچ گئے۔" عروج لفظوں کو چبا کر ادا کرتی سیٹ بیلٹ کھول کر کار سے اتری۔ زین کی ہارٹ بیٹ برق رفتاری سے چل رہی تھی۔ "شکر اللہ کا بچ گئے۔" آیت نے کار سے اترتے دل پر ہاتھ رکھے کہا۔ "ویسے آپ نے بھائی کو جواب بہت اچھا دیا ہے۔" آیت نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ مارا۔ زین اپنے بال سیٹ کرتا کار سے اترا۔ عروج نے طنزیہ مسکراہٹ اس کی اور اچھالی۔ زین غصے، حیرت، شرمندگی، کی ملی جھلی کیفیت میں اسے گھور کر رہ گیا۔ "چلیں۔" آیت نے عروج کا ہاتھ پکڑا اور دونوں آگے بڑھی۔ عروج اندر جاتی اچانک رکی اور انہیں دو منٹ کا کہہ کر کار کے پاس آئی۔ تیز ڈرائیونگ کی وجہ سے اس کا سانس رک رہا تھا جسے پہلے تو اس نے اگنور کیا مگر بڑھنے پر انہلر یوز کرنے آگئی۔ کار میں پڑے بیگ سے انہلر نکال کر عروج نے اسے یوز کیا اور کار سے ٹیک لگا کر خود کو کمپوز کرنے لگی۔ زین دور کھڑا سارا منظر دیکھ رہا تھا۔ دو منٹ تک خود کو کمپوز کرنے کے بعد عروج اندر آگئی۔ عروج آیت کے ساتھ والی چیئر پر بیٹھ گئی۔ زین نے کن اکھیوں سے اسے دیکھا۔ "آئس کریم آرڈر کرتے ہیں۔" آیت نے ویٹر کو آواز لگائی۔ ایک ونیلا آئس کریم اور دو چاکلیٹ آئس کریم کا آرڈر کرتی وہ عروج کی طرف مڑی۔ "یہاں کی آئس کریم بہت مزے کی ہوتی ہیں میں اور بھائی اکثر یہاں آتے ہیں۔" عروج دھیمہ سا مسکرائی۔ ویٹر آئس کریم رکھ کر چلا گیا۔ آیت نے ونیلا آئس کریم زین کے آگے رکھی اور چاکلیٹ آئس کریم عروج کو دی۔ "آپ کون سی ڈاکٹر بننا چاہتی ہیں؟" آیت نے آئس کریم چمچ کی مدد سے منہ کے قریب لے جاتے پوچھا۔ "ہارٹ سپیشلسٹ۔" عروج نے سادگی سے کہا۔ "مطلب لوگوں کے دل بدلنے کا کام

کرینگی؟" آیت نے شرارت سے کہا۔ عروج ہنس دی۔ زین خاموشی سے آئس کریم کھارہا تھا۔ آئس کریم کھانے کے بعد زین نے بل پے کیا۔ آیت مزے سے عروج کا ہاتھ پکڑے باہر آگئی۔ "آئس کریم تمہاری طرف سے تھی نا؟" عروج نے حیرت سے کہا۔ "بھائی ایسا ہی کرتے ہیں وہ مجھ سے پیسے نہیں لیتے اسی لئے میں بھی ان کا بھرپور فائدہ اٹھاتی ہوں۔" آیت نے مزے سے کہا۔ عروج ہنس دی۔ تینوں کار تک پہنچے۔ "کیز؟" زین نے سنجیدگی سے کہتے عروج کے آگے ہاتھ پھیلایا۔ "کیوں میری ڈرائیونگ سے ڈر لگ رہا ہے؟" عروج نے معصومیت سے پوچھا۔ "ڈر تا تو میں کسی کے باپ سے بھی نہیں۔" زین ایک ادا سے بولا۔ "اچھا تو پھر ڈرائیونگ میں کرونگی۔" عروج نے کیز اچھالتے کہا۔ زین نے برق رفتاری سے چابی کیچ کی اور ایک جلا دینے والی مسکراہٹ عروج کو پاس کرتا ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ عروج بھی خاموشی سے جاکر پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئی آیت پہلے ہی بیٹھ چکی تھی۔ "میں کسی کا ڈرائیور نہیں ہوں۔" زین نے بیک ویو مرر سے اسے گھورتے کہا۔ عروج نے اطمینان سے آیت کو دیکھا۔ آیت اس کے دیکھنے پر اگلی سیٹ پر جاکر بیٹھ گئی۔ کار سوسائٹی میں داخل ہوئی۔ زین نے کار ایک پارک کے آگے روکی۔ آیت اور زین ایک ساتھ کار سے نکلے۔ عروج بھی ان کی پیروی کرتی نیچے اتری۔ رات میں بھی پارک میں دن کا سماں لگ رہا تھا۔ آیت اس کا ہاتھ پکڑے ایک طرف چلنے لگی۔ زین بھی ان کے ساتھ ساتھ تھا۔ پارک میں کافی رش تھا۔ جھولوں پر بچے جھول رہے تھے۔ "میں اور بھائی یہاں اکثر آتے رہتے ہیں مگر اس بار کافی لیٹ آئے۔" آیت نے عروج کو بتایا۔ دونوں ہاتھ پکڑے چہل قدمی کررہی تھی۔ "بھائی لگتا ہے ہم غلط وقت پر آگئے؟" آیت نے سامنے نظریں دوڑائے آہستگی سے کہا۔ عروج اس کے جملے پر نظریں موڑ کر سامنے دیکھنے لگی جہاں دو عورتیں ان کی طرف آرہی تھیں۔ ان کے قریب آنے پر عروج نے دیکھا اس میں ایک اڈھیر عمر عورت تھی جبکہ دوسری ایک جوان لڑکی۔ عورت نے ساڑی

کے ساتھ بھر بھر کر زیور پہنا تھا۔ دوسری لڑکی نے جینز کے ساتھ ایک چھوٹا سا ٹوپ پہنا تھا جس میں اس کے جسم کے حصوں کے ساتھ گلہ بھی نمایا تھا۔ چہرے پر حد سے زیادہ میک اپ اٹا ہوا تھا۔ عروج نے ناگوار سی نگاہ اس پر ڈال کر فورن نظروں کا زاوائیہ بدلہ۔ اسے بے اختیار شرم نے آگیرا تھا۔ اگر وہ اکیلی ہوتی تو ٹھیک تھا مگر اس کے ہمرا ایک مرد تھا اور کسی دوسری لڑکی کو کسی مرد کے سامنے نازیبا کپڑوں میں دیکھنا خود کو دیکھنے کے مترادف ہوتا ہے عروج کی نظریں لڑکی سے ہوتی زین پر جا ٹکی جو عروج کی طرح ہی ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔ اس کے چہرے سے صاف پتا چل رہا تھا وہ بھی عروج والی فیلنگ سے گزر رہا ہے۔ "ہیلو آیت ہاؤ آر یو؟" عورت نے آیت سے ہاتھ ملاتے مسکرا کر کہا۔ "آئی ایم فائن مسز خنا ہاؤ آر یوں؟" آیت نے اس کا ہاتھ تھام کر مسنوعی مسکراہٹ لبوں پر سجاتے کہا۔ "آئی ایم فائن ٹو۔" عورت نے ایک ادا سے ہاتھ واپس لیا۔ ساتھ کھڑی لڑکی مسلسل زین کو دیکھ رہی تھی۔ "ہیلو زین۔" لڑکی نے اپنا ہاتھ ایک ادا سے آگے بڑھایا۔ عروج کو لگا زین اس کا ہاتھ نہیں تھامے گا مگر وہ غلط ثابت ہوئی۔ زین نے اس کا ہاتھ تھام کر ہیلو کہا۔ اس کی نظریں ادھر ادھر گھوم رہی تھیں۔ جس سے صاف ظاہر تھا وہ اس لڑکی کو دیکھنا نہیں چاہتا۔ لڑکی نے زین کا ہاتھ تھامے رکھا۔ زین نے ہاتھ چھوڑانے کی کوشش کی جسے اس نے نہیں چھوڑا۔ زین نے یک دم اپنا ہاتھ پیچھے کھینچا اور زبردستی مسکرایا۔ لڑکی بھی ڈھٹائی سے مسکراتی اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ عروج کو اس وقت اس لڑکی میں لیلیٰ کی شباہت دکھائی دی۔ ویسے ہی بے باک نظریں نازیبا حلیہ۔ ایک دم اس کے اندر غصے اور نفرت کی لہر دوڑ گئی۔ عروج کی پیشانی پر شکنے نمودار ہوئی۔ "اوہ یہ بیوٹی کون ہے؟" مسز خنا کی نظر عروج پر پڑی۔ "یہ بھائی کی بیسٹ فرینڈ ہے۔" آیت نے بیسٹ فرینڈ پر زور دیتے کہا۔ "ہیلو لیڈی۔" مسز خنا نے مسکرا کر کہا مگر اس کے لہجے میں چھپا انصر عروج کو صاف دکھائی دیا۔ "ہیلو۔" عروج سپاٹ سی بولی۔ "ہیلو آئی ایم لیزا۔" لڑکی نے ہاتھ آگے

بڑھایا۔ "ہیلو آئی ایم لیلیٰ۔" ایک آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی۔ عروج کو لگا اس وقت اس کے سامنے لیلیٰ کھڑی ہے۔ "ہیلو۔" عروج نے ناگواری سے کہ کر نظروں کا زاویئہ بدلہ۔ عروج کی حرکت پر لیزا نے کھاجانے والی نظروں سے اسے دیکھا اور ہاتھ واپس موڑ لیا۔ آیت اور زین نے منہ نیچے کر کے بمشکل اپنی ہنسی روکی۔ "لگتا ہے کسی سے بات کرنے کی تمیز نہیں ہے؟" مسز کھنا نے دانت چباتے کہا۔ "جی بلکل مجھ میں واقعی تمیز نہیں ہے اور آپ جیسی ننگی عورتوں سے بات کرنے کی تو بلکل ہی نہیں۔" عروج نے سپاٹ سے چہرے کے ساتھ کہا۔ آیت اور زین حیرت سے منہ کھولے اسے دیکھنے لگے۔ "وہاٹ ڈو یو مین؟" لیزا نے لفظوں پر زور دیتے پوچھا۔ "آئی مین جسٹ لک ایٹ یو ایسا لگ رہا ہے جیسے کسی چھوٹے بچے کے کپڑے پہن کر نکلی ہو۔" عروج نے طنزیہ کہا۔ "بہیو گرل۔" مسز کھنا غصے سے بولی۔ "کہانا نہیں ہے بہیو۔" عروج نے بہیو کو لمبا کھینچا۔ "لگتا ہے ابھی جانتی نہیں ہو مجھے؟" لیزا نے ایک ادا سے کہا۔ "مجھے جاننے کا کوئی شوق بھی نہیں اور ویسے بھی تمہیں دیکھ اندازہ ہو ہی گیا ہے کے تم ایک ٹھرکی لڑکی ہو۔" ٹھرکی لفظ پر زین کا قہقہہ نکلتے رکا۔ "شٹ اپ۔" لیزا ایک دم غصے سے چلائی۔ عروج کو اس کے چلانے سے کوئی فرق نہیں پڑا۔ "سمجھتی کیا ہو تم اپنے آپ کو یو بچ یو۔" "بہیو لیزا اور نہ زبان کاٹ دونگا۔" زین نے درشتگی سے اس کی بات کاٹی۔ اب حیران ہونے کی باری عروج کی تھی۔ زین کو دیکھ آیت بھی اک پل کے لئے سہم گئی۔ مسز کھنا لیزا کو بازو سے پکڑے وہاں سے لے گئی لیکن جاتے جاتے عروج پر قہر آلود نظر ڈالنا نہیں بھولی۔ عروج ابھی تک زین کو دیکھ رہی تھی جو لمبے لمبے سانس لیتا خود کو کمپوز کر رہا تھا۔ زین کے دیکھنے پر عروج نے سٹپٹا کر نظروں کا زاویئہ بدلہ۔ آیت کی کافی دیر سے رکی ہنسی کو سپیڈ لگی اور وہ پیٹ پکڑ کر ہنسنے لگی۔ زین بھی مسکرا رہا تھا۔ "آئی ایم سوری پتا نہیں میں نے کیسے۔" عروج کو اپنی غلطی کا احساس ہوتے ہی وہ شرمندگی سے ساتھ تزبزہوتی بولی جب آیت نے اس کی بات کاٹی۔ "سوری

کیوں اس چڑیل کو ایسے ہی سنانی چاہیے تھی جو ہم نہیں کر پائے وہ آپ نے کر دیا۔" عروج خفت سے سرخ پڑتی دونوں بہن بھائیوں کو دیکھ رہی تھی۔ جس میں ایک ہنس ہنس کر لوٹ پھوٹ ہو رہی تھی تو دوسرا ادھر ادھر دیکھتا مسلسل مسکرائے جا رہا تھا۔ "آپ کو پتا ہے ناک میں دم کر رکھا تھا اس نے مگر اب تو شاید اپنی شکل بھی نا دکھائے۔" آیت دوبارہ اس کا ہاتھ پکڑے چلنے لگی۔ "ویسے یہ تھی کون؟" عروج نے خود کو نورمل کرتے پوچھا۔ "یہ ڈیڈ کے فرینڈ اور بزنس پارٹنر کی بیٹی ہے لیزا اور ساتھ اس کی موم اور پتا ہے؟" آیت نے آواز دھیمی کی۔ "لیزا بھائی کے لئے پاگل ہے۔" آیت نے منہ کے آگے ہاتھ رکھ کے عروج کے کان کے قریب سرگوشی کی۔ "اچھا اس میں ایسا کیا ہے؟" عروج نے ناک چڑا کر زین کو دیکھا۔ جواب میں زین نے اسے تیز گھوری سے نوازا جس کا اسے ذرا برابر بھی اثر نہیں ہوا۔ آیت کی ہنسی نکل گئی۔ "لیزا اور میں ایک ہی کالج میں پڑھتے ہیں وہاں اس کے دو بوائے فرینڈ ہے اور ایک مزے کی بات بتاؤں؟" آیت نے رک کر عروج کی طرف دیکھ چہک کر کہا۔ "کیا؟" عروج نے تجسس سے پوچھا۔ "دونوں بوائے فرینڈ ایک ہی کالج میں پڑھتے ہیں اور دونوں کو ہی پتا ہے ہم اس کے بوئے فرینڈ ہیں۔" آیت نے کھکھلا کر بتایا۔ عروج بھی ہنس دی۔ عروج کو پتا تھا آج کل یہ سب عام ہے۔ اس دنیا میں ویسے بھی مخلص لوگوں کی بہت کمی ہے۔ "دو کے ہوتے ہوئے بھی تمہارے بھائی کے پیچھے پڑی ہے؟" اس بار عروج نے حیرانی ظاہر کی۔ زین مسکرایا۔ "آپ نے سہی کہا ہے وہ ٹھرکن ہی ہے۔" آیت کے ساتھ عروج بھی ہنسی۔ تینوں چلتے ہوئے پارک میں بنے جھولوں والی سائیڈ پر آ گئے۔ "آپ جھولا جھولینگی؟" آیت نے عروج کا ہاتھ چھوڑتے پوچھا۔ "نہیں میں بینچ پر بیٹھونگی۔" "اوکے پر میں جھولونگی۔" آیت چلتی ہوئی ایک طرف کھڑی ہو گئی۔ عروج بینچ پر بیٹھ کر اسے دیکھنے لگی جس نے موقعے کا فائدہ اٹھاتے ایک بچے کا جھولا اچک لیا۔ عروج وہ منظر دیکھ کھکھلا کر ہنس دی۔ زین گلا کھنکھار کر اس کے

ساتھ ہی بینچ پر بیٹھ گیا۔ عروج سرک کر پرے ہوئی۔ "تمہارا ایسا رویہ کیوں؟" عروج نے سپاٹ چہرے کے ساتھ پوچھا۔ "تم ہماری مہمان ہو اور مہمانوں کی عزت ہماری عزت ہوتی ہے ایک میزبان ہوتے میرا یہ فرض تھا۔" زین نے مثبت سا جواب دیا۔ "ناؤ یو تمہارا ایسا رویہ کیوں؟" زین نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔ عروج اس کے سوال پر تھوڑا تذبذب ہوئی۔ زین نے بہت غور سے اس کا چہرہ دیکھا۔ "تمہیں اس سے کیا؟" جب کوئی جواب نہیں بنا تو اس نے لا پرواہی سے بات ختم کی۔ زین گہرا مسکرایا۔ عروج آیت کو دیکھنے لگی جو لمبے لمبے جھولے لے رہی تھی۔ زین بھی اس پر سے نظریں ہٹائے آیت کو دیکھنے لگا۔ تھوڑی دیر مزید پارک میں رہنے کے بعد تینوں گھر آ گئے*** عروج بیڈ پر بیٹھی مختلف سوچوں میں جھکڑی تھی جب دروازے پر دستک ہوئی۔ "آجاؤ۔" "آپ ابھی تک جاگ رہی ہیں؟" آیت نے اندر آتے کہا۔ "نیند نہیں آ رہی۔" عروج نے مسکرا کر کہا۔ "ارے واہ مجھے بھی نہیں آ رہی تو پھر چلیں میں آپ کو اپنا کمرہ دکھاتی ہوں۔" آیت خوشی سے چہک کر بولی۔ عروج سر ہلاتی بیڈ سے اٹھی۔ آیت کا کمرہ بہت خوبصورت تھا ہر چیز پنک تھی۔ جگہ جگہ ٹیڈی بکھرے پڑے تھے۔ "تمہارا کمرہ تو بہت خوبصورت ہے۔" عروج نے ستائش بھری نظروں سے کمرے کو دیکھتے کہا۔ "تھنک یو۔" آیت چہک کر بولی۔ "اب آئیں آپ کو بھائی کا کمرہ دکھاؤں۔" آیت اس کا ہاتھ پکڑ کر آگے بڑھنے لگی جب رکی۔ اس نے مڑ کر عروج کو دیکھا جو کشمکش میں تھی۔ "بھائی کمرے میں نہیں ہیں۔" آیت اس کی کشمکش دیکھتی بولی۔ دونوں کمرے سے باہر نکلی۔ زین کے کمرے میں قدم رکھتی عروج حیرت کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوب گئی۔ ہر چیز بلیک تھی۔ وال، بیڈ شیٹس، کبڈ، گٹار، ٹیبل، لیمپ، کاؤچ۔ "تمہارا بھائی جن ون تو نہیں؟" عروج نے حیرانی سے پوچھا۔ "ہاہاہا نہیں بھائی کو بلیک کلر حد سے زیادہ پسند ہے۔" آیت نے کھکھلا کر ہنستے بتایا۔ آیت اسے کمرے سے لیکر بالکنی میں آئی۔ "واہ۔" عروج مبہوت سی بولی۔ آس پاس گھروں کی جلتی لائٹس ماحول

کو بہت خوبصورت بنارہی تھیں۔ ایسالگ رہاتھا جیسے وہ کسی اور ہی پلینٹ پر آگئی ہو۔ بالکنی حد سے زیادہ بڑی تھی۔ عروج آگے بڑھتی بالکنی کی آخری حدود تک آئی۔ وہاں سے بہت خوبصورت نظارہ نظر آرہا تھا۔ آیت بھی ساتھ آکر کھڑی ہو گئی۔ "پیارا ہے نا؟" آیت نے چھوٹے بچوں کی طرح خوش ہوتے پوچھا۔ "ہاں بہت زیادہ۔" عروج نے کھل کر کہا۔ کسی کی موجودگی کا احساس ہوتے ہی دونوں بیک وقت مڑی۔ سامنے ہی وہ کالا جن کھڑا آیت کو گھور رہا تھا۔ آیت نے زبان دانتوں تلے دبائی۔ عروج اس کی حرکت پر سب معملہ سمجھ گئی۔ "کس کی اجازت سے میرے روم میں آئی ہو؟" زین نے آیت کو گھورتے کہا۔ "بھائی عروج کو آپ کا روم دکھارہی تھی۔" آیت نے معصوم سی شکل بنائی۔ زین نے آیت سے نظریں ہٹا کر عروج کو دیکھا جو سینے پر بازو باندھے بڑے اطمینان سے کھڑی تھی۔ "بنا اجازت کسی کے روم میں آنا کہاں کی مینرز ہے؟" زین نے ایک آئی برو اٹھائے سوال کیا۔ عروج نے جواب میں بڑے اطمینان کے ساتھ کندھے اچکائے۔ زین نے اسے تیز گھوری سے نوازا۔ "بھائی عروج کو میں لائی تھی۔" آیت سر جھکائی دھیرے سے منمنائی۔ "تو کیا ہوا اگر آگئی تو یوں ڈرنے کی کیا ضرورت ہے کھا نہیں جائیگا تمہیں۔" عروج نے غصے سے کہا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر وہاں سے جانے لگی۔ "کالا جن۔" عروج اس کے پاس سے گزرتے بڑبڑائی۔ زین گہرا مسکرایا۔ "اب آہی گئی ہو تو جو دیکھنا ہے دیکھ لو۔" زین کی آواز ان کے کانوں سے ٹکرائی۔ آیت خوشی خوشی عروج کا ہاتھ پکڑ کر واپس اسی جگہ آئی۔ زین ایک طرف پڑی چیئر پر بیٹھ کر پاؤں ٹیبل پر رکھے انہیں ہی دیکھ رہا تھا۔ آیت اسے ادھر ادھر کے مطلق بتارہی تھی جب اس کی نظر عروج کے گلے پر پڑی جہاں کچھ چمک رہا تھا۔ عروج نے اس کی نظروں کے تعقب میں دیکھا۔ اس نے لاکٹ اتار اس اسے پکڑا یا۔ آیت لاکت کو ستائش بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ اے لیٹر والا یہ لاکٹ بہت خوبصورت تھا جس پر لگا ڈائمنڈ چمک رہا تھا۔ "یہ بہت پیارا ہے۔"

آیت خوشی سے اچھلی۔"یو لائک اٹ؟" عروج نے اس کی پسندگی دیکھتے پوچھا۔آیت نے چھوٹے بچوں کی طرح سر ہلادیا۔"توتم رکھ لو۔" "نہیں یہ آپ کا ہے۔" آیت نے فورن لاکٹ واپس اس کی طرف بڑھایا۔"اٹس اوکے اگر تمہیں پسند ہے تو یو ٹیک اٹ۔" عروج نے اس کا ہاتھ واپس کیا۔"نہیں امی ناراض ہونگی وہ کہتی ہیں کسی سے کچھ نہیں لیتے۔" "اگر تمہاری امی پوچھے تو کہنا میں نے گفٹ دیا ہے اور گفٹ دینا تو سنت ہے نا؟" عروج نے اس کے ہاتھ سے لاکٹ لیکر اس کی پن کھولی۔"پر یہ بہت مہنگا ہے؟" آیت ہچکچائی۔"گفٹ کی قیمت نہیں دیکھتے بلکہ اسے دینے والی کی نیت اور پیار دیکھتے ہیں۔" عروج نے کہتے ساتھ ہی لاکٹ اس کی گردن میں پہنایا۔اس لاکٹ کو ہمیشہ اپنے پاس رکھنا اے جے۔آج سب کی طرح اس نے وہ لاکٹ بھی خود سے دور کردیا۔"بہت پیارا لگ رہا ہے۔" عروج نے کھل کر تعریف کی۔"تھینک یو۔" آیت عروج سے چمٹ گئی۔اس کی حرکت پر عروج بے اختیار مسکرائی۔زین خاموشی سے سارا معملہ دیکھ رہا تھا۔"آپ نے کہا تھا آپ کا فرسٹ لیٹر یو ہے تو پھر یہ اے کیوں؟" آیت نے لیٹر پر ہاتھ پھیرتے پوچھا۔"گفٹ ملا تھا۔" عروج نے دھیمی آواز میں کہا۔پھر دونوں کے درمیان خاموشی چھاگئی۔"چلیں؟" تھوڑی دیر بعد عروج نے کہا آیت اس کے ہمراہ بالکنی سے نکلی۔پیچھے بیٹھے زین عباسی کے چہرے گہری سوچوں کے آثار نمایا تھے۔"آپ میرے کمرے میں سو جائے ہم بہت سی باتیں کرینگے۔" عروج کمرے کا دروازہ کھولنے لگی جب آیت نے کہا۔"نہیں وہاں بہت سے ٹیڈی ہیں مجھے ان کے ساتھ سونے میں ڈر لگتا ہے تم یہاں آجاؤ۔" عروج کہ کر کمرے میں داخل ہوگئی۔"سچ میں آپ کو ڈر لگتا ہے؟" آیت نے بے یقینی سے پوچھا۔"رات کو اگر آنکھ کھل جائے تو ایسا لگتا ہے جیسے وہ ہمیں ہی گھور رہے ہوں۔" عروج بیڈ کی ایک طرف بیٹھتی بولی۔اسے یاد تھا بچپن میں رضا میر نے اسے ایک ٹیڈی دیا تھا۔اس نے خوشی سے اسے اپنے کمرے میں رکھا مگر رات کے کسی پہر اس کی آنکھ کھلی تب اسے لگا

ٹیڈی اسے گھور رہا ہے۔ صبح ہوتے ہی اس نے ٹیڈی اپنے کمرے سے نکال دیا اور اس دن کے بعد اس کے کمرے میں ایسی کوئی بھی چیز نہیں پائی گئی۔ آیت ہنستی ایک طرف لیٹ گئی عروج بھی دوسری طرف لیٹ گئی۔ "آیت تم دونوں اپنی ماما کو امی اور بابا کو ڈیڈ کیوں کہتے ہو؟" "امی کو یہ نئے نام نہیں پسند انہوں نے کہا تھا انہیں امی ہی بلایا جائے۔" آیت نے ہنس کر کہا۔ "اور ڈیڈ کو ان چیزوں میں کوئی مسلہ نہیں انہیں جیسے مرضی بلاؤ اسی لئے ہم امی اور ڈیڈ یوز کرتے ہیں۔" "تمہیں کیسے پتا میرے نام کے سٹارٹنگ میں دو لیٹر یوز ہوتے ہے؟" صبح سے دل میں مچلتا سوال آخر اس نے پوچھ ہی لیا۔ "میں پاکستانی ڈرامیں بہت دیکھتی ہوں نا اسی لئے مجھے سب کے نام آتے ہے۔" آیت کی بات پر عروج نے سر ہلا دیا۔ دونوں لیٹی چھت کو گھور رہی تھی۔ "تمہاری امی عدن آنٹی کو کیسے جانتی ہیں؟" عروج نے سارے سوال ایک ہی لائن میں لگائے۔ "کچھ سالوں پہلے تک امی بھی اسلامیہ کالج میں پڑھاتی تھی وہی عدن آنٹی سے ان کی ملاقات ہوئی دونوں کافی اچھی فرینڈز تھی پھر امی نے جاب چھوڑ دی عدن آنٹی کبھی ہمارے گھر نہیں آئی تھی اسی لئے انہیں بھائی کا نہیں پتا تھا کل جب بھائی آپ کو گھر لائے تب عدن آنٹی کی کال آئی جسے امی نے رسیو کیا تب دونوں کو پتا چلا۔" آیت نے ساری بات بتائی۔ "آیت ایک بات پوچھوں؟" "ہمم۔" "تمہارا بھائی اتنا عجیب کیوں ہے؟" "بھائی باہر سے جیسے دکھتے ہیں اندر سے ویسے نہیں ہیں وہ بہت نرم دل انسان ہیں پر پتا نہیں انہوں نے آپ کے ساتھ ایسا کیوں کیا؟" آیت نے عروج کی طرف کروٹ لی۔ "ہمم۔" عروج نے ہمم پر ہی اکتفا کیا۔ دونوں باتیں کرتی کرتی گہری نیند میں چلی گئی۔ صبح بریک فاسٹ کے بعد عروج نے واپس گھر جانے کی فرمائش کی۔ "پر کیوں ایک دو دن اور رہو یہاں؟" طیّبہ نے خفگی سے کہا۔ "نہیں آنٹی رزلٹ آنے والا ہے اور مجھے اگیزیم کی تیاری بھی کرتی ہے۔" عروج نے اس کا ہاتھ پکڑتے کہا۔ "پر بیٹا۔" انہوں نے کچھ کہنا چاہا جب عباسی صاحب نے ان کی بات کاٹی۔ "طیّبہ بچی

کو جانے دو اسے تیاری کرنی ہے اور یہ آتی جاتی رہے گی۔" "ٹھیک ہے پر تمہیں آتے جاتے رہنا ہے۔" طیّبہ نے اسے گلے لگاتے پیار سے کہا۔ "آل دی بیسٹ فور رزلٹ اینڈ ایگزیم۔" آیت نے اس سے گلے ملتے کہا۔ "تھینک یو۔" عروج اس سے دور ہوتی مسکرائی۔ زین پہلے ہی کار میں بیٹھ چکا تھا۔ کار میں مکمل خاموشی تھی۔ عروج شیشے سے باہر نظریں ٹکائے بیٹھی تھی۔ زین ڈرائیونگ کرتا ایک ادھ نظر اس پر ڈال دیتا۔ "تم کبھی دہلی گئی ہو؟" زین کی سنجیدہ آواز نے خاموشی کو توڑا۔ "کیا مطلب؟" عروج سیدھی ہو کر گڑبڑائی۔ "میں نے پوچھا تم کبھی دہلی گئی ہو؟" "نہیں۔" وہ تیزی سے کہتی دوبارہ رخ موڑ گئی۔ "پر میں نے تو تمہیں دیکھا تھا دہلی میں۔" زین کے انکشاف پر اسے لگا اس کی حقیقت کھل گئی ہے "کہ۔۔ کہاں۔۔ دیکھا تھا؟" وہ سٹپٹائی۔ "زوء میں۔" زین کی بات پر اس کے چہرے پر گھبراہٹ کے ساتھ سوچ کے آثار بھی نمایا ہوئے۔ اسے یاد آیا دو سال پہلے پانچوں ایک بار چڑیا گھر گئے تھے۔

"تمہارے فرینڈز بھی تھے شاید۔" زین نے سوچ کر کہا۔ عروج کو لگا اس کا پردہ فاش ہو گیا۔ "تم۔۔ تمہیں کس نے کہا میرے فرینڈز؟" اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کیا کہے۔ "اب تمہاری فیملی تو ہے نہیں پھر فرینڈز ہی ہونگے نا؟" زین اس کے چہرے پر چھائی گھبراہٹ دیکھ کشمکش میں پڑ گیا۔ "تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے نا ہی میرے کوئی فرینڈز ہیں اور نا ہی میں دہلی گئی ہوں۔" وہ خود کو سنبھالتی سپاٹ سی بولی۔ "ارے ایسے کیسے میں نے خود دیکھا تھا تم اپنے فرینڈز کے ساتھ ایک سے دوسرے درخت پر چھلانگ لگا رہی تھی۔" "کیا؟" عروج نے نا سمجھی سے کہا۔ زین شرارت بھری آنکھوں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ ساری بات سمجھ آتے اس کا دماغ بھک سے اڑ گیا۔ "تم مجھے بندر کہ رہے ہو؟" وہ غصے سے چلائی۔ زین نے دونوں ہاتھ کان پر رکھے۔ زین کے کانوں پر ہاتھ رکھتے ہی اسے کچھ یاد آیا تھا۔ وہ خاموشی سے منہ موڑ کر باہر دیکھنے لگی۔ زین نے بہت غور سے اسے دیکھا تھا۔ اسے فلیٹ میں ڈراپ کرنے کے بعد زین اپنے فلیٹ

میں چلا گیا۔عدن گھر پر نہیں تھی۔ عروج نے دوسری چابی سے دروازہ کھولا اور صوفے پر آکر دھڑم سے گری۔ بے اختیار ہی اس نے ایک سکون کی سانس لی اور چند لمحے وہاں بیٹھنے کے بعد فریش ہونے چلی گئی۔ زین بیڈ پر الٹا لیٹا مسلسل عروج کے بارے میں ہی سوچ رہا تھا۔ آج کل اس کے دلوں دماغ میں عروج کے لئے ایک الگ ہی احساس جاگا تھا۔ اسے عروج کو دیکھنا اسے سوچنا اس سے جھگڑنا اچھا لگنے لگا تھا۔ زین ایسے ہی اسے سوچتا آنکھیں موند گیا۔ عدن چابی سے دروازہ کھولتی اندر آئی عروج سامنے ہی صوفے پر بیٹھی تھی۔ "عروج۔" عدن نے حیرت سے اسے پکارا۔ "اسلام و علیکم۔" عروج نے صوفے سے اٹھتے شائستگی سے کہا۔ "واعلیکم اسلام وہاٹ آ سرپرائز تم نے تو ایک دو دن میں آنا تھا؟" عدن حیرت اور خوشی کے ملے جلے تاسرات لئے بولی۔ "بس آپ کی یاد آرہی تھی اسی لئے آگئی۔" عروج نے شرارت سے کہا۔ "اچھا کیا مجھے بھی تمہاری بہت یاد رہی تھی۔" عدن وہی صوفے پر بیٹھ گئی۔ "طبیعت کیسی ہے اب تمہاری؟ دیکھو کتنی چوٹیں آئی ہیں۔" عدن نے اسے پاس بیٹھاتے فکرمندی سے کہا۔ "طبیعت کو کیا ہوا میری؟ ٹھیک ہوں میں۔" عروج نے ان کا ہاتھ تھاما۔ "اپنا خیال رکھا کرو طیّبہ بتا رہی تھی ڈر کی وجہ سے بیہوش ہو گئی تھی وہ تو اچھا تھا زین تھا وہاں ورنہ پتا نہیں کیا ہو جاتا۔" عدن فکرمند سی بولی۔ عروج نے خاموشی سے سر ہلا دیا۔ اسے سمجھ آگئی تھی عدن کو کسی نے کچھ نہیں بتایا تھا اس مطلق۔ "اچھا زین آیا تھا تمہیں چھوڑنے؟" عدن نے پوچھا۔ "جی۔" عروج نے مختصر کہا۔ "واپس چلا گیا یا فلیٹ میں ہے؟" "پتا نہیں جب صبح میں آئی تھی تب فلیٹ میں ہی تھا اب کا پتا نہیں۔" "اچھا تم اسے دیکھو میں کھانا بناتی ہوں پھر مل کر کھانا کھائینگے۔" عدن کہتی اٹھنے لگی جب عروج نے اس کا ہاتھ تھام کر دوبارہ بیٹھایا۔ "میں نے کھانا بنا لیا ہے۔" "میں خود بنا لیتی تم نے خوامخواہ تکلف کیا ریسٹ کرنی چاہیے تھی۔" عدن نے خفگی سے کہا۔ "آنٹی ٹھیک ہوں بس تھوڑی بہت لگی ہے اتنا تو چلتا ہے۔" عروج نے مذاق میں کہا۔

"اچھا پھر میں دیکھتی ہوں اسے۔" "نہیں آپ رہنے دیں میں خود بلالاتی ہوں آپ ہاتھ منہ دھولیں پھر کھانا کھاتے ہیں۔" عروج کہتی صوفے سے اٹھی۔ زین سورہا تھا جب بیل بجی۔ وہ آنکھیں مسلتا اٹھا۔"تم نے قسم کھار کھی ہے میری نیند خراب کرنے کی؟" زین نے ناگواری سے کہا۔"مجھے کیوں شوق چڑنے لگا؟" عروج نے تپ کر کہا۔"آنٹی بلارہی ہیں کہ رہی ہیں آکر کھانا کھالو۔ عروج نے سیدھی بات کی۔"مفت کا؟"زین نے طنزیہ کہا۔ہاں۔" وہ سپاٹ سا بولی۔"آتا ہوں۔" زین کہتا واپس مڑا۔ عروج واپس فلیٹ میں چلی گئی۔ دس منٹ بعد زین فریش فریش سا اندر آیا۔ عروج ٹیبل پر کھانا لگا رہی تھی۔ زین نے آتے ہی عدن کو سلام کیا۔ عدن سلام کا جواب دیتی حال احوال پوچھنے لگی۔ تینوں کھانا کھارہے تھے جب عدن نے بات کا آغاز کیا۔"زین تمہارا بہت شکریہ تم نے جو کیا میں اس کی مشکور ہوں تم ناہوتے تو پتا نہیں عروج کے ساتھ کیا ہوتا۔" عدن کی بات پر زین کو کھانسی آگئی۔ عدن نے جلدی سے اسے پانی کا گلاس پکڑایا۔ عروج خاموشی سے کھانا کھا رہی تھی۔"شکریہ کس بات کا یہ تو میرا فرض تھا۔" زین بہتر ہوتا خفیف سا مسکرایا۔ عروج نے گھور کر اسے دیکھا۔" بلکل اپنی ماں پر گئے ہو مجھے تو پتا نہیں تھا تم طیّبہ کے بیٹے ہو۔" عدن کی آواز میں خوشی تھی۔"جی۔"زین اتنا ہی بولا۔ کھانا کھانے کے بعد عروج نے کافی بنائی اور لاؤنج میں بیٹھے دونوں کو دی جو تمل میں کچھ بات کر رہے تھے۔ عروج عدن کو گڈنائٹ کہتی اپنے کمرے میں آگئی۔ تھوڑی دیر زین اور عدن باتیں کرتے رہے پھر زین اپنے فلیٹ میں چلا گیا۔ عروج عشاء کی نماز کے بعد بیڈ پر لیٹتی نیند کی وادی میں کھوگئی۔ اگلے دن اس کا رزلٹ آیا۔ ہر سال کی طرح اس نے ٹاپ کیا تھا۔ مگر اس بار اس کے چہرے پر کوئی خوشی نہیں تھی۔"ٹریٹ چاہیے۔" "گرمیوں کے کپڑے ہی دلا دو۔" "اتنے امیر باپ کی بیٹی ہو اور ایک ٹریٹ نہیں دے سکتی۔" پرانی باتیں یاد آتے ہی اس کے چہرے پر افسردہ سی مسکراہٹ چھاگئی۔ وہ کالج کے بیک سائیڈ پر بنی سیڑیوں پر

بیٹھی تھی جب زین اسے ڈھونڈھتا وہاں آیا۔ وہ سے جھکائے گم سم سی بیٹھی آنسو بہا رہی تھی۔ "عروج۔" زین کے بلانے پر اس نے چونک کر سر اٹھایا۔ زین کو سامنے دیکھ دوبارہ سر جھکائے آنسو صاف کرنے لگی۔ زین حیران سا اسے دیکھ رہا تھا۔ "تم رو رہی ہوں؟" اس کی آواز میں فکر تھی۔ "نظر نہیں آتا؟" عروج نے ناگواری سے کہا۔ "لیکن کیوں؟" "تمہیں اس سے کیا؟" وہ تیزی سے کہتی جانے لگی جب زین تیزی سے اس کے راستے میں حائل ہوا۔ "کیوں رو رہی ہو بتاؤ؟" لہجے میں فکر مندی تھی۔ "میں نے کہا نا تمہیں اس سے کیا؟" عروج نے جھنجھلا کر کہا۔ "بتاؤ مجھے؟" "راستہ چھوڑو میرا۔" "نہیں چھوڑونگا پہلے بتاؤ کیا ہوا ہے؟" "میں نے کہا نا راستہ چھوڑو میرا۔" وہ چلائی تھی۔ "فیملی کی یاد آرہی ہے؟" زین بنا اس کے چلانے کا اثر لئے نرمی سے بولا۔ عروج کی آنکھیں ڈبڈبائی گئیں۔ زین کا عکس دھندلانے لگا۔ "راستہ چھوڑو میرا۔" اس نے رندی ہوئی آواز میں کہا۔ زین خاموشی سے سائیڈ پر ہو گیا۔ عروج دوڑتی ہوئی وہاں سے گئی تھی۔ زین کی نظروں نے دور تک اس کا پیچھا کیا تھا***

آیت اپنے کمرے میں بیٹھی پڑھ رہی تھی جب دروازے پر دستک ہوئی۔ آیت نے ناگواری سے اٹھ کر دروازہ کھولا۔ "بھائی آپ کوئی کام تھا؟" زین کو دیکھ آیت نے حیرانی سے پوچھا۔ "اندر تو آنے دو۔" زین اسے سائیڈ پر دھکیلتا اندر داخل ہوا۔ آیت بھی واپس آکر چیئر پر بیٹھ گئی۔ "کوئی کام تھا آپ کو؟" آیت نے اسے خاموش دیکھ دوبارہ پوچھا۔ زین کم ہی اس کے کمرے میں آتا تھا اور جب آتا تھا تب یقیناً کوئی کام ہوتا تھا۔ "کیا بنا کام کے نہیں آسکتا تمہارے کمرے میں؟" زین نے آئی بروا اچکا کر کہا۔ "آسکتے ہیں کیوں نہیں آسکتے۔" آیت کہتی کتابوں میں گھس گئی۔ "مجھے وہ دو۔" زین نے سپاٹ سے چہرے کے ساتھ کہا۔ "کیا؟" آیت چونکی۔ "وہی جو تمہیں عروج نے دیا ہے۔"

"عروج نے کیا دیا ہے ؟" آیت نے سوال کیا۔ "وہی جو تمہارے گلے میں ہے۔" زین نے سنجیدگی سے کہا۔ آیت نے اپنی گردن میں پڑا لاکٹ دیکھا۔ "اور میں یہ آپ کو کیوں دوں ؟" آیت نے مشکوک نظروں سے اسے گھورا۔ "کیونکہ وہ مجھے چاہیے۔" چہرے پر وہی سنجیدگی طاری تھی۔ "وہ آپ کو کیوں چاہیے آپ اس کا کیا کرینگے وہ عروج نے مجھے دیا ہے اور ویسے بھی وہ میرا نام کا لیٹر ہے ؟" اسی لئے مانگ رہا ہوں۔ "کیا مطلب ؟" آیت نے ناسمجھی سے کہا۔ "امی نے کتنی بار کہا ہے یوں کسی سے کوئی چیز نہیں لیتے لاؤ مجھے دو میں اسے واپس کر دونگا۔" زین نے ہاتھ آگے پھیلایا۔ "میں نہیں دونگی عروج نے گفٹ کے طور پر دیا تھا۔" آیت نے لاکٹ پر ہاتھ رکھے کہا۔ "دو ورنہ میں امی کو بتاؤنگا۔" زین نے دھمکی دی۔ "تو بتا دیں۔" اس نے لاپرواہی سے کہا۔ "آیت تنگ مت کرو مجھے دو۔" زین نے آواز میں سختی لائے کہا۔ "بھائی یہ ڈرامے بند کریں مجھے پتا ہے آپ یہ کیوں مانگ رہے ہیں۔" آیت کمر پر ہاتھ رکھتی اپنی جگہ سے اٹھی۔ "کیوں مانگ رہا ہوں ؟" وہ بھی اٹھا۔ "ویسے بھائی عروج مجھے بھی بہت پسند آئی ہے اور امی بھی آرام سے مان جائینگی آپ بس یہ بتائے کب جانا ہے ان کے گھر ؟" آیت نے اس کی بات کو نظر انداز کرتے شرارت سے کہا۔ "زیادہ آگے جانے کی ضرورت نہیں ہے اسے تو پتا بھی نہیں۔" زین گہری سانس لیتا دوبارہ بیٹھ گیا۔ "تو اب بتا دیں اب کونسا دیر ہوئی ہے۔" آیت بھی چلتی ہوئی اس کے ساتھ آکر بیٹھ گئی۔ "اور تمہیں لگتا ہے وہ مان جائیگی ؟ پسند نہیں کرتی وہ مجھے۔" "کام بھی تو ایسے ہی کئے ہیں آپ نے پھر کیسے پسند کریگی ؟" آیت نے ناک سے مکھی اڑانے والے انداز میں کہا۔ زین نے اسے گھوری سے نوازا۔ "آپ انہیں بتا تو دیں کیا پتا انکا خیال بدل جائے۔" "اور اگر نا بدلہ تو ؟" "تو پھر بھول جائیں۔" آیت نے اطمینان سے کہا۔ "اگر اچھا نہیں بول سکتی تو برا بھی نا بولو۔" زین نے پیشانی پر بل ڈالے کہا۔ "تو اسے بتائینگے تو پتا چلے گا نا کے آگے کیا ہو گا کیا نہیں ایسے چپ رہنے سے تو کچھ نہیں ہو گا۔"

"ہمم دیکھتا ہوں اور ویسے بھی اتنے ہینڈ سم زین عباسی کو کون منع کر سکتا ہے؟" زین نے فرضی کالر جھاڑے۔"عروج رضا میر کر سکتی ہے۔" آیت نے مذاق اڑاتے کہا۔ زین ٹھٹھک گیا! "کیا کہا تم نے؟" "وہی جو آپ نے سنا۔" "نہیں تم نے ابھی کیا کہا؟ دوبارہ کہو۔" زین نے عجلت میں پوچھا۔"میں نے کہا آپ کو عروج رضا میر منع کر سکتی ہے۔" آیت نے تھوڑا حیرانی سے بتایا۔"اس کا سر نیم رضا میر ہے تمہیں کیسے پتا؟" زین اس کی طرف مڑا۔"انہوں نے خود بتایا تھا۔" آیت الجھی۔"عروج رضا میر۔" زین کشمکش میں بڑبڑایا۔"کیا ہوا بھائی سب ٹھیک ہے؟" آیت نے تشویش سے پوچھا۔"ہاں تم لاکٹ نکالو۔" زین دوبارہ اپنی ٹیون میں آیا۔"پر بھائی عروج نے مجھے دیا ہے۔"آیت روہانسی ہوئی۔"اچھا تم دو واپس کر دونگا۔" "سچ میں؟" آیت نے شہادت کی انگلی اٹھائے تصدیق چاہی۔ "ہاں سچ میں دو۔" زین نے بات ہوا میں اڑائی۔ آیت نے بجھے دل کے ساتھ اسے لاکٹ اتار کر دیا تھا*** عروج نے میڈیکل کالج میں سکالرسپ پر داخلہ پہلے ہی بھیج دیا تھا اور اب اس نے نیٹ کے ایگزیم کی تیاری بھی شروع کر دی تھی۔ نیٹ انڈیا میں دیا جانے والا ایسا ایگزیم تھا جس میں انسان کو سو سوالوں کو پر کرنا پڑتا تھا۔ جس نے یہ ایگزیم پاس کیا وہی میڈیکل کالج میں داخلہ لے سکتا تھا۔ ابھی بھی وہ پریشان سی بیٹھی تھی جب عدن نے اسے تسلی دی۔"عروج دعا کرتی رہو ہماری مانگی گئی دعائیں صرف ہمارے لئے ہی نہیں ہمارے ساتھ بہت سے لوگوں کے لئے بھی فائدہ مند ہوتی ہیں۔" عدن کی بات پر عروج مسکرائی۔ تین مہینے پورے ہو چکے تھے عروج نے زین کو پیسے لوٹانے کا سوچا عدن کالج میں تھی۔ عروج کچن میں کھڑی کھانا بنا رہی تھی جب بیل بجی۔ دروازہ کھولنے پر سامنے زین کو پایا۔"اندر آ سکتا ہوں؟" وہ مسکرا کر ہاتھ ہلاتا بولا۔"اچھا موقع ہے اسے پیسے واپس کرنے کا۔" عروج نے سوچا اور راستہ چھوڑ دیا۔ زین اندر آ گیا۔ عروج کو یاد آیا اس نے کچن میں مسالا رکھا تھا۔ شکر ہے جلا نہیں۔ مسالا ہلا کر اس نے سکون کا

سانس لیا۔ زین بھی وہی آ گیا۔ عروج نے فلیم سلو کر کے فریج سے چکن نکالا اور اسے کٹنگ بورڈ پر رکھ کر چھوٹے چھوٹے ٹکروں میں تقسیم کرنے لگی۔ "اک بات پوچھوں برا تو نہیں مناؤ گی؟" زین نے پہلی بار اس سے بات کرنے کی اجازت مانگی تھی۔ عروج جی جان سے حیران ہوئی۔ "مت پوچھو میں برا مان جاؤنگی۔" وہ سپاٹ سی بولی۔ زین ہلکا سا مسکرایا۔ "تم نے کبھی پیار کیا ہے؟" عروج کا کٹنگ بورڈ پر چلتا ہاتھ رکا۔ اسے زین سے اس سوال کی توقع نہیں تھی۔ اس نے پہلی بار زین کی آنکھوں میں کچھ عجیب دیکھا جسے دیکھ اس کی نظریں خود بخود جھک گئیں "نہیں۔" وہ سادہ سا جواب دیتی دوبارہ ہاتھ چلانے لگی۔ "تو اب کر لو۔" زین کی گھمبیر آواز پر وہ چونکی! "میرے پاس ان فضول چیزوں کے لئے ٹائم نہیں ہے۔" اس نے ٹکروں میں بٹا گوشت باؤل میں ڈالا۔ "پیار فضول چیز تو نہیں؟" زین نے منہ بسور کر کہا۔ "میری نظر میں ہے۔" اس نے دوبارہ کٹنگ بورڈ پر ہاتھ چلانا شروع کئے۔ "کیوں؟" وہ تھوڑا حیران ہوا۔ عروج ہنسی اس کے چہرے پر کرب کے آثار تھے۔ "محبّت انسان کو اندھا کر دیتی ہے اس سے سہی غلط کی پہچان چھین لیتی ہے جب انسان محبّت کرتا ہے تو سامنے کھڑا اسے اپنا محبوب سب سے نیک پارسا سچا اور ایماندر لگتا ہے اور باقی سب جھوٹے مکار بے وفا دھوکے باز لگتے ہیں۔" اس کے لہجے میں گھلا زہر زین کو کشمکش میں ڈال گیا۔ عروج کے ہاتھ دوبارہ تیزی سے کٹینگ بورڈ پر چلنے لگے۔ "لوگ پندرا دنوں کی محبّت میں پندرا سالوں کی دوستی بھول جاتے ہیں۔" بات کرتے اس کی آنکھوں کے سامنے لیلیٰ اور راھول تھے۔ "پر مجھے ایسا نہیں لگتا محبّت ایک خوبصورت احساس ہے جسے صرف کوئی کوئی ہی محسوس کر سکتا ہے۔" "تم تو ایسے کہ رہے ہو جیسے تم نے اسے محسوس کیا ہے؟" عروج سر جھٹک کر طنزیہ ہنسی۔ "ہاں کیا ہے محسوس۔" زین کی گھمبیر آواز اس کی دھڑکن بڑھا گئی۔ "اچھا کون ہے وہ بد نصیب؟" عروج نے نخوت سے پوچھا۔ "تم۔" عروج جہاں تھی وہی منجمند ہو گئی۔ "کیا کہا تم نے؟" "ٹی، یو، ایم،

تم۔" زین نے لفظوں کو توڑ کر ادا کیا۔ "کوئی نئی ترقیب ہے بدلہ لینے کی؟" وہ یک دم بپری۔ "پھر سے کوئی نیا کھیل چل رہا ہے؟" عروج اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالی غرائی تھی۔ "نہیں میں سیر یس ہوں۔" زین نے اس کے لہجے کو نظر انداز کرتے کہا۔ "بکواس بند کرو اپنی اور دفع ہو جاؤ یہاں سے۔" عروج یک دم زور سے چلائی۔ "عروج میری بات سنو۔" زین اس کی طرف بڑھا۔ "دور رہو کیا سمجھتے کیا ہو تم خود کو دفع ہو جاؤ یہاں سے ابھی کے ابھی ورنہ میرے ہاتھوں سے قتل ہو جاؤ گے۔" وہ آپے سے باہر ہوتی چلائی۔ زین اس کی بات پر مسکرایا۔ "تم ہنس رہے ہو؟" عروج غصے سے پاگل ہو رہی تھی۔ "آئی لو یو ڈیمڈ۔" وہ محبّت سے چور لہجے میں بولا۔ عروج کا دل دھڑکا تھا۔ "زندگی میں پہلی بار کسی کے بارے میں اتنا سوچ رہا ہوں اس دن جب تم زمین پر گری گہرے سانس لے رہی تھی تب اک پل تمہیں دیکھ میں ڈر گیا تھا اس پل میری سانسیں رکی تھیں زندگی میں پہلی بار میں کسی کو کھونے سے ڈرا تھا۔" زین گھمبیر آواز میں اسے اپنے دل کا حال بتا رہا تھا۔ عروج بنا کچھ بولے کچن سے نکلی۔ زین وہی کھڑا رہا۔ دو منٹ کے بعد وہ واپس آئی۔ عروج نے پیسے ایک جھٹکے سے اس کے منہ پر دے مارے۔ زین نے بے اختیار گردن موڑی تھی۔ "اٹھاؤ اپنے پیسے اور نکلو یہاں سے دوبارہ کبھی اپنی شکل مت دکھانا۔" وہ بولی نہیں تھی پھنکاری تھی۔ زین ضبط سے مٹھیاں بھینچے اسے دیکھ رہا تھا۔ "میں نے کہا نکلو یہاں سے۔" وہ حلق کے بل چلائی۔ زین خاموشی سے اس کے سامنے آکر کھڑا ہوا۔ "میرا تم پر کوئی ادھار نہیں ہے جانتی ہو میں تمہارے گھر میں کھانا کیوں کھاتا تھا؟ تاکہ تمہارے اوپر جو پیسے ہیں وہ ایسے ہی اتر جائے تاکہ تمہیں کوئی مشکل نا ہو یہ پیسے میرے نہیں ہیں تمہارے ہے۔" زین دکھ سے اسے دیکھتا باہر نکل گیا۔ عروج جہاں تھی وہی جم گئی۔ کچن میں پیسے بکھرے پڑے تھے۔ عروج کے ہاتھ ویسے ہی گوشت سے گندے تھے۔ چولہے پر پڑا مسالا جل کر کچن میں سمیل پھیلا رہا تھا۔ اک پل میں اس کا تنفس بگڑا۔ وہ خود کو سنبھالتی کمرے

میں آئی۔ دراز سے انہلر نکال کر کانپتے ہاتھوں سے اسے استمال کیا اور وہی دھیرے دھیرے زمین پر بیٹھ گئی۔ زین غصے سے کار روڈ پر دوڑا رہا تھا۔ آخر تھک ہار کر سٹئرنگ پر سر ٹکا گیا۔ کافی دیر خود کو کمپوز کرنے کے بعد اس نے سر اٹھایا۔ وہ پہلے کی نسبت کافی بہتر لگ رہا تھا۔ "تم صرف میری ہو عروج میں تمہارے دل میں جگہ بنا کر رہونگا وعدہ ہے۔" زین دل ہی دل میں اس سے مخاطب ہوتا پر سکون سا سیٹ سے ٹیک لگا گیا*** "آپ نے عروج کو پرپوز کیا؟" آیت سنتے ہی خوشی سے اچھلی۔ "ہاں اور جانتی ہو اس نے کیا کہا؟" زین افسردہ سا بولا۔ "کیا؟" آیت نے تجسس سے پوچھا۔ "دفع ہو جاؤ یہاں سے اور آئندہ اپنی شکل مت دکھانا۔" زین گہری سانس لیتا کاؤچ سے سر ٹکا گیا۔ آیت کی ساری خوشی جھاگ کی طرح بیٹھ گئی۔ دونوں کے درمیان خاموشی حائل ہو گئی۔ "تو کیا ہوا پہلی کوشش تھی آگے آگے اور کوششیں چلتی رہینگی۔" زین نے اطمینان سے کہا۔ "پر انہوں نے کہا اپنی شکل مت دکھانا؟" آیت دونوں ہاتھوں میں چہرہ گرائے اداس سی بولی۔ "اس نے کہا اور میں مان گیا نیور۔" زین ایک عزم سے بولا۔ "تو پھر کیا کرینگے؟" "پہلے اپنی طرف سے اس کا دل صاف کرنا ہو گا۔" زین نے سوچتے ہوئے کہا۔ "اور وہ کیسے؟" آیت کی اداسی کم نہیں ہوئی۔ "یہ تو مجھے بھی نہیں پتا۔" پھر دونوں کے درمیان خاموشی چھا گئی۔ "عدن آنٹی سے مدد لیں کے وہ عروج کو سمجھائے؟" آیت نے خوشی سے کہا۔ "نہیں مجھے نہیں لگتا۔" زین نے نفی میں سر ہلایا۔ "میں خود کچھ سوچتا ہوں۔" زین آنکھیں موندے ٹیک لگا گیا۔ عروج عشاء کی نماز کے بعد دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے بیٹھی تھی۔ آنکھیں لبالب آنسوؤں سے بھری تھیں۔ ایک لمبی دعا کے بعد وہ اٹھی۔ جائے نماز لپیٹ کر ٹیبل پر رکھی اور بیڈ پر بیٹھ گئی۔ دماغ بلکل ماؤف ہو رہا تھا۔ سوچنے سمجھنے کی سبھی صلاحتیں مفلوج ہوتی محسوس ہو رہی تھیں۔ تھک ہار کر وہ بیڈ پر گری اور آنکھیں موند گئی۔ کچھ دن یونہی گزر گئے۔ عدن کالج میں تھی عروج کمرے میں بیٹھی پڑھ رہی تھی

جب بیل بجی۔ عروج نے اگنور کرتے دوبارہ دھیان دوسری طرف لگایا۔ بیل دوبارہ بجی۔ عروج نے دوبارہ اگنور کیا۔ تیسری بار بجانے والے نے بیل پر ہاتھ ہی رکھ لیا۔ عروج بھی کانوں پر ہاتھ رکھے بیٹھی رہی۔ بیل مسلسل بج رہی تھی۔ آخر وہ غصے سے دندناتی اٹھی۔ دروازہ کھولتے توقع کے عین مطابق زین کھڑا تھا۔ بیک کلر کی میں نہایا وہ عروج کو دیکھتے ہی مسکرا کر ہاتھ ہلانے لگا۔ "کیوں آئے ہو یہاں پر؟" اس نے نظریں پھیرتے ٹھنڈے ٹھار لہجے میں پوچھا۔ "آنٹی سے ملنے آیا ہوں۔" اس کا یوں نگاہے پھیرنا زین کو برا لگا تھا۔ "وہ گھر پر نہیں ہیں جاؤ یہاں سے۔" وہ غصے سے کہتی دروازہ بند کرنے لگی جب زین نے بیچ میں اپنے جوگر حائل کئے۔ "کیا بدتمیزی ہے یہ؟" عروج نے خود پر ضبط کرتے کہا۔ "کل آیت کی برتھڈے ہے اس نے سپیشلی تمہیں اور آنٹی کو انوائٹ کیا ہے یہی کہنے آیا تھا۔" زین نے فدا فدا نظروں سے اسے دیکھتے کہا۔ "میں نہیں آؤنگی۔" اس کی نظروں سے عروج کو الجھن ہو رہی تھی۔ "فیملی گیٹ توگیدر ہے۔" زین نے تحمل سے کہا۔ "میں تمہاری فیملی تو نہیں جو آؤں؟" عروج نے لفظوں پر زور دیتے کہا۔ "اب نہیں ہو بن جاؤ گی۔" اس نے آوارگی بھرے لہجے میں کہا۔ "بکواس بند کرو اور نکلو۔" عروج غرائی۔ "آیت کی سبھی فرینڈز آئینگی اور تم بھی تو اس کی فرینڈ ہو۔" زین نے شرافت سے بات بدلی۔ "میں نے کہا نا میں نہیں آؤنگی۔" عروج نے کھٹاک دروازہ بند کیا۔ اور دندناتی ہوئی صوفے پر آبیٹھی۔ ابھی چند ہی پل گزرے تھے جب دروازہ دوبارہ بجا۔ عروج نے آگ کا سمندر بنے دروازہ کھولا۔ وہ کچھ کہنے کے لئے منہ کھولنے کی لگی تھی جب زین نے اس کے چہرے کے آگے موبائل کیا۔ "اسلام و علیکم۔" اس کے الفاظ وہی اٹکے۔ آیت نے اسے دیکھتے ہی سلام کیا۔ "وا علیکم اسلام۔" عروج نے خود کو کمپوز کرتے جواب دیا۔ "آپ مجھے فرینڈ کہتی ہیں اور میرے برتھڈے پر نہیں آئینگی؟" آیت نے خفگی سے کہا۔ "نہیں دراصل میں بزی تھی اسی لئے بس۔" عروج زبردستی مسکرائی۔ زین دیوار

سے ٹیک لگائے بڑے اطمینان کے ساتھ اسے دیکھ رہا تھا۔"میرے لئے آپ تھوڑا سا وقت نہیں نکال سکتی میں آپ کا انتظار کرونگی آپ نہیں آئی تو میں کیک کٹ نہیں کرونگی۔" آیت خفگی سے کہتی کال کاٹ گئی۔وہ آیت آیت کرتی رہ گئی۔اس نے خونخوار نظروں سے زین کو گھورا۔"میں نے کہا نا میں نہیں آؤنگی۔" وہ غراتی ہوئی کہتی دروازہ بند کر گئی۔زین مسکراتا ہوا چابی گھمائے لفٹ کی طرف چل دیا*** عروج کھانا کھانے کے لئے بیٹھی تو عدن نے کہا۔"طیّبہ کی کال آئی تھی آیت کی برتھڈے ہے ہمیں انوائٹ کیا ہے اور اس نے بتایا زین انویٹیشن دینے آیا تھا پر تم نے آنے سے انکار کر دیا؟" "جی آنٹی آپ کو پتا ہے نا ایگزیم کی تیاری کر رہی ہوں اور شام میں ہوٹل بھی جانا ہوتا ہے میرے پاس شاید وقت نا ہو آپ چلی جایئے گا۔" عروج نے بہانہ بناتے کہا۔"پر عروج ہم دونوں کو انوائٹ کیا ہے ایک دن کام پر نا جانے سے کون سا حرج ہو گا؟" "آنٹی پورا فوکس ہٹ جائیگا ایگزیم سے۔" عروج نے بے بسی سے کہا۔"ٹھیک ہے اگر تم نہیں جاؤ گی تو میں اکیلے وہاں جا کر کیا کرونگی؟" عدن کہتی خاموشی سے کھانا کھانے لگی۔"آنٹی ناراض نا ہو۔" عروج نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھا۔"ناراض نہیں ہوں بس یہ کہہ رہی ہوں اگر تم نہیں جاؤ گی تو میں وہاں اکیلی کیا کرونگی تم کھانا کھاؤ پھر طیّبہ سے ایکسکیوز کر لینگے۔"طیّبہ نے پیار سے کہا۔عروج چند لمحے سوچنے کی بعد بولی۔"ٹھیک ہے آنٹی ایک دن کی چھٹی لے لونگی۔" عروج نے مسنوعی مسکراہٹ لبوں پر سجائی۔اگلی صبح وہ عدن کے ساتھ مارکیٹ گئی۔آیت کے لئے گفٹ کے ساتھ اس نے اپنے پہننے کے لئے ڈریس بھی لے لی۔عروج مرر کے آگے کھڑی جھمکا پہن رہی تھی۔لال رنگ کے جوڑے پر ہلکا سا میک اپ کئے وہ کافی پیاری لگ رہی تھی۔بالوں کو ایک طرف گرائے دوپٹے کو اچھے سے سیٹ کئے وہ باہر آئی۔"ماشاءاللہ بہت پیاری لگ رہی ہو نظر نا لگ جائے۔" عدن نے دونوں ہاتھوں سے اس کی بلائیں لی۔عروج جھینپ کر مسکرا دی۔"چلو نیچے گاڑی ہمارا انتظار کر رہی ہے۔" عدن نے ڈوپٹے کو

اچھی طرح پھیلاتے کہا۔"گاڑی کونسی گاڑی؟" عروج نے اپنا کلچ اٹھاتے ناسمجھی سے پوچھا۔"طیّبہ نے بھجوائی ہے۔" "اچھا۔" دونوں فلیٹ کولاک کرتی لفٹ تک آئی لفٹ بند تھی۔"ارے اب سیڑیوں سے جانا پڑیگا۔" عدن نے پریشانی سے کہا۔"اسے کیا ہوا ہے؟" عروج بھی پریشان ہوئی۔"پتا نہیں پچھلے کچھ دنوں سے سہی سے کام نہیں کر رہی۔" عدن اسے بتاتی سیڑیوں کی طرف چل دی عروج بھی ساتھ ہی تھی۔گھر کے باہر کار رکنے پر عروج اپنا دوپٹا سنبھالتی باہر نکلی۔ایک نظر گھر کو دیکھ کر اس نے گہری سانس لی۔اس کا بلکل من نہیں تھا زین سے سامنا کرنے کا۔ عدن کے ہمارا وہ بجھے دل کے ساتھ گھر میں داخل ہوئی۔اندر زیادہ مہمان نہیں تھے۔گھر کے فردوں کے علاوہ آیت کی کچھ فرینڈز تھیں۔طیّبہ انہیں دیکھ ان کی طرف آئی۔تینوں ایک دوسرے کے ساتھ بہت گرم جوشی سے ملی۔آیت ایک طرف کھڑی اپنی فرینڈز سے باتیں کررہی تھی طیّبہ انہیں لئے وہی آگئی۔"مجھے پتا تھا آپ ضرور آئینگی۔" آیت خوشی سے اس کے گلے لگی۔"آنا تو تھا تم نے دھمکی جو دی تھی۔"عروج مسکرا کر بولی۔اس کی مسکراہٹ تب تھمی جب لیزا پر اس کی نظر پڑی۔عروج کا حلق تک کڑوا ہو گیا۔اسے لیزا زہر لگتی تھی۔لیزا کو دیکھ اسے بے اختیار لیلیٰ کی یاد آئی تھی۔لیزا ابھی اسے ہی گھور رہی تھی۔"بہت پیاری لگ رہی ہیں۔" آیت نے اسے سر تا پیر دیکھتے چہک کر کہا۔"تم سے زیادہ نہیں۔" عروج نے اس کے گال کھینچے۔آیت پنک فراک میں بہت پیاری لگ رہی تھی۔"آئیں آپ کو اپنی فرینڈز سے ملواتی ہوں۔" آیت نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنی سبھی دوستوں سے اس کا تعرف کروایا۔عدن طیّبہ کے ساتھ باتوں میں مصروف تھی۔آیت اپنی فرینڈز کے ساتھ کھڑی باتوں میں مگن تھی۔عروج ان سے ایکسکیوز کرتی ایک طرف آگئی۔وہ ایک طرف کھڑی یونہی آس پاس دیکھ رہی تھی جب اس کی نظر ایک جگہ ٹکی۔زین اپنی پوری وجاہت لئے اس کی طرف آرہا تھا۔بلیک کلر کا تھری پیس پہنے وہ نظر لگ جانے کی

حد تک پیارالگ رہاتھا۔ عروج چند لمحے اسے دیکھتی رہی پھر لاحولہ ولا قوت پڑتی نظریں پھیر گئی۔ زین دلکش مسکراہٹ لئے اس تک پہنچا۔ چند لمحے وہ بھی عروج کو نظروں کے حصار میں لئے کھڑارہا۔ "بہت پیاری لگ رہی ہو۔" زین نے محبت سے چور لہجے میں کہا۔ "مگر تم بلکل پیارے نہیں لگ رہے۔" عروج نے ناک چڑا کر کہا۔ "تم نے تو کہا تھا تم نہیں آؤ گی اگر مجھے پتا ہوتا تم آؤ گی تو میں اچھے سے تیار ہو جاتا تاکہ تمہیں پیارالگتا۔" زین فدا فدا نظروں سے اسے دیکھتا بولا۔ "میں یہاں تمہارے لئے نہیں آئی ہوں آیت کے لئے آئی ہوں۔" عروج نے سرد مہری سے کہا۔ "بھائی عروج آجائیں کیک کاٹنا ہے۔" دونوں کے کانوں سے آیت کی آواز ٹکرائی۔ زین پیچھے ہوتا ایک ہاتھ کمر پر رکھے دوسرے کو اس کے آگے پھیلائے جھکا۔ عروج خاموشی سے آگے بڑھ گئی۔ تالیوں کی گونج میں آیت نے کیک کاٹا۔ آیت نے پہلے کیک طیّبہ کو کھلایا عباسی صاحب کو کیک کھلانے کر بعد اس نے زین کا منہ میٹھا کیا اور وہی جھوٹھا کیک عروج کے منہ میں ڈال دیا۔ زین گہرا مسکرایا۔ عروج نے خونخوار نظر اس پر ڈالی۔ عروج نے آیت کو گفٹ باکس دیا۔ کیک کاٹنے کے بعد سب کھانا کھانے لگے۔ عروج کو بلکل بھوک نہیں تھی اسی لئے وہ سب سے ہٹ کر گھر کی بیک سائیڈ پر آکر بیٹھ گئی۔ "تو تم یہاں بیٹھی ہو؟" ابھی اسے آئے چند لمحے ہی ہوئے تھے جب اسے اپنے پیچھے سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ عروج نے گردن موڑ کر پیچھے دیکھا جہاں لیزا سینے پر بازو باندھے اسے ہی گھور رہی تھی۔ "کیوں میرے یہاں بیٹھنے پر کوئی پروبلم ہے؟" عروج چیئر سے اٹھ کر اس کے مقابل آئی۔ "مجھے کیا پروبلم ہو گی؟" لیزا نے نخوت سے کہا۔ "تو تمہارا یہاں آنے کا مقصد؟" عروج نے مشکوک نظروں سے اسے گھورا۔ "میری مرضی میں جہاں بھی جاؤں پر تمہیں یوں دوسروں کے گھر میں گھومنا نہیں چاہیے اگر کل کرا کو کچھ چوری ہو گیا تو الزام بچارے سرونٹس پر جائیگا۔" "مائنڈ یور لینگوج میں کوئی چور نہیں ہوں۔" عروج دبے دبے غصے سے چلائی۔ "دوسروں کی

چیزوں پر نظر رکھنے والا چور نہیں تو کیا ہوتا ہے؟" لیزا نے طنزیہ کہا۔ "کیا مطلب دوسروں کی چیزوں پر؟" عروج نے آنکھیں سیکڑ کر اسے دیکھا۔ "مطلب زین عباسی وہ میرا ہے دور رہو اس سے تمہیں کیا لگتا ہے یوں اس کے آگے پیچھے گھومنے سے تم اسے مجھ سے چھین لو گی؟" لیزا نے زہر خنڈ لہجے میں کہا۔ "وہاٹ؟" عروج کو دھچکا لگا لیکن پھر اس کے دماغ میں ایک شرارت آئی۔ "میں اس کے آگے پیچھے نہیں وہ میرے آگے پیچھے گھومتا ہے اور اس نے تو مجھے پرپوز بھی کیا ہے۔" عروج ایک ادا سے بولی۔ "وہاٹ؟" اس بار لیزا کو دھچکا لگا۔ "یس لیزا ڈیئر زین عباسی نے مجھے پرپوز کیا ہے۔" "تم جھوٹ بول رہی ہو زین تم جیسی لڑکی سے آئی کانٹ بلیو تم جیسی دو ٹکے کی لڑکی کو وہ پرپوز کریگا؟" لیزا استہزاہیہ ہنسی۔ "کیا مطلب دو ٹکے کی لڑکی تم سے تو اچھی ہوں کم از کم کردار تو اچھا ہے تمہاری طرح دو دو بوائے فرینڈ لیکریوں آدھے آدھے کپڑے پہن کر تیسرے کو نہیں پھنساتی۔" عروج بپر کر بولی۔ "شٹ اپ یو بچ۔" لیزا کا تھپڑ اس کے چہرے پر اپنی چھاپ چھوڑ چکا تھا۔ وقت ایک بار پھر سال پیچھے چلا گیا تھا جب وہ بے یقین سی زمین پر گری پڑی تھی۔ اس بار وہ زمین بوس نہیں ہوئی تھی۔ وہی منہ پر ہاتھ رکھے منجمند ہو گئی تھی۔ سارے زخم اک پل میں تازہ ہوئے تھے۔ اسے لگا کچھ بہ رہا ہے۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر چھوا مگر سوائے وہم کے اور کچھ نہیں تھا۔ اک ہوک اٹھی تھی اس کے دل میں۔ سانس تھما تھا اس کا۔ ہاتھ میں پکڑا کلچ زمین پر گرا تھا۔ آنکھیں ڈبڈبائی تھیں۔ ہونٹ لرزے تھے۔ پیچھے سے آتا زین سارا منظر دیکھ چکا تھا جو عروج کو ڈھونڈھنے ہی وہاں آیا تھا۔ چند لمحوں کے لئے وہ بھی جہاں تھا وہی جم گیا۔ "لیزا۔" زین ہوش میں آتا دھاڑا۔ "ہاؤ ڈیر یو ٹچ ہر؟" زین نے بازو سے پکڑ کر اسے جھنجھوڑا۔ لیزا ایک دم سہم گئی۔ "ہمت کیسے ہوئی عروج کو ہاتھ لگانے کی؟" زین کی گرفت اس کے بازو پر سخت ہوئی۔ اس پہلے وہ لیزا کے ساتھ کچھ کرتا عروج کا تنفس بگڑا اور وہ گھٹنوں لے بل زمین پر گری۔ "بابا۔" اک چینخ نکلی تھی اس کے منہ

سے۔زین لیزا کو چھوڑ اس کی طرف بڑھا۔"بابا۔" وہ گہرے گہرے سانس لیتی ایک ہی لفظ دوہرا رہی تھی۔زین نے پھرتی سے اس کے کلچ سے انہلر نکالا۔انہلر استمال کرتے ہی وہ زین کی باہوں باہوں میں جھول گئی۔اس کی حالت دیکھ لیزا فورن وہاں سے نکلی تھی۔"عروج۔" زین بوکھلایا سا اس کا چہرہ تھپتھپانے لگا۔"امی،ڈیڈ، آیت۔" زین اس کا چہرہ تھپتھپاتے سب کو آوازیں دے رہا تھا۔شور پر سبھی دوڑتے ہوئے گھر کی پچھلی طرف آئے۔"کیا ہوا ہے اسے؟" سب کی ملی جھلی آواز آئی۔"ڈاکٹر کو بلاؤ کوئی جلدی۔" زین چلایا۔عباسی صاحب نے فورن ڈاکٹر کو کال ملائی۔زین اسے اٹھائے لاؤنج میں آیا۔اسے کاوچ پر لیٹا کر خود اس کے سرہانے بیٹھ گیا۔عدن اس کے ہاتھ سہلا رہی تھی۔سب پریشان سے ان کے گرد جمع تھے۔دس منٹ میں ڈاکٹر وہاں پہنچا۔"کیا ہوا ہے ڈاکٹر؟" کافی دیر کی خاموشی کے بعد زین نے بے کراری سے پوچھا۔"پینک اٹیک کی وجہ سے بے ہوش ہوئی ہیں آئی تھنک کسی چیز کا سٹریس ہے وہ تو شکر ہے کے ابھی ٹھیک ہے ورنہ دل میں اٹھتے درد کی وجہ سے ہارٹ اٹیک بھی ہو سکتا تھا بٹ ناؤ شی از فائن انجیکشن دے دیا ہے صبح تک ہوش میں آجائینگی۔" ڈاکٹر ایک ہی سانس میں بات ختم کرتا کھڑا ہوا۔ڈاکٹر کی پہلی بات پر جہاں سب کی سانس رکی تھی وہی آخری بات پر سب نے سکون کا سانس لیا۔ڈاکٹر عباسی صاحب کے ہمراہ باہر نکلے۔"کیا ہوا تھا زین جو اس کی یہ حالت ہوئی؟" طیّبہ نے فکرمندی سے پوچھا۔زین نے جو دیکھا وہ بتا دیا۔"پر ایسا کیا ہوا جو لیزا نے ہاتھ اٹھایا؟" طیّبہ نے حیرت سے پوچھا۔"پتا نہیں امی پر آج کے بعد میں اس لڑکی کو اپنے گھر میں نا دیکھوں آیت تم بھی دور رہو اس سے۔" زین نے انگلی اٹھائے سب کو تنبیہہ کیا۔"آنٹی کس چیز کا سٹریس ہے عروج کو؟" زین نے سنجیدگی سے پوچھا۔طیّبہ اور آیت حیران سی اسے دیکھ رہی تھی اس کا یہ روپ ان کے لئے نیا تھا۔"مجھے نہیں پتا بیٹا ہر وقت تو ہنستی مسکراتی رہتی ہے۔" عدن نے نظریں چرائے کہتے بے چینی سے پہلو بدلہ۔"مجھے لگتا ہے بچی کو کسی کی

نظر لگ گئی ہے جو ایسی حالت ہوئی۔" طیّبہ نے اپنی سوچ کے پیشِ نظر کہا۔ زین نے ان کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا وہ عدن کو دیکھ رہا تھا جو متزبزب سی بیٹھی تھی۔ طیّبہ اور عباسی صاحب نے سبھی سے کھانے کے بعد معذرت کرتے انہیں گھروں کو لوٹا دیا۔ "زین بیٹا جاؤ چینج کر لو میں اور عدن ہیں یہاں۔" طیّبہ نے واپس آکر اسے وہی بیٹھے پایا تو پیار سے کہا۔ "نہیں امی ٹھیک ہوں میں آپ لوگ جائیں ریسٹ کریں۔" زین نے گہری سنجیدگی سے کہا۔ عباسی صاحب کچھ کہنے لگے سب طیّبہ نے ان کا ہاتھ تھام کر نفی میں سر ہلایا۔ دونوں خاموشی سے اپنے کمرے میں چلے گئے۔ عدن اور زین ساری رات اس کے پاس ہی رہے تھے *** عروج بھاری سر کے ساتھ بمشکل اٹھی۔ زین پاس ہی صوفے پر ٹیک لگائے سویا ہوا تھا۔ عروج نے حیرت سے اسے دیکھا۔ کچھ پل تو یاد ہی نہیں آیا کیا ہوا تھا۔ دماغ پر زور دینے سے اسے کل رات کی ساری بات یاد آئی۔ وہ گہرا سانس لیتی کاؤچ سے ٹیک لگا گئی۔ اس کی آنکھیں لمحہ لمحہ بھیگنے لگی۔ زین کسمسا کر آنکھ کھول کر دوبارہ موندنے لگا جب عروج پر نظر پڑی۔ "تم ٹھیک ہو؟" وہ یک دم سیدھا ہو تا فکرمند سا بولا۔ عروج نے جلدی سے اپنے آنسو صاف کئے۔ "میں یہاں کیسے؟" اس نے رندی ہوئی آواز میں پوچھا۔ "تم بے ہوش ہوگئی تھی۔" زین نے دھیمی آواز میں کہا۔ "تم مجھے یہاں لائے تھے؟" عروج نے آنکھیں پھاڑے پوچھا۔ "ہاں۔" "کیسے؟" "اپنے ان ہاتھوں میں اٹھا کر۔" زین نے شرمانے کی ایکٹنگ کرتے کہا۔ "گھٹیا انسان۔" عروج غصے سے پھنکاری۔ "ایک تو تم جیسی موٹی بھینس کو اٹھا کر لایا اوپر سے بجائے تھنکس کہنے کر تم غصہ دکھا رہی ہو؟ پتا ہے رات سے بازو درد کر رہے ہیں۔" زین نے دہائی دی۔ "موٹے تم ہوگے میں نہیں اور میں نے نہیں کہا تھا مجھے اٹھا کر لاؤ بے شرم۔" عروج نے خونخوار نظروں سے اسے گھورتے کہا۔ "سہی کہا تمہیں اٹھانے کے لئے مجھے بلڈوزر لانا چاہیے تھا۔" زین نے ٹھوڑی تلے ہاتھ ٹکائے پر سوچ انداز میں کہا۔ "تم۔" عروج نے کچھ کہنے کے لئے منہ کھولا ہی تھا جب

طیّبہ کی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی۔ "ارے اٹھ گئی اب کسی طبیعت ہے تمہاری؟" عدن اور طیّبہ ایک ساتھ لاؤنج میں داخل ہوئی۔ "ٹھیک ہوں آنٹی۔" عروج نے مسکرا کر کہا۔ دونوں عروج کے دائیں بائیں بیٹھ گئی۔ "اب کیسا محسوس کر رہی ہو؟" عدن نے اس کی پیشانی چھوتے پوچھا۔ "تھوڑا سا سر بھاری محسوس ہو رہا ہے باقی سب ٹھیک ہے۔" عروج نے نقاہت سے کہا۔ "ٹھیک ہو جاؤ گی انشااللہ۔" عدن نے پیار سے اس کی پیشانی چومی۔ "گڈ مارننگ کیسی ہیں آپ؟" آیت بھی وہی آ گئی۔ "ٹھیک ہوں سوری آیت میری وجہ سے تمہاری برتھڈے خراب ہوئی۔" عروج نے سر جھکائے شرمندگی سے کہا۔ "ارے سوری مت بولیں کیک تو کٹ ہو گیا تھا اور ویسے بھی آپ سے زیادہ ضروری نہیں تھی برتھڈے۔" آیت نے اس کی شرمندگی دیکھتے چہک کر کہا۔ "جاؤ بیٹا تم جا کر فریش ہو جاؤ ساری رات کے یہی ہو۔" زین جو اپنی جمائی روکنے میں مصروف تھا طیّبہ کی بات پر سر ہلاتا وہاں سے چلا گیا۔ عروج طیّبہ کی بات پر حیران سی اسے سیڑیاں چڑھتا دیکھ رہی تھی۔ "چلو تم بھی فریش ہو جاؤ پھر کھانا کھاتے ہیں۔" عروج آیت کے ہمراہ کمرے میں آئی۔ "اب کیسی طبعیت ہے تمہاری؟" عباسی صاحب کی بات پر عروج کا منہ کو جاتا کپ رکا۔ "ٹھیک ہوں انکل۔" عروج نے مسکرا کر مگر دھیمی آواز میں کہا۔ "ڈاکٹر کہہ رہا تھا سٹریس ہے کس چیز کا سٹریس؟" عباسی صاحب کی بات پر عروج گڑبڑا گئی۔ زین کھانا چھوڑ اسے دیکھنے لگا۔ "بس ایگزیم کی ٹینشن ہے اور کچھ نہیں۔" عروج کپ واپس رکھتی زبردستی مسکرائی۔ "اتنی بھی کیا ٹینشن لینی اپنی صحت کا خیال رکھو۔" طیّبہ نے خفگی سے کہا۔ "جی۔" عروج نے سادہ سا جواب دیا۔ عروج کے گھر جانے کی بات پر طیّبہ ناراض ہوئی۔ "ابھی طبیت ٹھیک نہیں ہے تمہاری؟" "آنٹی مجھے تیاری کرنی ہے۔" عروج نے بے چاری سی شکل بنائے کہا۔ "طبیعت ٹھیک نہیں ہے تمہاری اور تم ایگزیم کی بات کر رہی ہو؟" طیّبہ ہنوز ناراضگی سے بولی۔ "اگر ایگزیم نہیں دیا تو ساری محنت خراب ہو جائیگی میری

ماما کا ڈریم تھا کے میں ڈاکٹر بنوں میں اس کا یہ خواب نہیں توڑ سکتی پلیز سمجھے۔" اس نے التجا کی۔"ٹھیک ہے جاؤ مگر اپنا بہت سا خیال رکھنا۔" عروج نے سر ہلا دیا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ عدن کے ہمراہ گھر واپس آ گئی۔ دو دن عدن نے اسے مکمل بیڈ ریسٹ دی۔ بیڈ پر ہی اس نے اپنی تیاری مکمل کی۔ کل اسے اگیزیم دینے جانا تھا*** بیگ اٹھائے وہ کمرے سے باہر نکلی۔"اللہ تمہیں کامیاب کرے۔" عدن نے اسے ڈھیروں دعائیں دیں۔ وہ خدا حافظ کہتی باہر نکلی۔ کالج پہنچ کر وہ نروس سی بینچ پر بیٹھی پاؤں ہلا رہی تھی۔ آس پاس ڈھیروں سٹوڈنٹس کا رش تھا۔"نروس؟" ساتھ بیٹھی لڑکی نے اس کی بے چینی نوٹ کرتے پوچھا۔"تھوڑی سی۔" عروج کافی دیر سے اس لڑکی کو نوٹ کر رہی تھی جو ٹانگ پر ٹانگ رکھے ہر چیز سے بے نیاز ببل چبا رہی تھی۔"اسی۔" لڑکی نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا۔"اسی؟" عروج نے اس کا ہاتھ تھامتے تھوڑا حیران ہوتے کہا۔"ہاں اسی شارٹ میں۔" "اور فل میں؟" عروج نے ہاتھ واپس گود میں رکھا۔"فل نیم عاصمہ۔" اس نے لاپرواہی سے کہا۔"مائی نیم از عروج۔" "عروج تھوڑا مشکل نام ہے اگر اسے شارٹ میں کرے تو روح، ہاں یہ ٹھیک ہے میں تمہیں روح کہہ کر بلاتی ہوں۔" اسی نے بے تکلفی سے کہا۔ عروج حیران اس کا منہ تکتی رہ گئی۔"تم نروس نہیں ہو؟" "نہیں فورتھ ٹائم کون نروس ہوتا ہے؟"اسی ہنسی۔"تھری ٹائم فیل؟" عروج اس کا کانفیڈینس دیکھ حیران ہوئی۔"سکالرشپ پر آئی ہو یہاں؟" عروج نے مزید پوچھا۔"یہاں یہ جتنے لوگ بیٹھے ہیں یہ سب سکالرسپ کے لئے ہی یہاں ہیں۔" اسی نے گویا اس کے سر پر بم پھوڑا۔ عروج نے بے یقینی سے ادھر ادھر نظریں دوڑائی جہاں ڈھیروں لوگ تھے۔"لیکن فکر مت کرو یہ سب ایک ہی کالج کے نہیں ہیں یہاں الگ الگ کالج کی سکالرسپ ملے گی ایک کالج سے کم از کم دو لوگوں کو سکالرسپ مل ہی جائیگی۔" اسی نے اس کی حیرانی دیکھتے ساری تفصیل بتائی عروج نے بے اختیار گہرا سانس لیا۔"تمہارا کتنی بار ہے اگیزیم؟" اسی نے ببل کا پٹاخا بجاتے پوچھا۔

"فرسٹ ٹائم۔" "اوہ تو کیا لگتا ہے سو سوال کے جواب دے دو گی؟" "انشااللہ۔" عروج نے عزم سے کہا۔ "واہ تم تو مسلم ہو۔" اسی نے خوشی سے کہا۔ عروج اس کی حرکتیں دیکھ مسکرائی۔ "تم اتنی دفع فیل ہوئی ہو اس بار کیا لگتا ہے؟" عروج نے تجسس سے پوچھا۔ "دیکھتے ہیں تیاری تو ہر بار ہی اچھی ہوتی ہے پر قسمت ہی ساتھ نہیں دیتی۔" اسی نے انگوٹھے سے ماتھے پر لکیر کھینچی۔ "میں دعا کرونگی تم پاس ہو جاؤ۔" عروج نے دل سے کہا۔ اسی مسکرائی۔ اسی اور عروج کو ایک ہی روم میں بٹھایا گیا تھا۔ عروج نے بسمہ اللہ پڑھ کر سوال پر کرنے شروع کر دیے *** آیت کمرے میں بیٹھی گفٹ ان پیک کر رہی تھی۔ عروج نے اسے ایک خوبصورت سی پنک کلر کی واچ گفٹ کی تھی۔ آیت ستائش بھری نظروں سے گھڑی کو دیکھ رہی تھی جسے خریدنے میں عروج نے اپنی پوری سیلری لگائی تھی۔ آیت گھڑی دیکھنے میں مگن تھی جب زین کمرے میں آیا۔ اس نے جلدی سے گھڑی چھپائی۔ "بھائی میں پہلے ہی آپ کو لاکٹ دے چکی ہوں اب یہ گھڑی نہیں دونگی اور ویسے بھی یہ گرلز واچ ہے آپ اس کا کیا کرینگے؟" آیت روہانسی ہوتی نون اسٹاپ بولی۔ زین خاموشی سے اس کے سامنے بیڈ پر بیٹھ گیا۔ "نہیں بھائی میں آپ کو نہیں دونگی۔" آیت گھڑی گلے سے لگائے روہانسی ہوئی۔ "شٹ اپ آیت میں یہاں تم سے گھڑی لینے نہیں آیا بلکہ کسی اور ہی میٹر پر بات کرنے آیا ہوں۔" زین نے جھنجھلا کر کہا۔ آیت نے سکون کا سانس لیا اور گھڑی واپس باہر نکالی۔ زین نے ایک نظر گھڑی کو دیکھا۔ "دکھاؤ مجھے۔" اس نے ہاتھ آگے بڑھایا۔ آیت نے ڈرتے نفی میں سر ہلایا۔ "آیت دو کھا نہیں جاؤنگا۔" زین مزید جھنجھلایا۔ آیت نے منہ بسور کر گھڑی اس کے ہاتھ پر رکھی۔ "یہ عروج نے دی ہے؟" "ہاں۔" آیت کو یہی ڈر تھا کہیں زین یہ گھڑی بھی نا لے لے۔ "یہ تو بہت ایکسپینسو ہے؟" زین نے گھڑی کو الٹا پلٹا کر کے دیکھا۔ "عروج نے کہا تھا گفٹ کی قیمت نہیں دیکھتے بلکہ اسے دینے والے کی نیت اور پیار دیکھتے ہیں اچھا آپ بتائیں کوئی کام تھا آپ کو؟"

آیت نے اس کا دھیان بھٹکاتے گھڑی اس کے ساتھ سے چھینی۔ زین نے اس کی حرکت پر اسے ایک گھوری سے نوازا اور تھکے تھکے انداز میں بیڈ پر لیٹ گیا۔ "میں چاہتا ہوں تم اور امی عروج کے لئے میرا پرپوزل لے کر جاؤ۔" زین نے ہاتھوں سے کنپٹی دباتے کہا۔ "کیا؟" آیت اچھلی۔ "بھائی وہ آپ کو پہلے ہی منع کر چکی ہے اور آپ ڈائریکٹ اس کے گھر رشتہ بھیجنے کی بات کر رہے ہیں؟" آیت نے حیرت میں ڈوبے کہا۔ "تم ان باتوں کو چھوڑو اور جو میں نے کہا ہی وہ کرو عروج کے لئے پرپوزل لیکر جاؤ اور آج ہی۔" زین نے اس کے سر پر بم پھوڑا۔ "کیا بھائی بھنگ ونگ تو نہیں پی آپ نے کیسی باتیں کر رہے ہیں ابھی تو امی کو بھی کچھ نہیں پتا اور آپ سیدھا پرپوزل لے جانے کی بات کر کر رہے ہیں وہ بھی آج؟" آیت ایک ہی سانس میں نون اسٹاپ بولی۔ "اسی لئے تو آیا ہوں تمہارے پاس بتاؤ انہیں سب اور آج ہی جاؤ۔" زین تحکمانا انداز میں کہتا اٹھا۔ "بھائی۔" "آیت کوئی بحث نہیں جاؤ امی سے بات کرو فورن۔" زین حکم صادر کرتا کمرے سے نکل گیا۔ آیت ہمت کرتی اٹھی اور طیّبہ کے کمرے کی طرف چل دی۔ "کیا زین عروج کو پسند کرتا ہے؟" طیّبہ نے خوشگوار حیرت سے کہا۔ "امی پسند نہیں پیار کرتا ہے اور پرپوزل لیکر جانے کا کہا ہے آج ہی۔" "پر اتنی بھی کیا جلدی ہے؟" طیّبہ حیران ہوئی۔ "پتا نہیں آپ اٹھے تیار ہو جائے پھر چلیں۔" آیت ایکسائیڈ سی بولی۔ "آیت پاگل ہو تمہارے ڈیڈ کو بنا بتائیں کیسے جائیں؟" طیّبہ نے اسے جھڑکا۔ "ڈیڈ کو بعد میں بتا دینگے ابھی کونسا بات پکی ہوئی ہے کیا پتا عروج ہاں بھی کرتی ہیں یا نہیں۔" "آیت پر اتنی جلد؟" "امی جو ہو گا دیکھا بعد میں دیکھ لینگے ابھی اٹھے تیار ہو۔" آیت نے اسے ٹوکتے بیڈ سے اٹھایا۔ طیّبہ کو چینجنگ روم میں دھکیل کر آیت خود بھی تیار ہونے چلی گئی *** عروج ایگزیم دے کر ریلیکس سی ہوتی کالج سے نکلی۔ اسے یقین تھا وہ سکالرسپ حاصل کر لے گی۔ وہ اپنی ہی رو میں چلتی جا رہی تھی جب پیچھے سے اسی دوڑ کر آئی۔ عروج نے رک کر اسے دیکھا۔ "کیسا رہا تمہارا ایگزیم؟" اسی نے

گھٹنوں پر ہاتھ رکھے پھولی سانسوں کے درمیان پوچھا۔ "بہت اچھا تھا اور تمہارا؟" عروج کی بات پر اسی نے جھکے ہی انگوٹھے سے ہی گڈ کہا۔ " آگے نصیب پر ہے۔" اسی سیدھی ہوتی بولی۔ " بلکل۔" عروج سر ہلا کر چلنے لگی اسی بھی ساتھ ہی تھی۔ "کہاں رہتی ہو؟" اسی نے سوال کیا۔ "چار مینار کے پاس اور تم؟" عروج نے جواب دے کر سوال کیا۔ "میں ممبئی۔" "اتنی دور سے یہاں آئی صرف ایگزیم دینے کے لئے؟" عروج نے حیرت سے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔ "نہیں یہاں میری ایک ماسی رہتی ہے بولے تو آنٹی یا خالہ۔" عروج کو اس کی بات پر بے اختیار ہنسی آئی۔ "ہنس کیوں رہی ہو؟" اسی نے منہ بسور کر پوچھا۔ "وہ تم تھوڑا تھوڑا لڑکوں کی طرح بولی نا اسی لئے۔" عروج نے سنجیدہ ہوتے کہا۔ "اوکے اب میں چلتی ہوں۔" عروج روڈ پر پہنچ کر رکی۔ "اگر قسمت رہی تو پھر ملے گیں۔" اسی نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا جسے عروج نے خوشدلی سے تھاما۔ وہ آٹو میں بیٹھ کر روانہ ہو گئ *** عروج دروازہ کھولتی اندر داخل ہوئی جب طیّبہ اور آیت کو دیکھ ٹھٹھکی پھر مسکرا کر سلام کرتی آگے بڑھی۔ طیّبہ سلام کا جواب دیتی گرم جوشی سے گلے ملی۔ "کیسی ہیں آپ؟" آیت نے اس کے گلے لگے پوچھا۔ "میں ٹھیک ہوں تم کیسی ہو؟" "میں بہت اچھی۔" آیت خوشی سے کہتی اس سے دور ہوئی۔ "آؤ یہاں بیٹھو میرے پاس۔" طیّبہ نے اسے پیار سے ساتھ لگائے صوفے پر بیٹھایا۔ عروج مسکراتی صوفے پر بیٹھی جب اس کی نظر ٹیبل پر پڑی مٹھائی اور گفٹس پر گئی۔ عروج نے نظروں کا زاوئیہ موڑ کر عدن کو دیکھا جس کے چہرے پر خوشی اور حیرانی کے ملے جلے تاسرات تھے۔ اسے کچھ عجیب لگا۔ "کیسا رہا ایگزیم؟" طیّبہ نے پیار سے پوچھا۔ "جی بہت اچھا تھا۔" عروج نے دھیمی آواز میں کہا۔ "انشااللہ ضرور پاس ہو جاؤ گی۔" طیّبہ پہلے بھی اس سے پیار سے ہی بات کرتی تھی پر آج عروج کو کچھ عجیب لگ رہا تھا۔ "میں چینج کر لوں۔" عروج تھوڑا کسمسائی۔ "ہاں ہاں جاؤ کر لو۔" طیّبہ نے اس کا ہاتھ چھوڑا عروج تیزی سے کمرے میں

گئی۔ چینج کر کے آئی تو طیّبہ اور آیت جانے کے لئے تیار کھڑی تھیں۔ "اتنی جلدی جارہے ہیں آپ؟" عروج نے پاس آتے کہا۔ "اب تو شاید آنا جانا لگا رہے۔" طیّبہ کے انداز پر عروج الجھی۔ "پھر ملتے ہیں اور گفٹ بہت اچھا تھا۔" آیت نے اس کے نزدیک آتے سرگوشی کی۔ عروج نے مسکرا کر انہیں الوداع کیا۔ "عروج مجھے کچھ بات کرنی ہے۔" وہ دروازہ بند کرتی مڑی جب عدن کی بے چین آواز پر چونکی۔ "جی آنٹی سب خیریت؟" "آؤ یہاں بیٹھو۔" عدن نے اسے اپنے نزدیک صوفے پر بیٹھایا۔ عروج تفکر سے اس کا چہرہ دیکھنے لگی۔ "زین نے پرپوزل بھیجا ہے تمہارے لئے۔" "کیا؟" عدن کی بات پر وہ اچھلی۔ "ہاں طیّبہ نے بتایا وہ تمہیں پسند کرتا ہے اور اسی کے کہنے پر وہ یہاں آئی تھی۔" "پر آنٹی ایسے کیسے؟" عروج خود کو سنبھالتی بولی۔ "عروج کوئی بھی زبردستی نہیں ہے اس نے مجھے تم سے پوچھنے کا کہا ہے۔" عدن نے تحمل سے کہا۔ "مجھے تو زین بہت پیارا اور سلجھا ہوا بچا لگتا ہے۔ عدن مسکرا کر بولی۔ "پر آنٹی مجھے وہ نہیں پسند۔" عروج نے صاف انکار کیا۔ "پر کیوں اتنا اچھا تو ہے زین اور اس کی فیملی بھی مجھے لگتا ہے تمہیں سوچنا چاہیے؟" عدن نے سمجھانے والے انداز میں کہا۔ "پر آنٹی آپ تو کہ رہی تھی آپ مجھے اپنی بہو بنانا چاہتی ہیں۔" عروج نے اس کا دھیان اس موضوع سے ہٹانے کی کوشش کی۔ "زین بھی تو میرا بیٹے جیسا ہی ہے۔" عدن کی بات نے اسے لاجواب کر دیا۔ "دیکھو عروج میں جانتی ہو تم ایسا کیوں کہ رہی پر ایک نا ایک دن تو تم واپس لوٹو گی نا مجھے لگتا ہے زین کے بارے میں تمہیں سوچنا چاہیے اور ہاں شادی ابھی نہیں کرینگے صرف بات پکی کرینگے شادی بعد میں بھی کر سکتے ہیں جب تم لوٹ جاؤ؟" عدن ساری پلاننگ کئے بیٹھی تھی۔ "جی آنٹی۔" وہ بس اتنا ہی بولی۔ اس کا دماغ سائیں سائیں کر رہا تھا۔ "ملو تم ایک بار پھر بتاؤ نگی۔" عروج دل میں ہی اسے سو سو الغابات سے نوازتی اپنے کمرے میں چلی گئی *** عباسی صاحب لاؤن میں بیٹھے اخبار پڑھ رہے تھے۔ زین جوگنگ سے سیدھا ان کے پاس آیا۔ "گڈ مارننگ

ڈیڈ۔" زین چیئر پر بیٹھتا فریش فریش سا بولا۔ "گڈ مارننگ۔" عباسی صاحب نے اخبار پر نظریں ٹکائے کہا۔ زین کچھ لمحے بے چینی سے پہلو بدلتا رہا پھر لفظوں کو ترتیب دے کر بات شروع کی۔ "ڈیڈ اک بات پوچھوں؟" ۔ہوں۔" عباسی صاحب نے مصروف سے انداز میں کہا۔ "رضا میر کی بیٹی کا کیا نام ہے؟" زین نے تھوڑا ہچکچاتے پوچھا۔ "کون رضا میر؟" ان کی نظریں اخبار پر ہی ٹکی تھی۔ "ڈیڈ رضا میر اے جے گروپ اوف انڈسٹری کے اونر۔" زین نے چیئر سی ٹیک لگاتے انہیں یاد دلایا۔ عباسی صاحب اخبار لپیٹ کر ٹیبل پر رکھتے مشکوک نظروں سے اسے گھورنے لگے۔ "تم مجھے یہ بتاؤ پہلے تم عروج کے لئے اپنا پرپوزل بھیجتے ہو بنا مجھے بتائے اور اب یہاں بیٹھ کر مجھ سے رضا میر کی بیٹی کا نام پوچھ رہے ہو چل کیا رہا ہے؟ ارادہ کیا ہے تمہارا؟" عباسی صاحب نے زین کو نظروں کے گھیرے میں لئے پوچھا۔ "ڈیڈ ایسا کچھ نہیں میں تو بس ایسے ہی پوچھ رہا تھا۔" زین نے نظریں ادھر ادھر گھمائے کہا۔ "عروج کا کیا سین ہے میر ابیٹا اتنا بڑا ہو گیا کے پیار کرے؟" عباسی صاحب نے اس کی ٹانگ کھینچی۔ "ڈیڈ۔" زین شرمانے لگا۔ "استغفر اللہ کیا زمانہ آگیا ہے۔" زین کے شرمانے پر عباسی صاحب نے مسنوعی حیرت سے کہا۔ جس پر زین فورن سنجیدہ ہوا" "ڈیڈ بتائے نا کیا نام ہے ان کی بیٹی کا؟" زین دوبارہ مدعے پر آیا۔ "یقین سے تو نہیں کہ سکتا پر شاید پری نام ہے ایک دو بار سنا تھا ان کے منہ سے۔" عباسی صاحب نے اندازے کے مطابق کہا۔ "پری۔" زین زیرِ لب بڑبڑایا۔ "اب صاف صاف بتاؤ کیا بات ہے؟" عباسی نے دوبارہ شک بھری نظروں سے اسے دیکھا۔ "کچھ نہیں ڈیڈ میں ذرا فریش ہو جاؤ۔" زین بات رفع دفع کرتا وہاں سے نکل گیا*** عروج بس اسٹاپ کر کھڑی بس کا انتظار کر رہی تھی جب زین کی کار وہاں آکر رکی۔ زین کار سے نکلتا اسے دیکھ مسکرا کر ہاتھ ہلانے لگا۔ "آگیا کمینہ اب پوچھتی ہوں تم سے۔" عروج غصے سے بڑبڑاتی اس کے سامنے آکر کھڑی ہوگئی۔ "تمہاری ہمت کیسے ہوئی میرے لئے اپنا رشتہ بھیجنے کی؟" زین خاموشی

سے اسے نظروں کے حصار میں لئے کھڑا تھا۔"سنائی نہیں دیتا بہرے ہو؟" عروج دھیمہ سا چلائی۔"رشتہ بھیجنا گناہ نہیں ہے عزت سے تمہیں اپنانا چاہتا ہوں محبّت کرتا ہوں تم سے تمہارا محرم بننا چاہتا ہوں۔" زین جیبوں میں ہاتھ ڈالے محبت سے بولا۔"مجھے نہیں چاہیے تم جیسا محرم عزت سے اپنی امی کو منع کر دو ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہو گا۔" عروج شہادت کی انگلی اٹھائے تیش کے عالم میں بولی۔ آس پاس کھڑے چند اک لوگ حیرت سے انہیں دیکھنے لگے۔ "مجھ جیسا محرم مطلب آخر مسلا کیا ہے تمہیں میں اپنے رویئوں کی معافی مانگ چکا ہوں تم سے؟" زین نے دبے دبے غصے سے کہا۔"میں تمہارے کسی بھی سوال کی جواب دا نہیں ہوں سمجھے۔" عروج نے منہ پھیرتے خشک لہجے میں کہا۔اسے دور سے بس آتی دکھائی دی۔"پر مجھے جواب چاہیے؟" زین نے اسے بازو سے پکڑ کر اس کا رخ اپنی طرف کیا۔"بازو چھوڑو میرا ورنہ شور ڈال کر لوگوں کو اکٹھا کر لونگی پھر جو درگت بنے گی نا تمہاری اس کے زمیدار تم خود ہوگے۔" اس کی دھمکی پر زین گہرا مسکرایا اور آرام سے اس کا بازو چھوڑ دیا۔بس کے قریب آنے پر عروج ایک قہر آلود نظر اس پر ڈالتی بس کی طرف چل دی جب زین کی پکار پر رکی۔"پری۔" وقت وہی تھم گیا۔عروج وہی منجمند ہو گئی۔اس کی پیشانی پر پسینے کی ننی ننی بوندے نمودار ہوئی۔حلک سے بمشکل تھوک نگلا۔جسم ایک دم بھاری ہو گیا۔ اس کے رکنے پر زین کے لبوں پر مسکراہٹ آ کر معدوم ہوئی تھی۔"تمہارے جیسی خوبصورت پری کو میں یونہی جانے نہیں دونگا تم صرف میری ہو۔" زین نے بات بدلتے چلا کر کہا۔اتنی دیر میں بس کا ہارن بجا۔پسینے کی ننی ننی بوندوں کو بے دردی سے مسلتی وہ دوڑ کر بس میں چڑھی تھی۔عروج کے بس میں چڑھتے ہی بس تیزی سے آگے بڑھی تھی۔بس کے نظروں سے اوجھل ہوتے ہی زین گہرا سانس لیتا کار سے ٹیک لگا گیا۔پہلے والی مسکراہٹ کی جگہ اب سوچ اور پریشانی نے لے لی تھی *** عروج گھر آتی سیدھا اپنے کمرے میں گئی۔عدن نے حیرت سے اسے جاتا دیکھا یہ کبھی

نہیں تھا کے وہ گھر آئے اور سلام نا کرے۔ عروج بیڈ پر بیٹھی سر ہاتھوں میں گرائے گہری سوچوں میں گم تھی۔ عدن دروازہ کھٹکھٹاتی اندر آئی۔ عروج کو اس کی موجودگی کا ذرا احساس نہیں ہوا۔ "عروج۔" عدن نے اس کے قریب بیٹھ کر اسے پکارا۔ عروج نے یک دم سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ پریشانی اس کے چہرے پر واضح تھی۔ "کیا ہوا سب ٹھیک ہے؟" عدن نے فکر مندی سے پوچھا۔ "جی آنٹی سب ٹھیک ہے بس سر درد ہو رہا ہے۔" عروج نے زبردستی کی مسکراہٹ لبوں پر سجائی۔ "اچھا تم فریش ہو جاؤ پھر کھانا کھاتے ہیں اس کے بعد تمہارے سر کی مالش کر دونگی اور ساتھ ہی کوئی پین کلر بھی کھا لینا۔" عدن پیار سے کہتی واپس چلی گئی۔ "میں فضول ہی سوچ رہی ہوں۔" عروج زین کی بات کو نظر انداز کرتی فریش ہونے چلی گئی۔ عروج ڈنر کے بعد نماز پڑھ کر لیٹی تھی جب اس کا فون رنگ ہوا۔ ان نون نمبر دیکھ عروج نے اگنور کیا مگر فون کرنے والا بھی ڈھیٹ تھا۔ عروج نے ناگواری سے کال رسیو کر کے ہیلو کہا۔ "ہائے۔" دوسری طرف سے جانی پہچانی آواز آئی۔ "کون؟" چند لمحوں کی خاموشی کے بعد عروج نے تنک کر پوچھا۔ "وہی جس کے بارے میں تم ابھی سوچ رہی تھی۔" عروج کے آئی برو تن گئے۔ "ہو کون تم اور کیا بکواس کر رہے ہو؟" اسے یک دم غصہ آیا۔ "اف اوہ موٹی کان کے پردے پھاڑنے کا ارادہ ہے؟" زین کان میں انگلی گھسائے تیزی سے بولا۔ "کمینے انسان تمہیں میرا نمبر کہاں سے ملا؟" عروج یک دم پھنکاری۔ "اس میں کونسی بڑی بات ہے آیت نے عدن آنٹی سے لیا اور میں نے اس کے موبائل سے نکال لیا۔" زین نے مزے سے بتایا۔ "نہایت ہی گھٹیا انسان ہو تم۔" عروج نے دانت کچکچاتے کہا اور کال کاٹ کر نمبر بلاک لسٹ میں ڈال دیا۔ ابھی چند ہی پل گزرے تھے جب دوبارہ ان نون نمبر سے کال آنا شروع ہو گئی۔ عروج فون اٹھا کر پھٹ پڑی۔ "آخر مسلہ کیا ہے تمہارا؟" "اگر پھر سے نمبر بلاک لسٹ میں ڈالنے کا سوچ رہی ہو تو سن لو جب جب ڈالو گی تب تب نئے نمبر سے کال آئے گی۔" "بھاڑ میں جاؤ تم۔"

عروج نے بنا اس کی بات کا اثر لئے کال کاٹ کر نمبر دوبارہ بلاک لسٹ میں ڈال کر موبائل ہی بند کر دیا۔ اگلی صبح آنکھ کھلنے پر اس نے اپنا موبائل اٹھایا۔ ایک اور ان نون نمبر سے پچاس مس کالز تھی۔ "یہ پاگل ہے کیا؟" عروج حیرت سے بڑبڑائی اور پھر سر جھٹک کر واش روم میں گھس گئی۔ شیشے کے آگے کھڑی ہو کر برش کرتے وقت بھی اس کی سوچوں میں زین ہی تھا۔ "کوئی ایسے بھی کرتا ہے رات بھر اتنی کالز جب پتا تھا اٹینڈ نہیں کر رہی تو اتنی کالز کیوں پاگل ہے کیا؟" عروج نے حیرت سے سوچا۔ "تمہیں ایک موقع دینا چاہیے اسے مجھے لگتا ہے وہ تم سے واقعی میں محبّت کرتا ہے؟" دل نے کہا تھا۔ "وہ کرتا بھی ہے تو کیا تم تو نہیں کرتی نا جو پہلے ہو چکا ہے اس سے نصیحت نہیں ہوئی تمہیں؟" دماغ نے کہا تھا۔ "انسان کے جسم پر میرا راج ہوتا ہے اگر محبّت کی جائے تو میرے ہی زریعے کی جاتی ہے اور اگر نفرت کی جائے میرے زریعے کی ہوتی ہے۔" دل نے اکڑ کر کہا۔ "اگر احساس وہاں ہوتا ہے تو عمل یہاں سے کیا جاتا ہے۔" دماغ نے جتایا۔ "تمہیں ایک موقع دینا چاہیے فیل تو کرو اس کے لئے کچھ تبھی محسوس ہو گا۔" دل بہ ضد تھا۔ عروج پھر سے دلوں دماغ کی جنگ میں پھس گئی تھی۔ عروج برش ڈریسنگ ٹیبل پر رکھ کر دوپٹا سیٹ کئے باہر نکلی۔ باہر آنے کے بعد بھی جنگ جاری تھی۔ "اگر وہ اچھا ہوا تو تم ایک اچھے انسان کو کھو دو گی کیا اس کا دل توڑنا چاہتی ہو؟" دل نے کہا۔ "مت سنو اس کی بات ایک بار پہلے بھی سننے پر کیا کیا بھگت چکی ہو۔" دماغ کی بات پر اسے ٹھیس پہنچی تھی۔ "یہ تمہیں تکلیف پہنچا رہا ہے مت سنو اس کی بات۔" دل نے اسے تنبیہ کیا۔ "شٹ اپ جسٹ شٹ اپ۔" عروج کانوں پر ہاتھ رکھے غصے سے چلائی۔ عدن جو کچن میں تھی اس کی آواز پر فورن باہر آئی۔ "کیا ہوا؟" عدن کی آواز پر عروج ایک دم ہوش میں آئی۔ "کچھ نہیں۔" عروج نے منہ پر ہاتھ پھیرتے خود کو نارمل کیا۔ "عروج ٹھیک ہو تم کل سے دیکھ رہی ہوں کسی چیز کا سٹریس ہے کیا؟" عدن فکر مند سی اس کے پاس آئی۔ "ٹھیک ہوں آنٹی کیا بنا رہی ہیں

مجھے ایک ڈوسا بنا کر دینگی پلیز؟" عروج نے بات کو پلٹتے مسکین سی شکل بنائے کہا۔"ابھی بناتی ہوں۔" اس کی شکل دیکھ عدن مسکراتی ہوئی واپس چلی گئی۔ عروج خود کو کمپوز کرتی عدن کے پیچھے ہی کچن میں چلی گئی۔ وہ جانتی تھی اگر اکیلی رہتی تو دلوں دماغ کی جنگ میں بھیڑی رہتی*** عروج نے بسم اللہ پڑھ کر لیپ ٹاپ کھولا۔ ایمیل آئی تھی۔ عروج نے سکالرسپ پر ایگزیم پاس کیا تھا۔ ایمیل پڑھ کر کچھ لمحے تو وہ سن رہ گئی۔ آنکھیں نم ہوئی۔ ہونٹ کپکپائے۔ اگر خوشی تھی تو اندر کچھ خالی پن سا بھی تھا۔ آنسو ٹوٹ کر اس کی آنکھوں سے بہنے لگے۔ "اوپر والا ہی حافظ ہے فیوچر کے مریضوں کا" دل میں اک ٹھیس اٹھی۔ "آنٹی۔" عروج لیپ ٹاپ وہی چھوڑ عدن کو پکارتی باہر بھاگی۔ عدن جو صوفے پر بیٹھی تھی عروج کو روتا دیکھ پریشان ہوگئی۔ "آن۔۔ آنٹی میں ن۔۔۔نے ایگزم پاس کر۔ کر لیا ہے۔" عدن کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھ کر اس نے ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں عدن کو بتایا۔ "شکر اَلحَمْدُ لِلّٰہ میں نے کہا تھا نا تم ضرور پاس ہو جاؤ گی؟" عدن نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرتے نم آنکھوں سے کہا۔ عروج نے اس کی بات پر زور زور سے سر ہلایا۔ "اچھا اب رو تو نہیں پاگل خوشی کی خبر ہے۔" عدن نے اس کے سر پر ہلکی سی چپت رسید کی۔ "آنٹی خوشی کے آنسو ہیں۔" عروج نے سوں سوں کرتے کہا۔ عدن کو اس پر ڈھیروں پیار آیا تھا۔ "کیا آپ نے نیٹ کا ایگزیم پاس کر لیا وہ بھی سکالرسپ پر؟" آیت سن کر خوشی سے اچھلی۔ "ہاں۔" عروج مسکرا کر بولی۔ "مبارک ہو۔" آیت نے خوشی سے چہک کر کہا۔ "ٹریٹ کب دے رہی ہیں؟" لہجے میں شرارت تھی۔ "جب تم کہو۔" عروج نے شائستگی سے کہا۔ "اوکے تو پھر ملتے ہیں۔" آیت ایکسائیٹڈ سی بولی۔ "اوکے۔" عروج نے کہ کر فون رکھ دیا۔ عروج ایک گہرا سانس لیتی آنکھوں میں آئی نمی اندر دھکیلتی آیت کو ٹریٹ دینے کا پلان بنانے لگی۔ شام میں عروج نے پوری عباسی فیملی کو ڈنر کی ٹریٹ دی۔ طیّبہ اور عباسی صاحب کو کہیں جانا تھا جس کی وجہ سے وہ آ نہیں سکے مگر

زین اور آیت ضرور آئے۔ عدن کی بھی کچھ طبیعت ناساز تھی اسی لئے وہ بھی نہیں آپائی۔ اس وقت تینوں فائیو سٹار ہوٹل میں آمنے سامنے بیٹھے تھے۔ زین نے ڈنر سوٹ پہنا تھا جس میں وہ بہت ہینڈسم لگ رہا تھا۔ آرڈر دینے کے بعد دونوں ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگیں جبکہ زین کہنی ٹیبل پر ٹیکائے ایک ہاتھ ٹھوڑی تلے رکھے عروج کو دیکھ رہا تھا۔ ساتھ ہی اس کی کسی بات پر سر ہلا دیتا جیسے وہ اسی سے بات کر رہی ہو۔ عروج اس کی نظروں سے تپی بیٹھی تھی لیکن آیت کی ٹریٹ کو خراب نا کرنے کے لئے کنٹرول کر رہی تھی۔ "میں واش روم سے ہو کر آتی ہوں۔" آیت اپنا فراک سنبھالتی اٹھی اور ایک سمت چل دی۔ آیت کے جاتے ہی زین سیدھا ہو کر بیٹھا۔ "تمہیں اتنے مہنگے ہوٹل میں ٹریٹ نہیں دینی چاہیے تھی آیت تو پاگل ہے تم کسی بھی نارمل ہوٹل میں لے جا سکتی تھی؟" زین نے بنا کسی طنز کے کہا تھا مگر عروج اس کا غلط مطلب لے گئی۔ "تم مجھے انڈر ایسٹیمیٹ کر رہے ہو میں اتنی بھی غریب نہیں کے کسی کو فائیو سٹار میں کھانا نا کھلا سکوں۔" عروج نے غصے سے کہا۔ "میرا وہ مطلب نہیں تھا۔" زین نے مزید کچھ کہنا چاہا لیکن عروج نے ہاتھ کے اشارے سے اسے روک دیا۔ "پلیز میرے معاملوں سے دور رہو۔" عروج نے سرد مہری سے کہا۔ "تم کتنی روڈ ہو عروج۔" زین نے افسوس سے سر ہلایا۔ عروج کے اندر کچھ ٹوٹا" کیا وہ واقعی روڈ ہو گئی تھی؟ سب سے پیار سے بات کرنے والی لڑکی روڈ ہو گئی تھی؟ آیت واپس آکر چیئر پر بیٹھ گئی۔ زین کے چہرے پر گہری سنجیدگی تھی۔ اتنی دیر میں ویٹر کھانا رکھ کر چلا گیا۔ زین پلیٹ پر جھکا فورک چلا رہا تھا ساتھ ہی ایک سنجیدہ نظر عروج پر ڈالتا جو اس کی طرح ہی پلیٹ میں فورک چلا رہی تھی دونوں میں سے کھانا کوئی بھی نہیں کھا رہا تھا۔ آیت دونوں سے بے نیاز مزے سے کھانا کھا رہی تھی۔ نا جانے زین کے دل میں کیا آیا وہ بھی پوری رغبت سے کھانا کھانے لگا شاید وہ عروج کے پیسے ویسٹ نہیں کرنا چاہتا تھا۔ ڈنر کے بعد عروج نے آئس کریم آرڈر کی۔ اپنے سامنے ونیلا آئس کریم دیکھ زین کے

لبوں پر مسکراہٹ آکر معدوم ہوئی ویٹر کے بل لانے پر عروج نے مسکراتے پرس سے پیسے نکال کر ٹپ سمیت ٹیبل پر رکھ دئے۔ زین خاموشی سے سارا پروسیس دیکھ رہا تھا۔ اک پل اس کا دل کیا بل خود پے کرے مگر اس سے عروج مزید بدگمان ہو جاتی اسی لئے وہ خاموشی سے دونوں کے ہمراہ ہوٹل سے نکلا۔ تینوں چہل قدمی کرتے پارکنگ لاٹ کی طرف جا رہے تھے۔ "عروج ڈنر بہت مزے کا تھا پر آپ نے خوامخوہ ہی اتنے مہنگے ہوٹل میں ٹریت دی کہیں بھی لے چلتی ہمیں۔" آیت نے دھیرے دھیرے قدم اٹھاتے کہا۔ عروج کی نظریں اک پل میں زین کی نظروں سے ٹکرائی وہ جی جان سے شرمندہ ہوئی تھی۔ "ایسی بات کر کے تم مجھے شرمندہ کر رہی ہو آیت۔" وہ مسکرا بھی نہیں پائی۔ "ارے نہیں میں تو ایسے ہی کہ رہی تھی۔" آیت خجل سی ہوئی۔ "اب میں چلتی ہوں۔" پارکنگ لاٹ پہنچ کر عروج ایک جگہ رکی۔ "آپ اکیلے کیسے جائینگی ہم آپ کو ڈراپ کر دیتے ہیں؟" "نہیں آیت میں نے پہلے ہی کیب بک کروا لی ہے ابھی بس آتی ہوگی۔" عروج نے کہ کر آس پاس دیکھا۔ "لیکن آپ ہمارے ساتھ چلتی نا؟" آیت نے خفگی سے کہا۔ "نہیں آیت تمہارا روٹ الگ ہے۔" "اوکے دین ٹیک کیئر۔" آیت اس کے گلے لگی۔ زین خاموشی سے ایک طرف کھڑا تھا۔ "بھائی چلیں؟" آیت زین کی طرف مڑی۔ "پہلے کیب آنے دو پھر چلتے ہیں۔" زین نے کار سے ٹیک لگائے سنجیدگی سے کہا۔ "میں چلی جاؤنگی۔" عروج نے دھیمی آواز میں کہا۔ "نہیں بھائی ٹھیک کہ رہے ہیں پہلے آپ جائیں پھر ہم چلے جائینگے۔" آیت نے بھی زین کی بات کی تائید کی۔ عروج اک نظر زین پر ڈال کر خاموشی سے کھڑی رہی۔ دو منٹ بعد ہی کیب آگئی۔ عروج آیت کو خدا حافظ کہتی کیب میں بیٹھ کر آگے بڑھ گئی۔ اس کے جاتے ہی دونوں کار میں بیٹھ کر روانہ ہوئے۔ "آیت تمہیں کیا ضرورت تھی اس سے ٹریٹ مانگنے کی؟" زین نے غصے سے کہا۔ "بھائی فرینڈ ہے وہ میری اور فرینڈشپ میں تو یہ سب چلتا ہے۔" آیت نے بازو سینے پر لپیٹ کر منہ پھیرا۔

"آیت وہ نارمل سی جاب کرتی ہے خوامخوہ ہی اس کا اتنا خرچہ ہوا۔" زین نے لہجے کو نرم رکھتے کہا۔"بھائی مجھے نہیں پتا تھا وہ ہمیں اتنے مہنگے ہوٹل میں لے آئینگی۔" آیت نے اپنی صفائی دی۔اس سے پہلے زین کوئی جواب دیتا کار کا بیلنس بگڑا اور کار فٹ پاتھ پر چڑھ گئی*** عروج کمرے میں بیٹھی زین کے بارے میں سوچ رہی تھی۔نا جانے اسے کیوں گلٹی فیل ہو رہا تھا۔"کیا واقعی میں اتنی روڈ ہو گئی ہوں؟ کیا مجھے اس سے ایکسکیوز کرنا چاہیے؟ نہیں میں کیوں سوری کروں؟" خود سے ہی سوال کرتی خود کو ہی جواب دے رہی تھی۔"جب اس نے اپنی معافی مانگ لی ہے تو مجھے اس سے ایسا رویئہ نہیں رکھنا چاہیے۔" عروج بیڈ پر لیٹ گئی۔سوچوں سوچوں میں ہی کب وہ نیند کی وادی میں اتر گئی پتا ہی نہیں چلا صبح عدن نے اس کے کمرے کا دروازا کھٹکھٹایا۔عروج ہڑبڑا کر اٹھی۔"کیا ہوا آنٹی سب ٹھیک ہے؟" عدن کے چہرے پر چھائی پریشانی دیکھ عروج فکر مند ہوئی۔"رات کو آیت اور زین کا ایکسڈینٹ ہو گیا مجھے ابھی طیّبہ کی کال آئی تھی۔" "اللہ وہ کیسے ہیں ابھی؟" عروج کے دل کو کچھ ہوا تھا۔"آیت کو اتنی چوٹ نہیں آئی پر زین کو کافی چوٹیں آئی ہیں تم تیار ہو جاؤ پھر ہوسپٹل جانا ہے۔" عدن بتاتی واپس اپنے کمرے میں چلی گئی۔ہوسپٹل کے کوریڈور میں ہی انہیں عباسی صاحب مل گئے۔رسمی الیک سلیک کے بعد عروج ان سے روم نمبر پوچھتی کمرے کی طرف چل دی۔عدن ان کے پاس ہی رہ کر کوئی بات کرنے لگی تھی۔کمرے میں داخل ہوتے ہی عروج کی نظر زین پر پڑی جو پٹیوں میں جکڑا بیڈ پر بیٹھا نہ کرتے سوپ پی رہا تھا۔طیّبہ پاس ہی بیٹھی اسے زبردستی سوپ پلا رہی تھیں۔آیت ایک طرف صوفے سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی۔عروج نے بلند آواز سلام کیا۔تینوں کی نظریں بیک وقت اس کی طرف مڑی۔طیّبہ زین کو چھوڑ اس کی طرف آئی۔حال چال پوچھنے کے بعد عروج زین پر ایک نظر ڈالتی آیت کے پاس جا کر بیٹھ گئی۔"کیسے ہوا یہ سب؟" عروج نے دھیمی آواز میں اس کے سر پر بندی پٹی دیکھ پوچھا۔"کار کا بیلنس بگڑا اور کار

فٹ پاتھ پر چڑھ گئی۔" آیت نے بتایا۔ عروج نے افسوس سے سر ہلایا۔ عدن بھی عباسی صاحب کے ہمراہ اندر آگئی۔ اب وہ زین سے مل رہی تھی۔ "چلو آیت چلیں۔" عباسی صاحب نے کہا۔ آیت عروج سے ملتی ان کے ہمراہ کمرے سے نکلی۔ آیت کو سر پر ہلکی سی چوٹ آئی تھی جس کی وجہ سے وہ گھر جا سکتی تھی۔ زین کے سر پر چوٹ کے ساتھ دائیں بازو پر بھی پٹی بندھی تھی اور چہرے پر جگہ جگہ چھوٹے چھوٹے زخموں کے نشان تھے۔ عروج ٹیبل پر پڑا میگزین اٹھا کر اس کی ورق گردانی کرنے لگی۔ طیّبہ اور عدن زین کے ساتھ باتوں میں مصروف تھی۔ "امی جوس۔" "یہ لو۔" طیّبہ نے گلاس اٹھا کر اسے دیا۔ "یہ نہیں فریش چاہیے۔" زین نے منہ بسور کر کہا۔ "بیٹا فریش ہی ہے ابھی تو منگوایا ہے۔" طیّبہ نے پیار سے کہا۔ "یہ والا نہیں مجھے مینگو جوس پینا ہے۔" زین نے لاڈ سے کہا۔ "اچھا میں لے کر آتی ہوں۔" طیّبہ اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی۔ "میں بھی ساتھ چلتی ہوں۔" عدن اس کے ہمراہ کمرے سے نکلی۔ ان کے جاتے ہی زین کی نظریں عروج پر جم گئی۔ "جب عیادت کرنے آتے ہیں تو بندہ حال چال ہی پوچھ لیتا ہے۔" زین نے منہ بنا کر کہا۔ "ہوں کیسے ہو؟" عروج نے میگزین پر نظریں ٹِکائے مصروف سے انداز میں پوچھا۔ "تمہاری دی گئی بد دعا کام نہیں آئی اسی لئے بچ گیا۔" زین کی زبان میں خجلی ہوئی۔ عروج نے میگزین سے نظریں ہٹائے اسے گھورا۔ "پہلی بات میں نے تمہیں کوئی بد دعا نہیں دی اور دوسری بات تمہارے سیٹ بیلٹ نا پہننے کی وجہ سے تمہارا یہ حال ہوا ہے۔" عروج نے آنکھیں سیکڑتے کہا۔ "جس قدر تم مجھ سے نفرت کرتی ہو اس سے تو یہی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔" زین نے کندھے اچکائے کہا۔ "میں تم سے کوئی نفرت وگیرہ نہیں کرتی۔" عروج نے پیشانی پر بل ڈالے کہا۔ "اچھا تو محبّت کرتی ہو؟" زین نے آنکھوں میں پیار سموئے اسے دیکھا۔ "غلط فہمی ہے تمہاری۔" عروج اپنی جگہ سے کھڑی ہوئی اور دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ "اگر میں مر جاتا تو تم بہت خوش ہوتی نا؟" زین کی گھمبیر آواز نے اس

کے قدم روک لئے۔ "کسی کی موت سے مجھے کوئی خوشی نہیں ہوتی مسٹر زین عباسی۔" اس نے بنا مڑے ہی جواب دیا۔ "یہی رہو ورنہ امی سوچے گی میں نے تمہیں روم سے باہر نکال دیا۔" زین نے پانی کا گلاس اٹھانے کی کوشش کرتے کہا اسی اثنا میں اس کے منہ سے ایک سسکی نکلی۔ عروج بے اختیار مڑی۔ عروج کے دیکھنے پر اس نے معصوم سی شکل بنائی۔ "پانی کا گلاس اٹھا دو۔" "جب تمہارے لئے جوس آرہا ہے تو پانی پی کر کیا کرو گے؟" عروج بے نیازی سے کہ کر واپس صوفے پر بیٹھ گئی۔ "پانی پلانا ثواب کا کام ہوتا ہے۔" "اس نے جتایا۔ "ہاں پر پیاسے کو اسے نہیں جس کے لئے ابھی فریش فریش مینگو جوس آرہا ہو۔" عروج نے طنزیہ کہتے دوبارہ میگزین اٹھا کر چہرے کے آگے کر لی۔ زین دانت کچکا کر رہ گیا۔ زین ایک بار پھر سے گلاس اٹھانے کی کوشش کرنے لگا جس سے گلاس تو ہاتھ میں آگیا لیکن دوسرے ہاتھ پر دباؤ پڑنے کی وجہ سے اس کے منہ سے ایک سسکی نکلی اور ساتھ ہی گلاس چھوٹ کر زمیں پر جا گرا۔ گلاس ٹوٹنے کی آواز پر عروج تیزی سے اٹھ کر بیڈ کے قریب آئی جہاں گلاس کرچی کرچی ہو کر پانی زمین پر پھیل رہا تھا۔ عروج سینے پر بازو باندھے اسے گھورنے لگی۔ "میں نے کہا تھا اٹھا دو تم نے نہیں اٹھا کر دیا اب اس میں میری کیا غلطی ہے؟" زین نے معصوم سی شکل بنا کر کہا۔ "تمہارا کچھ نہیں ہو سکتا پتا نہیں کس پر گئے ہو طیّبہ آنٹی بھی اتنی اچھی ہیں آیت بھی بہت سویٹ ہے انکل بھی سیدھے سے ہیں پر پتا نہیں تم کس پر چلے گئے؟" عروج اسے کھری کھری سناتی کانچ اٹھانے لگی۔ "مت اٹھاؤ ہاتھ میں لگ جائیگا۔" زین نے فکر مندی سے کہا۔ عروج کے لبوں پر بے اختیار ایک مسکراہٹ آئی اور ساتھ ہی اس کے منہ سے ایک سسکی نکلی۔ "دیکھا میں نے کہا تھا نا مت اٹھاؤ لگ گیا نا ہاتھ میں؟" زین اپنی چوٹ بھلائے سیدھا ہو کر بیٹھا۔ عروج نے ہنستے ہوئے دونوں ہاتھ اس کے آگے لہرائے جہاں کوئی زخم کا نشان نہیں تھا۔ اس کے ہنسنے پر زین نے برا سا منہ بنایا جسے دیکھ عروج کی ہنسی کو سپیڈ لگ گئی۔ "مت اٹھاؤ چوٹ

لگ جائیگی۔" عروج نے اس کی نقل اتارتے کانچ ڈستبن میں ڈالا۔ زین گہرا مسکرایا۔ عروج نے کوریڈور میں نظریں دوڑائی جہاں اسے ایک لڑکا نظر آیا۔ عروج نے اسے بلاکر روم صاف کروایا۔ لڑکے کے جانے کے بعد عروج دوبارہ آکر صوفے پر بیٹھے میگزین دیکھنے لگی۔ زین کی زبان پر دوبارہ کھجلی ہوئی۔ "بندہ کوئی پھول وگیرہ ہی لے آتا ہے۔" "تمہارے گھر میں اتنے تو ہیں یہاں کیا کروگے؟" عروج نے بے نیازی سے کہا۔ زین گہری سانس لیتا ٹیک لگا کر اسے دیکھنے لگا۔ خود پر نظروں کی تپش محسوس کرتے عروج نے میگزین ہٹا کر زین کو دیکھا جو آنکھوں میں محبت سموئے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ عروج سر جھٹک کر دوبارہ میگزین دیکھنے لگی لیکن مسلسل نظروں کی تپش محسوس کرتے اس نے میگزین ایک طرف پٹخی۔ "اپنی نظریں ہٹاؤ ورنہ چاقو سے دونوں باہر نکال دونگی۔" "تمہیں تو میرا قتل بھی معاف ہے۔" زین نے اسے ایسے ہی دیکھتے محبّت سے کہا۔ "کاش بازو کی بجائے ایک عدد کانچ تمہاری زبان پر لگ جاتا۔" عروج نے تپ کر کہا۔ "کاش کانچ ہاتھ کی بجائے میرے دل پر لگ جاتا۔" زین نے دل پر ہاتھ رکھے گھمبیر آواز میں کہا۔ عروج کے گال تپ گئے۔ "کمینہ انسان۔" وہ بڑبڑائی۔ "پتا نہیں آنٹی کہاں رہ گئی؟" عروج اسے چھوڑ دروازے کی طرف دیکھنے لگی تبھی دونوں ایک ساتھ اندر داخل ہوئیں۔ زین مزے سے مینگو جوس پی رہا تھا۔ "ٹھیک ہے طیّبہ اب ہم چلتے ہیں۔" عدن نے کھڑے کھڑے ہی کہا عروج بھی اس کے مقابل آگئی۔ "بہت شکریہ تم دونوں کے آنے کا۔" طیّبہ نے شگفتگی سے کہا۔ "ارے آنٹی شکریہ کیسا بیمار کی عیادت کرنا ہمارا فرض ہے۔" عروج نے مسکرا کر کہا۔ "آنٹی پھر آئینگی تو میرے لئے بریانی ضرور لائیے گا۔" زین کی فرمائش پر عروج نے اسے آنکھیں نکالی جس کا اس پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ "ہاں ہاں کیوں نہیں۔" عدن نے خوش دلی سے کہا۔ طیّبہ سے ملنے کے بعد دونوں گھر آگئی ***

عدن کچن میں زین کے لئے بریانی بنانے لگی تھی لیکن عروج نے اسے منع کر کے خود بریانی بنائی۔ عدن کو کالج جانا تھا اسی لئے وہ عروج کے ساتھ ہوسپٹل نہیں جا پائی۔ عروج فلیٹ کو لاک کرتی لفٹ کی طرف آئی لیکن لفٹ بند تھی۔ عروج ایک لمبا سانس لیتی سیڑیاں اترنے لگی۔ باہر نکلنے تک اس کی حالت بری تھی۔ "انکل لفٹ کب تک ٹھیک ہو گی؟" عروج کو بلڈنگ کے مین دروازے پر چوکیدار بیٹھا دکھائی دیا۔ عروج اس کے قریب آکر پوچھنے لگی۔ "میڈم جی آج کل میں ٹھیک ہو جائیگی۔" چوکیدار نے اپنی جگہ سے کھڑے ہوتے بتایا۔ "جی ٹھیک ہے۔" عروج سر ہلاتی باہر نکل آئی۔ ہوسپٹل کے کمرے میں پہنچ کر زین کو کروٹ بدلے سوتا پایا۔ طیّبہ کمرے میں کہیں بھی نہیں تھی۔ عروج قدم اٹھاتی بیڈ کے قریب آئی۔ اس نے ٹفن ٹیبل پر رکھا۔ ایک دو منٹ وہ طیّبہ کا انتظار کرتی رہی پھر جانے کے لئے مڑی۔ "اب آ ہی گئی ہو تو رک جاؤ۔" زین آنکھیں مسلتا سیدھا ہوا۔ "تمہیں کیسے پتا چلا میں آئی ہوں؟" عروج واپس مڑی۔ "میں تمہاری موجودگی پہچانتا ہوں۔" آواز میں ابھی بھی غنودگی تھی۔ "پر تم تو سوئے تھے؟" "سویا ہی تھا مرا تو نہیں تھا۔" زین نے فدا فدا نظروں سے دیکھتے مسکرا کر کہا۔ "تم کل سے کچھ زیادہ ہی مرنے کی باتیں نہیں کر رہے؟" عروج نے ٹفن کھولتے پوچھا۔ "کیوں تمہیں برا لگ رہا ہے؟" انداز میں پیار تھا۔ "نہیں میں تو اس لئے کہہ رہی تھی اگر تمہیں زیادہ ہی مرنے کا شوق چڑا ہے تو میں تمہیں اپنے ہاتھوں سے مار دیتی ہوں۔" عروج نے لفظوں کو چبا کر کہا۔ "مار تو تم نے پہلے ہی دیا ہے۔" زین نے دل پر ہاتھ رکھے شوخی سے کہا۔ "اپنا یہ چھچھوراپن بند کرو اور کھانا کھالو بریانی بنا کر لائی ہوں تمہارے لئے۔" عروج نے دانت کچکچا کر کہا۔ "زہر تو نہیں ملائی کہیں؟" اس کا بریانی بنا کر لانا زین کو ہضم نہیں ہوا۔ زین اٹھنے کی کوشش کرنے لگا جب سسکا کر دوبارہ بیڈ پر

گرا۔ "دھیان سے اگر ہڈی پسلی ٹوٹ گئی تو ساری زندگی بیڈ پر گزرے گی۔" عروج ریموٹ اٹھائے بیڈ کو سیدھا کرنے لگی۔ "بس کرو مجھے گرانے کا ارادہ ہے کیا؟" عروج نے شرارت سے بیڈ کچھ زیادہ ہی اوپر کر دیا زین کے کہنے پر فورن سیدھا کرتی سنجیدہ ہوئی۔ "ٹیفن میں کھاؤ گے یا پلیٹ میں؟" اس نے مصروف سے انداز میں پوچھا۔ "پہلے مجھے منہ ہاتھ دھونا ہے بنا ہاتھ منہ دھوئے کھانا نہیں کھا سکتا۔" زین نے ناک سے مکھی اڑانے والے انداز میں کہا۔ "تو جاؤ۔" وہ سائیڈ پر ہوئی۔ "بنا سہارے کے کیسے جاؤں؟" زین نے ٹانگ پر سے کپڑا ہٹایا جہاں پر پٹی بندھی تھی جسے کل عروج کپڑے کی وجہ سے دیکھ نہیں پائی۔ "تو طیّبہ آنٹی کہاں ہیں؟" "امی تو گھر گئی ہیں۔" "تو میں کسی نرس کو بلا لاتی ہوں۔" "نرس کو آنے میں وقت لگ جائیگا تب تک تو بریانی ٹھنڈی ہو جائیگی۔" زین نے معصوم سی شکل بنائی۔ "تو تم کیا چاہتے ہو تمہارا ہاتھ پکڑ کر واش روم کے دروازے تک چھوڑ کر آؤں؟" عروج نے کمر پر ہاتھ رکھے آنکھیں سیکڑے کہا۔ "آئیڈیا اچھا ہے۔" زین نے فورن چٹکی بجائی۔ "دفع ہو میں نہیں جانے والی ایسے ہی کھا لو۔" عروج نے انکار کرتے بریانی پلیٹ میں ڈالی۔ "بنا ہاتھ دھوئے نہیں کھاؤنگا۔" زین نے ضدی انداز میں کہا۔ "ہاتھ آگے کرو۔" عروج نے ٹیبل پر پڑا جگ اٹھایا۔ زین نے دونوں ہاتھ آگے کئے۔ عروج نے پورا جگ اس کے ہاتھوں پر انڈیل دیا۔ "ہو گئے صاف۔" عروج نے جگ واپس رکھتے مزے سے کہا۔ "اور منہ؟" "چپ کر کے کھاؤ ورنہ واپس لے جاؤنگی۔" عروج نے دھمکی دیتے کہا۔ زین نے برا سا منہ بنا کر اس کے ہاتھ سے پلیٹ پکڑی۔ "چمچ کہاں ہے؟" "نہیں ہے۔" "تو میں کیسے کھاؤنگا؟" زین نے حیرت سے کہا۔ "ہاتھ سے۔" عروج بے نیازی سے کہتی پاس پڑی چیئر پر بیٹھ گئی۔ "مجھ سے نہیں کھایا جاتا ہاتھ سے۔" "کیوں چمچ بھی تو ہاتھ میں ہی پکڑی جاتی ہے تو ایسے ہی کھا لو۔" عروج نے لاپرواہی سے کہا۔ "جب بریانی لائی تھی تو چمچ بھی ساتھ ہی لے آتی۔" زین نے سر جھٹک کر کہا۔ "شکر کرو

تمہارے لئے بریانی بنالائی۔" عروج نے جتاتے کہا۔زین خاموشی سے بریانی کھانے لگا۔ابھی چاول کے چند دانے ہی منہ میں گئے تھے جب اسے ہچکی لگی۔جگ کا سارا پانی وہ زین کے ہاتھوں پر گرا چکی تھی اور اب خالی جگ پڑا منہ چڑا رہا تھا۔زین نے پہلے جگ کو دیکھا پھر مدد طلب نظروں سے عروج کو۔عروج بے نیاز سی بیٹھی تھی۔زین ہچکیوں کے درمیان ہی بریانی کھانے لگا۔آنکھیں لبالب پانی سے بھر گئی۔عروج کو اس کی حالت پر ترس آیا اور وہ اٹھ کر پانی لینے چلی گئی۔پانی پی کر زین کو راحت ملی۔زین نے بازو کی مدد سے اپنی آنکھیں صاف کی۔"تم بہت مزے کی بریانی بناتی ہو۔" "پتا ہے۔" زین کی تعریف پر عروج بے نیازی سے کہتی باہر نکلی۔عروج نے دوبارہ اسی لڑکے کی بلا کر روم صاف کروایا۔"بریانی کے بعد ایک کپ کافی مل جاتی تو مزہ ہی آجاتا۔" زین نے زور کی جمائی لیتے کہا۔"جب جمائی لیتے ہیں تو منہ پر ہاتھ رکھتے ہیں ورنہ شیطان منہ میں گھس جاتا ہے اور اب مجھے پتا چلا تمہاری زبان اتنی چلتی کیوں ہے۔" عروج طنز کرتی روم سے نکل گئی۔زین گہرا مسکرایا۔"اب میں چلتی ہوں۔" کافی زین کو تھماتے عروج برتن سمیٹنے لگی۔"رک جاؤ کچھ دیر کم از کم امی کے آنے تک۔" زین نے التجا کی تھی۔عروج ٹیفن سمیٹ کر چیئر پر بیٹھ گئی۔زین سڑ سڑ کرتا کافی پینے لگا۔اس کی کافی پینے کے انداز سے عروج کو اریٹیشن ہونے لگی۔"پلیز آواز بند کر کے کافی پی لو مجھے سخت غصہ آتا ہے۔"وہ تنک کر بولی۔"آواز بند کر کے کیسے پیتے ہیں؟" زین نے کپ لبوں سے ہٹاتے پوچھا۔"ایسے۔" عروج نے کپ اس کے ہاتھ سے لیکر لبوں سے لگالیا اور ایک گھونٹ بھر کر اسے دکھایا۔زین کے ہونٹوں پر دلکش مسکراہٹ آئی۔وہی عروج خفت سی ہوگئی اور اس نے کپ خاموشی سے اسے تھمادیا۔جہاں سے عروج نے کپ ہونٹوں کو لگایا تھا وہی سے زین نے بنا آواز کے گھونٹ بھرا۔عروج کے گال تپ گئے۔وہ پزل سی ہوتی انگلیاں مسلنے لگی۔زین نے کافی ختم کر کے کپ اسے دیا جسے عروج نے پکڑ کر ٹیبل پر رکھ دیا۔"عروج میں ایسا کیا

کروں جس سے تمہارا دل صاف ہو جائے اور تم میرے پیار کو سمجھو؟" زین نے گھمبیر آواز میں پوچھا۔ عروج کا دل دھڑکا۔ "پتا نہیں کیوں مگر مجھے تم سے بہت محبت ہے پلیز مجھے ایک موقع دو۔" اس نے بھیک مانگی تھی۔ "محبت قربانی مانگتی ہے تم میرے لئے کیا قربانی دے سکتے ہو؟" عروج نے سپاٹ سے چہرے کے ساتھ پوچھا۔ "جو تم کہو میں تمہارے لئے کچھ بھی کر سکتا ہوں۔" زین نے اک آس سے کہا۔ "اپنے دوستوں کو چھوڑ سکتے ہو؟ میری خاطر ان سے دوستی توڑ سکتے ہو؟" عروج نے گہری سنجیدگی سے پوچھا۔ زین بے یقینی سے اس کا چہرہ دیکھنے لگا۔ اسے عروج سے اس بات کی امید نہیں تھی۔ "بولو چھوڑ سکتے ہو یا نہیں؟" "نہیں میرا پیار ایک طرف ہے اور دوستی ایک طرف نا پیار کی وجہ سے دوستی کو توڑ سکتا ہوں اور نا ہی دوستی کی وجہ سے پیار کو چھوڑ سکتا ہوں۔" زین نے سنجیدگی سے جواب دیا تھا۔ عروج کے ہونٹ مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔ زین کو اس کا مسکرانا سمجھ نہیں آیا۔ اس سے پہلے ان میں مزید بات ہوتی ڈاکٹر نوک کرتی اندر آئی۔ "ہیلو گڈ مارننگ ہاؤ آر یو فیلنگ ٹوڈے؟" لیڈی ڈاکٹر نے مسکرا کر پوچھا۔ "فائن ڈاکٹر۔" زین نے مختصر کہا۔ نرس نے ڈاکٹر کو ایک فائل تھمائی۔ "اب آپ ٹھیک ہیں ایک گھنٹے میں آپ کو ڈسچارج مل جائیگا رپورٹس کلیئر ہیں شکر ہے کوئی فریکچر نہیں آیا ورنہ مزید ہوسپٹل میں رہنا پڑتا۔" ڈاکٹر نے دوستانہ لہجے میں کہا۔ "ہیلو ہاؤ آر یو؟" ڈاکٹر عروج کی طرف متوجہ ہوئی۔ "ہیلو آئی ایم فائن۔" عروج نے مسکرا کر کہا۔ "آپ فرینڈ ہیں ان کی یا گرل فرینڈ؟" ڈاکٹر نے دوبارہ نظریں فائل پر گھمائے پوچھا۔ "نیبر ہوں ان کی۔" عروج نے برا سا منہ بنا کر کہا۔ زین اس کے ایکسپریشن انجوائے کر رہا تھا۔ "اوکے ایک گھنٹے میں ڈسچارج مل جائیگا آپ ان کے گھر والوں کو بتا دیں۔" ڈاکٹر فائل نرس کو تھماتی باہر نکل گئی۔ نرس زین کی پٹیاں چینج کرنے کے بعد کمرے سے نکل گئی۔ اب وہ دونوں دوبارہ اکیلے تھے۔ "تم تو کہہ رہے تھے اپنے والدین کے اک لوتے بیٹے ہو پھر آیت؟" عروج نے یاد آنے پر

پوچھا۔ "ہاں تو اکلوتا ہی ہوں۔" زین نے کندھے اچکائے کہا۔ "پر آیت تمہاری بہن ہے نا پھر تم لوتے کیسے ہوئے؟" عروج نے الجھ کر پوچھا۔ "آیت تو لڑکی ہے اور میں لڑکا۔" "مطلب؟" عروج مزید الجھی۔ "مطلب میں ایک ہی لڑکا ہوں تو لوتا ہوا آیت تو لڑکی ہے وہ لڑکا تھوڑی ہے۔" اس کی بات پر عروج کا من کیا اپنا سر پیٹ لے۔ "آنٹی کب تک آئینگی؟" عروج نے گھڑی پر ٹائم دیکھتے پوچھا۔ "پتا نہیں صبح گئی تھیں ان کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی اسی لئے میں نے انہیں گھر بھیج دیا اگر پتا ہوتا تم آؤ گی تو نہیں جانے دیتا۔" زین نے سادگی سے کہا۔ "اٹس اوکے۔" عروج کہتی کھڑکی میں آکر کھڑی ہوگئی۔ "کالج کب سے سٹارٹ ہے تمہارا؟" زین نے سر سری سا پوچھا۔ "دو دنوں میں۔" عروج نے دھیمی سی آواز میں بتایا۔ "یہی رہو گی یا ہوسٹل میں؟" "ہوسٹل۔" اس نے مختصر کہا۔ عروج آنکھیں بند کئے ٹھنڈی ہوا کو محسوس کر رہی تھی جب دروازہ کھلنے اور بند ہونے کی آواز آئی۔ عروج پلٹی۔ "اسلام و علیکم۔" عروج کو دیکھ طیّبہ کو خوش گوار حیرت ہوئی۔ "واعلیکم اسلام۔" دونوں نے ایک ساتھ جواب دیا۔ "عروج تم کب آئی کیسی ہو؟" طیّبہ نے ہاتھ میں پکڑا ٹیفن ٹیبل پر رکھتے پوچھا۔ "کافی ٹائم ہوگیا آپ کا ہی انتظار کر رہی تھی۔" عروج نے ان کے قریب آتے بتایا۔ "اچھا کیا۔" طیّبہ نے پیار سے کہا۔ "چلو کھانا کھالو۔" وہ ٹیفن کھولنے لگی جب زین نے اسے ٹوکا۔ "میں آلریڈی کھا چکا ہوں۔" "اچھا عروج لائی تھی؟" طیّبہ کو ایک اور خوش گوار حیرت ہوئی۔ "جی آنٹی کل بریانی کی فرمائش کی تھی آپ کے بیٹے نے تو آنٹی نے بنا کر بھیجی تھی۔" عروج نے انہیں کسی بھی خوش فہمی میں نا ڈالتے ہوئے جھوٹ بولا۔ زین نے پھیکی مسکراہٹ کے ساتھ اسے دیکھا۔ "آنٹی ڈاکٹر نے کہا ہے ایک گھنٹے میں ڈسچارج مل جائیگا۔" عروج نے اپنا بیگ اٹھاتے بتایا۔ "اب میں چلتی ہوں۔" "ارے ابھی تو میں آئی ہوں جب تک زین ڈسچارج نہیں ہو جاتا تب تک تو رہو۔" طیّبہ کی بات پر وہ منع کرتے کرتے رہ گئی۔ ایک گھنٹہ دونوں ادھر

ادھر کی باتیں کرتی رہیں۔ڈسچارج کے بعد عروج واپس گھر آگئی۔گھر آنے کے بعد اس کی سوچوں کا مرکز زین عباسی تھا۔اگلی صبح وہ اپنے کمرے سے باہر نکلی۔زین کو دیکھ وہ ٹھٹھکی! زین صوفے پر پاؤں رکھے آرام سے آدھا بیٹھا اور آدھا لیٹا تھا۔"یہ اس حالت میں یہاں کیسے؟" عروج حیرت سے بڑبڑائی۔"ہائے۔" اس پر نظر پڑتے ہی زین نے مسکرا کر ہاتھ ہلایا۔"تم یہاں تمہارا تو پیر ٹوٹا تھا نا؟" عروج نے حیرانی سے کہا۔"ٹوٹا نہیں تھا ہلکی سی چوٹ آئی تھی۔" زین نے منہ بسور کر کہا۔"پر تم تو چل نہیں سکتے تھے کل وہیل چیئر پر بیٹھایا تھا تمھیں؟" عروج نے صوفے پر بیٹھتے پوچھا۔"وہ تو بس تھوڑی خدمت کروانے کے لئے ورنہ پیر میرا فٹ ہے۔" زین نے پیر زور سے ہلایا۔عروج نے سر دائیں بائیں مارا۔"تو تم یہاں خود گاڑی ڈرائیو کر کے آئے ہو؟" زین نے سر کو ہلکا سا خم دیا۔"تمہاری امی نے تمہیں کیسے آنے دیا اور بازو پر بھی چھوٹ لگی ہے نا؟" عروج تھوڑا حیران ہوئی۔"ایک پر چوٹ ہے دوسرا تو ٹھیک ہے اور امی کو کیا پتا میں تھوڑی نا بتا کر آیا ہوں۔" وہ مزے سے بولا۔"استغفر اللہ۔" عروج نے دونوں ہاتھ کانوں کو لگائے۔زین نے اسے تیز گھوری سے نوازا۔"ایسی کیا مجبوری تھی جو یہاں آئے؟" عروج نے آنکھیں سیکڑتے پوچھا۔"تمہاری یاد آرہی تھی۔" زین نے اسے نظروں کے حصار میں لئے مسکرا کر کہا۔"بکواس بند کرو۔" عروج نے جھنجھلا کر کہا۔زین کی مسکراہٹ سمٹی۔چہرے پر سنجیدگی چھاگئی۔تبھی عدن کچن سے کافی لیکر نکلی۔عدن نے کپ اٹھا کر زین کے آگے کیا۔"نہیں آنٹی میں چلتا ہوں مجھے ایک ضروری کام یاد آگیا۔" زین صوفے کے سہارے سے اٹھا۔عروج نے دیکھا وہ سہی سے کھڑا نہیں ہو پا رہا تھا۔"بیٹا کافی تو پی کر جاؤ۔" "نہیں آنٹی میں بس آپ کا شکریہ ادا کرنے آیا تھا آپ میری عیادت کے لئے آئی اور بریانی بھی بھیجی۔" زین ہلکا سا مسکرایا۔"شکریہ کیسا بیمار کی عیادت کرنا تو فرض ہے۔" عدن بھی مسکرائی۔"جی آنٹی اب میں چلتا ہوں۔" زین بنا اس کی سنے لنگڑاتا ہوا فلیٹ سے نکل

گیا۔ "اسے کیا ہوا ابھی تو ٹھیک تھا خود مجھ سے کہ کر کافی بنائی تھی اور اب بنا پئے چلا گیا؟" عدن حیران ہوئی۔ "میں آتی ہوں۔" عروج کہ کر تیزی سے باہر نکلی۔ "عروج کہاں؟" عدن نے پیچھے سے آواز لگائی مگر عروج اسے نظر انداز کرتی لفٹ میں داخل ہوئی۔ زین جیبوں میں ہاتھ ڈالے ایک طرف سنجیدہ چہرے کے ساتھ ٹیک لگائے کھڑا تھا۔ عروج خاموشی سے دوسری طرف جا کر کھڑی ہو گئی۔ زین نے اسے نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔ لفٹ کا دروازہ بند ہوا۔ "میں نے بہت بار محبّت کی ہے اپنے بابا سے اپنی دادی سے اپنے دوستوں سے عدن آنٹی سے پر تمہارے لئے وہ جذبہ فیل نہیں ہوتا تم میری زندگی کے بارے میں کچھ نہیں جانتے میں جیسی دیکھتی ہوں ویسی نہیں ہوں۔" آخر میں اس کا لہجہ بے بس ہو گیا۔ "میں جانتا ہوں۔" لفٹ ایک جھٹکے سے رکی تھی۔ دونوں گرتے گرتے بچے۔ زین آگے بڑھ کر لفٹ کے بٹن دبانے لگا مگر کوئی فائدہ نہیں۔ "ک۔۔ کیا۔۔ جان۔۔ جانتے ہو؟" اس کی آواز لڑکھڑائی۔ زین کے چلتے ہاتھ رکے۔ "یہی کے تم پری رضا میر ہو۔" وہ مڑا۔ اس کے الفاظ عروج کو ساکت کر گئے تھے۔ "تم ہی ہو نا اے جے گروپ اوف انڈسٹری کے اونر کی بیٹی عروج رضا میر؟" وہ پوچھ رہا تھا یا بتا رہا تھا وہ سمجھ نہیں سکی۔ "کیا بکواس ہے یہ؟" اس نے آنکھوں پر لگا چشمہ ٹھیک کرتے لبوں کو تر کرتے کہا۔ "بکواس نہیں حقیقت ہے۔" "کیا ثبوت ہے تمہارے پاس؟" بہت کوشش کے بعد بھی وہ اپنی آواز کی لڑکھڑاہٹ ختم نہیں کر پائی۔ "عروج اے یا یو سے شروع ہوتا ہے پر تم یو یوز کرتی ہو لیکن اگر اے سے شروع کیا جائے اور بیچ کے تین لیٹرز نکال دیے جائیں تو یہ بنے گا اے جے یعنی کے اے جے رضا میر۔" "اس دنیا میں صرف میرا ہی سر نیم رضا میر نہیں ہے اور ویسے بھی تم نے ابھی پری کہا تھا؟" عروج نے ہمت کرتے کہا۔ "ہاں لیکن ہر رضا میر کی بیٹی کی ماں کا سپنا اسے ڈاکٹر بنانا نہیں تھا ہر رضا میر کی بیٹی کے چار دوست نہیں تھے ہر رضا میر کی بیٹی اپنا گھر چھوڑ یہاں نہیں آئی اور تمہارے بابا پیار سے تمہیں

پری کہتے تھے، اور ایک بات اور۔" زین اس کے قریب آیا۔ عروج سانسیں روکے کھڑی تھی۔ زین نے ہاتھ بڑھا کر اس کا چشمہ اتارا۔ "یہ چشمہ بھی تمہاری باتوں کی طرح نکلی ہے۔" عروج کا چہرہ دھواں دھواں ہو گیا۔ "تمہیں کیسے پتا؟" کافی دیر بعد اس کی صدمے میں ڈوبی آواز آئی۔ "اس دن تمہارا چشمہ واپس کرنے آیا تھا تب یونہی اسے انکھوں پر لگالیا پر یہ نظر کا نہیں تھا اور اس دن رضا میر کے ذکر پر تمہارے ایکسپریشن دیکھے تھے تو حیرت ہوئی پھر اگنور کیا یہ سوچ کر کے شاید تمہاری طبعیت ٹھیک نہیں ہے پھر آیت کے منہ سے تمہارا سر نیم سنا تب دل میں خدشہ آیا تھا پھر ڈیڈ سے رضا میر کی بیٹی کا نام پوچھا انہوں نے پری بتایا، اس دن اپنا شک دور کرنے کے لئے میں نے تمہیں پیچھے سے آواز لگائی تھی تمہارے قدم رکنا تمہارا دوڑ کر بس تک جانا میرا شک یقین کی رہ پر چل پڑا لیکن تب بھی پوری طرح یہ نہیں کہ سکتا تھا کے تم ہی رضا میر کی بیٹی ہو اسی لئے میں نے دہلی میں رہتے اپنے اک دوست کو رضا میر کے بارے میں انفرمیشن نکالنے کے لئے کہا اس نے کچھ پیسے ڈرئیور کو دیے اور رضا میر کی بیٹی کی تصویر لانے کو کہا تب اس نے یہ تصویر مجھے بھیجی۔" زین نے موبائل اس کی آنکھوں کے سامنے لہرایا۔ عروج کی آنکھیں پھیل گئی۔ تصویر میں وہ رضا میر کر ساتھ مسکراتی کھڑی تھی۔ "کیوں اپنا گھر چھوڑ کر در در کی ٹھوکریں کھا رہی ہو؟ کیوں عروج کیوں؟ کیا صرف اپنے بابا سے ناراضگی کی وجہ سے؟" زین نے گھمبیر آواز میں پوچھا۔ وہ ایک ہی جگہ بت بنی کھڑی تھی۔ "عروج؟" زین نے تشویش سے اسے پکارا۔ وہ ٹس سے مس نا ہوئی۔ "عروج۔" زین نے بازو سے پکڑ کر اسے جھنجھوڑا اور اسی سے وہ گہرا سانس لیتی زمین پر گر گئی۔ زین بوکھلایا سا اس کے ساتھ ہی زمین پر بیٹھ گیا۔ اس کا تنفس بگڑ رہا تھا۔ وہ لمبے لمبے سانس لے رہی تھی۔ "عروج ہمت کرو۔" زین کو سمجھ نہیں آرہا تھا وہ اس سچویشن میں کیا کرے۔ اس کے پاس بلڈنگ کے چوکیدار کا نمبر نہیں تھا۔ عروج زمین پر گری اکھڑے اکھڑے سانس لے رہی تھی۔ زین نے عدن کا نمبر

ملایااور اسے کال کرنے کا کہ کر ساتھ ہی انہلر نیچے لانے کو کہا۔" ابھی لفٹ آن ہو جائیگی تم ہمت رکھو۔" زین اسے دلاسا دیتا خود کو کوس رہا تھا۔ لفٹ ایک جھٹکے سے آن ہوئی تھی۔ لفٹ کا دروازہ کھلتے ہی سامنے عدن انہلر لئے کھڑی تھی۔ عروج کو دیکھ اس کے ہاتھ پاؤں پھول گئے۔ انہلر کے استمال کرتے ہی وہ ہوش کی دنیا سے بیگانا ہو گئی۔ اس بار ہوسپٹل لیجانا ہی سہی رہتا۔ زین اسے بانہوں میں اٹھائے کار تک لایا۔ اس کے بازو اور پاؤں سے خون رسنے لگا تھا مگر اسے پرواہ نہیں تھی۔ ہوسپٹل پہنچ کر عروج کو ایمرجنسی میں لے جایا گیا تھا*** عدن عروج کے سرہانے بیٹھی اس پر پڑھ پڑھ کر پھونک رہی تھی۔ زین ڈاکٹر کے ساتھ اندر داخل ہوا۔" ابھی چنتا کی کوئی بات نہیں ہے سٹریس کی وجہ سے بے ہوش ہوئی تھی لیکن اگر یونہی بار بار بے ہوش ہوتی رہی تو کچھ نہیں کہہ سکتے۔" ڈاکٹر نے پیشہ ورانہ انداز میں کہا۔" لیکن ڈاکٹر یہ انہلر یوز کرتے ہی بے ہوش ہو جاتی ہے؟" زین نے پریشانی سے پوچھا۔" کیا پہلے بھی ایسا ہی ہوتا تھا؟" ڈاکٹر نے فائل پر نظریں دوڑائے پوچھا۔" نہیں ڈاکٹر پہلے کبھی یہ ایسے بے ہوش نہیں ہوئی۔" عدن نے بے چینی سے بتایا۔" اس بار آپ کو دھیان رکھنا ہو گا اگر یونہی چلتا رہا تو نروس بریک ڈاؤن بھی ہو سکتا ہے۔" عدن کا ہاتھ بے اختیار دل پر گیا۔ زین کی بھی سانسیں تھمی تھیں۔ میں کچھ میڈیسن لکھ رہا ہوں وہ انہیں دیتے رہیے گا اگر پھر کبھی ایستمع اٹیک ہوا تو یہ بے ہوش نہیں ہو نگی۔" ڈاکٹر نے ایک پرچی پر دوائیاں لکھ کر زین کو دی۔" تھنک تو ڈاکٹر۔" "مائی پلیجر۔" ڈاکٹر مسکرا کر کہتا کمرے سے نکل گیا۔" کیا ہوا تھا جو یہ بے ہوش ہوئی؟" ڈاکٹر کے جاتے ہی عدن نے پریشانی سے پوچھا۔ زین گہرا سانس لیتا عدن کو ساری بات بتا گیا۔ عدن سر دونوں ہاتھوں میں تھام کر صوفے پر گری۔ "اسی لئے کہتے ہیں کچھ باتیں راز ہی رہے تو بہتر ہوتا ہے۔" عدن نے ناراضگی سے کہا۔" آپ سب جانتی تھیں نا؟" "ہاں جانتی تھی عروج نے مجھ سے وعدہ لیا تھا اسی لئے کسی کو نہیں بتایا۔" عدن نے نم آنکھوں سے کہا۔" وہ گھر کیوں

چھوڑ کر آئی تھی؟" زین نے سنجیدگی سے پوچھا۔"میں نے کہانا نہیں بتا سکتی۔" عدن نے دبے دبے غصے سے کہا۔"پر مجھے جاننا ہے ایسی کیا مجبوری تھی جو وہ اپنا گھر چھوڑ کر یہاں رہ رہی ہے پلیز بتائیں مجھے۔" زین نے بھرائی ہوئی آواز میں التجا کی۔عدن خاموش رہی۔"سب تو جان گیا ہوں بس یہ جاننا ہے کیا واقعی وہ اپنے بابا سے ناراض ہو کر گھر سے آئی تھی؟آنٹی پلیز میری سانسیں جڑی ہے اس سے پلیز۔" عدن نے سر اٹھا کر اس کی آنکھوں میں دیکھا جہاں اسے صرف عروج نظر آئی۔زین بے بس سا اسے دیکھ رہا تھا۔عدن نے بتانا شروع کیا۔جوں جوں وہ بتاتی جا رہی تھی زین کے دل پر بوجھ بڑھتا جا رہا تھا۔عدن کے خاموش ہوتے ہی کمرے میں گہرا سناٹا چھا گیا۔سر جھکائے وہ عروج کی اذیت کا اندازہ لگانے کی کوشش کر رہا تھا۔عدن بھی خاموش آنسو بہا رہی تھی۔زین نے سر اٹھا کر اس کے بے جان وجود کو دیکھا۔نیند میں بھی اس کے چہرے پر اذیت کے آثار تھے۔اس وقت اس کا من کیا تھا وہ اس کے سارے زخم سارے درد ساری اذیت لی کر اسے خوشیوں سے مالا مال کر دے۔مگر وہ بے بس تھا۔ضبط کی وجہ سے اس کی آنکھیں حد سے زیادہ سرخ ہو رہی تھی۔وہ تیزی سے اٹھ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔عدن نے دھندلائی آنکھوں سے اسے جاتے دیکھا تھا*** وہ گھٹنوں میں سر دیے بیٹھی تھی جب دروازہ کھلنے کی آواز آئی۔زین نے گلا کھنکھار کر اس کا دھیان اپنی طرف کرنا چاہا مگر وہ ٹس سے مس نا ہوئی۔زین کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گیا۔"ابھی کل ہی میں گھر گیا تھا اور آج تم ہوسپٹل آگئی اف اتنی محبّت کرتی ہو مجھ سے؟" زین نے دل پر ہاتھ رکھے کسی مجنو کی طرح کہا۔وہ مورت بنی ویسے ہی بیٹھی رہی۔"اب سیدھی ہو جاؤ ورنہ بریانی ٹھنڈی ہو جائیگی کل تم نے کھلائی تھی آج میں لے آیا حساب برابر کرنے ورنہ کہیں تم پھر سے نا کہہ دینا مفت کا کھانا۔" زین اسے زچ کرنے لگا۔عروج نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔اس کی آنکھیں ہر احساس سے عاری تھی۔اس کی آنکھوں میں چھایا سناٹا دیکھ اک پل زین گھبرا گیا۔"اب سیدھی ہو جاؤ یار بھوک لگی

ہے۔" زین نے پیٹ پر ہاتھ پھیرتے کہا۔ "مجھے بھوک نہیں ہے۔" اس نے بے جان آواز میں کہا۔ "لیکن مجھے لگی ہے۔" زین نے منہ بسور کر کہا۔ "تو تم کھالو۔" وہی بے تاثر انداز۔ "ٹھیک ہے مت کھاؤ میں بھی نہیں کھاؤنگا۔" اس نے منہ بنا کر کہا۔ "ضد مت کرو میرے کھانے سے تمہارا کوئی تعلق نہیں ہے۔" "ضد میں نہیں تم کر رہی ہو۔" زین نے برا سامنہ بنایا۔ عروج خاموش رہی۔ "ٹھیک ہے مت کھاؤ اچھا ہی ہے تمہارا تھوڑا وزن کم ہو جائیگا اگلی بار تمہیں اٹھانے میں آسانی ہو گی۔" زین نے اسے زچ کرنے کی کوشش کی۔ عروج نے گھور کر اسے دیکھا۔ "ایسے کیا دیکھ رہی ہو تمہیں ہاتھوں میں اٹھا کر لایا ہوں دیکھو خون بھی نکلا ہے۔" زین نے بازو کی طرف اشارہ کیا جہاں خون کے دھبے جم چکے تھے اور ساتھ ہی پیر بھی آگے کیا جس کی پٹی خون سے لت پت تھی۔ "کیوں کر رہے ہو ایسا میرا تم سے کوئی رشتہ نہیں ہے پھر کیوں؟" عروج نے سنجیدگی سے پوچھا۔ "محبت، تم نہیں کرتی میں تو کرتا ہوں تمہارا درد میرا درد ہے یہاں محسوس کیا تھا۔" زین نے انگلی دل کے مقام پر رکھے نم آواز میں کہا۔ عروج کی نظریں اس کی نظروں سے ٹکرائی۔ اس کی آنکھیں نم تھی۔ کیا زین جیسا مرد اس کے لئے رو رہا ہے؟ اسے دھچکا لگا تھا۔ "اب ڈالوں کھانا بھوک سے پیٹ کے چوہے بھی مرنے والے ہو گئے ہیں؟" اس نے دوہائی دی۔ عروج نے ہلکا سا سر ہلا دیا۔ "شکر الحمدللہ۔" زین نے ہاتھ اٹھائے کہا۔ عروج کے ہونٹ مسکراہٹ میں ڈھلے۔ زین کے اندر تک سکون اترا تھا اس کے مسکرانے پر۔ دو پلیٹ میں بریانی ڈال کر اس نے ایک اسے دی اور دوسری لے لی۔ زین نے چمچ اس کی طرف بڑھائی۔

"میں ہاتھ سے کھاتی ہوں۔" عروج نے انکار کرتے کہا۔ عروج ہاتھ سے آہستہ آہستہ کھانے لگی جب کے زین بھکڑوں کی طرف پلیٹ پر جھکا تھا۔ اسے دیکھ کر ہی اندازہ ہوتا تھا کے وہ واقعی بھوکا تھا بریانی کھاتے اسے ہچکی لگی۔ زین نے اپنی پلیٹ ٹیبل پر رکھ کر جلدی سے اسے پانی کا گلاس تھمایا۔ عروج نے گلاس لبوں سے لگا کر ایک ہی سانس میں

ختم کر دی۔ گلاس منہ سے ہٹاتے ہی اسے کل کا واقعہ یاد آیا تھا۔ بے اختیار ہی اسے شرمندگی نے آ گیرا۔ "یہی سوچ رہی ہو نا کے مکافاتِ عمل اتنی جلدی کیسے ہو گیا؟" زین نے شرارت سے کہا تھا لیکن عروج مزید شرمندہ ہو گئی۔ اس نے گلاس کے ساتھ بریانی کی پلیٹ بھی اس کی طرف بڑھائی۔ "کیا ہوا؟" "پیٹ بھر گیا۔" "اتنے سے ویسے اچھا ہے کم کھاؤ گی تو کم موٹی ہو گی۔" زین نے بریانی کی پلیٹ تھامتے کہا۔ عروج نے تیزی سے اس کے ہاتھ سے پلیٹ واپس کھینچی اور اسے ایک گھوری سے نوازتی کھانا کھانے لگی۔ زین کے لب پھیل کر سمٹے تھے۔ "آنٹی کہاں ہیں؟" "گھر گئی ہیں کل صبح سے یہاں تھیں۔" زین کی بات پر اس کے ہاتھ رکے۔ "میں کل صبح سے یہاں ہوں؟" اس نے بے یقینی سے پوچھا۔ زین نے سر کو ہلکا سا خم کیا۔ "کیا تم نے واقعی کل سے کچھ نہیں کھایا تھا؟" عروج نے حیرت سے پوچھا۔ زین نے دوبارہ سر خم کیا۔ عروج بے یقین سی اسے دیکھ رہی تھی۔ "بریانی کھاؤ ورنہ میں تمہاری بھی کھا جاؤ نگا۔" زین نے شرارت سے کہا۔ عروج نے اپنی پلیٹ اس کے آگے کی۔ "ارے نہیں میں تو مذاق کر رہا تھا۔" زین خجل سا ہو گیا۔ "نہیں تم کھاؤ مجھے ویسے بھی بھوک نہیں ہے۔" عروج نے مسکرا کر کہا۔ "نہیں میرا پیٹ بھر گیا۔" وہ بھی مسکرایا۔ "پلیز کھا لو مجھے واقعی بھوک نہیں ہے میں صرف تمہاری وجہ سے کھا رہی تھی۔" عروج نے نرمی سے کہا۔ زین نے پلیٹ تھام لی۔ عروج دھیمہ سا مسکرائی۔ بریانی کھانے کے بعد وہ کمرے سے نکل گیا۔ واپس آنے پر اس کے ہاتھ میں دو چائے کے کپ تھے۔ اس نے ایک کپ عروج کی طرف بڑھایا۔ "میں چائے نہیں پیتی۔" اس نے تلخی سے کہا۔ "آج پی لو۔" یہ اتفاق ہی تھا آج اسے کافی نہیں ملی اسی لئے وہ چائے لے آیا۔ عروج نے نفی میں سر ہلایا۔ زین کرسی پر بیٹھ گیا۔ "آئی ایم سوری۔" وہ چونکی۔ "کس لئے؟" "کچھ راز راز ہی رہے تو اچھا ہوتا ہے۔" اس نے عدن کا کہا جملہ دوہرایا۔ اس کے چہرے پر کرب کے آثار نمودار ہوئے تھے۔ "میری وجہ سے آج تم یہاں ہو آئی ایم رئیلی سوری۔"

وہ ٹوٹ کر بولا تھا۔ "نہیں تمہاری غلطی نہیں ہے۔" اس نے ہمت کرتے کہا مگر پھر بھی آواز لڑکھڑائی تھی۔ "چائے ٹھنڈی ہو جائیگی۔" اس نے دوبارہ کپ اس کے آگے کیا۔ عروج نے خاموشی سے چائے پکڑلی۔ عروج چائے کا کپ ہاتھ میں لئے اسے دیکھ رہی تھی۔ جب اس کے کانوں سے سڑ سڑ کی آواز ٹکرائی۔ اس نے غصے سے زین کو دیکھا تھا۔ "منہ میں سپیکر لگا یا ہے؟" زین کپ منہ سے ہٹاتا معصومیت سے اسے دیکھنے لگا۔ "کہا تو تھا نہیں آتی بنا آواز کے چائے پینے۔" "پہلے کپ کو منہ سے لگاؤ پھر آرام سے گھونٹ بھر وایسے آواز نہیں آئیگی اگر زور زور سے کھینچ کھینچ کر گھونٹ بھر وگے تو آواز تو آئیگی نا۔" عروج نے سمجھاتے کہا۔ زین نے سر ہلاتے دوبارہ گھونٹ بھرا مگر بے سد۔ اب وہ بیچاری سی شکل بنائے اسے دیکھ رہا تھا۔ "یہ دیکھو ایسے پیو۔" عروج نے کپ ہونٹوں سے لگا کر ایک بنا آواز کے گھونٹ بھرا۔ کتنے وقت کے بعد اس کے منہ نے چائے کا ذائقہ چکھا تھا۔ وہ ساکت رہ گئی۔ ماضی کی آوازیں اس کے کانوں سے ٹکرائی تھی۔ "کیسے پیتے ہو تم لوگ اتنی کڑوی کافی؟" "دنیا جہاں کی ساری چائے تو تم پی جاتی ہی اب ہم بیچارے کافی نہیں پیئے تو کیا پیئے۔" ہوسپٹل کے بیڈ پر بیٹھے وہ ایک سال پیچھے دہلی کے ایک کیفے میں چلی گئی تھی۔ ایک آنسو خاموشی سے اس کی آنکھ سے گرا تھا۔ اس نے بمشکل گھونٹ ہلک سے نیچے اتارا تھا۔ گردن دوسری جانب پھیر کر اس نے آنکھیں صاف کی۔ زین نے حیرت سے اس کا ننا آنسو دیکھا تھا۔ عروج نے ایک اور گھونٹ بھرا اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ چند اک گھونٹ میں سارا کپ ختم کر گئی۔ چائے پی کر اسے اپنے اندر سکون اترتا محسوس ہوا۔ وہ اداسی سے خالی کپ کو دیکھ رہی تھی۔ "اور چاہیے؟" زین نے اسے نوٹس کرتے پوچھا۔ عروج نے چھوٹے بچوں کی طرح سر ہلا دیا۔ زین مسکراتا ہوا اس کے ہاتھ سے کپ لیکر کمرے سے نکل گیا۔ عروج ٹیک لگا کر آنکھیں موند گئی۔ وہ چائے کا کپ لئے کمرے کے دروازے میں پہنچا تو اسے دیکھ وہی رک کر دروازے سے ٹیک لگا کر اسے دیکھنے لگا۔ وہ لڑکی کب اس کا

سکون بن گئی پتا ہی نہیں چلا۔ عروج نے دھیرے سے آنکھیں کھولیں۔ زین فورن سیدھا ہوتا اندر آیا۔ چائے پی کر اس نے خالی کپ زین کو دیا جسے اس نے ٹیبل پر رکھ دیا" مجھے گھر جانا ہے تم نرس کو بلا دو گے پلیز؟" زین نے کچھ کہنے سے پہلے ہی وہ دوبارہ بولی۔ "تم ٹھیک ہو؟" وہ ایک دم فکر مند ہوا۔ "تم بلا دو پلیز۔" عروج اس کی بات نظر انداز کرتی بولی۔ "اوکے۔" زین تیزی سے باہر نکلا۔ اس کی فکر عروج کو پسند آئی وہ بے اختیار مسکرائی تھی۔ دو منٹ میں ہی وہ نرس کے ہمراہ کمرے میں داخل ہوا۔ نرس کی شکل دیکھ کر لگ رہا تھا جیسے اسے زبردستی لایا گیا ہو۔ نرس اس کی پیشانی چھو کر ٹیمپریچر چیک کرنے لگی۔ "میں ٹھیک ہوں آپ پلیز ان کی پٹی کر دیں۔" عروج نے زین کی طرف اشارہ کیا۔ جہاں زین حیران ہوا وہی نرس کا پارا ہائی ہو گیا۔ "اگر آپ کو پٹی ہی کروانی تھی تو وہی کروا لیتے اتنا ضروری کام کر رہی تھی میں آپ نے ایمرجنسی کا کہ کر مجھے بلایا شرم آنی چاہیے آپ کو۔" نرس فرسٹ ایڈ بوکس اٹھاتی غصے سے بولی۔ جہاں ایمرجنسی کے نام پر عروج حیران ہوئی وہی زین نے زبان دانتوں تلے دبالی۔ نرس اس کی پٹیاں چینج کر کے دندناتی ہوئی کمرے سے نکل گئی۔ زین نے عروج کو دیکھا جو آنکھیں چھوٹی کئے اسے ہی گھور رہی تھی۔ "گھورو مت میں نے پوچھا تھا تم نے بتایا نہیں اگر پہلے ہی بتا دیتی تو میں وہی سے چینج کروا لیتا۔" زین نے منہ بسور کر کہا۔ "ویسے نرس کر کیا رہی تھی جو اتنے غصے میں تھی؟" عروج نے تجسس سے پوچھا۔ "فون پر لگی تھی میں نے بلایا بولی دو منٹ میں آتی ہوں اسی لئے تو ایمرجنسی کا کہا تھا تبھی دوڑتی ہوئی آئی۔" زین نے خالص زنانیوں کے انداز میں کہا۔ عروج کا قہقہہ بلند ہوا۔ وہ پیٹ پکڑ کر ہنسنے لگی۔ "نی اپیوا ایپوا ایلم سیر و کیرا اپوا ایلم ان میلا انبوور دھو۔" اس کے ہنسنے پر زین نے گھمبیر آواز میں تمل میں کچھ کہا تھا۔ وہ ہنستے ہنستے رکی۔ اس نے زین کو دیکھا جو آنکھوں میں پیار سموئے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ "کیا کہا تم نے؟" اس نے نظریں چراتے دھیمی آواز میں پوچھا۔ "یہ تو تم بتاؤ؟" "مجھے کیا پتا مجھے تھوڑی نا تمل

آتی ہے۔" اس نے منہ بسور کر کہا۔ زین مسکرایا۔ تبھی عدن دروازہ کھول کر اندر آئی۔ بلند آواز سلام کر کے وہ عروج کی طرف آئی۔ "کیسی ہو؟" "ٹھیک ہوں۔" "ماشاءاللہ۔" عدن نے اس کی بلائیں لی۔ "زین تم جاؤ آرام کرو میں ہوں عروج کے پاس۔" عدن عروج کے قریب ہی بیڈ پر بیٹھتی بولی۔ "نہیں آنٹی میں ٹھیک ہوں۔" اس نے عاجزی سے کہا۔ 'ارے کل سے یہی ہو جاؤ گھر جا کر آرام کر لو عروج کو میں خود گھر لے جاونگی۔" عدن نے پیار سے اسے ڈپٹتے کہا۔ عروج حیران ہوئی۔ "نو نیڈ میں بلکل فریش ہوں آپ دونوں کو گھر چھوڑ کر ہی گھر جاؤنگا۔" زین نے انگڑائی لیتے کہا۔ عدن نے مسکرا کر اسے دیکھا عروج کے لئے اس کی محبت کا اندازہ اسے کل اچھی طرح سے ہو گیا تھا۔ "آنٹی گھر جانا ہے۔" عروج نے معصوم سی شکل بنا کر کہا۔ "چلتے ہیں پہلے ڈاکٹر کو فائنل چیک اپ کرنے دو۔" عدن نے پیار سے اس کی ٹھوڑی چھوتے کہا۔ "بلکل ٹھیک ہوں میں دیکھے کچھ بھی نہیں ہوا ہے ابھی صرف گھر چلیں پلیز۔" عروج نے ضدی انداز میں کہا۔ "اوکے چلتے ہیں ابھی میں مل کر آئی تھی ڈاکٹر سے وہ آنے والے ہو ہونگے۔" عدن کی بات ختم ہوتے ہی ڈاکٹر اندر آیا۔ اس کا سرسری سا چیک اپ کرنے کے بعد ڈاکٹر نے ڈسچارج دے دیا۔ زین دونوں کو ڈراپ کر کے اپنے فلیٹ میں آ گیا۔ عروج اپنی پیکنگ کرنے لگی کل اسے ہوسٹل جانا تھا۔ عدن اس کے جانے سے اداس تھی لیکن اس نے ظاہر نہیں ہونے دیا وہ اس کے خوابوں کے بیچ نہیں آنا چاہتی تھی۔ عروج پیکنگ کے بعد باہر آئی۔ عدن کھانا لگا رہی تھیں۔ زین کو وہ کھانا اس کے فلیٹ میں ہی دے آئی تھیں۔ "آنٹی بلکل بھی بھوک نہیں ہے۔" عدن کے کہنے پر اس نے انکار کیا۔ "چپ کر کے کھاؤ کھانا زین بتا رہا تھا تم نے صبح بھی سہی سے نہیں کھایا تھا۔" عدن نے اسے گھورتے کہا۔ عروج منہ بسور کر بیٹھ گئی۔ "یہ کیا ہے؟" عدن نے اس کے سامنے ابلے چاول کے ساتھ ابلی سبزی رکھی جسے دیکھ اس نے ناک چڑا کر کہا۔ عدن نے اسے گھورا۔ "آنٹی میں اتنی بھی بیمار نہیں ہوں یہ ابلی ہوئی

سبزی کھلا کر تو آپ ظلم کر رہی ہیں۔" اس نے احتجاجاً کہا۔ "ڈاکٹر نے ایسا ہی کھانا سجیسٹ کیا ہے چپ کر کے کھاؤ۔" عدن نے سنجیدگی سے کہا۔ عروج دل مار کر کھانا کھانے لگی بہت مشکل سے اس نے چاول اور سبزی ہلک سے نیچے اتاری۔ "آنٹی زین کو کھانا دیا؟" کھانا کھاتے اسے زین کا خیال آیا۔ "ہاں بہت پیارا بچا ہے بہت محبّت کرتا ہے تم سے تمہیں اس کے بارے میں سوچنا چاہیے۔" عدن نے اسے سمجھایا تھا۔ عروج خاموش رہی۔ "تم سمجھ رہی ہو نا میری بات؟" اس کی خاموشی پر عدن نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے پوچھا۔ عروج نے سر ہلا دیا۔ کھانا کھانے سے لیکر کمرے میں آنے تک وہ زین کے بارے میں ہی سوچتی رہی۔ کمرے میں آنے کے بعد بھی اس کی سوچ کا مفہوم زین عباسی ہی تھا*** وہ نماز پڑھ کر سونے کی نیت سے بیڈ پر لیٹی تھی جب اس کا فون بجا۔ ان نون نمبر دیکھ اس نے کال اٹینڈ کی۔ دوسری طرف گہری خاموشی تھی۔ عروج اس کی سانسوں کی آواز سن سکتی تھی۔ "اب کچھ بولو گے بھی؟" دونوں طرف کی خاموشی کو عروج کی آواز نے توڑا۔ "نہیں صرف تمہاری سانسوں کی آواز سننی ہے۔" دوسری طرف شوخی سے کہا گیا۔ "زیادہ مجنوں مت بنو اور یہ بتاؤ فون کیوں کیا ہے؟" عروج نے سپاٹ سی آواز کے ساتھ پوچھا۔ "کیا میں کل تمہیں ہوسٹل ڈراپ کر سکتا ہوں؟" زین نے جھجھکتے پوچھا۔ عروج چند لمحے خاموش رہی۔ "ٹھیک ہے مجھے بھی تم سے ایک ضروری بات کرنی ہے۔" اس نے سنجیدگی سے کہا۔ "کونسی بات؟" زین نے تجسس سے کہا۔ "کل بتاؤنگی۔" "مطلب میں ساری رات یہی سوچتا رہوں؟" اس نے گہرا سانس لیا۔ "کیا؟" عروج نے سمجھی۔ "یہی کے تمہیں مجھ سے کیا ضروری بات کرنی ہے۔" زین نے لچک دار آواز میں کہا۔ دونوں طرح دوبارہ خاموشی چھا گئی۔ "اور کچھ؟" "نہیں۔" "تو رکھو فون۔" "تم بھی تو رکھ سکتی ہو۔" زین نے شرارت سے کہا۔ "فون تم نے کیا ہے تو تم ہی کاٹو گے۔" دوسری طرف بھی عروج تھی۔ "اگر میری بات ہے تو میں ساری رات نہیں کاٹونگا۔" زین نے آوار گی

بھرے انداز میں کہا۔ "فون تم نے کیا ہے تو کاٹو گے بھی تم ہی۔" عروج نے بھی ضد لگائی۔ "دیکھ لو؟" اس نے چیلنج کیا۔ "ہاں نہیں کاٹو نگی کال تم ہی کاٹو۔" اس نے اکڑ کر کہا۔ "نہیں میں نہیں کاٹو نگا۔" دوسری طرف بھی برابر کی ضد تھی۔ "ٹھیک ہے مت کاٹو میں یونہی فون رکھ دونگی۔" اس نے اپنی طرف سے دھمکی دی۔ "رکھ دو۔" اس نے لاپرواہی سے کہا۔ عروج نے زچ آتے موبائل ایسے ہی سرہانے پر رکھ دیا اور خود بھی لیٹ گئی۔ زین بھی تکیے پر موبائل رکھ کر لیٹا اس کی سانسوں کی آواز سن رہا تھا۔ عروج چند لمحے یونہی لیٹی رہی پھر نا جانے اس کے دل میں کیا سمائی اس نے سپیکر آن کر دیا۔ زین کی بھاری سانسوں کی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی۔ دل عجیب انداز میں دھڑکا۔ دونوں طرف خاموشی تھی۔ عروج یونہی لیٹے لیٹے سو گئی۔ دوسری طرف زین نے بھی کروٹ لیکر آنکھیں موند لی۔ صبح فجر کے وقت اس کی آنکھ کھلی۔ کمرے میں ہلکے ہلکے خراٹوں کی آواز گونج رہی تھی۔ پہلے تو اسے یاد ہی نہیں آیا۔ پھر یاد آنے پر وہ یک دم اچھلی۔ کال ابھی بھی چل رہی تھی۔ "عجیب انسان ہے۔" وہ حیرت سے بڑبڑاتی واش روم میں گھس گئی۔ نماز کر بعد فریش ہو کر باہر آنے پر سامنے زین کو تیار بیٹھے پایا جو کپ ہونٹوں سے لگائے کافی پی رہا تھا۔ عروج پر نظر پڑتے ہی کپ ٹیبل پر رکھتا مسکرا کر ہاتھ ہلانے لگا۔ عروج نظریں پھیرتی کچن میں گھس گئی۔ اسے عجیب سی شرم آرہی تھی۔ ساری رات کال چل رہی تھی یہ بات ہی اسے شرمندہ کر رہی تھی۔ "اٹھ گئی؟" عدن کی نظر پڑتے ہی اس نے مسکرا کر کہا۔ "جی آنٹی کیا بنا رہی ہیں؟" عروج انگڑائی لیتی اس کے ساتھ آکر کھڑی ہو گئی۔ "ڈوسہ زین کو بہت پسند ہے فرمائش پر بنوا رہا ہے۔" عدن نے شریں لہجے میں کہا۔ عروج سر ہلاتی فریج سے پانی کی بوتل نکال کر چیئر پر بیٹھ کر پانی پینے لگی۔ "تم تیار ہو جاؤ پھر ناشتہ کرتے ہیں۔" عدن نے ڈوسہ پلیٹ میں رکھتے کہا۔ عروج سر ہلاتی کچن سے نکلی جب کمرے میں جانے کی بجائے زین کی طرف آئی۔ "تمہارے پاس کوئی اور کپڑے نہیں ہے جو ہر وقت یہ

ایک ہی کالی پینٹ شرٹ پہنے رکھتے ہو؟" عروج نے کمر پر ہاتھ رکھے پوچھا۔ "نہیں نا ہم بیچارے غریب سے لوگ ہیں تمہاری طرح امیر تھوڑی ہیں۔" زین نے مسکین سی شکل بنائی۔ عروج کے چہرے پر کئی رنگ آ کر گزرے۔ "صبح صبح تم اور بھی خوبصورت لگتی ہو۔" زین نے فورن بات پلٹتے کہا۔ "کالا جن۔" عروج غصے سے بڑبڑاتی کمرے میں چلی گئی۔ "کالا جن؟" زین نے حیرت سے اپنی طرف دیکھا تھا۔ ناشتے کے بعد وہ سامان سمیت جانے کے لئے کھڑی تھی۔ عدن نے اس کے بیگ میں نا جانے کون کون سی ہیلتھی کھانے کی چیزیں رکھی تھیں۔ عروج کے منع کرنے کے باوجود بھی عدن نے اس کا آدھا بیگ اپنے ڈبوں سے ہی بھر دیا۔ "اپنا بہت سا خیال رکھنا۔" عدن نے اس کے گلے لگ کر نم آواز میں کہا۔ "میں آتی رہا کرونگی۔" عروج نے اس کی آنکھیں صاف کرتے مسکرا کر کہا۔ عدن نے مسکرا کر اسے الوداع کیا تھا۔ مگر اندر سے وہ بہت اداس تھی عروج کا بھی یہی حال تھا۔ لفٹ میں داخل ہوتے ہی زین نے ایک شاپر اس کی طرف بڑھایا۔ "یہ میڈ سن ہے جب بھی تمہیں دورہ پڑیگا میرا مطلب ہے جب بھی تمہیں ایستمع اٹیک آئیگا تم بیہوش نہیں ہو گی۔" عروج کی گھوری پر وہ فورن شرافت کا لبادہ اوڑھتا بولا۔ عروج نے جھپٹا مار کر اس کے ہاتھ سے شاپر کھینچا۔ عروج لفٹ سے نکل کر خاموشی سے آگے بڑھ گئی۔ "او ہیلو اپنا سامان تو اٹھاؤ۔" زین نے پیچھے سے آواز لگائی۔ "تمہیں شوق تھا مجھے چھوڑنے کا اب سامان بھی تم ہی اٹھاؤ گے۔" وہ بنا مڑے چلا کر بولی۔ زین سامان اٹھائے تیزی سے اس تک پہنچا۔ "چھوڑنے کا کہا تھا سامان اٹھانے کی بات تو نہیں ہوئی تھی؟" "تو سامان اٹھانے کی بات پہلے ہی ڈن کرنی تھی تم کیا کوئی ڈرائیور ہو؟" اس نے اپنی بڑی بڑی آنکھیں مزید پھیلائی۔ "پر۔" "اگر سامان نہیں اٹھاؤ گے تو میں تمہارے ساتھ نہیں جاؤ نگی۔" عروج نے اس کی بات کاٹتے دھمکی دی۔ "او کے۔" زین نے شرافت سے سامان اٹھا کر کار میں رکھا۔ "تم نے کچھ بات کرنی تھی؟" مین روڈ پر کار ڈالتے ہی اس نے کہا۔ "ہمم۔" وہ شیشے

سے باہر نظریں ٹِکائے کھوئے انداز میں بولی۔ "کیا؟" زین نے ایک نظر اسے دیکھا پھر اپنا دوبارہ گردن موڑلی۔ عروج نے ایک گہرا سانس لیا۔ "وہ م۔۔میں۔" وہ لفظوں کو ترتیب دینے لگی۔ "سمجھ نہیں آرہی کیسے کہوں۔" وہ پزل ہوئی۔ "میں نے ایک منٹ میں کہہ دیا تھا اور تم اتنا سوچ رہی ہو؟" زین نے شرارت سے کہا۔ "کیا کہہ دیا تھا؟" عروج الجھی۔ "یہی کے میں تم سے پیار کرتا ہوں۔" انداز میں وہی شرارت تھی۔ عروج نے بنا کوئی ریئیکٹ کئے بات شروع کی۔ "اگر تم مجھ سے پوچھوگے کے کیا میں تمہیں پسند کرتی ہوں تو میں کہہ سکتی ہوں ہاں لیکن اگر یہ پوچھوگے کے کیا میں تم سے پیار کرتی ہوں تب میرے پاس کوئی جواب نہیں ہوگا۔" اس نے قدرے دھیمی آواز میں کہا۔ زین نے گردن موڑ کر اسے دیکھا جو نظریں گود میں ٹِکائے بیٹھی تھی۔ "کیا مطلب؟" زین نے کار کی سپیڈ کم کی۔ "میں تمہیں وقت دیتی ہوں۔" اس نے گہرا سانس لیتے سنجیدگی سے کہا۔ "کیسا وقت؟" کار کی سپیڈ مزید کم ہوئی۔ "مجھے لگتا ہے جو تم میرے لئے فیل کرتے ہو وہ پیار نہیں صرف اٹریکشن ہے۔" "صاف صاف بتاؤ کیا کہنا چاہتی ہو؟" زین کار ایک طرف روک کر اس کی طرف گھماں۔ "آج سے اگلے پانچ سال تک ہم ایک دوسرے سے نہیں ملینگے نا ہی کوئی کونٹیکٹ کرینگے اگر ان پانچ سالوں میں تمہاری محبّت نہیں بدلی تو۔" وہ رکی۔ "تو؟" وہ سانس روکے بیٹھا تھا۔ "تو میں سوچونگی تمہارے بارے میں۔" وہ جو سانس روکے بیٹھا تھا ایک گہرا سانس لیکر سیٹ سے ٹیک لگا گیا۔ "پانچ سال کے بعد بھی تم سوچوگی؟" وہ طنزیہ ہنسا۔ "مجھے وقت چاہیے یہ جاننے کے لئے کی میرے دل میں تمہارے لئے کچھ ہے بھی یا نہیں۔" "عروج کنفیوز مت کرو پلیز صاف صاف بتاؤ؟" وہ تنگ کر بولا۔ "میں تم سے محبت کرتی ہوں یا نہیں میں خود بھی نہیں جانتی اسی لئے شاید میں تم سے دور رہ کر اس بات کو سمجھ سکوں۔" وہ مدعے پر آئی۔ "اور کیا پتا جسے تم محبت کہہ رہے ہو وہ صرف ایک اٹریکشن ہو اور آگے جاکر تمہاری یہ فیلنگ بدل جائے اسی لئے

میں وقت دے رہی ہوں۔" وہ بات کو گھما رہی تھی۔ "اور پانچ سال کے انتظار کے بعد بھی تم کہو میں تم سے محبّت نہیں کرتی تو؟" اس نے کرب سے پوچھا۔ "اور اگر پانچ سال کے بعد تمہاری محبّت جھاگ کی طرح بیٹھ گئی تو؟" اس نے جواب دینے کی بجائے سوال کیا۔ زین نے بنا جواب دیے کار سٹارٹ کر کے آگے بڑھالی۔ باقی تین گھنٹوں کا سفر خاموشی سے کٹا۔ ہوسٹل کے آگے اس نے کار روکی۔ بنا کچھ کہے وہ کار سے اتر کر سامان نکالنے لگا۔ عروج بھی باہر نکل آئی۔ سامان ایک طرف رکھ کر وہ ہاتھ جھاڑتا اس کی طرف آیا۔ "تم ایک تیر سے دو نشانے لگانا چاہتی ہو؟" زین نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے کہا۔ عروج نے بے اختیار نظریں چرائی۔ "تمہیں لگتا ہے میں کمزور مرد ہوں جو صرف محبّت کا دعوا کرنے والا نا کے نبھانے والا؟" وہ غصے سے بولا۔ عروج خاموش رہی۔ "تو ٹھیک ہے پھر ملتے ہیں پانچ سال کے بعد یہی اسی جگہ۔" وہ اک عزم سے بولا تھا۔ عروج نے سر اٹھا کر اسے دیکھا کیا نہیں تھا اس کی آنکھوں میں۔ "اور اگر تم نا آئے تو؟" ناجانے وہ کیا جاننا چاہتی تھی۔ "تو سمجھ جانا میں مر گیا کیونکہ محبّت سے مکر جاؤں ایسا مرد نہیں ہوں۔" عروج سر تا پیر شرمندہ ہوئی۔ "اور اگر تم پانچ سال بعد کہو میں نے سوچا سمجھا لیکن تم مجھ سے محبّت نہیں کرتی تو؟" وہ دو قدم اس کے قریب آیا۔ عروج کے پاس کوئی جواب نہیں تھا وہ خاموش رہی۔ اس کی خاموشی دیکھ وہ خود ہی بولا۔ "اگر میری محبت سچی ہے تو تم میری ضرور بنو گی۔" اس بار وہ مسکرایا تھا۔ "تو میں چلوں؟" وہ تھوڑا سا جھکا۔ عروج نے سر کو ہلکا سا خم کیا اور اپنا سامان اٹھا کر ہوسٹل کے گیٹ کی طرف بڑھی۔ جب زین کی آواز نے اس کے قدم روکے۔ "چھیلم نہ انالو پیپزے اور نہ انا کدھالک کیرن۔" وہ مسکراتا ہوا تمل میں کچھ بولا۔ "کیا کہا تم نے؟" وہ پلٹی۔ اس کی آواز میں تجسس تھا۔ "ابھی نہیں جب دوبارہ میلنگے تب بتاؤنگا۔" وہ مسکرا کر کہتا کار سے ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا۔ "جاؤ اب۔" "نہیں پہلے تم اندر جاؤ پھر جاؤنگا۔" عروج سر ہلاتی واپس اندر کی جانب چل دی۔ وہ

حسرت بھی نگاہوں سے اسے جاتے دیکھ رہا تھا۔ گیٹ پر پہنچ کر اس نے گردن موڑ کر پیچھے دیکھا۔ اس کے دیکھتے ہی وہ مسکرا کر ہاتھ ہلانے لگا۔ عروج مسکراتی ہوئی گیٹ کے اندر گم ہو گئی۔ آنکھوں میں آئی نمی کو انگوٹھے کی مدد سے صاف کرتے وہ کار میں بیٹھ گیا۔ اک لمبا انتظار تھا جو اسے کرنا تھا۔ امید تھی بھی اور نہیں بھی۔ اندر داخل ہوتے ہی اسے اپنے گال پر کچھ محسوس ہوا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر گال کو چھوا۔ وہ آنسو کا ایک ننا سا قطرا تھا۔ وہ بے یقین سی اپنے ہاتھ کو دیکھ رہی تھی۔ وہ رو رہی تھی؟ کس کے لئے؟ کیا زین؟ اس سے آگے وہ سوچ نہیں پائی اپنی آنکھوں کو صاف کر کے وہ اندر بڑھی۔ وارڈن سے اپنا روم نمبر لیکر وہ سیڑیاں چڑنے لگی۔ ابھی وہ کوریڈور میں پہنچی ہی تھی جب کسی نے اسے پکارا۔ ایک جانی پہچانی آواز پر وہ رکی۔ "تم نے ایگزیم پاس کر لیا؟" اسی نے پاس آتے ہی پہلا سوال یہی کیا۔ اسی کو دیکھ اسے خوشگوار حیرت ہوئی تھی۔ "تم یہاں کیسے آئی مین تم نے بھی ایگزیم پاس کر لیا؟" عروج نے بھی وہی سوال دوہرایا۔ "ہاں بس تمہاری دعا لگ گئی۔" اسی اس کے ساتھ چلنے لگی۔ "کونسا روم ہے؟" اسی کے پوچھنے پر عروج نے روم نمبر بتایا۔ "ارے وہ تو میرا روم ہے اس کا مطلب تم میری روم میٹ ہو۔" اسی خوشی سے بولی۔ عروج کو ایک اور خوشگوار حیرت نے آ گیرا۔ "ویسے وہ ہینڈسم لڑکا کون تھا؟" اسی نے روم کا دروازہ کھولتے پوچھا۔ "کونسا لڑکا؟" عروج اس کے پیچھے ہی کمرے میں داخل ہوئی۔ "وہی جس کے ساتھ تم آئی ہو؟" اسی نے دروازہ بند کرتے کہا۔ "وہ فرینڈ کا بھائی تھا۔" عروج نے سامان ایک طرف رکھتے بتایا۔ "فرینڈ کا بھائی تھا تو تمہارے ساتھ کیوں آیا؟" اسی نے شرارت سے پوچھا۔ "نہیں وہ اکیلا نہیں تھا فرینڈ بھی ساتھ ہی تھی کار میں ہی بیٹھی تھی تمہیں شاید نظر نہیں آئی۔" اس نے جھوٹ کا سہارا لیتے کہا۔ "اچھا مجھے لگا تمہارا بوائے فرینڈ ہے۔" اسی نے لاپرواہی سے کہا۔ عروج خاموشی سے کمرے میں بنی چھوٹی سی بالکنی میں آ گئی۔ عروج کی نظر اسی جگہ پڑی جہاں وہ دونوں کچھ دیر پہلے کھڑے تھے اب وہ جگہ خالی

تھی۔ اس کا دل یک دم اداس ہو گیا۔ وہ واپس کمرے میں آگئی۔ کمرہ بکھرا پڑا تھا۔ "میں صاف کر دیتی ہوں۔" اسی نے عروج کے بیڈ سے بکھرے کپڑے اٹھائے۔ عروج بیڈ پر بیٹھ گئی۔ "تم کب آئی تھی؟" عروج نے اسی سے پوچھا۔ "میں آج ہی کچھ دیر پہلے۔" اسی نے بیڈ پر لیٹتے بتایا۔ دونوں دیر تک کالج کے بارے میں باتیں کرتی رہی۔ اسی عروج سے پہلے ہو سو گئی۔ عروج نے ایک نظر اسی کو دیکھا۔ اسے بے اختیار ہی اس کی نیند پر رشک آیا تھا۔ پھر اپنے بیگ سے سلیپنگ پلس نکال کر پانی کی مدد سی ہلک سے نیچے اتارتی وہ بھی نیند کی وادی میں اتر گئی *** "روح اٹھ جاؤ یار پہلا دن ہیں ہمارا اور پہلے دن ہی لیٹ جانا ہے؟" اسی اس کے سرہانے کھڑی کب سے چلا رہی تھی۔ عروج آنکھیں مسلتی بمشکل اٹھی۔ "اٹھ جاؤ۔" وہ دوبارہ کہتی شیشے کے آگے کھڑی ہو کر پونی بنانے لگی۔ عروج اٹھ کر واش روم چلی گئی۔ تیار ہو کر دونوں ساتھ ہی روم سے نکلی۔ دو منٹ کا راستہ تہ کر کے دونوں کالج پہنچی۔ "آج پہلا دن ہے اور تمہاری وجہ سے لیٹ ہو گیا۔" اسی تیز تیز قدم اٹھاتی بولی۔ عروج خاموشی سے ساتھ چل رہی تھی غلطی اس کی تھی وہ کیا کہتی۔ کوریڈور میں آکر دونوں نے دیوار پر لگا بورڈ چیک کیا۔ "پہلی کلاس میڈم سائی کی ہے۔" عروج نے بورڈ پر نظریں دوڑائے کہا۔ "سائی پلوی؟" اسی نے حیرت سے آنکھیں پھیلائی۔ "سائی پلوی نہیں صرف سائی لکھا ہے یہاں اب چلو۔" عروج اس کا ہاتھ پکڑ کر پہلے سے بھی تیز تیز چلنے لگی۔ سیڑیاں چڑتے دونوں کی حالت بری ہو گئی تھی۔ "مے آئی کم ان میڈم؟" کلاس کے دروازے پر پہنچ کر دونوں نے ایک ساتھ کہا۔ میڈم سائی سمیت سبھی سٹوڈنٹ بھی ان کی طرف دیکھنے لگے۔ "یو آر لیٹ؟" میڈم سائی نے غصے سے کہا۔ براؤن کلر کی ساڑی پہنے حد سے زیادہ دبلی پتلی آنکھوں پر نظر کا چشمہ لگائے ناک پر غصہ رکھے میڈم سائی انہیں ہی دیکھ رہی تھیں۔ "سوری میڈم فرسٹ ڈے کلاس ڈھونڈتے ٹائم لگ گیا۔" اسی نے صفائی سے جھوٹ بولا۔ "اوکے کم آج کے بعد لیٹ نہیں ورنہ کلاس میں گھسنے

نہیں دونگی۔" میڈم سائی نے شہادت کی انگلی اٹھائے انہیں ورن کیا۔ دونوں سے ہلاتی تیزی سے اندر آئی۔ نظر دوڑانے پر دونوں کو اپنی سیٹز سب سے اوپر اور پیچھے نظر آئی۔ پہلے ہی سیڑیاں چڑھ کر حالت بری تھی اور اب یہاں اور سیڑیاں۔ دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا پھر آگے پیچھے چلتی اپنی سیٹ تک پہنچی۔ وہاں تک پہنچنے میں ہی انہیں بیس سیکنڈ لگے تھے۔ سب سے پیچھے اور کونے میں بیٹھ کر انہیں میڈم سائی اور سبھی سٹوڈنٹ بونے لگ رہے تھے۔ "کیا مصیبت ہے کوئی اور سیٹز نہیں ملی تھی انہیں دینے کے لئے؟" اسی نے ناک چڑا کر کہا۔ "ہم فریشر ہے اور سکالر شپ میں اتنا ہی ملتا ہے اسی لئے خاموشی سے بیٹھی رہو۔" عروج نے اس کے کان کے قریب منہ کرتے کہا۔ اس کی بات پر اسی خاموشی سے میڈم سائی کا لیکچر سننے لگی۔ ایک گھنٹے کے لیکچر میں آدھا گھنٹہ وہ پہلے ہی لیٹ تھیں۔ کلاس ختم ہوتے ہی دونوں آگے پیچھے چلتی نیچے اتری۔ "توبہ کتنا بورنگ لیکچر تھا۔" کلاس سے باہر نکلتے اسی نے سکون کا سانس لیا۔ "یہ کوئی عام سا لیکچر نہیں تھا ہارٹ کے مختلف پارٹس کے مطلق بتایا جاتا ہے میں اور کالج کے لیکچر ہم اگنور کرتے رہتے تھے لیکن اگر انہیں اگنور کیا تو کل کو اپنی غفلت کی وجہ سے کسی کی جان جائیگی۔" عروج نے سمجھانے والے انداز میں کہا۔ دونوں نے بورڈ پر سبھی کلاسز کی ٹائمنگ نوٹ کرلی۔ باہر آنے کے بعد انہوں نے کالج دیکھنے کا پروگرام بنایا۔ خوش قسمتی سے انہیں اس کالج میں سکالرسپ ملی تھی۔ پہلا دن یونہی گزر گیا۔ واپس آکر عروج نے اپنا سامان سیٹ کرنے کا سوچا۔ بیگ کھولتے ہی اس کی نظر میڈسن کے پیکٹ پر پڑی۔ اس نے الٹ پلٹ کرکے دیکھا مگر کہیں بھی استمال کا طریقہ نہیں لکھا تھا۔ عروج نے پیکٹ سائیڈ پر رکھ کر عدن کو کال کرنے کا سوچا کل سے اس نے عدن کو کال نہیں کی تھی۔ موبائل اٹھاتے ہی سکرین پر ان نون نمبر سے میسج چمک رہا تھا۔ میسج آن کرنے پر اس کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے۔ "صبح شام ایک ایک گولی اور ان سب کے ساتھ سلیپنگ پلس نہیں لینی اور کوئی غفلت بھی

نہیں اوکے ٹیک کیئر۔" زین کا میسج دیکھ اس کی مسکراہٹ گہری ہوئی تھی۔ عروج نے ڈیٹ دیکھی میسج کل کا تھا۔ عدن کو اپنی خیریت بتانے کے بعد دونوں کھانا کھانے نیچے چلی گئی۔ صبح سے دونوں بھوکی تھیں۔ اپنی اپنی پلیٹ لیکر دونوں ایک طرف پڑے ٹیبل پر بیٹھ گئی۔ ابھی چند لمحے ہی گزرے تھے جب سینئر کا ایک گروپ ان کے سر پر نمودار ہوا۔ "یہ ہماری ٹیبل ہے۔" ایک لڑکی نے رعب سے کہا۔ "پر یہاں پر تو کسی کا بھی نام نہیں لکھا؟" اسی نے معصومیت کی آخری حدوں کو چھوتے کہا۔ سامنے کھڑی لڑکی کو آگ لگ گئی اس سے پہلے وہ کچھ کہتی ایک دوسری لڑکی نے ہاتھ کے اشارے سے اسے کچھ کہنے سے منع کر دیا۔ گلابی بالوں والی وہ لڑکی دونوں ہاتھ ٹیبل پر رکھ کے اسی کی طرف جھکی۔ "نیو ایڈمشن؟" لڑکی نے مسکرا کر پوچھا۔ اسی نے لاپرواہی سے سر ہلا دیا۔ "نیو ایڈمشن ہے آؤ سب یہی بیٹھ کر کھانا کھاتے ہیں۔" لڑکی نے دوسری لڑکیوں کو اعلانیہ کہا۔ سبھی لڑکیاں اپنی اپنی پلیٹ اٹھا کر ان کے دائیں بائیں بیٹھ گئی۔ عروج کو کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا۔ "سکالرشپ پر آئی ہو دونوں؟" لڑکی جو شاید ان کی گروپ کی ایڈمن تھی کرسی سے ٹیک لگائے بولی۔ اسی نے دوبارہ سر ہلانے پر اکتفا کیا۔ "یہاں آکر جو ہم سے تمیز سے بات کرتا ہے ہم ان کے ساتھ ہی اچھا سلوک رکھتے ہیں۔" لڑکی باظاہر مسکرا کر بولی۔ "لیکن جو ہمارے ساتھ بدتمیزی کرے ہم۔" لڑکی رکی۔ اسی اور عروج نے ناسمجھی سے ایک دوسرے کو دیکھا۔ اس سے پہلے وہ کچھ سمجھتی ساتھ بیٹھی ایک لڑکی نے اسی کا سر اس کی پلیٹ میں پٹخا۔ عروج اپنی جگہ سے کھڑی ہو گئی۔ سبھی لڑکیوں کے قہقہے گونجے لگے۔ اسی آنکھیں مسلتی سیدھی ہوئی۔ اس کا سارا چہرہ سالن سے تر تھا۔ "پانی۔" اسی آنکھیں مسلتی جلن سے چلائی۔ عروج جلدی سے پانی سے بھرا گلاس اٹھانے لگی جسے گلابی بالوں والی لڑکی نے تھام لیا۔ "تمہیں بھی یہی ٹریٹمینٹ چاہیے؟" وہ غرائی۔ عروج بے بسی سے اسی کو دیکھنے لگی۔ اسی مسلسل اپنی آنکھیں رگڑتی چلا رہی تھی۔ آس پاس کی سبھی لڑکیاں ان کی طرف ہی دیکھ رہی

تھی۔ عروج سے مزید برداشت نا ہوا۔ اس نے پھرتی سے پانی کا دوسرا گلاس اٹھا کر ایک ہی جھٹکے میں اسی کے منہ پر پھینک دیا۔ لڑکیوں کی ہنسی کو بریک لگی۔ اسی کے چہرے پر لگا سالن صاف ہوا۔ عروج نے دوسری ٹیبل سے گلاس اٹھا کر اس کا پانی بھی اس کے چہرے پر گرا دیا۔ اسی کو تھوڑی راحت ملی۔ عروج نے ایک اور ٹیبل سے پانی کا گلاس لیکر اسی کی آنکھوں پر چھینٹے مارے جس سے اس کی آنکھیں کھلی۔ اسی کی آنکھیں حد سے زیادہ لال تھی۔ "تم ٹھیک ہو؟" عروج نے فکر مندی سے پوچھا۔ "جلن ہو رہی ہے۔" اسی نے آنکھیں مسلتے کہا۔ "تمہیں تمیز نہیں ہے کوئی ایسے کرتا ہے؟" عروج لڑکیوں پر چلائی۔ "تمہاری دوست نے پہلے بد تمیزی کی تھی۔" گلابی بالوں والی لڑکی نے اطمینان سے کہا۔ عروج قہر آلود نظر ان پر ڈالتی اسی کو لئے وہاں سے جانے لگی جب گلابی بالوں والی لڑکی ان کے راستے میں اپنا پیر حائل کیا۔ عروج منہ کے بل گرتے گرتے بچی۔ "اپس سوری۔" لڑکی نے دونوں ہاتھ اٹھائے کمینگی سے کہا۔ باقی لڑکیاں قہقہے لگا رہی تھی۔ عروج انہیں نظر انداز کرتی اسی کو لیکر واش روم میں آئی اسی نے بھر بھر کر اپنی آنکھوں پر پانی ڈالا جس سے اس کی آنکھیں کچھ بہتر ہوئی۔ "تمہیں ان کے منہ نہیں لگنا چاہیے تھا ٹیبل ہی تو تھا دے دیتے خوامخواہ ہی اتنا ہنگامہ ہوا۔" عروج نے پریشانی سے کہا۔ "ایسے کیسے دے دیتی وہ پہلے کسی اور ٹیبل پر بیٹھی تھیں پھر ہمارے پاس آکر کیسے کہ سکتی ہیں یہ ٹیبل ان کی ہے؟" اسی نے آنکھیں صاف کرتے غصے سے کہا۔ "بس سینئر ہیں تو جونیئر کی ریگنگ تو کرنی ہے۔" اسی نے ناک پھولائے کہا۔ عروج اسے لئے واپس کمرے میں آگئی۔ صبح سے بھوکی تھیں۔ دونوں کے پیٹ میں چوہے دوڑ رہے تھے۔ اسی بیڈ پر بیٹھی انہیں کوس رہی تھی۔ عروج پیٹ پر ہاتھ رکھے بیڈ پر لیٹی تھی جب اس کے دماغ میں جھماکا ہوا۔ عروج ایک جھٹکے سے اٹھی اور اپنے بیگ سے عدن کے دیے ڈبے نکالنے لگی۔ اسی بھی اسے دیکھنے لگ۔ پہلا ڈبا کھولنے پر دیسی گھی کا حلوہ ملا۔ اسی بھی اٹھ کر اس کے بیڈ پر آگئی۔ عروج نے ڈبا

اسے تھما کر دوسرا ڈبا کھولا۔ جس میں بیسن کے لڈو تھے۔ تیسرے ڈبے میں پنجیری دیکھ عروج کو عدن پر ڈھیروں پیار آیا۔ اور ساتھ ہی ڈھیروں شکر بھی ادا کیا کے وہ یہ سب لے ائی۔ عروج نے ڈبا سائیڈ پر رکھ کر اسی کو دیکھا جو حلوے کے ساتھ پورا پورا انصاف کر رہی تھی۔ عروج کے دیکھنے پر اسی نے شرمندہ ہوتے ڈبا اس کی اور بڑھایا۔ "سوری میں نے بنا پوچھے ہی کھالیا۔" "میں نے خود تمہیں ڈبا دیا تھا کھانے کے لئے اور یہ ٹرائی کرو اسے پنجیری کہتے ہیں۔" اس کی شرمندگی ختم کرتے عروج نے پنجیری کا ڈبا اسے دیا۔ دونوں نے تینوں ڈبوں کے ساتھ پورا پورا انصاف کیا۔ "شکر ہے تم اپنے ساتھ یہ سب لائی ورنہ آج ہمیں بھوکا ہی سونا پڑتا۔" اسی بیڈ پر لیٹتی تشکر بھرا سانس خارج کرتی بولی۔ "میری آنٹی نے زبردستی دیا ورنہ میں نہیں لا رہی تھی۔" عروج نے ہنس کر بتایا۔ "تمہاری آنٹی بہت اچھی ہیں۔" اسی نے اداسی سے کہا۔ عروج اس کی آواز میں اداسی نوٹ کرتی اٹھی۔ "تمہاری امی نہیں ہے؟" عروج نے اندازے سے پوچھا۔ "نہیں۔" اسی کی آواز نم ہوئی۔ "اور بابا؟" "وہ بھی نہیں۔" عروج کو اس پر ڈھیروں ترس آیا۔ "کوئی بہن؟" "نہیں میرا اس دنیا میں کوئی بھی نہیں ہے۔" اسی نے اس کی بات پوری ہونے سے پہلے کہا۔ "پر تم تو کہ رہی تھی تم اپنی خالہ کے ہاں رہتی ہو؟" عروج نے الجھ کر پوچھا۔ "کچھ لوگ اپنوں کے ہوتے ہوئے بھی عنات ہوتے ہیں۔" اسی اٹھ کر بیٹھ گئی۔ عروج نے نا سمجھی سے سر ہلایا۔ "میں چھوٹی سی تھی جب میری امی ابو چل بسے پھر میں اپنی خالہ کے پاس رہنے لگی انہیں میں بوج لگتی تھی جب میں دس سال کی ہوئی تب وہ مجھے ایک عنات آشرم میں چھوڑ آئی وہاں میں عاصمہ سے اسی بن گئی اٹھارہ سال تک میں وہی رہی وہی پڑھی پھر اٹھارہ سال کے بعد مجھے وہاں سے بھیج دیا گیا میں واپس اپنی خالہ کے گھر آئی بہت ایکسائیٹڈ تھی ان سے ملنے کے لئے۔" اسی کے آنسو گر رہے تھے۔ عروج بھی نم آنکھوں سے اسے دیکھ اور سن رہی تھی۔ "انہوں نے مجھے یہ کہ کر وہاں سے بھیج دیا کے وہ کسی عاصمہ کو نہیں جانتے

اس دن میں نے عاصمہ کو مار دیا اور اسی بن گئی ایک چھوٹی موٹی جاب کے ساتھ اپنی پڑھائی مکمل کی پھر سوچا کچھ بننا ہے لائف میں بہت سوچ بچار کے بعد خیال آیا کے کیوں نا ڈاکٹر بنو۔" اسی اپنے آنسو صاف کرتی جوش سے اسے بتانے لگی۔ "پھر میں نے پیپر دیا مگر فیل ہوئی دوسری بار بھی فیل اور تیسری بار بھی مگر پھر بھی ہمت نہیں ہاری اور آج دیکھو کہاں ہوں آج سے ٹھیک پانچ سال بعد میں ایک ڈاکٹر بن جاؤ نگی۔" اسی بانہیں پھیلائے بیڈ پر لیٹ گئی۔ عروج ساکت بیٹھی اسے دیکھ رہی تھی۔ کتنی ہمت والی تھی وہ۔ وہ اپنوں کے پیار کے لئے ترسی لڑکی۔ اور ایک وہ جس کے پاس اپنے تھے پھر بھی وہ انہیں چھوڑ آئی۔ شاید اسے کہتے ہیں جسے قدر تھی اسے ملا نہیں جسے ملا اسے قدر نہیں۔ عروج کو خود پر ترس آیا تھا۔ ترس کے قابل تو وہ تھی۔ جو سب کچھ چھوڑ آئی تھی۔ کیا نہیں تھا اس کے پاس؟ سونے کا چمچ لیکر پیدا ہوئی تھی۔ جان سے زیادہ پیار کرنے والا باپ۔ ہمیشہ اسے سمجھانے والی دادی۔ اگر اللہ نے اس کی ماں کو واپس بلایا تھا تو سعدیہ بی جیسی عورت بھی اس کی زندگی میں شامل کی تھی۔ مگر اس نے ناشکری کی۔ اب بھی وہ واپس جاسکتی تھی یا دیر ہو چکی تھی؟ اسی سو چکی تھی اور وہ انہی سوچوں میں گری بیڈ پر لیٹی تھی۔ دماغ سوچ سوچ کر درد کرنے لگا تھا۔ آخر تھک کر وہ اٹھی بیگ سے سلیپنگ پلز کی ڈبی نکالی اسے کھول کر ایک گولی ہتھیلی پر ڈھیر کی ہی تھی جب زین کی بات یاد آئی۔ سلیپنگ پلز نہیں لینی۔ چند لمحے ہتھیلی پر گری گولی کو یونہی بے مقصد دیکھتے رہنے کے بعد اس نے ایک گہرا سانس لیا اور گولی واپس ڈبی میں ڈال کر لیٹ گئی *** کچھ دن یونہی گزر گئے ان کچھ دنوں میں دونوں کا سامنا سینئر سے کئی بار ہوا۔ جہاں بھی وہ دیکھتی دونوں جلدی سے اپنا راستہ بدل لیتی۔ دونوں ضرورت کے وقت ہی کمرے سے باہر نکلتی تھیں۔ اسی اپنے کمرے سے نکلی جب سامنے والے کمرے کا دروازہ کھولے گلابی بالوں والی لڑکی باہر آئی۔ اسی پھرتی سے واپس مڑی لیکن لڑکی کی نظر اس پر پڑ چکی تھی۔ "اوئے۔" اس کی آواز پر اسی پلٹی۔ "یہ پکڑو اور اسے دھو

کرلاؤ۔" لڑکی نے ایک کپڑوں سے بھری باسکٹ اس کی طرف بڑھائی۔ "میں؟" اسی نے اپنی طرف اشارہ کیا۔ "ہاں تم۔" لڑکی نے رعب سے کہا۔ اسی مرتی کیانا کرتی آگے بڑھ کر اس کے ہاتھوں نے باسکٹ پکڑلی۔ "اپنی اس دوست کو بھی ساتھ لے جاؤ اکیلے دھونے میں پروبلم ہو گی نا۔" پیچھے سے ایک اور لڑکی باسکٹ اٹھائے باہر آتی بولی۔ اسی نے صدمے سے عروج کو آواز لگائی۔ عروج اس کی آواز پر باہر نکلی۔ "یہ پکڑو اور اسے دھوؤ جا کر۔" دوسری لڑکی نے باسکٹ عروج کی طرف بڑھائی۔ عروج نے نا سمجھی سے پہلے باسکٹ اور پھر اسی کو دیکھا۔ "سنائی نہیں دیا کیا؟" گلابی بالوں والی لڑکی نے غصے سے کہا۔ عروج کپڑے تھام کر لونڈری روم کی طرف چل دی۔ "یہاں ڈاکٹر بننے آئی تھی دھوبی بنا کر رکھ دیا۔" اسی نے غصے سے کپڑے پٹخے۔ "تمہیں کس نے کہا تھا ان سے پنگا لو؟" عروج نے کپڑوں پر سرف ڈالتے کہا۔ "میں نے کہاں پنگا لیا بلکہ یہ ان کی سوچی سمجھی سازش ہے ہمیں ڈرا دھمکا کر ہم سے کام کروانے کی۔" اسی تن فن کرتی بولی۔ "ان سے تو پیدا ہوئے بچے کے کپڑے بڑے ہوتے ہیں۔" اسی نے ایک منی سکرٹ ہاتھ میں اٹھا کر غصے سے کہا۔ عروج کپڑوں پر سرف ڈال کر انہیں دونوں ہاتھوں سے مل رہی تھی۔ "ہم فریشس ہے اور سکالرشپ پر آئے سٹوڈنٹ ہیں یہ سب تو سہنا ہی ہو گا۔" عروج کی بات پر اسی خاموش ہو گئی۔ کپڑے دھو کر دونوں باسکٹ اٹھائے واپس اپنے کمرے میں آگئی۔ "ایک تو دھوئیں بھی ہم اور اوپر سے اپنی بالکنی میں سکھائیں بھی۔" اسی نے غصے سے کپڑے تار پر ڈالے۔ "اللہ کمر ٹوٹ گئی۔" اسی کمر تھامے بیڈ پر بیٹھتی کراہی۔ "تم تو ابھی سے بڑھی ہو گئی ہو۔" عروج نے ہنستے کہا۔ تبھی دروازہ دوبارہ بجا۔ دونوں بے اختیار اپنی جگہ سے اٹھی۔ عروج نے آگے بڑھ کر دروازہ کھولا۔ "کپڑے دھو دیئے؟" لڑکی نے سینے پر بازو باندھے پوچھا۔ عروج نے سر ہلا دیا۔ "گڈ اب ایک کام اور ہے آؤ میرے ساتھ۔" لڑکی نے حکم صادر کیا۔ عروج نے بیچاری سی شکل بنائے پیچھے دیکھا۔ اسے جھٹکا لگا۔ اسی بیڈ پر آنکھیں

مونڈے لیٹی سونے کی ایکٹنگ کر رہی تھی۔ عروج غصے سے اسے گھورتی لڑکی کے ساتھ چل دی۔ ان کے جاتے ہی اسی سکون کا سانس لیتی اٹھ بیٹھی۔ عروج لڑکی کے ساتھ سامنے والے کمرے میں آگئی۔ کمرہ دیکھ عروج کا سر چکرا گیا۔ ایسا لگتا تھا جیسے سالوں سے یہاں کی صفائی نہیں ہوئی۔ سینئر کا گروپ بیڈ پر بیٹھا لوڈو کھیل رہا تھا۔ "آؤ جیا لوڈو کھیلیں۔" ان میں سے ایک لڑکی نے عروج کے ساتھ کھڑی گلابی بالوں والی لڑکی سے کہا۔ "تو اس چڑیل کا نام جیا ہے۔" عروج نے دل میں سوچا۔ "تم یہ سارا روم صاف کرو۔" جیا حکم چلاتی جا کر بیڈ پر بیٹھ گئی۔ عروج بے بسی سے سارا کمرہ دیکھ رہی تھی اس وقت اسے اسی پر ڈھیروں غصہ آیا نا وہ ان سے پنگا لیتی اور نا آج یہ ہوتا۔ جھاڑو کے بعد سارا کچرا اٹھا کر شاپر میں ڈال کر ایک کونے میں رکھا پھر سارے روم کی ڈسٹنگ کی۔ ساری بکھری بکس الماری میں سیٹ کی۔ سبھی لڑکیاں لوڈو کھیل رہی تھیں۔ سارا کام نپٹانے کے بعد عروج جانے کے لئے مڑی۔ "میں نے تمہیں کہا جانے کو؟" جیا کی آواز نے اس کے بڑھتے قدم روکے۔ "سارا کمرہ تو صاف ہو گیا ہے؟" عروج نے دبے دبے غصے سے کہا۔ "وہ کچرا لیتی جاؤ نیچے پھینک دینا۔" جیا بے نیازی سے کہتی لوڈو کھیلنے لگی۔ عروج ضبط کرتی کچرا اٹھا کر کمرے سے نکلی۔ کیا بے بسی تھی۔ اس کی آنکھ سے ایک آنسو نکلا۔ اس وقت سب سے زیادہ ایک شخص پر اسے غصہ آیا تھا جس کی وجہ سے آج وہ یہاں تھی۔ آنکھوں کو بے دردی سے مسلتے اس نے کچرا پھینک کر اپنے کمرے کا رخ کیا۔ اسی بیڈ پر لیٹی کتاب پڑھ رہی تھی۔ عروج کا پارا ہائی ہوا اس نے چپل اتار کر اس کی اور پھینکی۔ چپل سیدھی اسی کے سر پر لگی وہ کراہ کر اٹھی۔ "خود یہاں بیٹھ کر کتاب پڑھ رہی ہو اور مجھے وہاں ان کا کچرا اٹھانے کے لئے بھیج دیا؟" عروج غصے سے چلائی۔ "ریلیکس ہم فریشس ہیں اور سکالرشپ پر آئیں سٹوڈنٹ ہیں نا یہ سب تو سہنا پڑیگا؟" اسی نے معصومیت سے کہا۔ عروج بس دانت کچکچا کر رہ گئی۔ دن یونہی گزرتے جا رہے تھے۔ عروج کی روز عدن سے بات ہوتی رہتی۔ کبھی کبھی آیت بھی اسے فون

کرتی۔ بات کے دوران آیت نے کبھی زین کا ذکر نہیں کیا اور نا ہی عروج نے پوچھا لیکن اسے ہمیشہ ایسا لگتا جیسے زین آیت کے قریب ہی ہو اسے سن رہا ہو۔ اسی اپنی پلیٹ لیکر ٹیبل پر آ کر بیٹھ گئی۔ جیا کے ساتھ اس کی گینگ بھی ان کی طرف آئی۔ دونوں کے سانس خشک ہوئے۔ "کیسی ہو گرلز؟" جیا نے ایک ادا سے پوچھا۔ دونوں خاموش رہی۔ جیا نے اسی کی پلیٹ سے انڈا اٹھا کر اپنی پلیٹ میں رکھا۔ "یہ میرا انڈا ہے؟" اسی منمنائی۔ "تھا ڈیئر پر اب یہ میری پلیٹ میں ہے تو یہ اب میرا ہوا۔" جیا نے شان بے نیازی سے کہا۔ اسی رونی صورت بنا کر بیٹھی تھی۔ عروج نے اپنے انڈے سے آدھا انڈا توڑ کر اس کی پلیٹ میں رکھا۔ اسی کھل اٹھی۔ جیا نے ایک کڑوی نظر ان پر ڈالی۔ اگلے دن سے اسی کے ساتھ عروج کا انڈا بھی جیا کی پلیٹ میں جانے لگا۔ عروج اس وقت کو کوستی جب اس نے اسی کو اپنا انڈا دیا تھا۔ اسی کو انڈا دینے کے چکر میں وہ اپنا انڈا بھی گنوا بیٹھی تھی۔ "انہیں چکن ملتا ہے اور ہمیں دال کے ساتھ انڈا اور وہ بھی یہ چڑیل کھا جاتی ہے۔" اسی نے منہ چڑا کر کہا۔ "ہم سکالر شپ اپ آئے سٹوڈنٹ ہیں اتنا تو سہنا پڑیگا نا؟" عروج نے دال میں روٹی ڈبوئے کہا۔ "اور ویسے بھی وہ رچ فیملی سے بلونگ کرتی ہے اس نے اپنا سب کچھ یہاں سیٹ کر رکھا ہے اسی لئے تو کسی کی مجال نہیں کے اس کی طرف آنکھ بھی اٹھا کر دیکھے۔" عروج نے تفصیل بتائی۔ "کاش میں بھی امیر فمیلی میں پیدا ہوتی۔" اسی نے حسرت سے کہا۔ عروج نے نظر اٹھا کر اسے دیکھا جو بمشکل دال نگل رہی تھی۔ "اسی کچھ لوگ ہوتے ہیں جنہیں یہ بھی نہیں ملتا۔" عروج کی بات پر اسی خاموشی سے کھانا کھانے لگی۔ وقت گزرتا گیا۔

رمضان کا مہینہ شروع ہو گیا۔ کل پہلا روزہ تھا۔ عروج اپنے کمرے میں بیٹھی سہری کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ رات کا کھانا جلدی کھایا جاتا تھا۔ سہری کے لئے اس کے پاس کچھ بھی نہیں تھا۔ "کیا سوچ رہی ہو؟" عروج کو گہری سوچ میں دیکھ اسی نے پوچھا۔ "کچھ نہیں سہری کے بارے میں سوچ رہی تھی کھانے کا وقت جلدی ختم ہو جاتا

ہے اور سحری کے لئے کچھ نہیں ہے میرے پاس۔" عروج نے گہرا سانس لیتے کہا۔"تو خرید لیتی۔" اسی نے لاپرواہی سے کہا۔"خرید تو لیتی لیکن سکالرشپ کے ساتھ ملی رقم بینک میں تھی نکلوائی نہیں اور تم تو جانتی ہو اس کمرے سے باہر جانا مطلب اپنی پیر پر خود ہی کلہاڑی مارنے کے مترادف ہے۔" عروج نے بے بسی سے کہا۔ "وارڈن سے بات کر کے دیکھ لو؟" اسی نے اپنی طرف سے رائے دی۔"ہوسٹل کی وارڈن کٹر کرسچن ہے تمہیں کیا لگتا ہے وہ ہم مسلم کے لئے سحری رکھے گی؟" عروج نے پریشانی سے کہا۔"تو پھر ایک کام کرو تم اپنے حصے کا کھانا کمرے میں لے آیا کرو اسی سے تمہاری سحری ہو جائیگی۔" "نہیں سحری کے وقت تک تو کھانا ویسے ہی خراب ہو جائیگا۔" عروج نے انکار کرتے کہا۔

"تو پھر پانی کے ساتھ ہی روزہ رکھ لینا۔" اسی جھنجھلا کر بولی۔"تم روزہ نہیں رکھو گی؟" "میں نے تو آج تک نہیں رکھا۔" اسی نے لاپرواہی سے کہا۔"کیوں؟" "بس یونہی۔" اسی نے کندھے اچکائے۔عروج بس اس کا چہرہ دیکھ کر رہ گئی۔روزہ تو اس نے بھی کبھی نہیں رکھا تھا مگر اب وہ بدل چکی تھی۔رات کے وقت عروج نے پانی کے ساتھ سحری کی۔اسی گہری نیند سو رہی تھی۔ تہجد پڑھ کر وہ کافی دیر بالکنی میں کھڑی رہی۔دل میں عجیب سی خوشی تھی۔ آج پہلی بار اس نے روزہ رکھا تھا۔کتنا خوبصورت احساس تھا یہ۔وہ بھوکی رہنے والی تھی اپنے رب کے لئے۔کافی دیر اس کے لبوں سے مسکراہٹ جدا ہی نہیں ہوئی۔وہی کھڑے کھڑے فجر کی اذان اس کے کانوں سے ٹکرائی۔وہ ریلنگ پر ہاتھ رکھے آنکھیں بند کر گئی۔اذانوں کی آواز اس کے کانوں میں رس گھول رہی تھی۔اس کا دل تیزی سے دھڑک رہا تھا۔

اذانوں کے رکتے ہی اس کا دل اداس ہوا۔وہ ایک نظر آسمان کی طرف دیکھ کر اندر آ گئی۔فجر کے بعد وہ کچھ وقت کے لئے سو گئی۔صبح اسی کے اٹھانے پر وہ اٹھی تھی۔ سبھی لیکچر لیکر وہ اسی کے ساتھ کالج سے باہر نکل رہی تھی۔"روزہ لگا؟" اسی نے ساتھ چلتے ہنس کر پوچھا۔"روزہ لگتا نہیں محسوس کیا جاتا ہے۔" عروج نے مسکرا کر کہا۔"تمہیں پتا ہے

اسی آج مجھے روزہ رکھنے کی اتنی خوشی ہے کے ناہی مجھے بھوک کا احساس ہو رہا ہے اور ناہی پیاس کا آج مجھے لگ رہا ہے میں بہت لکی ہوں جو مجھے روزہ رکھنے کی سعادت ملی۔" اس کے ہر لفظ سے خوشی پھوٹ رہی تھی۔ اسی بس سر ہلا کر رہ گئی۔ "اسی تم روزہ کیوں نہیں رکھتی؟" عروج نے دوبارہ وہی سوال کیا۔ اسی تھوڑا تذبذب ہوئی۔ عروج وہی رک کر اسے دیکھنے لگی۔ "مجھے نہیں پتا کیسے رکھتے ہیں آئی مین مجھے کبھی کسی نے بتایا نہیں۔" اسی نے ہچکچاتے بتایا۔ عروج چند لمحے خاموشی سے اس کے چہرے کی طرف دیکھتی رہی۔ "کیا تمہیں واقعی نہیں پتا روزہ کیسے رکھتے ہیں؟" عروج نے تصدیق کے لئے دوبارہ پوچھا۔ اسی نے سر ہلا دیا۔ "کیا تمہیں نماز پڑھنی آتی ہے؟" عروج نے دوبارہ قدم آگے بڑھاتے پوچھا۔ "نہیں۔" "اگر میں سکھاؤں تو رکھو گی روزہ پڑھو گی نماز؟" "پر میں۔" اسی نے کچھ کہنا چاہا پر عروج نے اس کی بات کاٹ دی۔ "روزہ رکھنے سے اللہ ملتا ہے اسی اور جب اللہ تمہیں اللہ ملیگا تو تمہیں خود با خود وہ سب چیزیں مل جائیگی جس کی تمہیں حسرت ہے۔" عروج نے رسان سے کہا۔ اسی وہی رک گئی۔ عروج بھی رک کر اسے دیکھنے لگی۔ اسی کی آنکھیں بھیگی تھی۔ "مجھے کبھی کسی نے سکھایا ہی نہیں جب میں آشرم میں تھی تب وہاں روز سبھی بچوں کو کرسچن اور ہندو دھرم کے بارے میں سب سکھاتے تھے مجھے بھی زبردستی ان میں بیٹھنا پڑتا مگر میں نے کبھی ان کی باتوں پر دھیان نہیں دیا میرا دل کرتا تھا کوئی مجھے اسلام کے بارے میں بتائے اسلام کے قصے سنائے میرا دل کرتا تھا میں قرآن پڑھوں پر میرے پاس نہیں تھا پھر جب میں آشرم سے نکلی تب میں نے ایک قرآن لیا پر مجھے وہ پڑھنے ہی نہیں آتا تھا پھر سوچا کسی سے سیکھ لوں پر تب وقت نہیں ملا پیٹ بھرنے کے لئے کام کرنا ضروری تھا اور انہی سب میں مجھے قرآن کیسے پڑھتے ہیں سیکھنے کا موقع نہیں ملا۔" اسی ہچکیوں سے روتی اسے بتا رہی تھی۔ عروج بت بنی اسے دیکھ رہی تھی۔ "میں نے کئی بار نماز پڑھی پر مجھے نہیں پتا تھا کے میں سہی بھی پڑھ رہی ہوں یا نہیں

م۔۔میں۔۔ن۔۔۔نے۔" اس کے الفاظ ٹوٹنے لگے۔ عروج نے آگے بڑھ کر اسے گلے لگالیا۔ اسی اس کے گلے لگی زاروقطار رورہی تھی۔ عروج نے سختی سے اسے خود میں بھینچ لیا خود اس کی آنکھیں بھی برس رہی تھیں۔ سعدیہ بی کا چہرہ اس کی آنکھوں کے سامنے لہرارہا تھا جو اسے بچپن میں اسلام کے قصے سناتی تھیں۔ ساری زندگی وہ اسے اسلام کے بارے میں بتاتی آئی تھی پر اس نے کبھی خاص غور نہیں کیا۔ عروج نے اسی کی کمر سہلائی۔ اک اسی تھی کتنی بہادر تھی وہ۔ وہ اسلام کے بارے میں جاننا چاہتی تھی مگر کوئی نہیں تھا اسے بتانے والا۔ "تم ٹھیک ہو؟" عروج نے اس سے دور ہوتے لبوں پر زبردستی مسکراہٹ سجائے پوچھا۔ اسی سر ہلا کر اپنی آنکھیں صاف کرنے لگی۔ "سوری میں پتا نہیں کیسے۔" اسی شرمندہ ہوئی۔ "تم میرے لئے بہت خاص ہو اسی تم سے بہت کچھ سیکھنے کو ملا ہے مجھے۔" عروج نے نم آواز میں مسکرا کر کہا۔ "کیا سیکھنے کو ملا ہے؟" اسی رونا چھوڑ کر تجسس سے پوچھنے لگی۔ "بہت کچھ اب چلو ورنہ مغرب یہی ہو جائیگی۔" عروج اس کا ہاتھ پکڑ کر آگے بڑھی۔ "تم روزہ کس کے ساتھ کھولو گی؟" اسی نے حیرانی سے پوچھا کیونکہ کھانے کا وقت رات آٹھ بجے کا تھا۔ "پانی سے پھر بعد میں کھانا کھالونگی۔" عروج نے اطمینان سے جواب دیا۔ "رات ہم وارڈن سے پوچھ کے شوپنگ کرنے جائینگے تاکہ سحری اور افطار کے لئے کچھ سامان خرید سکے۔" عروج نے کہا۔ "پر جیا؟" اسی نے پریشانی سے کہا۔ "بھاڑ میں جا۔" عروج کی بات منہ میں ہی رہ گئی جب سامنے سے سینئر کا گروپ آتا دکھائی دیا۔ "مر گئے۔" اسی نے عروج کا ہاتھ سختی سے پکڑ لیا۔ خود عروج کی بھی سانس خشک ہوگئی وہ جب بھی آتی تھیں کوئی بڑا دھماکا کرتی تھی دونوں پر۔ "ہیلو گرلز۔" جیا نے پاس آتے دوستانا انداز میں کہا۔ دونوں خاموشی سے انہیں دیکھ رہی تھی۔ لڑکیوں کے ہاتھ میں پکڑی کھانے پینے کی چیزیں دیکھ عروج کو کچھ غلط ہونے کا احساس ہوا تھا۔ "میں نے سنا ہے تمہارا فاسٹ ہے؟" جیا نے دونوں ہاتھ باندھے مسکرا کر پوچھا۔ عروج نے بمشکل

تھوک نگلا۔ "ہم تمہارے لئے کچھ چیزیں لائے تھے۔" جیا نے پراسرار انداز میں کہتے پانی کی بوتل کھولی۔ اسی اور عروج نے خوفزدہ نظروں سے ایک دوسرے کو دیکھا۔ "ہم تمہیں یہ سب چیزیں دینگے پر اس سے پہلے تمہیں یہ پانی پینا ہو گا۔" جیا نے بوتل عروج کی طرف بڑھائی۔ "ہمیں نہیں چاہیے کچھ بھی۔" عروج تیزی سے کہتی سائیڈ سے نکلنے لگی لیکن سبھی لڑکیوں نے ان کے گرد گھیرا ڈال لیا۔ "تم پیاسی ہو گی نا؟" جیا معصومیت سے کہتی عروج کی طرف بڑھی۔ "نو پلیز۔" عروج نے خوفزدہ نظروں سے پانی کی بوتل دیکھا۔ اسی بے بسی سے اسے دیکھ رہی تھی۔ "لو پانی پیو۔" "نہیں مجھے نہیں چاہیے۔" عروج نے رخ موڑا۔ "یہ کیا بات ہوئی ہم تمہارے لئے اتنے پیار سے لائے ہیں اور تم نخرے دکھا رہی ہو؟" جیا نے لفظوں پر زور دیتے کہا۔ باقی سبھی لڑکیاں ان کی حالت سے لطف لے رہی تھی۔ "کہا نا نہیں چاہیے۔" عروج نے گرج دار آواز میں کہا۔ جیا نے غصے سے ایک لڑکی کو اشارہ کیا جس نے آگے بڑھ کر عروج کے بازو پکڑ لئے۔ عروج نے سختی سے دونوں ہونٹوں کو آپس میں پیوست کر لیا۔ اسی تیزی سے عروج کی طرف بڑھی مگر دو لڑکیوں نے اس کا راستہ روک لیا۔ جیا نے ایک ہاتھ سے عروج کا منہ جکڑ لیا۔ عروج بن پانی کی مچھلی کی طرح تڑپ رہی تھی۔ وہ سختی سے ہونٹوں کو بند کئے تھی۔ سبھی لڑکیوں کے قہقہے گونج رہے تھے۔ آس پاس سٹوڈنٹ رک کر تماشا دیکھنے لگے۔ عروج کی آنکھوں سے آنسو ابل ابل کر گرنے لگے۔ جیا پانی کی بوتل اس کے منہ کے قریب لے گئی۔ اسی بے بس سی اسے دیکھ رہی تھی جب اس کے دماغ میں ایک ترقیب آئی۔ "روح پی لو یار تمہارا تھوڑی نا روزہ ہے روزہ تو میرا ہے۔" اسی نے بلند آواز کہ کر زبان دانتوں تلے دبالی۔ سبھی لڑکیاں عروج کو چھوڑ کر اسے دیکھنے لگی جو چہرے پر پریشانی سجائے بھرپور ایکٹنگ کرنے لگی۔ "تمہارا فاسٹ نہیں ہے؟" جیا نے عروج کے منہ کو چھوڑتے پوچھا۔ عروج کو سمجھ نہیں آئی وہ کیا کہے اس نے اسی کی طرف دیکھا۔ اسی نے آنکھوں ہی آنکھوں میں اسے ہاں کہنے

کا اشارہ کیا۔ عروج نے ہاں میں سے ہلا دیا۔ "ہم کیسے مان لیں؟" جیا نے مشکوک نظروں سے دونوں کو گھورا۔ "پلیز مجھے جانے دو اذان ہونے والی ہے پلیز۔" اسی نے ہاتھ جوڑ کر التجا کی۔ "تم مسلمان ہو ہمیں تو نہیں پتا تھا؟" جیا نے سینے پر بازو باندھے کہا۔ "دیکھو پلیز جانے دو کسی دن تفصیل سے بتاؤ نگی۔" اسی نے جیا کو کہتے عروج کو کوئی اشارہ کیا۔ جسے عروج سمجھ نہیں پائی۔ "گرلز دونوں کو پکڑو۔" جیا نے لڑکیوں سے کہا۔ "عروج بھاگو یار۔" اس کے اشارہ نا سمجھنے پر اسی نے چلا کر کہا۔ عروج نے سٹپٹا کر باہر کی طرف دوڑ لگا دی۔ جیا اور باقی لڑکیاں حیرت سے اسے اندھا دھندہ بھاگتا دیکھ رہی تھی۔ عروج کے جاتے ہی اسی نے سکون کا سانس لیا۔ جیا نے دانت کچکا کر اسی کو دیکھا جس نے فورن چہرے پر معصومیت سجالی۔ "تو کیا ہوا اگر وہ بھاگ گئی تم تو ہو نا۔" جیا نے ہاتھ آگے بڑھایا۔ اس کی گینگ کی ایک لڑکی نے جیا کے ہاتھ میں لیز کا پیکٹ پکڑایا۔ "پکڑو اسے۔" جیا کے کہتے ہی سبھی لڑکیوں نے اس کے گرد گھیرا ڈال دیا۔ اسی ڈرنے کی بھرپور ایکٹنگ کر رہی تھی۔ جیا ایک ایک کر کے اسی کے منہ میں چیزے ڈالنے لگی جسے اسی بھرپور لطف لیکر کھا رہی تھی۔ اپنی طرف سے وہ اسی کا روزہ توڑ کر ہاتھ جھاڑتی پیچھے ہوئی اور ایک فتح کی مسکراہٹ اس کی طرف اچھالتی اپنی گینگ کے ہمراہ چل دی۔ اس کے جاتے ہی اسی ڈھکار لیتی ہوسٹل کی طرف چل دی *** عروج گہرے سانس لیتی بیڈ پر بیٹھی تھی۔ اسی نے دروازہ نوک کیا اور ساتھ ہی اپنے ہونے کی آواز لگائی۔ عروج نے تیزی سے اٹھ کر دروازہ کھولا۔ "تم ٹھیک ہو؟" عروج نے فکر مندی سے پوچھا۔ "ہاں میں ٹھیک ہوں۔" اسی کہتی اندر آگئی۔ عروج نے تیزی سے دروازہ بند کیا۔ "اسی جو تم نے آج میرے لئے کیا ہے میں ساری زندگی تمہاری مشکور رہو نگی۔" عروج نے تشکر بھری نظروں سے اسے دیکھتے کہا۔ "وہ کیا ہو تا ہے؟" اسی نے بیڈ پر بیٹھتے حیرت سے پوچھا۔ "میں ساری زندگی تمہاری احسان مند رہو نگی۔" عروج نے مسکرا کر کہا۔ "اس کی ضرورت نہیں ہے تم یہ

سوچو کل کیا کرنا ہے۔" اسی نے بیڈ پر لیٹتے پوچھا۔اس کی بات پر عروج گہری سوچ میں ڈوب گئی۔روزہ افطار کرنے کے بعد عروج نے وارڈن سے باہر جانے کی پرمیشن مانگی۔وارڈن سے دو گھنٹے کی پرمیشن لیکر عروج سکون کا سانس لیتی واپس اوپر آئی۔دونوں کمرے کو لاک کرتی باہر نکلی۔"پہلے ہم بینک جائینگے۔" عروج نے ساتھ چلتے کہا۔ابھی وہ دونوں سیڑیوں تک پہنچی ہی تھی جب سینئر کے گروپ کو سیڑیوں پر بیٹھا پایا۔دونوں الٹے قدموں مڑی۔لڑکیاں اپنے دھیان میں تھیں اسی لئے کسی کی ان پر نظر نہیں پڑی۔"اب کیا کریں؟" اسی نے واپس کمرے میں آتے پریشانی سے پوچھا۔"ویٹ کرتے ہیں۔" عروج نے بیگ اتارتے تھکے سے انداز میں کہا۔"اگر ویٹ کرتے ہوسٹل کا گیٹ بند ہوگیا تو؟" "پھر کیا کرسکتے ہیں؟"عروج نے بے بسی سے کہا۔دونوں بیڈ پر بیٹھی انتظار کررہی تھیں۔بیس منٹ بعد عروج دبے پاؤں سیڑیوں تک آئی۔چند اک لڑکیاں ابھی بھی وہاں بیٹھی تھیں۔عروج انہیں لعنت ملامت کرتی واپس آگئی۔ایک گھنٹے بعد راستہ صاف تھا دونوں شکر ادا کرتی نیچے آئی۔ایک گھنٹے میں انہیں سارا کام کرنا تھا ورنہ اگر گیٹ بند ہوجاتا تو ساری رات باہر گزارنی پڑتی۔پہلے دونوں نے بینک سے پیسے نکلوائے اس کے بعد دونوں ایک مال میں آگئی۔عروج ایک برتن اٹھائے اسے دیکھ رہی تھی۔"یہ کس لئے؟" اسی نے پاس آتے پوچھا۔"ہم سحری اس میں بنا لیا کرینگے۔" عروج نے کھل کر کہا۔"اور گیس؟" "ایک چھوٹا سا سیلنڈر لے لینگے۔" عروج نے حل نکالا۔"وہ تو ٹھیک پر اسے دھوئینگے کہاں پر؟" اسی نے پرسوچ انداز میں کہا۔عروج بھی سوچ میں پڑ گئی۔چند لمحوں بعد دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔"واش روم۔" دونوں کی آواز ٹکرائی۔"نہیں بلکل نہیں واپس رکھو اسے۔" اسی نے فورن اس کے ہاتھ سے برتن لیکر واپس رکھا۔دونوں شرافت سے دوسری طرف آگئیں۔دونوں نے بریڈ جیم بسکٹ جیسی چیزیں خریدی۔تھوڑی بہت چیزیں لینے کے بعد عروج نے ایک شاپ سے سیکنڈ ہینڈ ٹچ موبائل لیا۔اسی نے اپنے

لئے چنداک دوسری چیزوں کی شوپنگ کی عروج نے اپنی میڈیسن لی اور دونوں مال سے نکل آئی۔"یار کہیں مزے دار ڈنر کریں؟" اسی نے پیٹ پر ہاتھ پھیرتے کہا۔"نہیں اسی وقت نہیں ہے۔" عروج نے فورن انکار کیا۔"کیا یار اتنے دنوں بعد اچھا کھانا کھائینگے پلیز چلونا۔" اسی نے اس کا بازو پکڑ کر التجا کی۔ عروج نہ نہ کرتی واپس اس کے ساتھ مال میں آگئی۔خوب سیر ہو کر کھانے کے بعد دونوں نے کیب بک کروا کر ہوسٹل کی راہ لی۔ عروج خونخوار نظروں سے اسی کو گھور رہی تھی جو بیچاری سی شکل بنائے بتی سی نکالے جا رہی تھی۔ پچھلے آدھے گھنٹے سے دونوں گیٹ کے باہر کھڑی تھی۔ان کے آنے سے دس منٹ پہلے ہی ہوسٹل کا گیٹ بند ہو چکا تھا۔اب ساری رات انہیں ہوسٹل کے باہر گزارنی تھی۔ "اور کھاؤ مزیدار کھانا۔" عروج نے دانت کچکچا کہا۔"اب ساری رات مچھروں کے ساتھ کشتی کرتی پڑے گی تب پتا چلیگا۔" عروج غصے سے تن فن کرتی اسی پر برس رہی تھی. "وارڈن کو پتا تو تھا ہم باہر ہیں پھر بھی اتنی جلدی گیٹ بند کر دیا؟" اسی نے سر جھٹک کر کہا۔"ہاں ہاں تم نے تو ہوسٹل میں حصہ ڈالا ہے جو وارڈن تمہارا انتظار کرتی۔" عروج نے گرج کر کہا۔اسی منہ بسور گئی۔"تمہاری وجہ سے تہجد اور فجر کی نماز قضا ہو جائیگی۔" عروج پریشانی سے کہتی نیچے بیٹھ گئی۔اسی بھی خاموشی سے زمین پر بیٹھ گئی۔ پوری رات دونوں کی جاگ کر گزری بریڈ اور جیم کے ساتھ دونوں نے سہری کی ساری رات دونوں مچھروں کے ساتھ جنگ لڑتی رہی۔ صبح کہیں ان کی آنکھ لگی جب گیٹ کھلنے پر دونوں اٹھی۔اسی جمائی لیتی اپنی جگہ سے اٹھی۔ عروج بھی آنکھیں مسلتی کھڑی ہوئی۔ایک دوسرے کو دیکھ کر دونوں کی چینخ نکلتے نکلتے رکی۔ساری رات چہرے پر مچھر لڑنے کی وجہ سے جگہ جگہ لال رنگ کے دانے نکلے تھے۔ہوسٹل جانے کے بعد دونوں الگ الگ لوشن اور کریمز لگا کر اپنا چہرہ درست کرنے کی کوشش کر رہی تھیں۔اگلے دو دن دونوں کالج نہیں گئیں۔چہرہ ٹھیک ہوتے ہی پھر انہوں نے کالج کی راہ لی تھی۔ عروج نے کالج میں

سر انور کو سینئرز کی شکایت لگائی۔ سر انور خود مسلمان تھے اسی لئے انہوں نے سینئرز کو سخت تنبیہ کیا جس پر جیا زہر کا گھونٹ بھر کر رہ گئی لیکن ہوسٹل میں وہ انہیں ذلیل کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتی تھی۔ دن کالج میں گزار کر وہ ہوسٹل واپس آتی ہوسٹل آکر روزہ کھولنے کے بعد اسی اور عروج بیٹھ کر قرآن پاک پڑھتی۔ عروج اسی کو نماز سکھانے کے ساتھ اسلام کے بارے میں بتاتی رہتی جتنا اسے کبھی سعدیہ بی اور عدن نے بتایا وہ سارا اسی کو بتاتی رہتی۔ دن مہینوں میں مہینے سالوں میں گزرنے لگے۔ ان تین سالوں میں عروج ایک دو بار ہی عدن سے ملنے گئی تھی۔ عروج اپنے کمرے میں بیٹھی پڑھ رہی تھی جب اسی خوشی سے چلاتی کمرے میں داخل ہوئی۔ "کیا ہوا اتنی خوش کیوں ہو رہی ہو؟" عروج نے مسکرا کر پوچھا۔ "ارے خوش میں تو ہواؤں میں اڑ رہی ہوں۔" اسی نے دونوں ہاتھ پھیلائے گول گول گھومتے کہا۔ "ہوا کیا ہے؟" عروج کو تجسس ہوا۔ "دو دن بعد سبھی سینئر ڈگری لیکر چلے جائینگے جس کا مطلب ہماری اس گلابی بالوں والی لڑکی سے جان چھوٹے گی۔" اسی خوشی سے جھومتی بیڈ پر بیٹھ گئی۔ "کیا ہوا تمہیں خوشی نہیں ہوئی؟" عروج کا چہرہ دیکھ اسی نے ناک چڑا کر پوچھا۔ "ہوئی ہے پر اتنی بھی نہیں تمہیں دیکھ کر لگ رہا ہے جیسے تمہاری ڈگری کمپلیٹ ہوگئی ہو۔" عروج نے سر جھٹک کر کہا۔ اسی برا سامنہ بنا کر بیٹھی رہی۔ "اچھا میں کل گھر جا رہی ہوں تم چلوگی میرے ساتھ؟" "رئیلی تم مجھے لیکر جاؤ گی؟" اسی کی آنکھیں چمکی۔ عروج نے مسکرا کر سر ہلا دیا*** دونوں بس سے باہر نظریں ٹکائے بیٹھی تھیں۔ اک امید تھی اس کے دل میں کے شاید اس بار غلطی سے وہ اسے نظر آجائے۔ پچھلی بار جب وہ گئی تھی تب طیّبہ اور آیت اس سے ملنے آئی تھیں مگر وہ نہیں آیا تھا۔ عروج نے اس کی تلاش میں نظریں دوڑائیں تھیں مگر وہ ہوتا تو دکھتا۔ کبھی عروج سوچتی شاید وہ اسے بھول گیا ہے۔ یہ سوچ آتے ہی اس کا دل ڈوب جاتا۔ ان تین سالوں میں اگر اس نے کسی کو بہت زیادہ یاد کیا تھا وہ شاید وہ وہی تھا۔ پاگل سا۔ دیوانہ سا۔ مجنو

سا۔ آوارہ سا۔ بس کے رکتے ہی دونوں آگے پیچھے چلتی نیچے اتری۔ ٹیکسی کے زریعے وہ بلڈنگ پہنچی۔ لفٹ میں داخل ہوتے ہی عروج کو اس کے ہونے کا احساس ہوا بے اختیار اس کی انگلیوں نے لفٹ کے بٹنوں کو چھوا تھا۔ لفٹ کا دروازہ کھلتے ہی دونوں باہر آئی۔ عروج کو ہر جگہ اس کے کلون کی خوشبو محسوس ہو رہی تھی۔ اسی بے نیاز سے آس پاس دیکھتی چل رہی تھی۔ فلیٹ پر پہنچ کر عروج کی نظریں سامنے دروازے پر ٹک گئی۔ بند دروازے کو دیکھ وہ یہ اندازہ لگانے سے قاصر تھی کے وہ اندر ہے یا نہیں؟ میں نے خود ہی تو یہ شرط رکھی تھی اور اب خود ہی اداس ہو رہی ہوں۔ وہ سر جھٹک کر بیل بجانے لگی۔ عدن کے دروازہ کھولتے ہی عروج اس کے گلے لگی۔ سلام دعا کے بعد دونوں اندر داخل ہوئی۔ عدن نے کافی کے ساتھ دیگر لوازمات ٹیبل پر رکھے۔ اسی بنا جھجھکے سبھی چیزوں کے ساتھ انصاف کر رہی تھی۔ عروج کافی پینے کے ساتھ مسکرا کر اسے دیکھ رہی تھی۔ عروج کو کبھی بھی وہ بے حیا نہیں لگی لیلیٰ اور لیزا کی طرح۔ وہ اپنی دنیا میں جینے والی زمین کی بندی تھی جسے اڑنا نہیں آتا تھا۔ کافی دیر باتیں کرنے کے بعد دونوں ریسٹ کے لئے کمرے میں آگئی۔ "یہ تمہارا کمرہ ہے؟" اسی نے بالکنی کے پردے ہٹاتے پوچھا۔ "ہاں۔" "اچھا ہے۔" اسی نے آس پاس نظریں دوڑائے کہا۔ بلڈنگ کے سامنے بنے گراؤنڈ میں بچے کرکٹ کھیل رہے تھے۔ "تم آرام کرو۔" عروج نے بالوں کو پونی سے آزاد کرتے کہا۔ اسی آکر بیڈ پر لیٹ گئی۔ "اگر فریش ہونا ہے تو وہ واش روم ہے۔" عروج نے واش روم کی طرف اشارہ کیا۔ "نہیں ابھی صرف نیند لینی ہے۔" اسی نے لمبی جمائی لیتے کہا۔ "اوکے تم آرام کرو۔" "تم نہیں کرو گی؟" اسے دروازے کی طرف جاتے دیکھ اسی نے پوچھا۔ "نہیں میں ٹھیک ہوں آنٹی کے پاس بیٹھو نگی کچھ دیر۔" عروج مسکرا کر کہتی باہر نکل گئی۔ اسی نے لاپرواہی سے کندھے اچکائے اور آنکھیں موند گئی۔ عروج دروازے پر نوک کرتی اندر داخل ہوئی۔ "ارے تم آرام نہیں کرو گی؟" عدن نے حیرت سے کہا۔ "نہیں آنٹی ٹھیک

ہوں میں آپ کے پاس بیٹھو نگی کچھ دیر۔" عروج نے بیڈ پر بیٹھتے مسکرا کر کہا۔ عدن بیڈ سے ٹیک لگائے بیٹھی تھی۔ عروج یونہی اس کی ٹانگوں پر سر رکھ کر لیٹ گئی۔" کیسی جا رہی ہے پڑھائی؟" عدن نے اس کے بال سہلاتے پوچھا۔"ٹھیک ہے بس دو سال ہیں پھر عروج سے ڈاکٹر عروج بن جاؤنگی۔" اس کے لہجے میں اداسی تھی۔"تم خوش نہیں ہو؟" "پتا نہیں۔" عدن نے لمبا سانس لیا۔"اچھا یہ بتائے آج کل زین کیا کرتا ہے؟" دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر اس نے پوچھ ہی لیا۔"طیّبہ سے بات ہوتی ہے کبھی کبھی اس نے بتایا تھا اپنے ڈیڈ کا بزنس سمبھالتا ہے اور ماشاءاللہ بہت ترقی بھی کر رہا ہے۔" عدن نے مسکرا کر بتایا۔ عروج نے مزید کچھ پوچھنا چاہا مگر پھر ارادہ ترک کر دیا۔ عدن کے ساتھ ادھر ادھر کی باتیں کرتی عروج وہی سو گئی۔ عدن نے اس کا سر ہلکا سا اٹھا کر نیچے تکیہ رکھا اور اس پر چادر دے کر باہر آ گئی۔ رات کے کھانے میں عدن نے کافی ساری الگ الگ ڈیشز بنائی۔ دونوں نے خوب پیٹ بھر کر کھانا کھایا۔ رات دیر تک باتیں کرنے کے بعد تینوں سونے کے لئے کمروں میں چلی گئی۔ صبح عروج کی آنکھ کھلی تو اسی کمرے میں نہیں تھی۔ عروج آنکھیں مسلتی اٹھی جب اسے لاؤنج سے ہنسنے کی آوازیں آئی اس کا دل زور سے دھڑکا۔ وہ بنا ہاتھ منہ دھوئے کمرے سے باہر نکلی۔ لاؤنج میں طیّبہ اور آیت بیٹھی اسی سے باتیں کر رہی تھی۔ عروج نے آس پاس نظریں دوڑائی مگر وہ کہیں نہیں تھا۔ یک دم اس کا دل اداس ہو گیا۔"عروج۔" طیّبہ خوشی سے اس کی طرف بڑھی اور اسے گلے لگا لیا۔" کیسی ہو؟" "ٹھیک ہوں آپ کیسی ہیں؟" عروج نے مسکرا کر پوچھا۔"بہت اچھی آؤ۔" طیبہ اس کا ہاتھ پکڑے ان کی طرف آئی آیت نے آگے بڑھ کر اسے گلے لگایا۔"آپ تو مجھے بھول ہی گئی؟" آیت نے منہ پھولا کر کہا۔"تمہارے جیسی گڑیا کو کون بھول سکتا ہے میں تو بس اسٹڈی میں بزی تھی۔" عروج نے اس کے گال کھینچتے پیار سے کہا۔"اچھا بیٹھنے تو دو اسے آتے ساتھ ہی شکوے شکایات شروع کر دی۔" طیّبہ نے پیار سے اسے ڈپٹا۔ ان کے

ساتھ بیٹھ کر عروج نے ڈھیروں باتیں کی۔ "عروج اس دفع ہماری طرف آئے نا آپ ہر بار یہی سے ہو کر چلی جاتی ہیں۔" آیت نے ایک اور شکایات کی۔ "ابھی اتنی چھٹی نہیں ہے اگلی بار آؤ نگی تو ضرور چکر لگاؤ نگی۔" عروج نے بہانا بناتے کہا۔ "چھٹی کیوں نہیں ہے ہم ایک دو دن ابھی یہی ہیں کل چلے جائینگے۔" اسی نے جھٹ کہا۔ عروج بس اسے گھور کر رہ گئی۔ "ہاں ہاں کیوں نہیں کل آجانا بلکہ میں ڈرائیور بھیج دو نگی۔" طیّبہ نے خوشدلی سے کہا۔ عروج بس سر ہلا کر رہ گئی۔ اگلی صبح وہ جانے کے لئے تیار کھڑی تھیں عروج جانا بھی چاہتی تھی اور نہیں بھی۔ "اگر اس سے سامنا ہو گیا تو؟" عجیب دل کی کیفیت تھی۔ کار پورچ میں آکر رکی۔ طیّبہ اور آیت پہلے ہی دروازے پر کھڑی ان کا انتظار کر رہی تھیں۔ گھر میں داخل ہوتے ہی عروج کی نظریں چاروں اور گھومنے لگی۔ چاروں آکر لیونگ ایریا میں بیٹھ گئی۔ ملازمہ دیگر لوازمات سے ٹیبل سجانے لگی۔ "آنٹی اتنے تکلف کی کیا ضرورت تھی؟" عروج خوامخواہ شرمندہ ہوئی۔ "بیٹا تکلّف کیسا اتنے سالوں باد آئی ہو ہمارے گھر اور اسی تو پہلی بار آئی ہے۔" طیّبہ نے شریں لہجے میں کہا۔ "آنٹی انکل کہاں ہیں؟" عروج نے عباسی صاحب کا سہارا لیکر کسی اور کے بارے میں پوچھا تھا۔ "تمہارے انکل اور زین بزنس میٹنگ کے لئے شہر سے باہر گئے ہیں۔" عروج نے سر ہلا دیا۔ "آیت آگے کا کیا ارادہ ہے؟" عروج نے اپنا دھیان دوسری اور لگانا چاہا۔ "اسٹڈی کے بعد بھائی کہ رہے تھے ان کے ساتھ بزنس سمبھالوں پر مجھ سے کہاں یہ کام کہاں ہوتے ہیں اسی لئے میں نے تو صاف انکار کر دیا۔" آیت نے ناک چڑا کر کہا۔ "آئی تھنک دس از گڈ آئیڈیا تم اپنا بزنس سمبھال سکتی ہو۔" عروج نے کہا۔ "پر میں کہاں سمبھال سکتی ہوں؟" آیت کنفیوز ہوئی۔ "آیت بنا کچھ سیکھے کچھ نہیں ہو تا تم سیکھو گی تو ابھی جو بزنس تمہیں مشکل لگ رہا ہے آگے جا کر وہی تمہیں چٹکیوں کا کام لگے گا۔" عروج نے سمجھاتے والے انداز میں کہا۔ "پر عروج ان سب چیزوں کا بہت بوج ہو تا ہے اور ابھی مجھے صرف اسٹڈی کے ساتھ

لائف انجوئے کرنی ہے۔" آیت نے چہک کر کہا۔"جیسی تمہاری مرضی۔" عروج نے مسکرا کر کہا۔ تھوڑی دیر بعد آیت اسی کی فرمائش پر اسے گھر دیکھانے لگی۔گھر دیکھانے کے بعد آیت انہیں لئے زین کے کمرے میں آگئی۔"تم ابھی بھی نہیں سدھری؟" عروج نے اس کے گال کھینچتے مسکرا کر کہا۔"بھائی تھوڑی نا ہے یہاں جو انہیں کچھ پتا چلیگا۔" آیت نے چہک کر کہا۔اسی کمرے کو دیکھ حیران ہوئی۔"یہ وہی ہینڈسم لڑکا ہے نا جو تمہیں ہوسٹل چھوڑنے آیا تھا؟" زین کی تصویر دیکھ کے اسی نے سوچتے ہوئے کہا۔عروج سر ہلاتی تصویر کے سامنے آکر کھڑی ہوگئی۔"واہ کتنا ہینڈسم ہے۔" اسی نے دونوں ہاتھ گال پر رکھتے چہک کر کہا۔عروج کو اس کا یوں کہنا اور تصویر کو دیکھنا عروج کو بلکل اچھا نہیں لگا۔"چلو تمہیں بالکنی دیکھاتے ہیں جس کے لئے آیت ہمیں یہاں لائی ہے۔عروج نے سنجیدگی سے کہتے اس کا دھیان ہٹایا۔اسی آیت کے ساتھ بالکنی میں آگئی۔عروج وہی زین کی تصویر پر نظریں ٹیکائے کھڑی تھی۔ کیا نہیں تھا اس کے پاس وہ کسی بھی لڑکی کا خواب بن سکتا تھا۔عروج نے اپنے موبائل سے اس کی ایک تصویر لی اور بالکنی میں آگئی۔"دس از سو بیوٹیفل۔" اسی نے دونوں بازو پھیلائے کہا۔عروج خاموشی سے آکر ایک طرف کھڑی ہوگئی۔کچھ دیر یونہی بالکنی میں کھڑے رہنے کے بعد آیت انہیں واپس نیچے لے آئی۔طیّبہ نے انہیں بنا کھانا کھائے جانے نہیں دیا۔شام کو وہ ڈرائیور کے ساتھ گھر واپس آگئی۔مزید ایک دو دن عدن کے پاس رہنے کے بعد وہ واپس ہوسٹل لوٹ گئی۔جیا اور اس کی گینگ ہوسٹل چھوڑ کر جاچکی تھی۔"اب یہاں ہمارا راج ہو گا۔" اسی ہوسٹل کی بالکنی میں کھڑی ہو کر چلا کر بولی۔عروج اس کی حرکتیں دیکھ مسکرا رہی تھی۔"اب سب سے گن گن کر بدلہ لونگی آج سے ہم سینئرز ہیں۔" بالکنی سے واپس آکر وہ بیڈ پر بیٹھتی دانت کچکا کر بولی۔"کس سے بدلہ لوگی وہ چڑیلیں تو چلی گئیں ہیں؟" عروج نے ہنس کر کہا۔"ان کا سارا بدلہ جونیئرز سے لونگی۔" اسی نے ایک ہاتھ کا مکا بنائے دوسرے پر مارتے

کہا۔ عروج نے اس کی بات پر دائیں بائیں سر ہلایا جیسے کہ رہی ہو تمہارا کچھ نہیں ہو سکتا۔ اگلے دن سے اسی نے اپنا مشن ریگنگ شروع کر دیا۔ "اے ادھر آؤ۔" اس وقت وہ دونوں گھاس پر بیٹھی تھیں جب اسی نے ایک لڑکی کو اپنی طرف بلایا۔ "نام کیا ہے تمہارا؟" لڑکی کے رکنے پر اسی نے رعب سے پوچھا۔ "رشمیکا۔" لڑکی نے دھیمی سی آواز میں کہا۔ "رشمکا مندانا؟" اسی ہنسی۔ عروج خاموشی سے اسے دیکھ رہی تھی۔ "یہ لو اور اس سے پورے کالج کا ناپ لیکر آؤ۔" اسی نے پین کا ڈھکن اتار کر لڑکی کی طرف بڑھایا۔ لڑکی رونی سی صورت بنائے اسے دیکھ رہی تھی۔ "اسی جانے دو کیوں پریشان کر رہی ہو بیچاری کو؟" لڑکی کی رونی صورت دیکھ عروج نے اسی کو ڈپٹا۔ "آج سے دو سال بعد یہ ہماری جگہ بیٹھ کر کسی اور سٹوڈنٹ کی ریگنگ کر رہی ہو گی تو اسے بیچاری تو مت ہی کہو۔" اسی نے ناک سے مکھی اڑانے والے انداز میں کہا۔ "پھر بھی اسی جانے دو۔" عروج کے دوبارہ کہنے پر اسی نے برا سا منہ بنایا۔ لڑکی انہیں باتوں میں لگا دیکھ فورن وہاں سے رفو چکر ہوئی۔ "کیا یار بھول گئی اپنی ریگنگ؟" لڑکی کو غائب دیکھ اسی نے خفا ہوتے کہا۔ "اسی اس کی کیا غلطی چھوڑو جانے دو۔" "ہماری کیا غلطی تھی؟" اسی نے آنکھیں دیکھائے پوچھا۔ "یہ تو وہی بات ہو گئی کے ساس بھی کبھی بہو تھی۔" عروج سر جھٹک کر مسکرائی۔ "آج کے بعد تمہارے سامنے کسی کی ریگنگ نہیں کرنی۔" اسی برا سا منہ بنائے وہاں سے اٹھی اور کلاس کی اور چل دی عروج نے اسے پکارا بھی مگر وہ نہیں رکی۔ آخر عروج بھی اٹھ کر اس کے پیچھے چل دی۔ عروج کلاس کے قریب پہنچی ہی تھی جب نیل نے اس کا راستہ روکا۔ نیل ایک سال سے اس کے پیچھے پڑا تھا۔ عروج نے اسے کئی بار سمجھایا مگر اس کی ایک ہی رٹ تھی کے وہ اسے پسند کرتا ہے۔ "نیل کتنی بار کہ چکی ہوں میں ان چیزوں میں نہیں پڑتی۔" عروج نے اس کے بولنے سے پہلے ہی تنک کر کہا۔ "عروج پلیز ایک موقع دو تمہیں بہت پسند کرتا ہوں میں۔" نیل نے گڑگڑاتے کہا۔ "دیکھو نیل میں تمہاری فیلنگز کی قدر کرتی ہوں لیکن

ایک بات جان لو تمہارا میرا کوئی جوڑ نہیں ہے میں ایک مسلم ہوں اور تم ایک ہندو پلیز بات کو سمجھو۔" عروج کو کوفت ہونے لگی تھی۔ مگر نیل نہیں مانا"میں الریڈی کمیٹڈ ہوں میرا ایک منگیتر ہے پلیز میرا راستہ چھوڑ دو۔" عروج نے جھوٹ کا سہارا لیتے کہا۔ اس کی بات پر نیل کا چہرہ اتر گیا اور وہ خاموشی سے اس کے راستے سے ہٹ گیا۔ عروج سکون کا سانس لیتی وہاں سے نکلی۔ اس وقت اس کی نظروں کے سامنے زین کا چہرہ تھا۔ اسے ہمیشہ یہی لگتا کے وہ کسی کی امانت ہے۔ شاید وہ اس کا انتظار کر رہا ہو یا شاید وہ اسے بھول گیا ہو؟ وہ نہیں جانتی تھی۔ دن پھر مہینوں سے سالوں میں بدلے اور ان کی ڈگری کمپلیٹ ہو گئی۔ پورا حال کچا کچ سٹوڈنٹ سے بھرا پڑا تھا۔ بھرپور تالیوں کے بیچ اس کا نام پکارا گیا۔ پچھلے دو سالوں میں وہ پورے کالج کی سب سے بیسٹ سٹوڈنٹ رہی تھی۔ لرزتے وجود کے ساتھ وہ اسٹیج پر پہنچی۔ پہلی سیڑی پر قدم رکھتے ہی دل کی ڈھڑکن بڑی تھی۔ دوسری سیڑی پر قدم رکھتے ہی رضا میر کا چہرہ اس کی آنکھوں کے سامنے لہرایا۔ تیسری سیڑی پر قدم رکھتے ہی بس وہ ہی دلوں دماغ پر چھا گیا۔ اسٹیج پر پہنچ کر اس نے چاروں اور نظریں دوڑائی مگر وہ اسے کہیں دکھائی نہیں دیا۔ اتنی بھیڑ میں اگر وہ ہوتا بھی تو اسے دیکھائی نہیں دیتا۔ ڈگری لیکر وہ بنا سپیچ دیے ہی نیچے آگئی۔ سبھی سٹوڈنٹ سمیت ٹیچرز بھی اسے بنا سپیچ دیے جاتا دیکھ حیران ہوئے۔ وہ کالج کی بیسٹ سٹوڈنٹ تھی سپیچ تو بنتی تھی۔ اسی نے خوشی سے اسے گلے لگایا۔ عروج نے کوئی تاثر نہیں دیا۔ ان سب کو وہی چھوڑ وہ کالج سے باہر نکل آئی۔ "ٹھیک ہے پھر ملتے ہیں پانچ سال بعد اسی جگہ اسی دن۔" وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتی ہوسٹل کی طرف بڑھ رہی تھی۔ "اگر میں نہیں آیا تو سمجھ جانا میں مر چکا ہوں۔" ہوسٹل کے گیٹ پر پہنچ کر اس نے اس جگہ نظریں دوڑائی جہاں پانچ سال پہلے اس کی کار کھڑی تھی۔ اب وہ جگہ خالی تھی۔ وہ نہیں آیا تھا۔ کیا وہ واقعی مر گیا تھا؟ یا اس کے اندر کا پیار ختم ہو گیا تھا؟ بوجھل دل کے ساتھ وہ کمرے تک پہنچی۔ ڈگری بیڈ پر پٹھکتے وہ ڈھ سی گئی۔ وہ یونہی

بیٹھی تھی جب اسی اندر آئی۔ "کیا ہوا تم ٹھیک ہو؟" اسے یوں بے سدھ پڑا دیکھ اسی فکر مند ہوئی۔ عروج زبردستی مسکرائی۔ "تم واپس کب جاؤ گی؟" "پتا نہیں شاید کل تمہاری طرح میرا انتظار کرنے کا والا کوئی نہیں ہے۔" اسی تلخی سے مسکراتی کوٹ اتارنے لگی۔ "میرے ساتھ چلو گی میرے گھر؟" عروج کی بات پر وہ حیران ہو کر اسے دیکھنے لگی۔ "دوست ہو تم میری تمہیں یوں تنہا نہیں چھوڑ سکتی پہلے تمہارا کوئی نہیں ہو گا مگر اب ہے۔" عروج مسکرا کر بولی۔ "میں کسی پر بوج نہیں بننا چاہتی۔" اسی نے بھرائی آواز میں کہا۔ "کس نے کہا ہے بوج بنو اب تم ایک ہاڑٹ سپیشلسٹ ہو جب تک نوکری نہیں ملتی ہمارے ساتھ ہی رہو اس کے بعد اگر تم جانا چاہو تو تمہاری مرضی ہے ورنہ میں تو کہتی ہوں میرے ساتھ ہی رہو میں خود ہی کوئی اچھا سالڑ کا دیکھ کر اس سے تمہاری شادی کروادو نگی۔" عروج نے آخر میں شرارت سے کہا۔ اسی روتے ہوئے اس کے گلے لگ گئی۔ "سامان پیک کر لو ہمیں نکلنا ہے۔" عروج نے اس کی پیٹھ سہلاتے کہا۔ "اگر اسے آنا ہوتا تو اب تک آچکا ہوتا۔" عروج افسردہ سی سوچتی سامان پیک کرنے لگی۔ آنسو بار بار باہر آنے کی کوشش کر رہے تھے مگر وہ ضبط کا مظاہرہ کرتی انہیں روکے ہوئے تھی۔ سامان پیک کر کے وہ روم سے باہر نکلی۔ اسی اپنا سامان پیک کر رہی تھی۔ عروج سامان کے ہمراہ نیچے آئی۔ باہر آتے ہی آنسو پلکوں کی باڑ توڑ کر باہر نکل آئے۔ لڑکھڑاتے قدموں کے ساتھ وہ سر جھکائے آگے بڑھ رہی تھی۔ ابھی وہ گیٹ سے چند قدم آگے آئی ہی تھی جب اس کے نتھنوں سے بھینی بھینی خوشبوں ٹکرائی۔ اس کی دھڑکن بڑی تھی۔ پلکیں لرزی اٹھیں۔ اس سے فورن اپنی نظریں نہیں اٹھائی گئی۔ دھیرے دھیرے پلکوں کی جھالر کو اٹھائے اس نے اوپر دیکھا۔ وقت ایک دم تھم سا گیا۔ اس کا سانس رکا تھا۔ بلک کلر کی پینٹ شرٹ میں بالوں کو اچھے سے جیل سے سیٹ کئے چہرے پر ہلکی سی شیو بڑھائے ہاتھوں میں پھولوں کا بکے لئے وہ کار سے ٹیک لگائے کھڑا تھا۔ وہ بت بنی کھڑی تھی جیسے اسے یقین نا آرہا ہو

کے وہ آیا ہے؟ عروج پر نظر پڑتے ہی وہ سیدھا ہوتا مسکرا کر ہاتھ ہلانے لگا۔ دونوں کی نظریں ملی تھیں۔ عروج کی آنکھوں سے بہنے والے آنسوؤں میں مزید روانی آگئی۔ اس نے بے یقینی سے منہ پر ہاتھ رکھ لیا۔ زین دو قدم آگے آیا۔ وہ یونہی کھڑی روتی رہی۔ وہ مزید نزدیک آیا۔ "ڈگری مبارک ہو ڈاکٹر عروج رضا میر۔" زین نے مسکراتے ہوئے کہہ کر پھول اس کی طرف بڑھایا۔ پانچ سال بعد اس نے اس کی آواز سنی تھی۔ اس وقت اسی لمحے اس نے اقرار کیا تھا ہاں وہ زین عباسی سے محبّت کرتی ہے۔ کانپتے ہاتھوں سے اس نے بکے تھاما۔ زین نے جیب سے رومال نکال کر اس کی طرف بڑھایا۔ رومال دیکھ وہ روتے روتے ہنس دی اور ہاتھ بڑھا کر سیاہ رومال تھام لیا۔ "کیسی ہو؟" وہی گھمبیر آواز۔ "ٹھیک ہوں تم؟" اس نے لفظوں کو ادھورا چھوڑا۔ زین نے سر کو ہلکا سا خم دیا۔ "جان سکتا ہوں یہ آنسو کس کے لئے ہیں؟" "تم جان کر کیا کرو گے۔" اس کی بات پر وہ ہنس دیا۔ "تم بلکل نہیں بدلی۔" زین نے جھک کر اس کا سامان اٹھایا۔ "کیا تم بھی وہی ہو؟" اس کی آواز بہت دھیمی تھی۔ "تمہیں کیا لگتا ہے؟" زین کا چہرہ بلکل اس کے چہرے کے نزدیک تھا۔ "پتا نہیں۔" اس کی آنکھوں میں دیکھتے اس نے بے ساختہ کہا۔ "تمہیں لگتا تھا میں نہیں آؤنگا؟" وہ سامان لیکر پلٹا۔ "ہاں۔" اس نے بنا جھوٹ کا سہارا لئے کہا۔ زین کھل کر ہنسا اسے لگا وہ مذاق کر رہی ہے۔ اسی اپنا سامان گھسیٹتی ان تک پہنچی۔ "ہیلو۔" زین کو دیکھ اس نے حیران ہوتے ہاتھ ہلایا۔ زین نے اجنبی نظروں سے اسے دیکھا۔ "یہ اسی ہے میری فرینڈ اور یہ زین عباسی ہے تمہیں بتایا تھا نا؟" عروج نے دونوں کا تعرف کرواتے اسی کو یاد دلایا۔ "اوہ ہیلو۔" زین نے مسکرا کر کہا۔ "مجھے پتا ہوتا تم بھی ساتھ ہو تو ایک بکے ایکسٹرا لے آتا۔" زین نے سر کھجاتے کہا۔ "کوئی بات نہیں تم یہ پکڑو۔" عروج نے اپنا بکے اسے تھمایا۔ اسی نے ناک پھولوں کے قریب لیجا کے سونگا۔ "نائیس سمیل۔" عروج نے سر دائیں بائیں ہلایا زین ہلکا سا مسکرا کر سامان کار میں رکھنے لگا۔ تبھی وہاں ایک

کیب آکر رکی۔ کیب کو دیکھ عروج نے زبان دانتوں تلے دبائی۔ ہوسٹل سے نکلنے سے پہلے اس نے ہی کیب بک کروائی تھی۔ "تمہیں واقعی یقین تھا میں نہیں آؤنگا؟" زین نے بے یقینی سے پوچھا۔ عروج نے خفت سے سر ہلا دیا۔ اس بار وہ سر دائیں بائیں ہلاتا سامان ڈگی میں رکھنے لگا۔ کیب والے نے آس پاس نظریں دوڑا کر عروج کا نمبر ملایا۔ عروج کا موبائل رنگ ہوا وہ رخ پھیر گئی۔ "میڈم کیب آگئی۔" کیب والا عروج کی طرف آیا۔ زین سامان ڈگی میں رکھ کر ہاتھ جھارتے اسے دیکھ رہا تھا۔ عروج پزل ہوئی۔ "سوری ہمیں اب کیب کی ضرورت نہیں ہے ہماری گاڑی آگئی ہے۔" عروج کی جگہ اسی نے جواب دیا۔ "تو آپ نے کیب کینسل کیوں نہیں کروائی؟ بلاوجہ ہی میرا اتنا ٹائم خراب کیا۔" کیب والا غصے سے کہتا واپس کیب کی طرف بڑھا۔ "ارے دیکھو تو کتنا بدتمیز ہے یہ۔" اسی بگڑی۔ عروج اس کا بازو پکڑے کار تک لائی۔ "اسی لیو اٹ۔" عروج نے پیچھے والا دروازہ کھول کر اسے پیچھے بیٹھایا اور خود آگے بیٹھ گئی۔ زین بھی مسکراتا ہوا آکر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ آگے بیٹھے دونوں خاموش تھے۔ اسی پیچھے بیٹھی وقفے وقفے سے کوئی بات کرتی۔ "تم کیا کرتے ہو آج کل؟" جانتے ہوئے بھی وہ انجان بنتے پوچھنے لگی۔ "تم جانتی تو ہو۔" وہ مسکرایا۔ عروج خاموش ہوتی باہر دیکھنے لگی۔ "تم نے سپیچ کیوں نہیں دی؟" وہ حیران ہوئی۔ "تم تھے وہاں؟" "تمہیں کیا لگتا ہے تمہارے اتنے سپیشل دن پر میں نہیں آؤنگا؟" وہ دلکشی سے مسکرا کر بولا۔ "بس من نہیں کیا۔" وہ افسردہ سی بولی۔ "من کیوں نہیں کیا؟" "کیونکہ کچھ رشتے ادھورے تھے۔" اسے اپنی آواز کسی کنویں سے آتی سنائی دی۔ زین نے غور سے اس کا چہرہ دیکھا۔ مگر بنا کوئی سوال کئے اپنا دھیان ڈرائیونگ کی طرف کر لیا۔ راستے میں اس نے دونوں کو ایک ہوٹل سے لنچ کروایا۔ کھانے کے بعد سفر دوبارہ شروع ہوا۔ "گھر میں سب کیسے ہیں؟" "اچھے ہیں آیت تمہیں بہت یاد کرتی ہے اور امی اس سے بھی زیادہ۔" "آنٹی زیادہ کیوں؟" اس نے ناسمجھی سے پوچھا۔ "کیونکہ پانچ سال

پہلے عدن آنٹی سے پوچھے گئے سوال کا جواب انہیں تم سے چاہیے۔" زین کی بات پر اس کے گال تپ گئے وہ جانتی تھی اس کی بات کا مطلب۔ اسی بے نیاز سی پیچھے بیٹھی چپس کھا رہی تھی جسے زین نے ہوٹل سے لیکر دی تھی۔ باقی کا سفر خاموشی سے کٹا۔ پارکنگ میں کار رکتے ہی دونوں نیچے اتری۔ زین نے ان کا سامان نکالا۔ اسی اپنا سامان لیکر آگے بڑھ گئی۔ "تم نہیں چلو گے؟" اسے کار سے ٹیک لگائے کھڑا دیکھ عروج نے پوچھا۔ "نہیں۔" "کیوں؟" "سوچ رہا ہوں ایک ہی بار آؤں تم سے جواب لینے۔" زین نے معنی خیزی سے کہا۔ "کون سا جواب؟" وہ انجان بنی۔ "وہی جو پانچ سال پہلے تم سے پوچھا تھا۔" "تمہارا رومال دھو کر واپس کر دونگی۔" اس کی بات کا جواب دیے بنا وہ تیزی سے کہتی بلڈنگ طرف چل دی۔ زین دلکشی سے مسکراتا کار میں بیٹھ گیا*** "آنٹی آپ کو کوئی اعتراض تو نہیں میں اسی کو ساتھ لے آئی؟" اسی جو کچن سے پانی لینے آئی تھی اندر سے آتی عروج کی آواز پر وہی رک گئی۔ "نہیں عروج بلکہ مجھے فخر ہے تم پر تم نے ایسا فیصلہ لیا۔" عدن نے اس کے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں بھرے محبّت سے کہا۔ باہر کھڑی اسی کو بھی عدن کی بات پر تسلّی ہوئی وہ گلا کھنکھار کر اندر داخل ہوئی۔ "اٹھ گئی تم کیا کھاؤ گی؟" عدن نے مسکرا کر پوچھا۔ "بریانی۔" اسی نے چہک کر کہا۔ "میں ابھی بناتی ہوں۔" عدن نے اس کا گال کھینچتے پیار سے کہا۔ "تم نے کبھی بتایا نہیں تمہیں بریانی پسند ہے؟" عروج نے اس کے قریب آتے سرگوشی بھرے انداز میں پوچھا۔ "بتایا تو تم نے بھی نہیں کے تم زین سے پیار کرتی ہو؟" اسی نے اس کے کندھے سے کندھا ٹچ کرتے شرارت سے کہا۔ عروج کے گال سرخ ہو گئے اور وہ تیزی سے باہر نکلی۔ کھانا کھانے کے بعد عروج عدن کے ساتھ کچن سمیٹ رہی تھی جب عدن نے موقع دیکھتے بات شروع کی۔ "عروج لوٹنے کا وقت آ گیا ہے۔" "عروج ٹھٹھکی! "بس بہت ہو گیا اب تمہیں واپس جانا ہے۔" عدن اٹل فیصلہ کئے بیٹھی تھی۔ "وہاں کوئی تمہارا انتظار کر رہا ہے اس بوڑھے وجود کو تمہاری

ضرورت ہے۔" عدن نے اس کا ہاتھ پکڑے سمجھانے والے انداز میں کہا۔ عروج بت بنی کھڑی اس کی بات سن رہی تھی۔"تم سن رہی ہو عروج؟" عدن کے ہلانے پر وہ ہوش میں آئی۔ "تم جاؤ گی ناواپس؟" عدن نے تصدیق چاہی۔ "مجھ میں اتنی ہمت نہیں ہے۔" عروج منمنائی۔ "عروج میری بات سنو۔" عدن بے حد سنجیدہ ہوئی۔ "وہاں تمہارا بڑھاباپ ہے جو تمہاراانتظار کر رہاہے اور کتنی سزادو گی اپنے باپ کو؟" عروج تڑپ اٹھی۔ "لوٹ جاؤ عروج۔" عدن نے التجا کرتے کہا۔ عروج کے ہاتھ بے حد ٹھنڈے ہو رہے تھے۔ "تمہاراباپ تمہارے آنے کی امید پر جی رہاہو گا لوٹ جاؤ مل لو اس سے۔" عدن کی آواز بھر اگئی۔ "چھ سال ہوگئے ہیں جاؤ عروج تم جاؤ گی نا؟" عدن نے امید سے پوچھا۔ عروج نے ٹرانس کی کیفیت میں سر ہلا دیا۔عدن نے اس کی پیشانی چومی*** "کیا تم ایک امیر باپ کی بیٹی ہو؟" اسی اپنی جگہ سے اچھلی۔ عروج نے اوپر نیچے سر ہلا دیا۔"تم نے پہلے کیوں نہیں بتایااور تم نے سکالرشپ پر ڈگری کیوں لی؟" اسی بے یقین سی اس کے سامنے بیٹھ گئی۔ "بس خود کچھ کرنے کا بھوت سوار تھااسی لئے سکالرشپ پر ڈگری لی۔" عروج نے صفائی سے جھوٹ بولا۔ "تم واقعی بیوقوف ہو اتنی امیر باپ کی بیٹی ہو کر جیا جیسی لڑکی کا ظلم سہتی رہی تف ہے تم پر۔" اسی کی لتاڑ پر وہ اسے گھور کر رہ گئی۔ پورادن اسی اس کا سر کھاتی رہی۔ رات اس کے سونے کے بعد عروج نے سکون کا سانس لیا۔ نینداس کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔ وہ ہمت نہیں کر پا رہی تھی واپس جانے کی۔ فون بجنے پر وہ ہوش کی دنیامیں واپس آئی۔ ان نون نمبر تھا۔ عروج ایک نظر اسی پر ڈال کر موبائل لئے بالکنی میں آگئی۔ "مجھے یاد کر رہی تھی؟" وہی آوارگی بھرا لہجہ۔ "نہیں۔" وہ اداس سی بولی۔ "اداس ہو؟" "تمہیں کیسے پتا؟" "لوبی گیٹس لو۔" "دل کو دل سے راحت ہوتی ہے۔" اس کی بار پر عروج اداس سا مسکرائی۔ "کیاہوا؟" عروج نے عدن سے ہوئی گفتگو اس کے گوش گزاری۔ "کب جاناہے؟" کافی دیر کی خاموشی کے بعد اس کی سنجیدہ

آواز آئی۔ "پتا نہیں۔ "وہ کنفیوز تھی۔ "کل تمہیں سٹیشن چھوڑ دونگا۔ " زین نے اس کی الجھن سلجھائی۔ "ٹھیک ہے۔ "وہ بمشکل بولی۔ "ریلیکس رہو اور آرام کرو۔ " وہ کہتا فون رکھ گیا۔ عروج کو لگا وہ ڈسٹرب ہوا ہے اس کے جانے کی بات پر۔ اگلی صبح وہ جانے کے لئے تیار تھی۔ اسی نے اس کا سارا سامان پیک کر دیا تھا۔ "میں نے جانے کا کہا اور تم اتنی جلدی جا رہی ہو؟" عدن نے نم آنکھوں سے شکوہ کیا۔ "اچھے کام میں دیر کیسی۔ " جواب اسی نے دیا۔ "واپس آؤ گی نا؟" عدن نے آس سے پوچھا۔ "پتا نہیں۔ " وہ واقعی نہیں جانتی تھی۔ "اگر میں نہیں آئی تو آپ آجایئے گا۔ " عروج نے اس کا دل بہلاتے کہا۔ "اپنا بہت سا خیال رکھنا تمہاری بہت یاد آئیگی۔ " عدن روتی اس کے گلے لگ گئی۔ عدن سے مل کر وہ اسی سے ملی۔ "آنٹی کا خیال رکھنا۔ " عروج نے مسکرا کر کہا۔ "تم مسکراتی بہت ہو کم مسکرایا کرو زیادہ مسکرانے والوں کے دل مردہ ہوتے ہیں۔ " اسی کی بات پر عروج کی مسکراہٹ سمٹی۔ نم آنکھوں سے انہیں الوداع کہتی وہ فلیٹ سے باہر نکلی۔ زین کار سے ٹیک لگائے کھڑا اس کا انتظار کر رہا تھا۔ اس کے آنے پر بنا کچھ کہے اس کا سامان کار میں رکھتا ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ سٹیشن پہنچنے تک کار میں مکمل خاموشی تھی۔ ٹرین آنے میں کچھ وقت باقی تھا دونوں بیگم پیٹ سٹیشن پر بیٹھے تھے۔ ایک طرف عروج اور دوسری طرح زین بیچ میں اس کا سامان پڑا تھا۔ گھر سے آنے تک دونوں میں کوئی بات نہیں ہوئی۔ زین سر جھکائے فرش پر نظریں ٹکا کر بیٹھا تھا۔ "گھر سے آنے سے پہلے میں نے نہیں سوچا میرے بعد میرے بابا کا کیا ہو گا اس دن تمہارے گھر میں میرے بابا کا میرا ذکر ہوا اور تم نے کہا کیا پتا رضا میر کی بیٹی گھر چھوڑ کر نہیں کسی کے ساتھ بھاگ گئی ہو تب مجھے احساس ہوا میں نے کتنی بڑی غلطی کی ہے۔ " اس نے طنز نہیں کیا تھا مگر پھر بھی زین شرمندہ ہوا۔ "کبھی واپس جانے کی ہمت نہیں ہوئی مجھ میں اور اب بھی نہیں پتا کیسے یہ سفر کٹے گا؟" وہ بمشکل اپنے آنسوؤں کا گلا گونٹے کہہ رہی تھی۔ وہ خاموش رہا۔ عروج نے بات کا رخ بدلہ۔

"میرے بابا ہمیشہ مجھے کہتے تھے میں عروج ہوں اور مجھے اپنے نام کی طرح بننا ہے لیکن کبھی انہوں نے مجھے زوال کے بارے میں نہیں بتایا جیسے زمین اور آسمان دو ہیں جیسے دھوپ اور چھاؤں ہے جیسے غم اور خوشی ہے انہوں نے کبھی نہیں بتایا کے ویسے ہی عروج اور زوال بھی ہیں اگر زندگی میں عروج ہے تو زوال بھی آسکتا ہے اور میری خوشیوں پر بھی زوال آگیا اور میں کچھ نہیں کر سکی کیونکہ میں عروج تھی اور زوال میرا ساتھی۔" اس کے آنسو گرنے لگے۔ وہ پھر بھی خاموش رہا۔ "میرے ساتھ جو ہوا وہ دیکھ میرا محبت سے یقین اٹھ گیا اسی لئے میں نے ہمیشہ تمہیں اگنور کرنے کی کوشش کی۔" وہ پٹڑی پر نظریں جمائے بول رہی تھی۔ اور وہ سر جھکائے سن رہا تھا۔ "میرے بابا میرا انتظار کر رہے ہیں مجھے جانا ہو گا۔" عروج نے گردن موڑ کر اسے دیکھا۔ جس کا چہرہ ضبط سے سرخ ہو رہا تھا۔ "آئی ایم سوری تمہیں مزید انتظار کروانے کے لئے۔" دور سے ٹرین کی سٹی سنائی دی۔ وہ پھر بھی خاموشی رہا۔ عروج کا دل ہول رہا تھا اس کی خاموشی پر۔ ٹرین ان کے سامنے رکی۔ وہ پھر بھی خاموش رہا۔ عروج اپنے آنسو پونچھتی اٹھی۔ وہ بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ اسے لگا وہ کچھ بولے گا مگر وہ خاموش رہا۔ اسے ہنوز چپ دیکھ وہ اپنا سامان اٹھا کر ٹرین کی طرف بڑھ گئی۔ "پھر کب لوٹو گی؟" ٹرین پر چڑھتے قدم رکے۔ وہ پلٹی۔ وہ آنکھوں میں صدیوں کی تھکان لئے اسے دیکھ رہا تھا۔ آس پاس سبھی اپنوں سے ملتے ٹرین میں چڑھ رہے تھے۔ ٹرین کی سٹی دوبارہ بجی۔ "جب تم لینے آؤ۔" وہ مسکرائی۔ "اکیلے نہیں سو لوگوں کے ساتھ۔" وہ سانس روکے کھڑا رہا۔ ٹرین دھیرے دھیرے چلنا شروع ہو گئی۔ وہ بھی ساتھ ہی قدم اٹھا رہا تھا۔ "میں انتظار کرونگا۔" وہ خوشی سے چلایا۔ آس پاس کے کئی لوگوں نے اسے دیکھا۔ عروج ہنسی۔ "اکیلے مت آنا۔" وہ بھی چلائی۔ ٹرین کی رفتار بڑھ رہی تھی۔ "اپنا خیال رکھنا۔" وہ رک کر چلایا۔ عروج گردن باہر نکالے اسے دیکھ رہی تھی۔ ٹرین کی رفتار تیز ہوئی۔ وہ پیچھے چھوٹتا جا رہا تھا۔ وہ ایک بار پھر حسرت بھری نظروں سے اسے خود سے

دور جاتا دیکھ رہا تھا۔ٹرین کے نظروں سے اوجھل ہونے تک وہ وہی کھڑا رہا*** سٹیشن پر پہنچ کر اس نے دھڑکتے دل کے ساتھ باہر قدم رکھا۔ایک ہاتھ سے سامان گھسیٹے دوسرے ہاتھ میں انہلر تھامے وہ دھیرے دھیرے قدم اٹھا رہی تھی۔چھ سال پہلے اندھیری رات میں وہ اس سٹیشن سے نکلی تھی۔اور آج وہ لوٹ آئی تھی۔وہ بار بار انہلر منہ کو لگا رہی تھی۔"میڈم کہاں جانا ہے؟ میڈم آئے چھوڑ دیتا ہوں۔" ایک ساتھ کئی ٹیکسی ڈرائیور کی آوازیں آنے لگی۔وہ چلتی ہوئی ایک ٹیکسی ڈرائیور کے پاس آئی۔ایڈرس دیکر وہ ٹیکسی میں بیٹھ گئی اس کے بیٹھتے ہی ساری آوازیں تھم گئی۔"میڈم جی کیا بات ہے آپ کچھ پریشان لگ رہی ہیں لگتا ہے پہلی بار دہلی آئی ہیں؟" ٹیکسی ڈرائیور نے اس کی بے چینی نوٹ کرتے کہا۔وہ جو اپنے ہی دھیان میں تھی اس کی بات پر چونکی! "نہیں میں یہی رہتی تھی۔" اس کی آواز کانپ رہی تھی۔"یہاں رہتی تھی تو اتنی گھبرائی ہوئی کیوں ہیں ویسے آپ کو دیکھ کے لگتا نہیں آپ دہلی کی ہیں؟" ڈرائیور نے ہنستے کہا۔عروج خاموشی سے نظریں باہر ٹکائے بیٹھی تھی۔کتنے سال بعد وہ لوٹی تھی۔کبھی ان روڈوں پر اس کی عالی شان کار گزرتی تھی اور آج وہ انجان بن کر ایک عام سی ٹیکسی میں بیٹھی تھی۔ڈرائیور نے ٹیکسی میر مینشن کے باہر روکی۔عروج ایک ہی جگہ منجمند ہوئے اپنا گھر دیکھ رہی تھی۔ڈرائیور نے اس کا سامان باہر نکالا۔"میڈم جی پیسے۔" ڈرائیور نے سامان رکھتے کہا۔عروج چونکی پھر بیگ سے ہزار کا نوٹ نکال کے اسے دیتی سامان اٹھا کر آگے بڑھ گئی۔"میڈم جی یہ تو بہت زیادہ ہے؟" ڈرائیور نے پیچھے سے آواز لگائی مگر وہ سن کہاں رہی تھی۔ڈرائیور حیرانی اور خوشی کی ملی جلی کیفیت میں پیسے جیب میں ڈالتا آگے بڑھ گیا۔بھاری بھرقم گیٹ کے سامنے کھڑے ہو کر اس نے بمشکل بیل بجائی۔چوکیدار نے کواٹر سے سر نکال کر اسے دیکھا۔عروج کو دیکھ وہ حیرانی اور خوشی کے ملے جلے تاسرات لئے باہر نکلا۔"عروج میڈم۔" بڑھے چوکیدار کی آواز لڑکھڑائی۔"کیسے ہیں چچا؟" وہ دھیمہ سا مسکراتی اندر آئی۔

"م۔۔۔میں ٹھیک آپ کیسی ہیں؟" چوکیدار خوشی سے پھولے نہیں سمارہا تھا۔"میں ٹھیک۔" عروج نے اپنے عالیشان گھر کو دیکھا جس کی رونقیں وہ ساتھ ہی لے گئی تھی۔ چوکیدار دروازے میں پڑا اس کا سامان اندر لے آیا۔ عروج دھیرے دھیرے قدم اٹھاتی آگے بڑھ رہی تھی۔ وہ پورچ میں پہنچی جہاں اس کی کار کھڑی تھی۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر اپنی کار کو چھوا۔ کتنا عجیب احساس تھا۔ وہ قدم آگے بڑھاتی گھر میں داخل ہوئی۔ سب کچھ ویسا ہی تھا جیسا وہ چھوڑ کر گئی تھی۔ گھر کے ملازم حیرت اور بے یقینی سے اسے دیکھ رہے تھے۔ عروج ہر چیز کو چھوتی آگے بڑھ رہی تھی۔ وہ ایک جگہ رکی۔ جہاں دیوار پر ڈھیر ساری تصویریں لگی تھی۔ ان تصویروں میں سب تھے وہ رضا میر سعدیہ بی اور وہ چار۔"عروج میڈم۔" سدرہ بے یقین سی اس کے پاس آئی۔"بابا کہاں ہیں؟" عروج نے تصویروں سے نظریں ہٹاتے پوچھا۔"لائبریری میں ہیں جب سے آپ گئی ہیں تب سے وہ زیادہ وقت وہی گزارتے ہیں اور۔" سدرہ نے مزید کچھ کہنا چاہا مگر عروج نے ہاتھ کے اشارے سے اسے روک دیا اور بھاری قدم اٹھاتی لائبریری کی طرف چل دی۔ لائبریری کا آدھا دروازہ کھلا تھا۔ عروج نے بمشکل ہاتھ بڑھا کر دروازہ پورا کھولا اور اندر داخل ہوئی۔ رضا میر چیئر سے ٹیک لگا کر بیٹھے تھے عروج کی طرف ان کی پشت تھی۔"ب۔۔با۔۔۔بابا۔۔۔" ٹوٹے لفظوں میں عروج نے انہیں پکارا تھا۔ رضا میر جو آنکھیں موندے چیئر سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے آواز پر یک دم سیدھے ہوئے۔"پری۔" "بابا۔" وہ دوڑتی ہوئی آکر ان کے قدموں میں بیٹھ گئی۔ رضا میر شاک کی کیفیت میں بیٹھے اسے دیکھ رہے تھے۔ انہیں یقین نہیں آرہا تھا وہ پری ہے؟ ان کی بیٹی وہ لوٹ آئی ہے؟"بابا مجھے معاف کر دیں۔" وہ ان کے گھٹنے پر سر رکھے رو رہی تھی۔"پری۔" اس کے وجود کا یقین کرتے ہی وہ یک دم پاگلوں کی طرح اس کا نام پکارنے لگے۔"بابا میں بہت بری ہوں میں نے آپ کو اتنا تڑپایا بابا معاف کر دیں۔" وہ دونوں ہاتھ جوڑے گھٹنوں کے بل ان کے سامنے بیٹھی

تھی۔ "نہیں میری بچی تم لوٹ آئی یہی کافی ہے مجھے تم سے کوئی شکوہ شکایت نہیں ہے۔" رضا میر نے اس کے چہرے کو ہاتھوں کے پیالے میں بھرتے روتے ہوئے کہا۔ "بابا معاف کر دے مجھے۔" وہ روتے ہوئے ایک ہی جملہ دوہرا رہی تھی۔ رضا میر نے بے ساختہ اسے گلے لگایا۔ ان کے گلے لگ کر عروج کو اپنے اندر تک سکون اترتا محسوس ہوا۔ پوری لائبریری میں باپ بیٹی کی ہچکیاں گونج رہی تھی۔ کافی دیر دونوں گلے لگے رہے۔ "بابا دادی کہاں ہیں؟" عروج نے ان سے دور ہوتے پوچھا۔ "سعدیہ بی یہاں نہیں ہیں ایک دو دن میں آجائیگی۔" "دادی کہاں گئی ہیں؟" وہ حیران ہوئی۔ سعدیہ بی کا کوئی رشتے دار نہیں تھا جس کے ہاں وہ جاتی۔ "عمرے پر گئی ہیں۔" رضا میر نے اسے دوبارہ گلے لگایا۔ "تم جاؤ آرام کرو میں شکرانے کے نفل ادا کرلوں۔" رضا میر نے اس کی پیشانی چومتے محبت سے کہا۔ اپنے کمرے میں آکر چند لمحے وہ یونہی کھڑی رہی جیسے اسے یقین نا آرہا ہو۔ کمرہ بلکل ویسا ہی تھا جیسا وہ چھوڑ کر گئی تھی۔ وہ ہاتھ بڑھا کر ہر چیز کو چھو رہی تھی۔ اس نے کبڈ کھول کر دیکھی پاکستان سے کی گئی شوپنگ بیگز ایک طرف پڑے تھے۔ وہ گہرا سانس لیتی بیڈ پر بیٹھ گئی۔ ان نون نمبر سے اس کا موبائل بجا۔ "تم مجھے پہلے یہ بتاؤ ان سب نمبر میں تمہارا اصلی نمبر کونسا ہے؟" عروج نے کال اٹھاتے پہلا سوال یہی کیا۔ "وہی جو تم نے پہلے نمبر پر بلاک کیا تھا۔" وہ شوخ سا بولا۔ "اوکے اگلی بار اسی نمبر پر کال کرنا پلیز اتنے نمبر دیکھ کر میں کنفیوز ہو جاتی ہوں۔" عروج نے بیڈ پر لیٹتے کہا۔ "سب کیسا ہے وہاں؟" "ٹھیک ہے۔" وہ اداس سی بولی۔ "عروج حوصلہ رکھو تم بہت سٹرونگ ہو۔" زین نے گھمبیر آواز میں کہا۔ عروج نے سر ہلا دیا جیسے وہ اسے سن نہیں دیکھ رہا ہو۔ چند لمحے دونوں طرف خاموشی چھا گئی۔ "ریسٹ کرو اور سٹریس مت لینا پلیز تمہارے لئے ڈینجر ہے۔" زین نے فکر سے کہا۔ عروج مسکرائی۔ "اور کچھ؟" "ہاں۔" "کیا؟" "نی اینو دالاگم کی چھیلونی ایوالو از ہگاارو کانو تھیریم آہ ان کنوا اینو داموگم ایلم ے رومبا از ہا گو۔" اس نے محبت سے

کچھ کہا جو عروج کے سر کے اوپر سے گزرا۔ "اب یہ بھی بتادو تم نے کہا کیا ہے؟" وہ بیچاری سی شکل بنائے بولی۔ "اتنے سال حیدرآباد میں گزارے ہیں اتنی بھی تمل نہیں آتی؟" وہ اب اسے تنگ کرنے لگا تھا۔ "بتانا ہے تو بتاؤ ورنہ میں کال کاٹ دونگی۔" اس نے دھمکی دی۔ "اوکے اوکے بتاتا ہوں۔" وہ شرافت کی پٹڑی پر آیا۔ "تم میری دنیا ہو تمہاری آنکھیں تمہارا چہرہ کتنا خوبصورت ہے تم کتنی خوبصورت ہو کیا تم جانتی ہو؟" اس کے ہر الفاظ سے محبت کا سمندر بہ رہا تھا۔ عروج کے گال سرخ ہوگئے۔ "اور وہ جملہ جو تم نے اس دن کہا تھا؟" اس نے دھڑکتے دل کے ساتھ پوچھا۔ "وہ تو ابھی نہیں بتاؤنگا۔" زین نے گہرا سانس لیتے کہا۔ "پھر کب؟" اس نے منہ بنایا۔ "جب وقت آئیگا تب۔" تبھی دروازے پر نوک ہوئی۔ "اچھا کوئی آیا ہے میں فون رکھتی ہوں۔" عروج نے تیزی سے کہا۔ "اوکے اپنا خیال رکھنا۔" "اوکے۔" کال کاٹتے ہی اس نے اندر آنے کی اجازت دی۔ "میڈم کچھ چاہیے آپ کو؟" سدرہ نے دروازے سے سر نکالتے پوچھا۔ "نہیں مجھے ابھی ریسٹ کرنی ہے۔" عروج نے موبائل سائیڈ پر رکھتے کہا۔

"اوکے۔" سدرہ پلٹ گئی۔ عروج گہرا سانس لیتی آنکھیں موند گئی*** یہ دیکھنے میں ایک وکیل کا کمرہ لگتا تھا۔ دونوں طرف الماریوں میں چینی موٹی موٹی کتابیں ایک طرف دیوار کے ساتھ صوفے اور ٹیبل رکھا تھا۔ کمرے میں داخل ہوتے ہی سامنے ایک بڑا سا ٹیبل پڑا تھا جس کے پار چیئر پر وہ دوسری طرف رخ کئے دیوار گیر شیشے کے پار نظریں جمائے بیٹھا تھا۔ بلیک کوٹ پہنے وہ شخص جس کی آنکھیں صدیوں کی ویران لگتی تھی۔ اس کا چہرہ ہر چیز سے عاری تھا۔ ہاتھ میں جلتی سگریٹ اپنا دھواں چھوڑتی جا رہی تھی۔ جسے نا تو وہ پی رہا تھا اور نا ہی پھینک رہا تھا۔ وہ بنا پلک جھپکائے باہر دیکھ رہا تھا۔ پہلی نظر میں دیکھ کوئی اسے سٹیچو ہی سمجھتا۔ دروازہ کھول کر ایک دوسرا آدمی اندر آیا۔ بھاری بھرکم بوٹوں کی آواز پورے کمرے میں گونجنے لگی۔ بلیک کوٹ پہنے شخص پھر بھی نہیں ہلا۔ آنے والے کے انداز میں عجلت تھی۔

پولیس یونیفارم پہنے وہ دوسرا شخص ٹیبل کے نزدیک آکر رک گیا۔ وہ آدمی ٹس سے مس نا ہوا۔

"و۔۔وہ۔۔آگئی۔۔ہ۔ہیں۔۔۔۔" پیچھے کھڑے شخص نے لڑکھڑاتی آواز میں کہا۔ اس کی آواز میں نمی گھلی تھی۔

"وہ لوٹ آئی ہے رحمان۔" چیئر پر بیٹھے آدمی کے کان کھڑے ہوئے۔ اس کی ویران آنکھوں میں ایک چمک ابر کا معدوم ہوئی۔ سگریٹ اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر اس کے گھٹنے سے ہوتی ہوئی زمین پر گر گئی۔ وہ چیئر گھما کر مڑا تھا۔ اس نے بے یقینی سے آدمی کو دیکھا۔ "وہ لوٹ آئی ہے۔" اس کی بے یقینی کو دیکھ اس نے زور زور سے سر ہلاتے آنسوؤں کے ساتھ دوبارہ اپنا جملہ دوہرایا۔ وہ کچھ نہیں بول پایا بس زور سے چیئر کی پشت سے سر ٹکا گیا۔ یونیفارم پہنے آدمی سامنے رکھی چیئر پر بیٹھ گیا۔ دو آدمیوں کے ہوتے ہوئے بھی اس کمرے میں جان لیوا خاموشی کا راج تھا***

رضا میر اس کی ڈگری ہاتھ میں لئے بے یقینی سے اسے دیکھ رہے تھے۔ عروج ان کے کمرے میں ہی بیٹھی تھی۔ "بابا آپ کی بیٹی ڈاکٹر بن گئی ماما کا خواب پورا ہو گیا۔" وہ رو رہی تھی۔ "ہاں میری بچی۔" انہوں نے خوشی سے اسے ساتھ لگایا۔ "بابا آئی ایم سوری۔" وہ پھر سے ان کے کندھے سے لگی بولی۔ رضا میر نے شفقت بھرا ہاتھ اس کے سر پر پھیرا۔ "بابا کل جا کر ہوسپٹل دیکھنا چاہتی ہوں؟" عروج نے سر اٹھائے انہیں دیکھتے کہا۔ "چلی جانا۔" رضا میر نے پیار سے کہا۔ "بابا دادی کب آئیگی مجھے ان سے ملنا ہے؟" وہ لاڈ سے بولی۔ عروج کی بات پر رضا میر کے چہرے پر کئی رنگ آکر گزرے تھے۔ "کیا ہوا؟" عروج کے دل میں کچھ غلط ہونے کا احساس جاگا تھا۔ "میں نے کہا تھا نا وہ عمرے پر گئی ہیں آج جائیگی ایک دو دن تک۔" رضا میر نے نظریں چراتے کہا۔ "بابا میں آتی ہوں ابھی۔" اسے تسلی نہیں ہوئی تھی۔ عروج تیزی سے ان کے کمرے سے نکلی۔ رضا میر جانتے تھے وہ کہاں گئی ہے۔ وہ تقریباً دوڑتی ہوئی سعدیہ بی کے کمرے میں آئی تھی۔ کمرہ بلکل صاف ستھرا تھا۔ وہ ہر چیز کو دیکھتی آگے بڑھ رہی تھی۔ ایک جگہ جا کر وہ رکی۔ اس

نے ہاتھ بڑھا کر وہ تڑا مڑا کاغذ اٹھایا۔ چھ سال پہلے اسی کے ہاتھ سے لکھے گئے لیٹر کو کھڑی وہ پڑھ رہی تھی۔ عروج نے لیٹر واپس رکھ کر کمرے میں نظریں دوڑائی پورا کمرہ سنسان تھا ایسا لگتا تھا جیسے سالوں سے وہاں کوئی نا رہا ہو۔ کانپتے وجود کے ساتھ وہ کبڈ کی طرف آئی۔ کبڈ بلکل خالی تھی۔ ایک دم اس کا وجود لرزا تھا۔ اس نے پورا کمرہ چھان مارا اسے سعدیہ بی کی کوئی چیز نہیں ملی۔ وہ دوڑتی ہوئی واپس رضا میر کے کمرے میں آئی تھی۔ وہ ویسے ہی بیٹھے تھے۔ جیسے وہ چھوڑ کر گئی تھی۔ "بابا دادی کہاں ہیں؟" وہ قدم قدم اٹھاتی ان کی طرف بڑھ رہی تھی۔ "بابا دادی کہاں ہیں؟" رضا میر کو خاموش دیکھ اس کا دل ڈوبا تھا۔ "بابا اللہ کا واسطہ ہے بتائیں دادی کہاں ہیں؟" وہ کرب سے بولی۔ "نہیں رہی۔" رضا میر کی آواز کسی کنویں سے آتی سنائی دی۔ "کیا مطلب؟" اس کی آواز لرزی تھی۔ "نہیں رہی مر گئی وہ۔" رضا میر نے چلا کر کہا۔ اگر جیتے ہوئے بھی مرنے کا درد کوئی محسوس کر سکتا تھا تو وہ عروج تھی۔ اسے لگا تھا مانو کسی نے اس کے وجود سے جان نکال لی ہو اور مگر وہ پھر بھی زندہ کھڑی تھی۔ اس کے ضبط کا پیمانہ لبریز ہوا وہ زمین پر گری دھاڑے مار مار کر رو دی۔ اس لمحے اسے شدید نفرت محسوس ہوئی تھی ان سے جن کی وجہ سے وہ یہاں سے گئی تھی۔ وہ تو آخری بار سعدیہ بی کا چہرہ بھی نا دیکھ پائی۔ کتنا اذیت ناک لمحہ تھا وہ۔ رضا میر بوکھلا کر اس کے پاس آئے۔ وہ چلا رہی تھی کوس رہی تھی ان سب کو۔ اس وقت اسے وہ سب سعدیہ بی کے قتل لگے۔ "کبھی معاف نہیں کرونگی تم سب کو کبھی نہیں۔" وہ کرب سے چلا رہی تھی۔ پورے میر مینشن میں اس کی چینخیں گونج رہی تھیں۔ سارے ملازم حیران و پریشانی رضا میر کے کمرے کی طرف دیکھ رہے تھے۔ "نہیں پری سمبھالو خود کو۔" رضا میر اسے چپ کروانے کی ناکام کوشش کر رہے تھے۔ روتے روتے وہ نڈھال سی ہو گئی۔ "نہیں معاف کرونگی۔" وہ رضا میر کے کندھے کے ساتھ سر جوڑ گئی۔ اک سعدیہ بی ہی تھی بچپن سے جس کے ساتھ وہ سب سے زیادہ قریب تھی۔ رضا میر سے زیادہ

وقت اس نے سعدیہ بی کے ساتھ گزارا تھا۔ وہ اسے رات کو کہانیاں سناتی تھیں۔ قرآن کی تعلیم بھی اس نے سعدیہ بی سے ہی لی تھی۔ بالکنی میں پڑے جھولے پر بیٹھے وہ مسلسل رو رہی تھی سعدیہ بی کے ساتھ بتایا ہر لمحہ اس کی آنکھوں کے سامنے کسی فلم کی طرح چل رہا تھا۔ بہت دیر خالی الذہنی کے عالم میں وہ بیٹھی رہی موبائل بجنے پر اس نے کال اٹینڈ کی۔ "ای پادی اروکا؟" "کیا حال ہے؟" کال اٹینڈ ہوتے ہی وہ شوخ سا بولا۔ وہ سسک کر رو دی۔ "عروج کیا ہوا تم ٹھیک ہو؟" اس کے رونے پر وہ یک دم بوکھلا گیا تھا۔ وہ بنا کچھ بولے آواز سے رونے لگی تھی۔ "عروج بتاؤ کیا ہوا؟" اس کا دل ہولنے لگا تھا۔ "عروج۔" زین نے ضبط سے اسے پکارا۔ "دادی نہیں رہی وہ چلی گئی میں آخری بار ان کا چہرہ بھی نہیں دیکھ پائی۔" وہ سسک کر بتا رہی تھی۔ دوسری طرف خاموشی چھا گئی۔ "کتنا انتظار کیا ہو گا انہوں نے میرا پر میں نہیں آئی وہ بنا مجھ سے ملے چلی گئی میں کتنی بری ہوں میں نے اپنوں کو دکھ دیا میں بہت بری ہوں۔" اس کی ہچکی بند گئی۔ "تم بری نہیں ہو تم بہت اچھی ہو تمہاری دادی کا وقت اتنا ہی تھا یہ سب ایسے ہی لکھا تھا تم پلیز حوصلہ رکھو۔" وہ نرمی سے اسے سمجھا رہا تھا۔ "کیسے رکھوں حوصلہ میں انہیں آخری بار دیکھ بھی نہیں پائی۔" اس کا دل کسی تسلی پر راضی نہیں تھا۔ "ڈاکٹر نے کہا تھا تمہیں سٹریس نہیں لینا تمہارے لئے خطرناک ہو سکتا ہے پلیز سمبھالو خود کو میری خاطر پلیز۔" وہ بہت نرمی اور پیار سے بولا۔ عروج نے اپنے آنسو پونچھ لئے۔ کافی دیر وہ اسے یونہی سمجھاتا رہا۔ اگلے دن وہ سدرہ کے ہمراہ ہوسپٹل جانے کے لئے تیار تھی۔ رضا میر نے بہت سالوں پہلے یہ ہوسپٹل تعمیر کیا تھا۔ جسے بہت سے ڈاکٹر سر انجام دے رہے تھے۔ ان کی خواہش تھی جب عروج ڈاکٹر بنے وہ تو اسی ہوسپٹل میں کام کرے۔ ریڈی ہو کر وہ ٹک ٹک سیڑیاں اترتی نیچے آئی آخری سیڑی پر پہنچ کر وہ ٹھٹھکی! لاؤنج میں رضا میر کے ساتھ وہ تینوں بھی بیٹھے تھے۔ عروج پر نظر پڑتے ہی تینوں اپنی جگہ سے کھڑے ہو گئے۔ وہ ریلنگ پر ہاتھ رکھے کھڑی تھی۔ سبھی پر انے

زخم نئے زخموں میں گھلنے لگے۔ بنا کسی تاثر کے وہ سیڑیوں سے نیچے اتری۔ ٹینا دوڑ کر اس کے گلے لگی۔ وہ سرد تاثر چہرے پر سجائے کھڑی تھی۔ عروج نے اسے کندھوں سے پکڑ کر خود سے دور کیا۔ اس کی آنکھوں میں اجنبیت تھی۔ اس کے چہرے پر چھائی سرد مہری دیکھ ٹینا نے بے اختیار دو قدم پیچھے لئے۔ "بابا میں ہوسپٹل جا رہی ہوں شام تک واپس آجاؤں گی۔" وہ ان کے وجود کو فراموش کرتی رضا میر سے بولی۔ "بیٹا پہلے ان سے۔" "بابا مجھے لیٹ ہو رہا ہے۔" وہ ان کی بات کاٹتی آگے بڑھ گئی۔ تینوں شرمندہ سے کھڑے رہے۔ آگے قدم بڑھاتی وہ ایک جگہ رکی۔ "کیسے ہو؟" اس نے پاس کھڑے اکشے سے پوچھا۔ اس کے پوچھنے پر اکشے نہال ہو گیا۔ "ٹھیک ہوں اور تم کیسی ہو؟" اس کے انگ انگ سے خوشی پھوٹ رہی تھی۔ اس نے ہلکا سا سے کو خم کیا۔ ساتھ کھڑے سڈ کو مکمل اگنور کئے وہ گھر کی دہلیز پار کر گئی۔ پورچ میں پہنچتے ہی اس کی نظر گارڈن میں پڑے جھولے پر گئی۔ جہاں ایک چھوٹی سی بچی جھولے پر بیٹھی چاکلیٹ کھا رہی تھی۔ اس کے قدم خود بہ خود گارڈن کی طرف اٹھے۔ بچی کے سارے ہاتھ اور منہ چاکلیٹ سے گندے تھے۔ عروج ایک گھٹنا زمین پر رکھ کر اس کے سامنے بیٹھ گئی۔ گنگرالے بال تیکھی ناک سفید رنگ پھولے پھولے گلابی گال بچی کو دیکھتے ہی وہ پہچان گئی تھی یہ کس کی بچی ہے۔ بچی چاکلیٹ کو چھوڑ اسے دیکھنے لگی۔ "ہیلو۔" عروج نے مسکرا کر کہا۔ بچی بھی مسکرائی۔ "آپ وہی ہے نہ دو اپنا دل چھول کر تلی گئی تھی؟" "آپ وہی ہیں نا جو اپنا گھر چھوڑ کر چلی گئی تھیں؟" بچی نے معصومیت سے پوچھا۔ "تمہیں کیسے پتا؟" وہ اس ڈھائی سال کی بچی کے منہ سے یہ بات سن جی بھر کر حیران ہوئی تھی۔ "ممی نے بلایا تھا۔" "ممی نے بتایا تھا۔" بچی نے چاکلیٹ کی بائیٹ لیتے کہا۔ "اچھا اور کیا بتایا تھا؟" "ممی نے بلایا تھا ان تی کتھی دلتی کی ودا سے آپ دل چھول کر تلی گئی تھی۔" "ممی نے بتایا تھا ان کی کسی غلطی کی وجہ سے آپ گھر چھوڑ کر چلی گئی تھیں۔" "نام کیا ہے تمہارا؟" اس کی آواز میں نمی گھلی تھی۔ "پلائی۔"

"پتا نہیں۔" بچی نے کندھے اچکائے۔ "کیوں؟" وہ مزید حیران ہوئی۔ "تاکہ تم رکھ سکو۔" اسے اپنے پیچھے سے ٹینا کی آواز سنائی دی۔ وہ سنجیدگی سے بچی کے سامنے سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ "ہم چاہتے تھے تم اس کا نام رکھو اسی لئے ہم نے اس کا ابھی تک کوئی نام نہیں رکھا بس اسے گڑیا کہ کر بلاتے ہیں۔" ٹینا کی بات پر وہ پلٹی۔ اس کے چہرے پر خزاؤں سی خشکی تھی۔ "غیروں کے بچوں کے نام میں کیوں رکھتی پھروں۔" عروج نے خشک لہجے میں کہا۔ "اے جے۔" ٹینا نے کچھ کہنا چاہا مگر عروج نے ہاتھ کے اشارے سے اسے روک دیا۔ "ڈاکٹر عروج رضا میر نام ہے میرا۔" وہ سرد مہری سے کہتی لمبے لمبے ڈگ بھرتی پورچ میں کھڑی کار کی طرف چل دی۔ ٹینا نے آنکھوں میں آئی نمی کو صاف کرتے گڑیا کو اٹھایا۔ عروج نے تیزی سے کار گھر سے نکالی۔ تینوں حسرت بھری نظروں سے اسے جاتا دیکھ رہے تھے۔ ٹینا کی شادی ہو گئی تھی سڈ سے۔ ایک آنسو چپکے سے اس کی آنکھ سے گرا۔ سارا دن ہوسپٹل کے سٹاف کے ساتھ گزارا اپنا کیبن سیٹ کروایا۔ مختلف وارڈز دیکھے پورے ہوسپٹل کا ٹوئر کرنے کے بعد وہ شام کو گھر واپس آگئی۔ کار پورچ میں کھڑی کرنے کے بعد وہ گھر کے اندر داخل ہوئی۔ اس نے بلند آواز سلام کرنے کی کوشش کی مگر گلے میں آنسوؤں کا پھندا اٹک گیا۔ عروج خاموشی سے لاؤنج میں آگئی جہاں رضا میر بیٹھے تھے۔ "کیسا لگا ہوسپٹل؟" رضا میر نے سلام دعا کے بعد پوچھا "بہت اچھا بابا سوچ رہی ہوں کل سے ہی جوائن کر لوں۔" "یہ تو بہت اچھی بات ہے۔" رضا میر خوش ہوئے تھے۔ عروج ٹیبل کے نزدیک کھسک کے اپنے لئے کافی بنانے لگی۔ رضا میر اسے کافی بناتے دیکھ تھوڑا حیران ہوئے تھے۔ "پری مجھے تم سے بات کرنی ہے؟" رضا میر نے سنجیدگی سے کہا۔ عروج کافی بناتی سوالیاں نظروں سے انہیں دیکھنے لگی۔ "پری تمہیں ٹینا کے ساتھ ایسا بہیو نہیں کرنا چاہیے تھا۔" عروج نے کافی بناتے ہاتھ رکے۔ "دیکھو میری بیٹی جو ہوا اس میں ان کا کوئی قصور نہیں تھا یہ سب کیا دھرا روکی کا تھا۔" روکی کے نام پر وہ ٹھٹھکی! عروج نے

بے یقینی سے رضا میر کو دیکھا۔ "ہاں میری بچی یہ سب روکی نے کیا تم لوگوں میں اسی نے درار ڈلوائی۔" رضا میر نے اس کی نظروں کے مفہوم سمجھتے کہا۔ "بابا روکی کون ہے میں نہیں جانتی لیکن وہ سب تو مجھے جانتے تھے میری فطرت سے واقف تھے کیا انہیں مجھ پر یقین نہیں تھا جو اس کی چال میں آ گئے؟" وہ سرد مہری سے کہتی واپس سیدھی ہو کر صوفے پر بیٹھ گئی۔ "پری میں جانتا ہوں ان سے غلطی ہوئی ہے لیکن اب انہیں پچھتاوا۔" "بابا آپ ان کی سائیڈ لے رہے ہیں جن کی وجہ سے آپ کی بیٹی اتنے سال آپ سے دور رہی؟" اس نے رضا میر کی بات کاٹتے دکھ سے کہا۔

"میں کسی کی سائیڈ نہیں لے رہا میں تو بس کہ رہا ہوں انہیں معاف کر دو میں بس اتنا چاہتا ہوں سب پہلے جیسا ہو جائے۔" رضا میر بے بس سے بولے۔ "کیا انہیں معاف کرنے سے جو ذلّت مجھے برداشت کرنی پڑی وہ بھول جائیگی؟ کیا دادی واپس آ جائینگی؟ اگر ایسا ہے تو ٹھیک ہے میں نے انہیں معاف کیا۔" وہ اپنی جگہ سے کھڑی ہو گئی۔ "پر جیسا پہلے تھا اب ویسا نہیں ہو گا میں نہیں جانتی وہ سب کون ہیں۔" عروج تیزی سے اپنے کمرے کی جانب بڑھی۔ رضا میر بے بسی سے اسے جاتا دیکھ رہے تھے***

دن یونہی گزرنے لگے اس نے ہوسپٹل جوائن کر لیا تھا۔ اس دن کے بعد ان چاروں میں سے کوئی بھی گھر نہیں آیا تھا۔ آج اس کا پہلا آپریشن تھا۔ وہ نروس سی اپنے کیبن میں بیٹھی تھی۔ اس کے لبوں پر دعاؤں کا بسیرا تھا۔ آپریشن میں کچھ وقت باقی تھا۔ وہ کسی کی زندگی اور موت کے بیچ کھڑی تھی۔ وہ پریشان سی چیئر پر بیٹھی تھی جب اس کا موبائل بجا نمبر دیکھ اس کے لبوں پر مسکراہٹ آئی تھی۔ "کیا کبھی ایسا ہو سکتا ہے تم اس بندائے ناچیز کو خود کال کرو؟" کال اٹینڈ ہوتے ہی اس نے شکوہ کرتے کہا۔ "نا سلام نا دعا سیدھا شکوہ شکایت؟" "اسلام و علیکم ڈاکٹر عروج رضا میر۔" وہ فورن حکم کی تعمیل کرتے بولا۔ "واعلیکم اسلام مسٹر زین عباسی۔" وہ بھی اسی کے انداز میں بولی۔ "کیسی ہو؟" "ٹھیک ہوں

تم کیسے ہو؟" "بس دن گزر رہے ہیں۔" زین نے گہرا سانس لیتے کہا۔ عروج مسکرا دی۔ "کیسی چل رہی ہے مریضوں کی حالت ویسے مجھے تو لگتا ہے بیچارے بہت بری حالت میں ہونگے۔" زین نے افسوس سے کہا۔ عروج نے موبائل کان سے ہٹا کر اسے گھورا جیسے اس کے سامنے موبائل نہیں زین ہو۔ "آج پہلا آپریشن ہے آئی ایم سکیرڈ۔" وہ واقعی ڈری ہوئی تھی۔ "بے بریو تم کر سکتی ہو ایسے ہی پانچ سال میڈیکل کالج میں نہیں لگائے۔" زین نے ہنستے ہوئے تسلی دی۔ عروج نے ٹھنڈی آہ بھری۔ "پانچ سال اور پورے بیس دن ہو چکے ہیں اب تو سر پر بھی سفیدی آنا شروع ہو گئی ہے کچھ تو ترس کھاؤ۔" وہ بیچاری سی آواز میں بولا۔ عروج کے چہرے پر پریشانی واضح تھی۔ "مجھے تم سے کچھ ضروری بات کرنی ہے؟" وہ ہچکچائی۔ "اوکے۔" وہ سنجیدہ ہوا۔ "میں اپنے بابا کو تنہا نہیں چھوڑنا چاہتی۔" وہ رک رک کر بولی۔ "اور اس بات کا مطلب؟" "مطلب بابا کو یہاں تنہا نہیں چھوڑنا چاہتی۔" "عروج یہ وہی بات ہے آگے بتاؤ؟" وہ بے حد سنجیدہ ہوا۔ عروج کو سمجھ نہیں آرہی تھی کیسے کہے۔ "کیا تم میرے لئے یہاں رہ سکتے ہو؟" بہت ہمت جمع کر کے اس نے یہ جملہ کہا تھا۔ "اپنے گھر والوں کو چھوڑ کر؟" وہ حیران ہوا۔ "میں نے اتنے سال ان کے بنا گزارے ہیں اب ان سے دور نہیں رہ سکتی۔" عروج کے گلے میں آنسوؤں کا پھندا اٹک گیا۔ "اور میں اپنے گھر والوں کو چھوڑ دوں عروج؟" وہ بے یقین سا کہہ رہا تھا۔ "نہیں میں ایسا نہیں کہہ رہی۔" وہ سٹپٹا گئی۔ "تو پھر؟" "میں اپنے بابا سے بہت پیار کرتی ہوں وہ دہلی کبھی نہیں چھوڑینگے یہاں ماما کی بہت سی یادیں ہیں اور میں بابا کو نہیں چھوڑ سکتی ایک بار پھر ان سے اتنی دور نہیں جا سکتی۔" وہ بات کو گھما رہی تھی۔ "گھما پھرا کر بات مت کرو عروج میں سمجھ رہا ہوں؟" "آئی ایم سوری پتا نہیں مجھے کیا ہو گیا ہے۔" پتا نہیں کیوں وہ گلٹی فیل کرنے لگی تھی۔ "کس لئے؟" "پتا نہیں۔" وہ رونے لگی۔ "تم کیا چاہتی ہو؟" کافی دیر کی خاموشی کے بعد اس نے پوچھا۔ "کیا تم مجھے کچھ وقت دوگے؟ میں ابھی اپنے بابا کے پاس

رہنا چاہتی ہوں انہیں ضرورت ہے میری۔" "کتنا وقت؟" "پتا نہیں۔"وہ کنفیوز تھی۔زین نے ایک گہرا سانس لیا۔ "تمہیں جتنا وقت چاہیے لے لو مگر میرے نکاح میں رہ کر۔" زین نے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔"میں نے پانچ سال انتظار کیا تمہارا تم کہتی ہو تو آگے بھی کر سکتا ہوں لیکن اس بار تم میرے نکاح میں رہ کر کرو گی جو کرنا ہے۔" اس نے سنجیدگی سے کہا۔"میں سمجھی نہیں۔" وہ پھر بھی سمجھ نہیں پائی۔"مجھ سے نکاح کر لو رقستی جب تم کہوں گی تب کر لینگے مجھے حوصلہ ہو گا کے تم صرف میری ہو۔" وہ گھمبیر آواز میں بولا۔عروج کے دل سے جیسے ڈھیروں بوجھ اتر گیا ہو ایک بار پھر زین نے اس کا مسلہ کر دیا تھا۔ایک بات پھر وہ اس کا انتظار کرنے کے لئے تیار تھا۔"منظور ہے؟" وہ شرارت سے بولا۔"ہاں۔" اس نے آنسو صاف کرتے مسکرا کر کہا۔"پھر کب لاؤں گھر والوں کو؟" اس کی آواز میں ڈھیروں خوشی تھی۔"منڈے کو مجھے چھٹی ہوتی ہے۔" عروج نے دھیرے سے کہ کر کال کاٹ گئی۔زین موبائل کان سے ہٹا کر گہرا مسکرایا تھا۔وہ دل کی بے ترتیب دھڑکنوں کو سمبھالتی آپریشن تھیٹر کی طرف چل دی*** کمرے میں چار لوگوں کے ہوتے بھی مکمل خاموشی تھی۔کافی دیر سے چھائی اس خاموشی کو ٹینا کی آواز نے توڑا۔"وہ بدل گئی ہے میں نے اس کی آنکھوں میں ہمارے لئے اجنبیت دیکھی ہے وہ اب پہلے جیسی نہیں رہی۔" وہ آنسوؤ کو پیتے کہ رہی تھی۔"وہ بس ہم سے ناراض ہے اور کچھ نہیں۔" سڈ نے اسے دلاسا دیتے کہا۔لیکن ٹینا کسی طور ماننے کو تیار نہیں تھی۔"گائیز وہ بس ناراض ہے تھوڑا وقت لگے گا ٹھیک ہو جائیگی۔" سڈ اپنے تئیں بار بار انہیں سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا۔راہول ایک طرف خاموشی سے بیٹھا ان کی باتیں سن رہا تھا۔کچھ نہیں تھا اس کے پاس کہنے کو۔سوائے پچھتاوے جسے اسے سہنا تھا۔دوستی میں بے اعتباری کی سزا شاید یہی تھی۔اب عروج ہاتھ کے اس انگوٹھے جیسی تھی جو چار انگلیوں کے ساتھ رہ کر بھی ان جیسا نہیں ہوتا۔جو پاس ہو کر بھی جدا لگتا ہے۔دوستی محبت سے زیادہ طاقت ور

ہوتی ہے۔ اگر کوئی پوچھے دنیا کا سب سے خوبصورت رشتہ کونسا ہے تو شاید سب کے لبوں پر ایک ہی نام آئے۔ دوستی۔ جس میں خون کی ضرورت نہیں ہوتی۔ جس میں دولت نہیں دیکھی جاتی۔ جس میں نفع یا نقصان نہیں دیکھا جاتا۔ جس میں شکل نہیں دیکھی جاتی۔ دل دیکھا جاتا ہے۔ صرف آنکھیں بند کر کے اعتبار کیا جاتا ہے۔ اور وہ اس اعتبار کے معملے میں بہت کچے ثابت ہوئے تھے *** "بابا۔" عروج خوشی سے چلاتی لاؤنج میں داخل ہوئی۔ "کیا ہوا میری بچی اتنی خوش کیوں ہے؟" اس کے چہرے پر چھائی خوشی دیکھ رضا میر کے اندر تک سکون اتر گیا۔ "بابا میرا پہلا آپریشن کامیاب ہوا۔" وہ خوشی کے مارے پھولے نہیں سما رہی تھی۔ "مبارک ہو پری۔" انہوں نے خوشی سے اس کی روشن پیشانی چومی۔ "اس موقعے پر تو مٹھائی ہونی چاہیے۔" رضا میر نے سدرہ کو آواز دی۔ سدرہ بوتل کے جن کی طرح فورن حاضر ہوئی۔ اس کے آنے پر رضا میر نے مٹھائی لانے کا کہا۔ سدرہ سر ہلاتی واپس چلی گئی۔ "بابا مجھے سدرہ نے بتایا آپ بزنس پر زیادہ دھیان نہیں دیتے تو اب میں چاہتی ہوں آپ پہلے جیسے ہو جائے ویسے ہی بن ٹھن کر آفس جایا کرے۔" عروج نے ان کے کندھے سے سر ٹیکاتے لاڈ سے کہا۔ رضا میر نے نم آنکھوں سے مسکرا کر سر ہلا دیا۔ "بابا آپ سے ایک ضروری بات کرنی ہے؟" عروج تھوڑا پزل ہوئی۔ رضا میر نے غور سے اس کے چہرے پر شرموں حیا کے بکھرے رنگ دیکھے۔ "کون ہے وہ؟" "کون؟" وہ چونکی! "وہی جس کے بارے میں بات کرتے میری بیٹی کے چہرے پر خوشی کے رنگ بکھرے ہیں۔" "بابا۔" وہ شرمائی۔ "جیتی رہو میری بیٹی۔" رضا میر نے شفقت بھرا ہاتھ اس کے سر پر رکھا۔ "بابا میں نے کچھ غلط نہیں کیا وہ بہت اچھا ہے۔" عروج ان کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گئی۔ "میں جانتا ہوں میری بچی کبھی کچھ غلط نہیں کر سکتی۔" یہ بات کرتے وقت ان کی آنکھوں کے سامنے چھ سال پرانا واقعہ لہرایا وہ اندر ہی اندر بہت شرمندہ ہوئے تھے *** عروج نے عدن اور اسی کو پہلے ہی بلوا لیا تھا۔ عروج کے ہمرا

رضا میر خود انہیں سٹیشن سے لینے گئے تھے۔ رضا میر نے عدن کا ڈھیروں شکریہ ادا کیا تھا۔ "عروج تمہارا گھر تو کسی محل سے کم نہیں ہے۔" اسی بالکنی میں کھڑی تھی جب عروج آئس کریم کے دو کپ لیکر آئی۔ "تمہارا نہیں ہمارا۔" عروج نے آئس کریم کا کپ اس کی طرف بڑھایا۔ "تم میری دوست ہی نہیں میری بہن ہو تو اس لحاظ سے یہ گھر ہم دونوں کا ہوا۔" عروج آئس کریم کھاتی اس کے سر پر بم پھوڑ گئی تھی۔ اسی آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہی تھی۔ "کیا ہوا؟" عروج نے اس کا کندھا ہلاتے پوچھا۔ "کچھ نہیں تم بہت اچھی ہو۔" اسی نے آنسوؤ کو ضبط کرتے کہا۔ "تم بھی بہت اچھی ہو۔" دونوں ایک ساتھ مسکرائی۔ "ایک دو دن میں تم میرے ساتھ ہو سپٹل جایا کرو گی تمہاری نوکری پکی۔" وہ شرارت سے بولی۔ اسی تشکر بھری نظروں اسے دیکھ رہی تھی۔ "آئس کریم کھاؤ ورنہ ٹھنڈی ہو جائیگی۔" عروج نے اس کی نظروں کا مفہوم سمجھتے مسکرا کر کہا۔ اسی نم آنکھوں سے مسکرا کر آئس کریم کھانے لگی۔ آج سنڈے تھا وہ صبح سے بن ٹھن کر اس کا انتظار کر رہی تھی۔ اسی کو جب بھی موقع ملتا وہ اسے چھیڑنا شروع ہو جاتی۔ صبح سے ہی وہ اس سے چھپتی چھپاتی پھر رہی تھی۔ رضا میر اور عدن نے اس کی ڈھیروں بلائیں لیں۔ وہ شیشے کے آگے بیٹھی تھی۔ سب کچھ ہونے کے بعد بھی دل اداس تھا۔ وجہ شاید وہ جانتی تھی لیکن عروج نے اس وجہ کو خود پر حاوی نہیں ہونے دیا۔ تقریباً بارہ بجے کے قریب پورچ میں گاڑیوں کے رکنے کی آواز آئی۔ وہ دوڑ کر بالکنی میں گئی تھی۔ عروج نے تھوڑا سا آگے کو جھک کر نیچے دیکھا۔ پہلی گاڑی سے طیبہ اور آیت باہر آئیں۔ دوسری گاڑی سے عباسی صاحب کے ہمراہ بڑی شان سے وہ باہر نکلا۔ جس دیکھ عروج کی ہنسی نکل گئی۔ وہ آج بھی بلیک تھری پیس پہنے تھا۔ "کالا انسان۔" وہ مسکراتی ہوئی بڑبڑائی۔ رضا میر اور عدن پہلے ہی ان کے استقبال کے لئے کھڑے تھے۔ ایک دوسرے سے ملتے سبھی لیونگ ایریا میں آکر بیٹھ گئے۔ زین جھینپا جھینپا سا بیٹھا تھا۔ اسی بطور عروج کی بہن وہاں پر موجود تھی۔ رضا میر اور عباسی صاحب کی پہلے

بھی ملاقات ہو چکی تھی اور دونوں کو دیکھ دونوں کو ہی خوشگوار حیرت ہوئی۔ زین نے انہیں یہ بتایا تھا کے عروج اپنی قابلیت پر ڈگری لینا چاہتی تھی اسی لئے وہ حیدر آباد آئی باقی جو ان کے مطلق کہا جاتا تھا وہ سبھی افواہیں تھی۔ "مجھے یقین نہیں آ رہا عروج آپ کی بیٹی ہے اس نے تو ہمیں بھنک بھی نہیں پڑنے دی۔" عباسی صاحب خوشی اور حیرت کے ملے جلے تاسرات لئے بولے۔ "بس قسمت کا کھیل ہے عباسی صاحب۔" رضا میر بھی ان کی کیفیت سے ہی گزر رہے تھے۔ "بھائی صاحب عروج کو تو بلائے نا" طیّبہ نے بے صبری سے کہا۔ آیت بھی اس سے ملنے کو بے قرار تھی اور کوئی اور بھی اسے دیکھنے کو بے چین بیٹھا تھا۔ اسی اٹھ کر عروج کے کمرے میں اسے لینے آ گئی۔ عروج نروس سی بیٹھی اپنی انگلیاں آپس میں مسل تھی تھی۔ بلیک کلر کا کامدار سوٹ پہنے وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔ وہ جانتی تھی زین بھی بلیک پہنے گا اسی لئے اس نے بھی سپیشل بلیک ہی پہنا تھا۔ "اوئے ہوئے یہاں اکیلی بیٹھی کس پر قیامت ڈھا رہی ہو؟" اسی اس کے پیچھے آ کر کھڑی ہو گئی۔ عروج اس کی بات پر بلش کرنے لگی۔ "اللہ تم بلش کر رہی ہو؟" اسی نے دونوں ہاتھ گال پر رکھ کر ڈرامائی انداز میں کہا۔ عروج برا سا منہ بناتی اٹھی۔ "دیکھو کتنی جلدی ہے نیچے جانے کی حالانکہ میں نے کہا بھی نہیں ہے کے میں تمہیں لینے آئی ہوں۔" اسی اسے چھیڑنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دے رہی تھی۔ عروج نے اس کی پونی کو پکڑ کر زور سے کھینچا جس سے وہ کراہ اٹھی۔ "چڑیل چلو نیچے۔" عروج اسے منہ چڑا کر کمرے سے باہر نکل گئی۔ اسی بھی برا سا منہ بناتی اس کے پیچھے ہی چل دی۔ اس کی سینڈل کی ٹک ٹک پر سبھی اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ اسے دیکھ کسی کی آنکھوں میں چمک آئی تھی۔ وہ شرمائی شرمائی سی بلند آواز سلام کر کے طیّبہ کے ساتھ بیٹھ گئی۔ طیّبہ نے اس کی ڈھیروں بلائیں لیں تھی۔ زین بھی چور نگاہ اس پر ڈال رہا تھا۔ عروج سر جھکائے بیٹھی تھی۔ زندگی میں پہلی بار وہ اتنا شرما رہی تھی۔ "تھوڑا سا سر اٹھا لو گردن اکڑ جائیگی۔" اسی نے اس کے

کان کے قریب سرگوشی کی۔ عروج نے سر اٹھا کر اسے گھورا ساتھ ہی نظریں سامنے جا ٹکی جہاں وہ محبّت پاش نظروں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ عروج گھبرا کر نظریں جھکا گئی۔ اس کی اس ادا پر زین گہرا مسکرایا تھا۔ کھانا کھانے کے بعد زین سمیت سب بڑے لیونگ ایریا میں بیٹھے تھے۔ تینوں لڑکیاں باہر گارڈن میں رکھی چیئرز پر بیٹھی تھی۔ شیشہ گیر دیوار سے زین اسے دیکھ سکتا تھا۔ زین کافی دیر بے چینی سے پہلو پر پہلو بدلے جا رہا تھا۔ آخر کافی دیر بعد کال کا بہانہ بناتا وہ وہاں سے اٹھ کر گارڈن میں آ گیا۔ زین نے ان کے قریب آ کر گلا کھنکھارا۔ تینوں بیک وقت اس کی طرف دیکھنے لگی۔ "لگتا ہے تمہارے گلے میں خراش ہے کسی اچھے ڈاکٹر کو دیکھاؤ۔" اسی نے اسے چڑاتے کہا۔ جواب میں وہ مسکرایا دیا۔ عروج پزل سی ہوتی انگلیاں مڑوڑنے لگی۔ "بھائی کو گلے کی نہیں دل کی بیماری ہے اور اس کا علاج تو ہماری ڈاکٹر صاحبہ ہی کر سکتی ہیں۔" آیت شرارت سے بولی۔ عروج کے گال سرخ ہو گئے۔ "آؤ آیت تمہیں گھر دیکھاؤں۔" اسی اسے لیکر وہاں سے نکل گئی۔ زین مسکراتا ہوا اس کے سامنے رکھی چیئر پر بیٹھ گیا۔ عروج سر جھکائے بیٹھی بلش کر رہی تھی۔ یہ پہلی بار تھا اسے زین سے حیا آ رہی تھی۔ زین نے سر کو ہلکا سا جھکا کر اس کا چہرہ دیکھا جو سرخ ہو رہا تھا۔ "لگتا ہے کوئی بلش کر رہا ہے۔" وہ واپس سیدھا ہوتا شرارت سے بولا۔ عروج کی جھکی گردن مزید جھک گئی۔ "ویسے تم نے مجھے چیٹ کیا ہے۔" وہ یک دم سنجیدہ ہوا۔ عروج نے سر اٹھا کر نا سمجھی سے اسے دیکھا۔ "تم وہ نہیں ہو جو دکھتی ہو؟" عروج حیران ہوئی۔ "حیدرآباد میں ملی عروج اور اس عروج میں بہت فرق ہے کہاں وہ ناک چڑا کر ہر وقت لڑنے والی اور کہاں یہ گردن جھکائے بلش کرنے والی نہیں تم وہ نہیں ہو۔" وہ سر دائیں بائیں ہلاتا سریس ہو کر بولا۔ عروج نے آنکھیں پھیلا کر اسے دیکھا۔ اس کے گھورنے پر زین کا قہقہہ بلند ہوا۔ "یہ ہوئی نا میری پونڈاتی۔" اس کا کہاں آخری لفظ عروج کو سمجھ نہیں آیا۔ "سب نے اگلے ہفتے نکاح کی تاریخ رکھی ہے تمہیں کوئی اعتراض تو نہی؟" وہ

کہنی ٹیبل پر ٹکائے اس سے پوچھنے لگا۔ عروج نے سر کو نفی میں جنبش دی ساتھ ہی وہ مسکرائی۔ "نکاح تک سب دہلی رہینگے اور نکاح کے بعد واپس حیدر آباد۔" وہ مزید بتانے لگا۔ "نکاح تک کہاں رہو گے؟" اس نے سرسری سا پوچھا۔ "تمہارے بابا کہہ رہے تھے اسی گھر میں نکاح ہے تو۔" وہ رکا۔ عروج مسکرائی۔ "پر میں نے منع کر دیا۔" "کیوں؟" وہ حیران ہوئی۔ "امی کہتی ہیں نکاح سے پہلے دولہا دلہن کو ایک دوسرے سے نہیں ملنا چاہیے اسی لئے آج سے نکاح والے دن تک ہم نہیں ملینگے۔" وہ سنجیدگی سے بولا۔ لڑکیوں کے کہنے والی بات لڑکے نے کہہ دی۔ "اچھی بات ہے۔" وہ خود کو کافی سمبھال چکی تھی۔ "تو تب تک تم کہاں رہو گے؟" "فارم ہاؤس ہے یہاں پر۔" "تمہارے ڈیڈ نے فارم ہاؤس کب لیا؟" "ڈیڈ نے نہیں میں نے اور جب تم واپس دہلی آئی تھی تبھی لے لیا تھا۔" اس کی بات پر وہ گہرا مسکرائی۔ "چلیں دلہیں میاں اٹھے یہاں سے آپ کا وقت ختم ہوا۔" اسی اور آیت ان کے سر پر نمودار ہوئی۔ "اتنی جلدی گھر بھی دیکھ لیا؟" وہ گلا کھنکھاتا بولا۔ "جی۔" اسی نے جی کو لمبا کھینچا۔ "تو اٹھے اور بڑوں میں جاکر بیٹھیں۔" وہ ساتھ والی چیئر پر بیٹھتی مزے سے بولی۔ "میں بڑھا ہوں جو بڑوں میں جاکر بیٹھونگا؟" وہ بھی زین تھا کہاں ملنے والا تھا۔ "اٹھائیس کے ہو گئے ہیں دو سال بعد آپ کے سر پر بھی سفید بال آجائینگے۔" آیت نے اسے چڑایا۔ "اٹھائیس کا نہیں چھبیس کا ہوں۔" زین نے منہ بنایا۔ "چھبیس کی تو عروج ہے تم ایک دو سال بڑے ہی ہونگے؟" اسی نے خالص زنانیوں کی طرح منہ بنائے کہا۔ "اور تم میرے خیال سے اٹھائیس کی تو ہو گی؟" وہ بھی اسی کے انداز میں بولا۔ اسی نے برا سا منہ بنایا۔ "عام طور پر لڑکیاں اپنی عمر چھپاتی ہیں مگر یہاں پر تو لڑکوں نے بھی یہ کام پکڑ رکھا ہے۔" عروج نے بھی اپنا حصہ ڈالا۔ زین بنا برا منائے مسکرا دیا۔ "دیکھو کیسے مسکرا رہا ہے تمہارا بھائی اور ہماری بات پر کیسے غصہ آرہا تھا۔" اسی نے جل کر کہا۔ جہاں دونوں ہنسی وہی زین نے اسے گھورا۔ اسی اس کے لئے بلکل آیت جیسی تھی۔ عروج

کے چہرے پر مسکراہٹ تھی مگر پھر بھی دل میں کچھ خالی پن سا محسوس ہو رہا تھا۔ سبھی واپس جانے کے لئے تیار کھڑے تھے۔ طیّبہ اور آیت سب سے ملتی گاڑی میں جا کر بیٹھ گئیں۔ عباسی صاحب بھی رضا میر سے مل کر عروج کے سر پر شفقت بھرا ہاتھ رکھتے گاڑی میں بیٹھ گئے۔ زین بھی سب سے ملتا عروج پر الوداع نظر ڈالتا گاڑی میں جا بیٹھا۔ دونوں گاڑیاں آگے پیچھے گھر سے نکلی۔ رضا میر پلٹے جب سامنے اپنی گڑیا جیسی بیٹی کے چہرے پر خوشی دیکھ ان کی آنکھیں نم ہوئی۔ انہوں نے دل میں اسے صدا یونہی خوش رہنے کی دعا دی تھی *** نکاح کی تیاریاں عروج پر تھیں۔ نکاح کے کارڈ چھپ چکے تھے۔ سبھی ملازموں سمیت عدن اور اسی بھی گھن چکر بنی ہوئی تھی۔ عروج نے نکاح بلکل سادگی سے کرنے کا کہا تھا مگر تیاریاں پھر بھی زیادہ تھیں۔ بنا عروج کو بتائے نکاح کے کارڈ ان چاروں تک بھی پہنچ چکے تھے۔ جہاں سب مکمل تھا وہی کسی چیز کی کمی بھی تھی۔ کبھی کبھی وہ بد ظن ہونے لگتی۔ لیکن پھر عدن کی کہیں باتیں یاد کرتی۔ "جو ہمارے اللہؐ کو نہیں مانتے ان سے دوستی ہمیں زیب نہیں دیتی۔" یہی باتیں یاد کر کے وہ ہمیشہ اپنے بڑھتے قدم روک لیتی۔ اسے غرور نہیں تھا اپنے مسلمان ہونے پر۔ بس گزرے وقت نے اسے سمجھا دیا تھا۔ عدن کی کہیں باتیں اس نے پلو سے باندھ لی تھی۔ اس وقت وہ بالکنی میں بیٹھی چاند کو دیکھ رہی تھی۔ دونوں لبوں کو آپس میں پیوست کئے وہ بے حد ڈسٹرب تھی *** تھکا ہارا سا وہ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔ بھاری بھرکم بوٹوں کی آواز پورے گھر میں گونجنے لگی۔ وہ صوفے پر سر جھکائے بیٹھی تھی۔ لاؤنج میں پڑے صوفے پر وہ نڈھال سا ہوتا بیٹھ گیا۔ ہاتھوں میں پکڑی سٹک اور سر پر پہنی کیپ اتار کر اس نے سامنے ٹیبل پر رکھی۔ "ایک گلاس پانی لا دو پلیز۔" وہ تھکے سے انداز میں کہتا صوفے کی پشت سے ٹیک لگا گیا۔ سامنے ٹیبل پر ایک خوبصورت سا شو پیس پڑا تھا جس کے درمیان ایک لمبی لکیر تھی۔ اسے دیکھ لگتا تھا وہ ٹوٹا تھا اور اسے دوبارہ جوڑا گیا ہو۔ "پانی۔" اس نے دیکھا وہ ویسے ہی بیٹھی تھی۔

"تم ٹھیک ہو؟" اس نے فکر مندی سے پوچھا۔ ٹینا نے ٹیبل پر پڑا کارڈ اٹھا کر اس کی طرف بڑھایا۔ سڈ نے ناسمجھی سے کارڈ کو تھاما۔ "اے جے کی شادی ہو رہی ہے؟" سڈ خوشی اور حیرانی کی ملی جلی کیفیت میں بولا۔ "اور اس نے ہمیں انوائٹ کیا ہے؟" وہ بے یقین تھا۔ "اس نے نہیں رضا انکل نے۔" ٹینا نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ "تو ہو سکتا ہے اس کے کہنے پر بھیجا ہو؟" ٹینا نے اس کی طرف دیکھا۔ وہ رو رہی تھی۔ "کیا یار؟" سڈ اسے روتا دیکھ اپنی جگہ سے اٹھ کے اس کے قریب جا کر بیٹھ گیا۔ "وہ ہم سے نفرت کرنے لگی ہے۔" وہ ہچکیوں کے درمیان بول رہی تھی۔ "نہیں ایسا نہیں ہے وہ بس ناراض ہے ہم سے ہم سب اسے منالینگے۔" وہ اسے تسلی دے رہا تھا یا خود کو پتا نہیں۔ "کیا سب پہلے جیسا نہیں ہو سکتا؟" ٹینا اس سے کسی چھوٹے بچے کی طرح پوچھ رہی تھی۔ "سب ٹھیک ہو جائیگا جب اسے حقیقت پتا چلیگی پھر دیکھنا ساری ناراضگی بھلائے وہ ہم سے خود ملنے آئیگی۔" وہ اک امید سے بولا۔ "کب پتا چلیگا؟" وہ بے بس سی پوچھنے لگی۔ "بہت جلد سب ٹھیک ہو جائیگا۔" سڈ نے اس کی پیشانی پر بوسہ دیا۔ "گڑیا کہاں ہے؟" "وہ سو رہی ہے۔" ٹینا اس کے کندھے سے سر ٹیکا تی بولی۔ "کیا ہم جائینگے؟" "کیوں نہیں جائینگے انکل نے بلایا ہے ضرور جائینگے۔" سڈ نے مسکرا کر کہا۔ ٹینا مسکرا بھی نہیں پائی۔ "اچھا تم چھوڑو جاؤ ایک گلاس پانی لا دو پیاس لگی ہے۔" ٹینا اٹھ کر کچن میں پانی لینے چلی گئی۔ ٹینا کے جاتے ہی سڈ کے چہرے پر پریشانی چھا گئی۔ وہ ٹینا کو دلاسا دینے کے لئے اس کے سامنے اطمینان کا مظاہرہ کرتا تھا مگر اندر سے وہ بھی ٹینا کی طرح ہی ٹوٹا ہوا تھا۔ سڈ کارڈ کو ہاتھ میں اٹھا کر نم آنکھوں سے اسے دیکھنے لگا*** بلیک کوٹ پہنے وہ چیئر پر جھول رہا تھا۔ عروج ویڈز زین۔ بار بار وہ اس جملے کو دوہرا رہا تھا۔ سب کچھ گنوا دیا تھا اس نے۔ اب اسے اپنا جینا فضول لگتا تھا۔ لیکن سب کچھ گنوا کر جو چیز اس نے حاصل کی تھی وہی اسے زندہ رکھے ہوئے تھی۔ جتنا وہ بد نصیب تھا۔ اس سے کہیں زیادہ وہ خوش نصیب تھا۔ کیونکہ جو اسے ملا

تھا وہ قسمت والوں کو ہی ملتا تھا۔ اور وہ بھی ان قسمت والوں میں شمار ہو چکا تھا*** عروج شیشے کے سامنے اپنا عروسی لباس پہنے تیار بیٹھی تھی۔ نفیس سے میک اپ میں وہ بہت پیاری لگ رہی تھی۔ جو چیز اس کی خوبصورتی کو بڑھا رہی تھی وہ تھی اس کی ویران آنکھیں۔ اگر ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی وہی آنکھوں میں اداسی۔ "کیا میں پوچھ سکتی ہوں ان آنکھوں میں اداسی کیوں ہیں؟" عدن اس کے پیچھے کب آئی اسے پتا ہی نہیں چلا۔ "میں اداس تو نہیں ہوں۔" وہ مسنوعی مسکرائی۔ "عروج معاف کرنے سے دل ہلکا ہوتا ہے۔" "میں نے معاف کیا ہے آنٹی۔" وہ بنا کسی تاثر کے بولی۔ "تو یہ اداسی کیوں یہ سب کیوں عروج؟" عدن کو یقین نہیں آیا وہ پھر بھی اس سے پوچھ رہی تھیں۔ "آپ نے ہی کہا تھا ہمیں کسی کافر سے دلی لگاؤ نہیں رکھنا چاہیے۔" "اگر تم یہ مانتی ہو تو یہ اداسی کیوں؟" عدن نے سختی سے پوچھا۔ "زخم بھرنے میں وقت لگتا ہے آنٹی۔" اس کے گلے میں گلٹی ابری۔ "اتنے سال تو گزر گئے ہیں اور کتنا وقت لگے گا؟" عدن نے اس کے چہرے کو دونوں ہاتھوں میں تھام لیا۔ "عروج ہم عام بشر ہیں ہم کبھی بھی پرفیکٹ نہیں ہو سکتے ہم جتنا بھی پرہیز کر لے جتنے بھی نیک بن جائے کبھی نا کبھی کہیں نا کہیں ہم سے کوئی غلطی کوئی گناہ ہو ہی جاتا ہے ہم ہر چیز نہیں کر سکتے جو اسلام کی بنائی گئی ہر حدود میں رہ لے وہ عام انسان نہیں ہوتا اور ہم عام انسان ہیں ہم ایک حدود میں رہے بھی تو دوسری سے نکل جاتے ہیں تم سمجھو اس بات کو معاف کر دو سب پہلے جیسا ہو جائیگا۔" عدن سادگی سے اسے سمجھا رہی تھی۔ "آپ اپنی سالوں پہلے کہی گئی بات سے مکر رہی ہیں؟" وہ بے یقین سی بولی۔ "ایسا نہیں کہ رہی میں۔" "میں نے معاف کیا انہیں۔" عروج نے اس کی بات کاٹتے کہا۔ "تو پھر یہ اداسی کیوں؟" عدن دوبارہ اسی بات پر آئی۔ "ہر لڑکی اس دن اداس ہوتی ہے آپ کو پتا تو ہے۔" وہ بات بدلتی نروٹھے پن سے بولی۔ عدن اس کے دل میں بسی ویرانی سمجھتی تھی اسی لیے مزید کوئی بات کئے جس کی بلائیں لیتی کمرے سے چلی گئی۔ نکاح خوا

عروج کے کمرے میں آیا۔ رضا میر عدن اسی سب اس کے کمرے میں موجود تھے۔ تین دفع قبول کہنے کے بعد اس نے کانپتے ہاتھوں اور دھڑکتے دل کے ساتھ نکاح نامے پر سائن کیا۔ اس وقت اسے سرلا اور سعدیہ بی کی بے انتہا یاد آئی تھی۔ نکاح نامے پر گرے موٹے موٹے آنسو دیکھ عدن نے تسلی بھرا ہاتھ اس کے کندھے پر رکھا۔ نکاح نامے پر سائن ہوتے ہی پورے کمرے میں مبارک بعد کا شور گونج گیا۔ رضا میر نم آنکھوں سے اسے دیکھ رہے تھے۔ سب خواب سا عالم لگ رہا تھا۔ ان کی بیٹی اتنی بڑی ہوگئی تھی انہیں یقین نہیں آرہا تھا۔ عروج رضا میر سے لپٹ کر رونے لگی۔ دونوں باپ بیٹی ایک دوسرے کے گلے لگے رو رہے تھے۔ وہاں موجود سب کی آنکھیں نم تھی۔ کچھ دیر رونے کا شغل منانے کے بعد عروج کو نیچے لاکر زین کے مقابل صوفے پر بیٹھا دیا گیا۔ "نکاح مبارک ہو مسز زین عباسی۔" زین نے اس کے کان میں سرگوشی کی۔ وہ مسکراتی ہوئی سر جھکا گئی۔ "بس کر دو لڑکی گردن میں بل پڑ جائیگا اب تو نکاح ہوگیا اب کیسا شرمانا؟" اسی اس کے ساتھ آکر بیٹھتی بولی۔ عروج نے مسکرا کر جھکا سر اٹھالیا۔ سامنے نظر پڑتے ہی وہ ٹھٹھکی تھی! سڈ اور ٹینا طیّبہ سے کھڑے باتیں کر رہے تھے گڑیا سڈ کی بانہوں میں تھی۔ اکشے رضا میر کے پاس کھڑا عروج کے نکاح کی مبارک بعد دے رہا تھا۔ اک لمحے اس کا دل پگلا مگر اگلے ہی لمحے وہ پھر سے پتھر دل بن گئی۔ "نکاح مبارک ہو۔" سڈ اور ٹینا دونوں ان کی طرف آئے۔ ٹینا کے مبارک بعد دینے پر عروج نے کوئی ریسپونس نہیں دیا اور منہ پھیر لیا۔ دونوں کے دل کو کچھ ہوا تھا۔ زین نے سڈ کے گلے لگ کر مبارک بعد وصول کی۔ اکشے نے بھی ان کی طرف آکر مبارک بعد دی۔ عروج پھیکا سا مسکرائی مگر منہ سے کچھ نہیں کہا۔ مبارک بعد دینے کے بعد تینوں وہاں سے چلے گئے۔ آج نا جانے کیوں اس کی نظریں ادھر ادھر کسی چوتھے کی تلاش میں گھوم رہی تھیں۔ زین اس کی ہر حرکت نوٹ کر رہا تھا۔ گڑیا دوڑتی ہوئی دونوں کے پاس آئی۔ "ہیلو۔" اسے دیکھ عروج نے مسکرا کر کہا۔ زین نے اسے اٹھا کر

اپنی گود میں بیٹھالیا۔"آپ کا نام کیا ہے؟" "ممی اور ڈیڈی گڑیا کہتے ہیں مدر اشلی نام تا پلائی۔" "ممی اور ڈیڈی گڑیا کہتے ہیں مگر اصلی نام کا پتا نہیں۔" "کیوں اصلی نام کا کیوں پتا نہیں؟" جہاں زین حیران ہوا وہی عروج منہ موڑ گئی۔ "ممی کیتی ہیں آنی میلا نام رتھے گی۔" "ممی کہتی ہیں آنٹی میرا نام رکھے گی۔" زین نے عروج کو دیکھا جو انگلیاں مڑوڑ رہی تھی۔"آگر آنٹی آپ کا نام رکھے تو آپ کا نام وہی ہو گا پھر آپ گڑیا نہیں رہینگی؟" زین نے کسی سوچ پر نظریں ٹیکائے پوچھا۔ گڑیا نے زور زور سے سر ہلا دیا۔ زین گڑیا سے نظریں ہٹائے عروج کو دیکھنے لگا۔ عروج اس کی نظروں کا مفہوم سمجھی نفی میں سر ہلانے لگی۔"پلیز۔"زین کے لب ہلے۔ عروج نے بے اختیار گڑیا کو اس کی گود سے لیکر اپنی گود میں بیٹھایا۔ عروج نے اس خوبصورت سی بچی کو دیکھا جو بلکل سڈ اور ٹینا جیسی تھی۔ عروج نے بے بسی سے زین کو دیکھا۔وہ عجیب سی کیفیت میں تھی۔ زین نے پلکوں کو دھیرے سے بند کر کے کھولا عروج اس کی بات سمجھتی دوبارہ گڑیا کو دیکھنے لگی۔وہ کنفیوز تھی۔ جو پہلا نام اس کے دماغ میں آیا وہی ہونٹوں سے ادا ہوا۔"دعا۔"اس کے لب ہلے تھے۔ساتھ ہی عروج کی آنکھیں بھی نم ہوئی۔"تو آج سے آپ کا نام دعا ہے۔" زین نے دعا کے گال کھینچتے کہا۔ "دلا۔" "دلا نہیں دعا۔" زین نے ہنستے ہوئے اس کا لفظ درست کیا۔"دلا۔" اس بار وہ برا سا منہ بنا کر بولی۔ عروج کو بے اختیار اس پر ڈھیروں پیار آیا۔"دلا نہیں بیٹا دعا۔" اس بار عروج نے کہا۔"دعا۔" اس بار اس نے لفظ پر زور دیتے ادا کیا۔ دونوں مسکرائے۔"میں ممی کو بلا کر آتی ہوں۔" "میں ممی کو بتا کر آتی ہوں۔" دعا اس کی گود سے اتر کر ایک طرف بھاگ گئی۔ تھوڑی دیر بعد ٹینا اسے گود میں اٹھائے واپس آئی۔ وہ بے یقینی سے مسکراتی ہوئی عروج کو دیکھ رہی تھی۔ عروج کی نظریں اس پر گئی وہ فورن رخ موڑ گئی۔ ٹینا کے دل کو ٹھیس پہنچی تھی۔ تھوڑی دیر بعد زین مہمانوں سمیت واپس لوٹ گئے۔ عروج بیڈ پر بے چین سی بیٹھی تھی۔ سدرہ نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ عروج کی اجازت پر وہ

اندر آئی۔ "میڈم یہ بکے کوئی آپ کے لئے دیکر گیا ہے۔" سدرہ اسے بکے تھما کر کمرے سے نکل گئی۔ وہ حیران سی بکے کو دیکھ رہی تھی جسے کون دی کر گیا تھا پتا نہیں۔ بکے کے اندر ایک کارڈ تھا جسے ہاتھ بڑھا کر اس نے نکالا۔ "ڈیئر اے جے شادی مبارک ہو جب پتا چلا تم لوٹ آئی ہو تب من کیا دوڑ کر تمہارے پاس آؤں اور تمہارے پیروں میں گر کر معافی مانگو۔" لفظ اے جے پر شاید وہ جان گئی تھی یہ کس نے بھیجا ہے۔ "پر مجھ میں ہمت نہیں ہوئی میری غلطی معافی کے لائق نہیں ہے ان گزرے سالوں میں میں نے بہت کچھ کھو دیا لیکن سب کچھ کھو کر میں نے ایک چیز ضرور پائی اور بھی تمہاری وجہ سے میں تمہارا مشکور ہوں۔" اردو میں لکھا یہ لیٹر اسے حیران کر رہا تھا۔ "میں جانتا ہوں تم ہم سے مجھ سے نفرت کرنے لگی ہو ہو سکے تو مجھے معاف کر دینا مجھے اپنی معافی بھیک میں دے دینا میں وہ بھیک بھی لینے کو تیار ہوں مجھے معاف کر دینا ایم رحمان۔" "ایم رحمان؟" وہ ٹھٹھکی! "اس کا کیا مطلب تھا؟ کون ہے یہ ایم رحمان؟" اس کے دماغ میں کئی سوال آئے۔ وہ انہی میں الجھی تھی جب دروازہ کھلا اور گفٹوں سے لدی اسی اندر آئی۔ عروج نے تیزی سے لیٹر چھپایا۔ "یہ لو بھئی تمہارے نکاح کے گفٹس ابھی اور بھی ہیں وہ سدرہ لے آئیگی۔" اسی نے سارے گفٹز بیڈ پر پٹخے۔ "میری تو یہ گفٹس اٹھا کر ہی کمر ٹوٹ گئی ہے۔" اسی تھکے تھکے انداز میں بولی۔ "اتنی سی عمر میں ہی بڑھی ہو گئی ہو؟" عروج اپنی کیفیت چھپاتی مسکرا کر بولی۔ "بڑھے ہو میرے دشمن ابھی تو ہم جوان ہیں۔" اسی نے ایک ادا سے کہا۔ "تو پھر ڈھونڈے ہے اس جوان کے لئے کوئی جوان۔" عروج نے شرارت سے کہا۔ اسی کی آنکھوں کے سامنے ایک چہرہ لہرایا۔ "کہاں گم ہو کوئی مل گیا کیا؟" "کیسی باتیں کر رہی ہو نکاح کروا کر تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے۔" اسی نے ناک چڑا کر کہا۔ ان پانچ سالوں میں وہ ایک دوسرے سے کافی فرینک ہو گئی تھی۔ "اچھا میں تو چلی سونے کمر ٹوٹ گئی میری کام کروا کروا کر۔" وہ اپنی کمر پر ہاتھ رکھے کمرے سے نکل گئی۔ عروج اسے

مسکراتے ہوئے جاتا دیکھ رہی تھی۔"زمین کی بندی۔" اسے دیکھ وہ ہمیشہ یہی سوچتی بنا ماں باپ کے پلی زندگی میں اتنی مشکلیں جھیلنے کے بعد بھی کوئی بے سکونی نہیں وہ آزاد تھی۔ عروج کی طرح سوچوں میں بندھی نہیں تھی۔ عروج چند لمحے سوچتی رہی پھر سر جھٹک کر چینج کرنے چلی گئی۔ وہ بکے اور اس نام کا راز ایک پہیلی بن کر رہ گیا تھا۔ اس کے جاتے ہی سدرہ گفٹ اٹھائے اندر آئی اس نے بیڈ سے گفٹ سمیت وہ کارڈ بھی اٹھا کر الماری میں رکھ دیا تھا*** اگلے دن میر مینشن میں رونقے لگی تھیں۔ رضا میر نے زین کی فیملی کو ڈنر پر انوائٹ کیا تھا۔ ولیمہ رقستی کے بعد تھا اور رقستی کب یہ تو عروج کی جانتی تھی۔ گھر میں گہماں گہمی کا ماحول تھا۔ کل زین کی واپسی تھی۔ عروج اپنے روم میں شیشے کے آگے کھڑی تھی جب دروازہ کھول کر کوئی اندر آیا۔ شیشے میں کسی کا عکس دیکھ وہ پلٹی۔ بلیک شلوار قمیض کے ساتھ وائٹ واسکٹ پہنے وہ بے حد ہینڈسم لگ رہا تھا۔ چند لمحے تک وہ مبہوت سی اسے دیکھ رہی تھی۔ "نظر لگانی ہے کیا؟" وہ شوخ سا بولا۔ "یہاں کیوں آئے ہو کسی نے دیکھ لیا تو کیا سوچیگا؟" عروج نے اپنی خفت مٹاتے پریشانی سے کہا۔ "ڈیئر پونڈاتی کوئی دیکھ بھی لے تو کچھ نہیں سوچیگا اب تم میرے نکاح میں ہو۔" وہ دو قدم آگے آیا۔ عروج نے دو قدم پیچھے لئے۔ "یہ پونڈاتی کیا ہے؟" اس نے عجیب سا منہ بنایا لفظ ہی اتنا عجیب تھا۔ وہ دو قدم مزید آگے آیا۔ وہ پیچھے بڑھنے لگی جب ڈریسنگ ٹیبل سے ٹکرائی۔ زین اس کے بے حد نزدیک آکر رکا۔ اس کی دھڑکنے بڑھی تھی۔ زین تھوڑا سا آگے جھک کر اس کے کان کے قریب منہ کر کے سرگوشی کے عالم میں بولا۔ "پونڈاتی مطلب وائف یعنی بیوی۔" اس کے ہونٹ عروج کے کان کی لو سے ٹکرائے۔ چند لمحے کے لئے اس کی سانسیں ہی رک گئیں۔ زین اپنی بات کہ کر پیچھے ہوا۔ عروج کا چہرہ حد سے زیادہ لال تھا۔ زین دلچسپ نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ "سو ڈیئر پونڈاتی" اس بار اسے یہ لفظ برا نہیں لگا تھا۔ "تو اب تمہیں ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے یہاں آنے کے سارے حقوق میں اپنے نام کروا چکا

ہوں۔" وہ اطمینان سے بولا۔ "مگر پھر بھی میں ابھی صرف تمہاری منکوحہ ہوں تو ہاتھ لگانے کی کوشش مت کرنا۔" عروج نے شہادت کی انگلی اٹھائے اپنی طرف سے اسے دھمکی دی تھی۔ زین گہرا مسکرایا۔ عروج اسے وہی چھوڑ بالکنی میں آگئی۔ زین بھی اس کے پیچھے وہی آگیا۔ دونوں بالکنی سے باہر نظریں ٹکائے کھڑے تھے۔ "ایسا رو ائیہ کیوں عروج؟" وہ سنجیدہ ہوا۔ عروج نے گردن موڑ کر نا سمجھی سے اسے دیکھا۔ "مجھے لگا تھا تم اپنوں سے مل کر بہت خوش ہو گی مگر تمہارا ایسا رو ائیہ کیوں؟" "کیسا رو ائیہ؟" وہ انجان بنی۔ "تمہارے دوست۔" زین رخ موڑ کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔ "کیا ہم کوئی اور بات نہیں کر سکتے؟" عروج نے سنجیدگی سے کہا۔ "نہیں مجھے جواب چاہیے۔" "اور میں کوئی جواب نہیں دینا چاہتی۔" عروج سرد مہری سے بولی۔ "دوستی ہوا کی طرح ہوتی ہے اسے جتنا پھیلاؤ یہ پھیلے گی لیکن اگر اسے غلط سمت لے جاؤ تو لمحے لگے گیں اسے ہواہیں تحلیل ہو کر مٹنے میں۔" وہ خاموش رہی۔ "عروج مجھے تمہاری خوشی چاہیے۔" زین نے گھمبیر آواز میں کہا۔ "میں خوش ہوں۔" عروج پلٹی۔ "نہیں تم خوش نہیں ہو۔" اسے تسلی نہیں ہوئی۔ "میں خوش ہوں اور میری خوشی تم ہو۔" بات پلٹتے وہ سمجھ نہیں پائی اس نے کیا کہا۔ "تم اپنی محبّت کا اظہار کر رہی ہو؟" زین نے خوشی اور بے یقینی کی ملی جلی کیفیت میں کہا۔ "میں نے ایسا تو نہیں کہا۔" وہ بلش کرنے لگی۔ زین کچھ کہنے کی والا تھا جب اسی دروازہ کھول کر اندر آئی۔ "آگئی کباب میں ہڈی۔" وہ اونچی آواز میں بڑبڑایا۔ اسی پیشانی پر شکنے ڈالے اسے گھورنے لگی۔ "تم سے تو سارے بدلے میں رقستی پر لونگی ابھی نیچے چلو بابا بلا رہے ہیں۔" اسی نے دانت پیستے کہا۔ "اچھا رقستی پر ایسا کیا ہو گا؟" زین سینے پر بازو باندھے معصومیت سے پوچھنے لگا۔ "وہاں تمہاری جیب خالی ہو گی۔" وہ ناک چڑا کر بولی۔ "چلو نیچے۔" عروج ہنسی ہوئی آگے بڑھی۔ زین نے نا سمجھی سے اسی کو دیکھا تھا۔ خوشگوار ماحول میں کھانا کھایا گیا۔ کافی دیر وہاں رہنے کے بعد سب واپسی جانے کی تیاری کرنے لگے۔

زین اٹھ کے عروج کی طرف آیا اسے واقعی کسی کی پرواہ نہیں تھی۔ زین کے سب کی موجودگی میں اپنے پاس آنے پر وہ بوکھلا گئی۔ زین پاس آکر محبت پاش نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔ "پھر کب آؤ گے ملنے ؟" اس نے خود کو کہتے سنا۔ "جب تم بلاؤ بندہ حاضر ہے۔" زین نے ایک ہاتھ پیچھے باندھے تھوڑا سا جھک کر دوسرا ہاتھ آگے لہرایا۔ عروج نے بوکھلا کر پیچھے دیکھا سب کو اپنے ملنے ملانے میں مصروف دیکھ اس نے سکون کا سانس لیا۔ "ڈیئر پونڈاتی یار اتنا کیوں ڈر رہی ہو ؟" زین نے اس کی حالت سے محفوظ ہوتے کہا۔ "بھاڑ میں جاؤ۔" عروج نے غصے سے کہا۔ "ارے میں نے کیا کیا؟" وہ حیران ہوا۔ "جب پتا ہے تمہاری پونڈاتی ڈر رہی ہے تو ایسی حرکتیں کرنے کی کیا ضرورت ؟" وہ تیوری چڑھائے بولی۔ اس کے پونڈاتی کہنے پر زین کا قہقہہ گونجا۔ سب بڑے ان کی طرف دیکھنے لگا۔ ان کے دیکھنے پر عروج خفیف سا مسکرائی۔ "اب جاؤ۔" وہ سرگوشی بھرے انداز میں بولی۔ "کہاں ؟" وہ اب اسے زچ کرنے لگا تھا۔ "جہنم میں۔" عروج منہ پھیلائے بولی۔ "چلتا ہوں اپنا خیال رکھنا۔" وہ گھمبیر آواز میں کہتا پلٹا۔ "تم بھی۔" وہ بے اختیار بولی۔ زین نے بنا پلٹے ہی سر کو ہلکا سا خم کیا۔ اگر عروج کو دیکھ لیتا تو جانا مشکل ہوتا اسی لئے وہ تیز قدم اٹھاتا سب سے مل کر باہر نکل گیا۔ عروج اداس سی گھر سے گاڑیاں نکلتے دیکھ رہی تھی۔ "اب بس کر دو اسے تاڑنا۔" اسی اس کے قریب آئی۔ عروج نے اسے کڑی نظروں سے گھورا۔ جس کا اسی پر کوئی اثر نہیں ہوا۔ "ویسے۔" اسی کچھ کہنے لگی جب عروج نے اس کے لمبے بالوں کی بنی پونی زور سے کھینچی۔ اسی کراہ اٹھی۔ "کم بولا کرو۔" عروج منہ چڑا کر کہتی اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔ اسی اپنا سر سہلاتی منہ بسور کر رضامیر کے طرف بڑھ گئی۔ اسی نے عروج کے ساتھ ہوسپٹل جانا شروع کر دیا رضامیر کے لئے وہ بلکل عروج جیسی تھی۔ وہاں آکر اسی کو یہ احساس ہی نہیں رہا کے وہ عنات ہے۔ عدن نے واپس جانا چاہا مگر عروج نے مزید کچھ دن اسے اپنے پاس روک لیا اسی کو اب اس کے ساتھ ہی رہنا تھا۔ عدن اپنے

کمرے میں سو رہی تھی۔ اسی کانوں میں ہیڈ فونز لگائے اپنے بیڈ پر لیٹی تھی۔ رضا میر لاؤنج میں بیٹھے اپنا آفس ورک کر رہے تھے۔ آج موسم بہت اچھا تھا۔ آسمان پر گہرے بدل چھائے تھے۔ وقفے وقفے سے بادل گرجنے کے ساتھ بجلی بھی چمک رہی تھی۔ عروج بالکنی میں پڑے جھولے پر بیٹھی موسم انجوئے کر رہی تھی۔ سدرہ دروازہ کھول کر اندر آئی۔ سدرہ نے ہاتھوں میں پکڑی ٹرے اس کے سامنے ٹیبل پر رکھی اور خود گھٹنوں کے بل بیٹھ کر کافی بنانے لگی۔ بدل گرجنے کے ساتھ بجلی چمکنے پر سدرہ کانپ گئی۔ عروج ویسے ہی نظریں باہر کی طرف ٹکائے بیٹھی تھی۔ "میڈم آپ کو ڈر نہیں لگتا؟" سدرہ نے حیرت سے پوچھا۔ "ڈر کس لئے یہ بجلی بھی اللہ کی عبادت کرتی ہے اور جو چیز اللہ کی عبادت کرتی ہے وہ کسی دوسرے کو نقصان نہیں پہنچاتی۔" عروج نے رسان سے کہا۔ "پر ڈر تو لگتا ہے نا؟" "مجھے نہیں لگتا۔" عروج نے پلیٹ میں پڑے ڈونٹ کو اٹھا کر اس کی بائیٹ لی جو اسے کچھ خاص پسند نہیں آیا اس نے جیسے اٹھایا ویسے ہی ڈونٹ واپس رکھ دیا۔ "پھر تو آپ بہت بہادر ہیں۔" سدرہ کی بات پر عروج مسکرائی۔ "چینی کتنی ڈالوں؟" سدرہ نے چمچ ہاتھ میں لئے پوچھا۔ "کافی میں چینی کون پیتا ہے؟" "آپ نہیں پیتی؟" سدرہ حیران ہوئی۔ "کڑوی چیز میں میٹھا مکس کرنے کی کوشش کرو گے تو دونوں کا ذائقہ خراب ہو گا اور کافی اپنے اندر کی کرواہٹ کرنے کے لئے پی جاتی ہے۔" عروج نے آہستگی سے کہا۔ سدرہ کو اس کی بات کچھ خاص سمجھ نہیں آئی۔ "سدرہ میرے جانے کے بعد گھر میں کون کون آتا تھا؟" نا جانے کس خیال کے تحت اس نے یہ سوال کیا۔ "آپ کے جانے کے بعد تو گھر میں جیسے سوگ کا ماحول تھا رضا صاحب اور سعدیہ بی بہت اداس رہنے لگے تھے صاحب نے تو آفس جانا بھی چھوڑ دیا جس سے انہیں بزنس میں بہت نقصان بھی ہوا اور ان کے سیکرٹری نے بزنس میں جھول جھال بھی کیا مگر یہ تو بھلا تو اکشے اور راہول صاحب کا جنہوں نے ان کا بزنس سمبھالا۔" راہول کے نام پر عروج چونکی! "راہول نے بزنس سمبھالا

مطلب؟" وہ نا سمجھی سے پوچھنے لگی۔ "آپ کے جانے کے بعد آپ کے دوست روز یہاں آتے تھے۔" سدرہ کافی کا مگ اسے تھماتی بتانے لگی۔ "پھر ٹینا میڈم اور اکشے سڈ صاحب کبھی کبھی آنے لگے لیکن راہول سر باقائدگی سے آتے تھے جب انہیں بزنس میں نقصان کا پتا چلا تو وہ اکشے سر کے ساتھ آفس جانے لگے اور وہاں جا کر انہوں نے اس دو نمبر سیکرٹری کو نکال دیا۔" سدرہ نے سیکرٹری پر زور دیتے غصے سے کہا۔ عروج پورے انہماک کے ساتھ اس کی بات سن رہی تھی۔ "انہوں نے بہت اچھے سے سارا کام سمبھالا پھر سعدیہ بی اور راہول صاحب نے رضا صاحب کو سمجھایا اور بہت سمجھانے کے بعد وہ آفس جانا شروع ہوگئے۔" سدرہ سانس لینے کے لئے۔ عروج ویسے ہی کافی تھامے اسے دیکھ رہی تھی۔ "جب سے آپ لوٹی ہیں تب سے راہول صاحب گھر نہیں آئے ورنہ تو روز آتے تھے۔" عروج نے اسے اوپر بیٹھنے کا کہا سدرہ بنا کسی تکلف کے سامنے پڑی چیئر پر بیٹھ گئی۔ "دادی کو کیا ہوا تھا؟" اس نے راہول سے موضوع ہٹاتے پوچھا۔ "آپ کے جانے کے بعد سعدیہ بی ہر وقت آپ کا نام جپتی رہتی تھیں ہر وقت وہ پڑھ پڑھ کر خیالوں میں ہی آپ پر پھونکتی رہتیں پہلے مجھے سمجھ نہیں آیا وہ کیا کرتی ہیں پھر میں نے ایک دن ان سے پوچھ ہی لیا کے آپ آنکھیں بند کر کے کس پر پھونکتی ہیں تب انہوں نے کہا وہ تصور میں ہی آپ پر پڑھ کر پھونکتی ہیں تاکہ اللہ آپ کو اپنے حفظ و امان میں رکھے۔" سدرہ نے قدرے افسردگی سے بتایا۔ عروج بمشکل اپنے آنسوؤں کو روکے ہوئے تھی۔ "پھر کچھ دنوں بعد ان کی طبیعت خراب رہنے لگی صاحب نے بہت علاج کروایا مگر کوئی افاقہ نہیں ہوا تین سالوں تک یونہی چلتا رہا پھر ایک دن ان کی طبیعت زیادہ خراب ہوئی تو رضا صاحب انہیں ہوسپٹل لے گئے مگر ان کی زندگی اتنی ہی تھی انہوں نے ہوسپٹل جاتے راستے میں ہی۔" سدرہ اداسی سے کہتی آخر میں بات ادھوری چھوڑ گئی۔ ایک ساتھ کئی آنسو اس کی آنکھ سے گرے۔ ہاتھوں میں پکڑی کافی ویسے ہی ٹھنڈی ہو رہی تھی۔ "بہت یاد کرتی تھیں وہ آپ کو

جب وہ بیمار ہوئی تب ہمیشہ کہتی تھی جب تک عروج لوٹ نہیں آتی تب تک میں نہیں مرونگی مگر جو اللہ کو منظور جی۔" سدرہ کی آواز بھی بھرا گئی۔ عروج نے ایک ٹھنڈی آہ بھری۔ "ارے آپ کی کافی تو ٹھنڈی ہوگئی۔" سدرہ اپنی جگہ سے اٹھی۔ "نہیں رہنے دو ٹھیک ہے میں ایسے ہی پی لونگی۔" عروج نے ہاتھ کے اشارے سے اسے وہی روک دیا اور آنکھیں صاف کرتے ایک گھونٹ بھرا۔ ٹھنڈی کافی کے منہ میں جاتے ہی عجیب سا ٹیسٹ آیا۔ "پر ایک بات مجھے بہت عجیب لگی۔" سدرہ واپس سیدھی ہو کر بیٹھتی تھوڑی حیرانی سے بولی۔ "کون سی بات؟" اس کے انداز پر عروج کو تجسس ہوا۔ "یہی کے جب سعدیہ بی کو قبرستان لے جایا گیا تب وہاں ان کا جنازہ راہول صاحب نے پڑھا تھا۔" عروج کے ہاتھ سے مگ چھوٹتے چھوٹتے بچا۔ "کیا کہا تم نے؟" اس نے تصدیق کے لئے دوبارہ پوچھا۔ اسے لگا تھا اس نے غلط سنا ہے۔ "سعدیہ بی کا جنازہ راہول صاحب نے پڑھا تھا۔" سدرہ نے دوبارہ وہی جملہ دوہرایا تھا۔ عروج کے سر پر بم پھٹا تھا۔ "پر وہ تو کافر ہیں انہوں نے جنازہ کیسے پڑھایا؟ یہی بات مجھے سمجھ نہیں آئی۔" سدرہ نے کنفیوز ہوتے کہا۔ عروج کا دماغ سائیں سائیں کرنے لگا تھا۔ "ت۔۔ تمہیں کیسے پتا؟" اس کی آواز کانپی تھی۔ "وہ بشیر ہے نا ڈرائیور اس نے بتایا تھا میں ان دنوں اپنے گاؤں گئی تھی۔" "بابا کہاں ہیں؟" وہ مگ ٹیبل پر رکھتی عجلت میں دروازے کی طرف بڑھی۔ "رضا صاحب لاؤنج میں ہیں۔" سدرہ نے پیچھے سے ہی آواز لگائی۔ وہ تیزی سے سیڑیاں اترتی لاؤنج میں آئی۔ رضا میر گود میں لیپ ٹاپ رکھے صوفے سے ٹیک لگائے آنکھیں موندے بیٹھے تھے۔ "بابا۔" عروج نے بے چینی سے انہیں پکارا۔ "ہمم۔" رضا میر چونک کر اٹھے۔ ان کی آنکھیں دیکھ کر لگ رہا تھا وہ کچی نیند میں تھے۔ "تم سوئی نہیں ابھی تک؟" وہ مسکرا کر کہتے سیدھے ہوئے۔ "بابا راہول نے دادی کا جنازہ کیسے پڑھایا؟" عروج ان کی بات کو نظر انداز کرتی بنا کسی لگی پٹی کے بولی۔ "تمہیں کس نے کہا؟" وہ بنا چونکے یا کسی تاثر کے کہتے لیپ ٹاپ گود سے اٹھا کر ٹیبل پر

رکھنے لگے۔"بابا مجھے جس نے بھی بتایا ہو آپ بس یہ بتائیں اس نے دادی کا جنازہ کیسے پڑھایا؟" عروج ان کے سامنے آکر کھڑی ہوگئی۔"یہ تم اس سے مل کر پوچھ لو۔" رضا میر نے مسکرا کر کہا۔"میں ان سے نہیں ملونگی۔" وہ سرد مہری سے کہتی شیشہ گیر دیوار کے پاس جا کر کھڑی ہوگئی۔ تیز ہوا سے گارڈن میں لگے پھول اور پودے لہلہا رہے تھے۔ بارش کی ایک ننی سی بوند آکر شیشے پر گری۔ عروج نے ہاتھ بڑھا کر اس بوند پر اپنی انگلی رکھے اسے چھونا چاہا مگر بوند اس کے قریب ہوتے بھی اس کی دسترس سے دور تھی۔"تم کس سے نہیں ملنا چاہتی؟" "کسی سے بھی نہیں ناسڈ سے ناٹینا نا اکشے نارا ہول۔" وہ بوند پر انگلی رکھے غائب دماغی سے بولی۔ بارش کی ایک اور بوند اس بوند سے آکر ٹکرائی اور دیکھتے ہی دیکھتے دونوں شیشے سے پھسلتی نیچے لگے گھاس میں جزب ہوگئی۔ عروج کی نظریں شیشے سے ہوتی گھاس پر ٹک گئی۔"ٹھیک ہے تم ان سب سے مت ملو مگر۔" وہ بنا ٹس سے مس ہوئے ویسے ہی کھڑی تھی۔"رحمان، سعید، ارحم، اور طوبیٰ سے مل لو۔" رضا میر مسکراتے ہوئے اطمینان سے بولے۔ عروج پر جیسے سکتہ طاری ہو گیا۔ وہ ان ناموں سے آشنا تھی"ایم رحمان۔" لیٹر کے آخر میں لکھا گیا وہ نام؟ وہ پہیلی حل ہوگئی تھی۔ وہ مڑی۔ آنکھوں میں بے یقینی تھی۔ رضا میر ابھی بھی مسکرا کر اسے دیکھ رہے تھے۔"ب۔۔با۔۔بابا۔" آنسوؤں کا پھندا اس کے گلے میں اٹک گیا۔"وہ چاروں ابھی کافر نہیں رہے انہوں نے اسلام قبول کیا ہے۔" رضا میر خوشی سے کہتے اس کے سر پر بم پھوڑ گئے تھے۔ عروج کے وجود سے مانو جان ہی نکل گئی ہو وہ صوفے کو تھامے زمین پر بیٹھتی چلی گئی۔ وہ بنا کسی چیز کا ہوش کئے پاگلوں کی طرح رونے لگی۔ رضا میر نے اسے چپ کروانے کی کوشش نہیں کی وہ اس کی کیفیت سے واقف تھے۔ ان کے ساتھ رکھا گیا اپنا رویہ اسے یاد آیا وہ خود کو کوس رہی تھی۔ باہر بارش نے زور پکڑ لیا۔ اس کی آنکھوں کے ساتھ آسمان بھی برس رہا تھا۔"بابا وہ کہاں ہیں؟ وہ چاروں کہاں ہیں؟ مجھے ان سے ملنا ہے۔" وہ بے صبری سے کہتی

اٹھی اور اپنے کمرے کی طرف دوڑ لگا دی۔ کمرے میں پہنچ کر وہ عجلت میں اپنا موبائل ڈھونڈھنے لگی جو اتنے پھیلاوے میں ملنا مشکل تھا۔ سدرہ جو برتن اٹھا کر نیچے جانے لگی تھی رک کر حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔ موبائل نا ملنے پر عروج نے اپنا بیگ اٹھایا ساتھ ہی کار کیز اٹھاتی نیچے کی طرف دوڑ لگا دی۔ "پری رک جاؤ۔" اسے باہر کی طرف جاتا دیکھ رضا میر نے اسے آواز لگائی۔ مگر وہ سن کہاں رہی تھی۔ آج اسے کچھ سنائی نہیں دے رہا تھا۔ کار سٹارٹ کر کے تیزی سے وہ گھر سے نکلی۔ بارش مزید تیز ہو چکی تھی۔ "پری رک جاؤ۔" رضا میر اس تک پہنچے مگر وہ پہلے ہی نکل چکی تھی۔ وہ پریشان سے واپس پلٹے۔ عدن بھی شور سن کر وہی آ گئی۔ ان سب سے بے خبر اسی اپنے کمرے میں سوئی پڑی تھی۔ کانوں میں ہیڈ فونز ویسے ہی لگے تھے۔ عروج کار بھگاتی راہول کے گھر آئی۔ "راہول کہاں ہے؟" اس نے بے چینی سے چوکیدار سے پوچھا۔ "راہول سر یہاں نہیں رہتے۔" چوکیدار نے کواٹر سے سر نکالے کہا۔ "تو کہاں رہتے ہیں؟" عروج نے چلا کر پوچھا۔ تیز بارش کی وجہ سے آواز سہی سے سنائی نہیں دے رہی تھی۔ "پتا نہیں بہت سال پہلے وہ گھر چھوڑ کر جا چکے ہیں۔" چوکیدار کی بات پر عروج پریشانی سے پلٹی مگر پھر کچھ سوچ کر رکی۔ "اگروال صاحب ہیں گھر پر؟" چوکیدار نے کچھ بولنے کی بجائے سر اوپر نیچے ہلا دیا۔ "مجھے ان سے ملنا ہے۔" چوکیدار واپس پلٹا۔ عروج کار میں بیٹھ کر اس کا انتظار کرنے لگی۔ چند لمحوں بعد چوکیدار واپس آیا اور اسے اشارے سے اندر آنے کو۔ عروج کار سے نکل کر گیٹ کی طرف بڑھی چوکیدار نے ہاتھ میں پکڑی چھتری اسے دی جس کے سہارے وہ اندر آئی۔ "انکل راہول کہاں ہے؟" اگروال کو دیکھتے ہی وہ عجلت میں بولی۔ "مر گیا وہ۔" وہ غصے سے چلائے۔ عروج گنگ رہ گئی۔ "سالوں پہلے تم یہاں سے گئی ہماری جان چھوٹی تھی تم سے مگر تم نے میرے اک لوتے بیٹے کو بھی مجھ سے چھین لیا ارے وہ پاپی اپنا دھرم چھوڑ کر مسلمان ہو گیا صرف تمہاری وجہ سے نرخ میں جلے گا وہ۔" وہ نفرت سے چلا رہے تھے۔ عروج جو

ان کی پہلی بات پر پریشان ہوئی تھی اب سینے پر بازو باندھے بڑے اطمینان کے ساتھ کھڑی ہوگئی۔"انکل آپ نے کیا کہا تھا مسلمان دھوکے باز بے وفا ہوتے ہیں اور آپ کو نفرت ہے ہم سے اب آپ کا خود کا بیٹا مسلمان ہے یہی ہوتا ہے ہمارے اللہ کا انصاف جسے آپ نہیں سمجھ پائینگے۔" "نکل جاؤ یہاں سے اس سے پہلے میں تمہاری جان لے لوں۔" وہ غصے سے عروج کی طرف بڑھے تھے جب بیچ میں مسز اگروال آگئی۔ان کے پیچھے ہی ڈری سہمی عنایا کھڑی تھی۔"اللہ آپ کو بھی ہدایت سے۔" وہ کہتی ایک نظر عنایا پر ڈال کر پلٹی۔اگروال غصے سے چلا رہے تھے مگر وہ بنا کان دھرے تیزی سے باہر نکلی۔اب کار کا رخ سڈ کے گھر کی طرف تھا جہاں پر پہنچنے کے بعد بھی اسے یہی سننے کو ملا کے وہ گھر چھوڑ کر جا چکا ہے۔عروج پریشان سی کار میں بیٹھی تھی۔"اگر وہ گھر چھوڑ کر جا چکے تھے تو اکٹھے بھی گھر پر نہیں ہوگا اگر یہاں نہیں تو کہاں؟" عروج اپنے دماغ کے گھوڑے دوڑا رہی تھی۔ تبھی اس کے دماغ میں جھاکا ہوا۔سٹوڈیو۔اس نے خوشی سے کار سٹارٹ کرکے آگے بڑھالی۔بارش ابھی بھی تیزی سے برس رہی تھی۔سٹوڈیو کے سامنے روڈ پر کار روکے وہ عمارت کو دیکھ رہی۔باہر کھڑی گاڑیوں کو دیکھ اسے اندازہ ہو چکا تھا وہ چاروں وہی ہیں۔وہ کار سے نکل کر قدم آگے بڑھانے لگی پھر وہی رک کر زور سے چلائی۔"رحمان،سعید،ارحم،طوبیٰ۔" چاروں اوپر بیٹھے عروج کے مطلق ہی بات کر رہے تھے جب آواز پر چونکے! چاروں دوڑ کر بالکنی میں آئے تھے۔تیز برستی بارش میں انہیں ایک ہیولہ دکھائی دیا۔چاروں نے بے یقینی سے ایک دوسرے کو دیکھا۔"طوبیٰ۔" وہ دوبارہ چلائی۔"اے جے۔" طوبیٰ نے خوشی اور بے یقینی سے اسے پکارا۔اپنا نام سن کر وہ جوش سے دوبارہ چلائی۔"سعید۔" سڈ اپنا نام سن کر خوشی سے طوبیٰ سے چمٹ گیا۔"ارحم۔" وہ پاگلوں کی طرح سب کو پکار رہی تھی۔اکٹھے نہال سا ہو کر جوابی چلایا تھا۔"اے جے۔" یہ آواز راہول کی تھی جس میں خوشی یا جوش نہیں ڈر تھا۔"رحمان۔" "اے جے۔" وہ دوبارہ حلق کے بل چلایا تھا۔

تینوں نے نا سمجھی سے اسے دیکھا اور پھر اس کی نظروں کے تعاقب میں دیکھ تینوں کی جان نکل گئی۔ ایک تیز رفتار گاڑی عروج کی طرف بڑھ رہی تھی۔ "اے جے۔" چاروں کی خوف سے بھری آواز گونجی۔ مگر عروج کو ان کی آواز میں چھپا خوف محسوس نہیں ہوا۔ وہ پاگلوں کی طرح چلا رہی تھی۔ "اے جے ہٹ جاؤ وہاں سے۔" رحمان دوبارہ ہلک کے بل چلایا تھا۔ مگر وہ ہوش میں ہوتی تو کچھ سنتی۔ وہ تیزی سے سیڑیوں کی طرف بڑھا باقی تینوں بھی پیچھے ہی تھے۔ ابھی چاروں گیٹ کے نزدیک پہنچے ہی تھے جب کسی چیز کے ٹکرانے کی آواز کے ساتھ ایک نسوانی چیخ فضا میں بلند ہوئی۔ چند لمحے تو چاروں وہی جم گئے۔ گاڑی ایک لمحے رکی مگر دوسرے ہی لمحے وہ ہوا کی تیزی سے وہاں سے نکلی۔ چاروں دھڑکتے دل کے ساتھ باہر نکلے۔ جو بھی تھا یقیناً پیچھے دیکھ گھبرا کر وہاں سے نکلا تھا۔ چاروں نے اندھیرے میں اسے تلاشتے نظریں ادھر ادھر دوڑائی جب انہیں وہ روڈ کی ایک طرف گری خون میں لت پت گہرے سانس لیتی دکھائی تھی۔ "اے جے۔" وہ برق رفتاری سے اس تک پہنچے تھے۔ بارش کی بوندوں کے ساتھ اس کا خون بھی زمین بگو رہا تھا۔ "اے جے تم ٹھیک ہو کچھ نہیں ہوا ہے تمہیں۔" رحمان اس کا چہرہ گود میں رکھے اس کے گال تھپتھپا رہا تھا۔ عروج گہرے گہرے سانس لے رہی تھی۔ "کار لاؤ جلدی۔" سعید چلایا۔ ارحم تیزی سے کار کی طرف بڑھا۔ عروج گہرے سانس لیتی اپنی کار کی طرف اشارہ کر رہی تھی۔ طوبیٰ نے نا سمجھی سے اس کی کار کی طرف دیکھا تھا۔ وہ دھیرے دھیرے عنودگی میں جا رہی تھی۔ "اے جے آنکھیں بند مت کرنا تم آنکھیں بند مت کرنا۔" اسے عنودگی میں جاتے دیکھ رحمان کی جان نکل رہی تھی۔ وہ مسلسل اس کا چہرہ تھپتھپاتا اسے ہوش میں رکھے ہوئے تھا۔ چاروں کے آنسو بارش کی بوندوں میں جزب ہو رہے تھے۔ "عروج حوصلہ رکھو تم ٹھیک ہو میں تمہیں کچھ نہیں ہونے دونگا۔" وہ زارو قطار روتا اسے دلاسا دے رہا تھا۔ اس کی فکر پر وہ گہرے گہرے سانسوں کے درمیان مسکرا رہی تھی۔ طوبیٰ پاس

بیٹھی منہ پر ہاتھ رکھے اپنی چینخوں کا گلا گھونٹ رہی تھی۔ ارحم گاڑی ان کے نزدیک لایا۔ گاڑی تیز رفتاری سے آگے بڑھ رہی تھی۔ وہ مسلسل گہرے گہرے سانس لیتی مسکرا رہی تھی۔ اس نے کس کے طوبیٰ کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا۔ "اے جے آنکھیں کھلی رکھو۔" اسے آنکھیں بند کرتے دیکھ راہول نے اسے ہلایا تھا مگر وہ ہوش کی دنیا سے بیگانہ ہو چکی تھی۔ رحمان کے کپڑے اس کے خون سے بھیگ رہے تھے۔ "گاڑی تیز چلاؤ۔" وہ غصے سے چلایا تھا۔ اس وقت کسی کو اگر کچھ پتا تھا تو یہ کے ان کی جان سے عزیز دوست اس وقت زندگی اور موت کے بیچ کھڑی ہے۔ ہوسپٹل پہنچتے ہی عروج کو ایمرجنسی میں لے جایا گیا۔ چاروں نڈھال سے باہر کھڑے تھے۔ بہت ہمت جمع کر کے سعید نے موبائل نکال کر رضا میر کو کال کی تھی*** "کیسی ہے پری؟" رضا میر اپنا نڈھال وجود سمبھالتے سعید کی طرف آئے تھے عدن بھی ساتھ ہی تھیں۔ "انکل حوصلہ رکھے وہ ٹھیک ہو جائیگی۔" سعید نے اپنی طرف سے ان کے کندھے پر ہاتھ رکھے دلاسا دیا تھا۔ عدن حیدرآباد اطلاع کر چکی تھی وہاں بھی افراتفری کا عالم تھا۔ زین پریشان سا فلائٹ کی ٹکٹ بک کروانے کی کوشش کر رہا تھا۔ آیت اور طیّبہ آنسو بہاتی مسلسل عروج کے لئے دعائیں کر رہی تھی۔ ایمرجنسی فلائٹ کی ایک ہی ٹکٹ ملی زین انہیں وہی چھوڑ فورن دہلی کے لئے نکلا تھا۔ دو گھنٹے کی فلائٹ کا سفر اسے دو صدیوں برابر لگ رہا تھا۔ نرس اندر باہر آجا رہی تھی۔ رضا میر نڈھال سے بینچ پر بیٹھے تھے۔ "طوبیٰ تم جا کر دعا کو لے آؤ پلیز۔" سعید نے اسے کندھے سے تھامے کہا۔ "میں کہیں نہیں جاؤنگی۔" طوبیٰ نے بھیگی آواز میں کہا۔ سعید گہرا سانس لیکر اسے وہی چھوڑے دعا کو لینے چلا گیا جو میڈ کے ساتھ گھر پر تھی۔ ڈاکٹر ایمرجنسی سے نکل کر ان کے پاس آیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے سب ان کے گرد جمع ہو گئے۔ "ان کی کنڈیشن بہت خراب ہے خون بہت زیادہ بہ چکا ہے ہمیں فورن خون چاہیے اور پیشنٹ کو ایستمع بھی ہے جس کی وجہ سے ان کی ہارٹ بیٹ بہت سلو چل رہی ہے ہم اپنی پوری کوشش کرینگے باقی

اوپر والے کے حوالے ہے۔" ڈاکٹر صاف بات بتاتا آگے بڑھ گیا۔ پیچھے کھڑے سبھی لوگوں کو جیسے سانپ سونگ گیا تھا۔ "دیکھئے پیشنٹ کا بلڈ گروپ بومبے بلڈ گروپ ہے یہ کوئی عام بلڈ نہیں ہے بہت کم لوگوں میں پایا جاتا ہے آپ سب اپنے بلڈ سیمپل دے دیں شاید کسی کا بلڈ میچ کر جائیں۔" نرس ان کی طرف آتی تیزی سے بولی تھی۔ سب نے اپنا بلڈ چیک کروایا مگر کسی کا بھی بومبے بلڈ گروپ نہیں تھا۔ "آپ لوگ کہیں سے بھی بلڈ کا انتظام کرے چاہے جتنے بھی پیسے لگے پر پلیز میری بچی کو بچالیں۔" رضا میر نے ہاتھ جوڑتے کہا۔ اس وقت وہ یہ بھول گئے تھے کے جان بچانے والا ڈاکٹر نہیں آسمان پر بیٹھا سبھی نظام کو سمبھالنے والا وہ رب ہے۔ "دیکھے ہم اپنی پوری کوشش کرینگے۔" نرس انہیں کہتی آگے بڑھ گئی۔ عدن روتے ہوئے وہاں سے آگئی وہ جانتی تھی عروج کی زندگی کے لئے کس سے رابطے کی ضرورت ہے۔ زین بوکھلایا سا ہوسپٹل پہنچا۔ "انکل عروج کیسی ہے؟" جواب میں رضا میر روتے رہے۔ "انکل عروج کیسی ہے؟" وہ اپنا ضبط کھوتے چلایا تھا۔ تینوں نے اسے دیکھا۔ "ایمر جنسی میں ہے۔" سعید نے کہا جو ابھی ابھی دعا کو لیکر آیا تھا۔ "کیسی ہے وہ؟" وہ عجلت میں سعید کی طرف آیا۔ "بلڈ کی ضرورت ہے مگر کسی کا بلڈ میچ نہیں کر رہا۔" طوبیٰ نے بتایا۔ "کون سا بلڈ؟" زین تیزی سے بولا۔ "بومبے بلڈ گروپ۔" ارحم نے آگے بڑھ کر بتایا۔ "میرا ہے۔" زین نے فورن کہا۔ اس کی بات نے جیسے وہاں موجود سبھی نفوس میں زندگی ڈال دی ہو۔ زین نرس کی طرف بڑھا جو ابھی ابھی ایمر جنسی سے نکلی تھی۔ "سسٹر میرا بومبے بلڈ گروپ ہے آپ کو جتنا خون چاہیے لے لیں پر پلیز اسے بچالیں۔" وہ بے چینی سے بولا تھا۔ نرس اسے لیکر ایمر جنسی میں آگئی۔ عروج کو دیکھ وہ فورن اس کی طرف لپکا۔ جو پٹیوں میں جھکڑی بے سدھ پڑی تھی۔ اسے دیکھ زین کو اس کا ہنستا مسکراتا چہرہ نظر آیا۔ ایک ٹھیس اٹھی تھی اس کے دل میں۔ اس نے کانپتے ہاتھ سے اسے چھونے کی کوشش کی۔ "ابھی میں صرف تمہاری منکوحا ہوں تو ہاتھ لگانے کی کوشش

مت کرنا۔" اس کے بڑھتے ہاتھ رکے۔"دیکھے ابھی پیشنٹ کو بلڈ کی بہت ضرورت ہے فورن بلڈ چاہیے۔" نرس نے سنجیدگی سے کہا۔زین بے بس سا اسے چھوڑ کر ساتھ پڑے سٹریچر پر لیٹ گیا۔باہر سبھی بے چینی سے ادھر ادھر چکر کاٹ رہے تھے۔عدن سجدے میں گری اس کی زندگی کے لئے دعائیں کر رہی تھی۔ایک وقت اس نے عدن کے لئے دعائیں کی تھی اور آج اسے ضرورت تھی ان دعاؤں کی۔عدن جانتی تھی زندگی کی ڈور تو اللہ کے ہاتھ میں ہے وہ دعاؤں پر یقین رکھنے والی عورت تھی۔ان سب سے بے خبر اسی اپنے کمرے میں لیتی گہری نیند سو رہی تھی۔زین بلڈ دی کر باہر آ چکا تھا۔دعا ایک طرف رو رہی تھی۔"تم اسے گھر لے جاؤ۔" سعید نے دعا کو چپ کرواتے کہا۔"نہیں میں گھر نہیں جاؤنگی۔" طوبیٰ نے نفی میں سر ہلایا۔"یہاں سب ڈسٹرب ہو رہے ہیں اور دعا بھی تنگ ہو رہی ہے پلیز اسے گھر لے جاؤ۔" سعید نے دعا کو اس سے لیتے اپنے تئی اسے چپ کروانے کی کوشش کی۔طوبیٰ بات کو سمجھتی دعا کو لیکر میر مینشن چلی گئی۔ تھوڑی دیر میں ڈاکٹر باہر آیا۔سب ایک بار پھر بے چینی سے اس کے گرد جمع ہوئے تھے۔ "دیکھے ہم نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی ہے اب ہم انہیں آئی سی یو میں شفٹ کر رہے ہیں اگر چوبیس گھنٹوں میں ہوش آ گیا تو ٹھیک ورنہ۔" ڈاکٹر نے بات ادھوری چھوڑ کر رضا میر کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔آگے کا سوچ کر ہی سب کی روح کانپ گئی۔"گاڑی نے ان کی دونوں ٹانگوں کو بہت بری طرح سے ہٹ کیا ہے سر پر بھی کافی گہری چوٹ آئی ہے ہم نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی ہے باقی آپ سب دعا کریں۔" ڈاکٹر پیشہ ورانہ انداز میں اپنی بات مکمل کرتا آگے بڑھ گیا۔"یا اللہ یہ کسی آزمائش ہے؟" رضا میر روتے ہوئے بینچ پر بیٹھ گئے۔سعید نے ان کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر انہیں دلاسا دیا تھا۔زین ایک طرف نڈھال سا کھڑا تھا۔"اسے یہاں بھیجنا ہی نہیں چاہیے تھا اگر مجھے پتا ہوتا یہاں اس کی یہ حالت ہو گی تو میں اسے کبھی واپس نہیں آنے دیتا۔" زین یک دم پھٹ پڑا تھا۔سب ہکا بکا اسے

دیکھنے لگے۔"تم لوگوں کی وجہ سے ہوا ہے یہ سب تم لوگوں کی وجہ سے۔" اس نے پاس کھڑے رحمان کا گریبان پکڑ لیا۔ ارحم آگے بڑھا مگر رحمان نے ہاتھ کے اشارے سے اسے وہی روک دیا۔"تمہاری وجہ سے اس کی یہ حالت ہوئی اس کی ہنستی کھیلتی زندگی تم نے برباد کی تمہیں ترس نہیں آتا اس پر؟ چھوڑ دو اس کی جان نکل جاؤ اس کی زندگی سے۔" زین اس کا گریبان جھنجھوڑتا زور سے چلایا تھا۔ رحمان کچھ نہیں بولا۔ وہ گناہگار تھا اس کا۔"نکل جاؤ اس کی زندگی سے۔" زین نے جھٹکے سے اس کا گریبان چھوڑا۔ رحمان لڑکھڑا کر پیچھے ہوا۔ زین نڈھال سا ہو کر رضا میر کے ساتھ ہی بینچ پر بیٹھ گیا۔ رضا میر نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا۔ رحمان شرمندہ سا سر جھکائے کھڑا تھا۔"انکل میں نے اسے تڑپتا دیکھا ہے جب جب وہ ان گزرے لمحوں کو یاد کرتی تب تب میں نے اسے اذیت میں دیکھا ہے اسے ایستمع ہوا ان کی وجہ سے۔" اس نے شہادت کی انگلی رحمان کی طرف کی۔"یہ سب اس کی حالت کے زمیدار ہیں۔" وہ نڈھال سا ہو کر بینچ سے ٹیک لگا گیا۔ کسی میں بولنے کی ہمت نہیں تھی۔ سب اپنی اپنی جگہ پر جمے تھے۔ رحمان شکست خوردا قدم اٹھائے وہاں سے جانے لگا۔ کسی نے اسے نہیں روکا تھا۔ سب کا غم ایک سا ہی تھا۔ بارش تھم چکی تھی۔ وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا فٹ پاتھ کے کنارے چل رہا تھا۔ دونوں بازو بے جان سے ساتھ جھول رہے تھے۔

آنکھوں میں گزرے لمحوں کی اذیت تھی۔"راہول لیلیٰ اچھی لڑکی نہیں ہے وہ تمہیں ڈیزرو نہیں کرتی۔" وہ بے بس سی بولی تھی۔"را آئیڈیا تو برا نہیں ہے۔" اس کا شرارت بھرا چہرہ اس کی آنکھوں کے سامنے لہرایا۔"میں نے شراب نہیں پی یہ جھوٹ بول رہی ہے۔" تب اس نے کتنی بے دردی سے اس کے چہرے پر اپنی انگلیوں کے نشان چھوڑے تھے۔ اس کی آنکھوں میں چھائی بے یقینی اس کے ہونٹ سے رستا خون۔ اسے گزرا ہر لمحہ یاد آ رہا تھا۔ وہ تڑپ رہا تھا۔ کسی طور اس کی ازیت کم نہیں ہو رہی تھی۔ اس کی تڑپ کا کوئی علاج نہیں تھا۔ جیسے ذلّت کی کوئی دوا نہیں ہوتی ویسے

ہی اس کے زخموں کا کوئی علاج نہیں تھا۔ اور اگر کوئی تھا تو وہ خود پٹیوں میں جھکڑی بے سدھ پڑی تھی۔ بارش کا رکا سلسلا پھر شروع ہو گیا۔ وہ بھیگتا چلا جا رہا تھا۔ اسے دیکھنے پر کوئی پاگل دیوانہ معلوم ہو تا تھا۔ وہ پچھتاوے کی آگ میں جل رہا تھا۔ ان ساتھ لفظوں میں اس کی زندگی الجھی پڑھی تھی۔ کیا فائدہ ان کچھ لمحوں کے پیار کا؟ جسے چاہا وہ تو بنا بتائے چلی گئی اور وہ خود اپنے ہاتھوں اپنا سب کچھ برباد کر چکا تھا سب کچھ۔ بارش پوری طرح اسے بھیگا چکی تھی۔ وہ چلتا جا رہا تھا جب اس کی نظر ایک مسجد پر پڑی۔ مسجد دیکھ اس کا دل بھر آیا۔ جو آنسو باہر نہیں آ رہے تھے اب وہ پوری شدت سے بہنا شروع ہو گئے۔ اپنے پیروں کو بوٹوں سے آزاد کرتے پوری طرح بھیگا وہ مسجد میں داخل ہوا۔ چھوٹی سی مسجد اندر سے بلکل خالی تھی۔ شاید مسجد کا امام کہیں گیا تھا یا آج اسے اپنے رب سے اکیلے میں بات کرنے کا موقع ملا تھا۔ وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا مسجد کے وسط میں جا کھڑا ہوا۔ آنسو پوری روانی سے بہ رہے تھے۔ وہ گھٹنوں کے بل زمین پر گر گیا۔ اور اسی پل آسمان پر بجلی چمکی تھی۔ بادل گرجے تھے۔ وہ گھٹنوں کے بل گرے ہی سجدے میں چلا گیا۔ "یا رحمٰن۔" وہ سسکا تھا۔ "یا اللہ۔" اس نے آنسوؤں کے درمیان اسے پکارا تھا۔ "یا کریم۔" بادل زور سے گرجا۔ "یا غفور۔" بجلی زور سے چمکی۔ "یا قدوس۔" بارش مزید تیز ہوئی۔ "یا رحیم۔" وہ سجدے میں گرا اپنے رب کو مختلف ناموں سے پکار رہا تھا۔ اوپر بیٹھا اس کا رب اس کی ہر پکار کا جواب دے رہا تھا۔ "یا ربِّ عزت۔" وہ سیدھا ہو کر دعا کی صورت ہاتھ اٹھائے بیٹھ گیا۔ آنسو رخسار پر مسلسل بہ رہے تھے۔ "یا اللہ تو نے مجھے یہ توفیق دی مجھے اپنے محبوب کی امت میں داخل کیا یا رحمٰن تو نے مجھے اپنا نام دیا میں کس قدر خوش قسمت ہوں اے میرے رب تو سن رہا ہے نا تیرا گناہ گار بندہ تجھے پکار رہا ہے۔" بادل زور سے گرجا۔ "یا اللہ میں تجھ سے تیری بندی کی زندگی مانگتا ہوں میں تجھ سے معجزے کی امید لگائے بیٹھا ہوں اسے اس کی زندگی لوٹا دے یا رب ابھی تو مجھے اپنی زادتیوں کی معافی بھی مانگی ہے اس

سے یا اللہ اسے زندہ رکھ مجھے اس سے معافی مانگنی ہے اے میرے رب میں تیرے معجزے کا منتظر ہوں تو سن رہا ہے نا؟" وہ ہچکیوں کے درمیان بول رہا تھا۔ بادل ایک بار پھر گرجا۔ اللہ اس کی سن رہا تھا۔ اور کیسے نا سنتا وہ تو ہر کسی کی سنتا ہے پھر چاہے وہ سجدہ کرے یا پتھروں کو پوجے وہ تو اتنا کریم ہے وہ سب پر اپنا کرم کرتا ہے وہ سب کی سنتا ہے۔ رحمان ایسے ہی ہاتھ اٹھائے دعا کر رہا تھا۔ اس کی آنکھوں کے آگے گزری زندگی کے منظر چلنے لگے *** ماضی راہول انہیں شام میں ڈائری لانے کا کہ کر میر مینشن سے نکل گیا تھا۔ ٹینا وہاں سے اٹھ کر عروج کے کمرے میں آگئی۔ وہ آس پاس دیکھتی اسٹڈی ٹیبل تک پہنچی۔ عروج کی ڈائری پر نظر پڑتے ہی ٹینا نے ہاتھ بڑھا کر اسے اٹھایا۔ ڈائری پر خوبصورت سے لفظوں میں بڑا سا اے جے لکھا تھا۔ ٹینا نے بے اختیار ہی ان لفظوں کو چھوا تھا۔ آنکھ سے ایک آنسو نکل کر ان لفظوں پر گرا۔ انگوٹھے کی پشت سے آنسو صاف کرتے اس نے ڈائری کو کھولا تھا۔ "پاپا کی پری۔" ڈائری کے پہلے پیج پر بڑے بڑے لفظوں میں لکھا تھا۔ ٹینا نے مسکرا کر پیج پلٹا۔ "راہول کے لئے معصوم۔" دوسرا پیج۔ "سڈ کی نظروں میں تیز ترار۔" اس نے تیسرا پیج پلٹا۔ "ٹینا کے لئے بیوٹی کوئین۔" ٹینا نے لفظوں کو چھوا۔ "اکشے کی نظر میں انٹیلیجنٹ۔" اگلا پیج خالی تھا۔ "اٹس می عروج رضا میر۔" ٹینا کے دوبارہ پیج پلٹتے ہی بڑے لفظوں میں لکھا تھا۔ "ٹینا چلو۔" ٹینا نے ایک اور پیج پلٹا ہی تھا جب سڈ کی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی۔ وہ ڈائری کو بند کر کے اسے اپنی جیکٹ میں چھپاتی نیچے چلی آئی۔ شام میں سب اپنے لیٹرز لیکر سٹوڈیو میں موجود تھے۔ سب نے لیٹرز کو بدل کر پڑھا۔ اکشے کے لیٹر پڑھتے ہی سب کو شرمندگی نے گھیر لیا۔ "مجھے ایک بات سمجھ نہیں آتی اے جے نے چھ لیٹر کیوں لکھے ایک کیوں نہیں؟" ٹینا نے لیٹر ہاتھ میں پکڑے پر سوچ انداز میں کہا۔ سب اس کی بات پر سوچ میں پڑ گئے۔ لیکن کسی کو بھی سمجھ نہیں آیا۔ "ہو سکتا ہے سبھی لیٹرز میں کوئی بات چھپی ہو؟" اکشے نے اپنی سوچ کے مطابق کہا۔ "کیسی

بات؟" سڈ نے الجھ کر پوچھا۔ "یہ تو مجھے بھی نہیں پتا۔" اکشے نے گہرا سانس لیتے کہا۔ "کل کالج جانے کا کیا سوچا تم لوگوں نے؟" کوئی بھی سرا ہاتھ میں نا آتے سڈ نے بات کو پلٹا۔ "جانا تو پڑیگا گھر والے زور ڈال رہے ہیں۔" اکشے نے ہاتھ میں پکڑا ایش ٹرے ٹیبل پر رکھتے تھکے سے انداز میں کہا۔ "وہاں ہر جگہ اس کی یادیں ہیں اتنے بڑے گلٹ کے ساتھ ہم کیسے پڑھ سکے گیں؟" ٹینا نے اداسی سے کہا۔ "ٹینا لاسٹ ایئر ہے کیسے برباد کریں؟" سڈ نے سمجھاتے کہا۔ "اور وہ جو برباد کر کے گئی ہیں اس کا کیا؟" ٹینا نے اس کی آنکھوں میں جھانکا۔ سڈ بے اختیار نظریں چرا گی۔ "راہول تم تو کچھ بولو۔" اکشے اسے خاموش دیکھ تنک کر بولا۔ "میں نے ڈیسائیڈ کر لیا ہے۔" وہ صوفے سے اٹھتا بالکنی میں جا کر کھڑا ہو گیا۔ "کیا؟" تینوں کی ملی جلی آواز آئی۔ "میں لاء جوائن کرونگا۔" سب کے سر پر بم پھٹا تھا۔ "وہاٹ آر یو میڈ؟" اکشے یک دم اپنی جگہ سے اٹھا۔ "میں نے فیصلہ کر لیا ہے۔" راہول اٹل انداز میں کہتا مڑا۔ "تم پاگل ہو گئے ہو راہول کیا ضرورت ہے تمہیں لاء جوائن کرنے کی؟" سڈ دھیمہ سا چلایا تھا۔ "میں کیسے جاؤں اس کالج میں جہاں اس کی یادیں بسی ہیں تم بتاؤ کیا تم وہاں جا کر پڑھ پاؤ گے؟" اس کے سوال نے سڈ کو لاجواب کر دیا۔ راہول اس کی خاموشی پر طنزیہ مسکرایا۔ "ڈیڈ نے کہا ہے اگر کالج نہیں جانا تو لاء جوائن کرو اسی لئے میں نے فیصلہ کیا ہے۔" راہول سنجیدگی سے کہتا کار کیز اٹھا کر باہر نکلنے لگا جب ٹینا نے اسے آواز لگائی۔ "راہول ویٹ۔" وہ وہی رک گیا مگر مڑا نہیں۔ "میرے پاس اے جے کی ڈائری ہے۔" ٹینا نے اپنے پیچھے چھپائی عروج کی ڈائری نکال کر ٹیبل پر رکھی۔ "یہ تمہیں کہاں سے ملی؟" راہول نے واپس آتے ٹیبل سے ڈائری اٹھائے پوچھا۔ "اس کے روم سے۔" ٹینا نے بتایا۔ راہول ڈائری کھولتا دوبارہ صوفے پر بیٹھ گیا۔ انڈیا سے پاکستان جانے کے کچھ قصے لکھے تھے۔ وہ پڑھتے آگے بڑھ رہے تھے جہاں ایک جگہ پہنچ کر چاروں ٹھٹھکے! "جب راہول نے لیلیٰ کی تصویر دیکھائی تب میں شوک ہو گئی میں نے لیلیٰ کو پہلے بھی کہیں دیکھا

تھا۔" اس انکشاف پر چاروں نے حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھا تھا۔ "وہ واقعہ اتنا پرانا نہیں تھا جسے میں بھول جاتی پہلے مجھے لگا شاید لیلیٰ وہ لڑکی نہیں ہے جسے میں نے دیکھا تھا مگر اس دن کیفے ٹیریا میں اس سے مل کر مجھے یقین ہو گیا کے یہ وہی لڑکی ہے جسے میں نے اس رات کلب میں کسی لڑکے کے ساتھ دیکھا تھا۔" چاروں نے الجھ کر ایک دوسرے کو دیکھا۔ "اگر صرف لڑکے کے ساتھ دیکھتی تو بات الگ تھی لیکن اسے لڑکے کے ساتھ نازیبا حرکتیں کرتے دیکھنا یہ مجھے ہضم نہیں ہوا۔" "یہ نازیبا کا کیا مطلب ہوتا ہے؟" ٹینا نے ناسمجھی سے پوچھا۔ "ویٹ سرچ کرتے ہیں۔" اکشے نے موبائل نکال کر گوگل سے سرچ کیا۔ "نازیبا مینز۔" اکشے نے بات ادھوری چھوڑ کر موبائل ان کے سامنے لہرایا۔ الفاظ پڑھ راہول کی رگیں تن گئی۔ اکشے نے موبائل ایسے ہی ٹیبل پر رکھ دیا۔ چاروں دوبارہ ڈائری پر جھک گئے۔ "تب میں بہت حیران ہوئی راہول کیسے لیلیٰ جیسی لڑکی سے پیار کر سکتا ہے؟ لیلیٰ کی ہر بات مجھے جھوٹ لگتی جب جب وہ راہول کے ساتھ ہوتی مجھے عجیب لگتا میرا دوست میری آنکھوں کے سامنے برباد ہو رہا تھا میں کیسے دیکھتی اسی لئے میں نے راہول سے بات کرنے کا سوچا۔" راہول کو کیفے ٹیریا میں ہوئی بات چیت یاد آئی۔ "اگر اے جے نے لیلیٰ کو کسی لڑکے کے ساتھ دیکھا تھا تو بتایا کیوں نہیں؟" اکشے نے بے یقینی سے پوچھا۔ "آئی ڈونٹ نو۔" راہول شدید حیرت میں مبتلا ہو کر بولا۔ "آج راہول سے ملنے پر اس نے جو کہا کاش وہ سننے سے پہلے میں مر جاتی۔" آگے کی تحریر پڑھ کر راہول نے کرب سے آنکھیں میچ لی۔ "اے جے نے تمہیں بتایا تھا؟" سڈ نے شوک کے عالم میں پوچھا۔ "ہاں پر اس نے یہ نہیں بتایا تھا۔" راہول نے دھیمی آواز میں کہا۔ "کیا نہیں بتایا تھا وہ تم سے ملی تھی تم دونوں کا جھگڑا ہوا تھا اور تم نے ہمیں بتایا نہیں؟" سڈ دبے دبے غصے سے چلایا تھا۔ "گائیز اے جے ملی تھی مگر اس نے صرف اتنا بتایا تھا کے لیلیٰ میرے لئے ٹھیک نہیں ہے دیٹس اٹ۔" راہول نے پیشانی مسلتے بتایا۔ "اور تم نے یقین نہیں کیا؟" اکشے

نے طنزیہ کہا۔ "اکشے یہ وقت ان باتوں کا نہیں ہے۔" ٹینا نے اسے جھڑکا۔ وہ خاموش ہو کر دوبارہ ڈائری پڑھنے لگا۔

"مجھے لگا تھا راہول میری بات سنے گا سمجھے گا مگر اس نے کہا اگر میں نے لیلیٰ کے بارے میں دوبارہ ایسی بات کی تو وہ بھول جائیگا کے میں اس کی دوست ہوں۔" پیج پر چند سوکھی بوندے بھی تھی۔ جسے دیکھ یہی اندازہ ہوتا تھا کے یہ سب لکھتے وقت وہ رو رہی تھی۔ "اک پل خیال آیا کے راہول کو سب بتا دوں لیلیٰ کے بارے میں لیکن پھر دادی کی کہی ہوئی بات یاد آئی دادی نے ہمیشہ یہی سکھایا کے ہم مسلمانوں کو دوسروں کا پردہ رکھنا چاہیے بس یہی چیز مجھے ہمیشہ روکے رکھتی ورنہ شاید میں راہول کو لیلیٰ کی حقیقت بتا دیتی۔" اپنے سوال کا جواب ملنے پر چاروں پیشمان ہونے پر دوبارہ ڈائری پڑھنے لگی۔ "اکشے نے ایک بار مجھ سے پوچھا تھا اگر میری ایک دعا قبول ہو تو وہ کیا ہو گی؟" اکشے نے ٹیبل سے ڈائری اٹھالی کیونکہ سب کے جھکے سروں میں پڑھنا مشکل ہو رہا تھا۔ "اکشے وٹس رونگ؟" راہول نے غصے میں اسے جھڑکا۔ "گائیز میں پڑھتا ہوں۔" وہ تحمل سے کہتا سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ "تب میرے دل میں جو تھا وہ میں نے بتا دیا جسے سن چاروں بہت غصے ہوئے ایک طرف لیلیٰ کا غصہ تھا اور اسی غصے میں نا جانے میں نے انہیں کیا کیا کہ دیا پھر بابا کے سمجھانے پر مجھے سمجھ آیا ہمیں کسی کے دھرم کے بارے میں کچھ نہیں کہنا چاہیے۔" اکشے سانس لینے کے لئے رکا۔ "دیکھا اے جے نے وہ سب غصے میں کہا تھا اور تم لوگ یونہی دین دھرم لیکر بیٹھ گئے۔" سڈ نے فورن کہا۔ "لیکن میرا خواب میری تمنا میری خواہش میری دعا یہی ہے کے وہ سب مسلمان ہو جائیں۔" اکشے کے اگلے جملے پر سڈ خاموش ہو گیا۔ "بابا جو بھی کہیں پر اسلام بھی سچا دین ہے۔" آگے کی تحریر پر ٹینا نے سڈ کو گھورا۔ جو خفیف سا ہو کر منہ پھیر گیا۔ "میں اس دنیا میں ہی نہیں جنت میں بھی ان کے ساتھ رہنا چاہتی ہوں میں انہیں کیسے بتاؤں کیسے سمجھاؤ؟" وہ ان لفظوں میں اس کی بے بسی محسوس کر سکتے تھے۔ "میں ہمیشہ دل میں انہیں ان ناموں سے مخاطب کرتی ہوں اور اگر

کبھی میری دعائیں قابول ہوئی تو میں ان کے کچھ یوں نام رکھونگی راہول رحمان، سڈ سعید' اکشے ارحم، ٹینا طوبیٰ' میں انہیں کیسے کہوں وہ ایک بار میرا دین سمجھنے کی کوشش کرے اسے جانے کے اسلام کتنا خوبصورت مذہب ہے۔" اکشے نے ڈائری بند کر دی۔ "کیا ہوا ختم ہوگئی؟" راہول نے بے چینی سے پوچھا۔ "نہیں اور بھی لکھا ہے۔" "تو پڑھو۔" "پہلے جتنا پڑھا ہے وہ تو سمجھ لو۔" وہ سنجیدگی سے کہتا صوفے سے پشت ٹکا گیا۔ "اے جے چاہتی تھی ہم مسلمان ہو جائے اور وہ بھی ان کا دین سمجھ کر کیا یہ کوئی مذاق ہے؟ کوئی کیسے اپنا دھرم چھوڑ سکتا ہے؟" سڈ نے غصے سے کہا تھا۔ "ہمیں ایک بار اسلام پر سرچ کرنی چاہیے۔" راہول شیور تھا۔ "راہول تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے؟" سڈ نے تاسف سے سر ہلایا۔ "تم کیا اپنا دھرم چھوڑ کر اسلام میں جاؤگے؟" سڈ استہزاءیہ ہنسی ہنسا۔ "جسٹ فور انٹرٹینمینٹ۔" راہول نے کچھ سوچ کر کہا۔ "رئیلی انٹرٹینمینٹ؟" اکشے نے بھنویں اچکائے پوچھا۔ "ہاں۔" راہول نے لاپرواہ بننے کی ایکٹنگ کی۔ "گائیز ایک بات اسلام کو جانچتے ہیں۔" ٹینا بھی ایگری تھی۔ "تم لوگوں کا دماغ خراب ہو گیا ہے اس کا علاج کرواؤ۔" سڈ اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا۔ "سڈ ہم صرف یہ جاننے کی کوشش کرینگے کے کیا اللہ ایک ہے یا جو دھرم اس دنیا میں ہیں وہ سارے سچے ہیں۔" راہول نے اسے قائل کرنے کی کوشش کی۔ "جسٹ فور انٹرٹینمینٹ اوکے؟" سڈ نے انگلی اٹھائے تصدیق چاہی۔ تینوں نے سر ہلا دیا۔ اور ایسے ہی چاروں اسلام کے بارے میں معلومات جمع کرنے میں جھٹ گئے۔ اگلے دن تینوں مل کر کالج گئے تھے مگر راہول کا کہا ٹھیک تھا ان کا دم گھٹ رہا تھا وہاں پر۔ بنا کوئی کلاس اٹینڈ کئے وہ تینوں باہر آ کر سیڑیوں پر بیٹھ گئے۔ "اب کیا کرینگے؟" ٹینا نے اداسی سے پوچھا۔ "فیملی کا پریشر ہے اگر کالج نہیں تو جو وہ کہینگے وہی کرنا ہوگا۔" سڈ نے سر جھکائے تھکے سے انداز میں کہا۔ شاید تینوں سمجھ گئے تھے انہیں کیا کرنا ہے *** راہول گود میں لیپ ٹاپ رکھے اسلام کے بارے میں سرچ کر رہا

تھا۔ اس نے کافی ہندو دھرم اور اسلام کے بارے میں ویڈیو دیکھی مگر کچھ سمجھ نہیں آیا۔ دونوں طرف دونوں ہی سچ لگ رہے تھے۔ وہ بے بسی سے لیپ ٹاپ بند کر تا بیڈ سے ٹیک لگا کر اپنے ہاتھ کو دیکھنے لگا جس سے اس نے عروج کا خون بہایا تھا۔ لیلیٰ۔ نفرت سے اس کے لب ہلے تھے۔ پوری شدت سے اس نے اپنا ہاتھ سائیڈ ٹیبل پر پڑے لیمپ پر مارا تھا۔ لیمپ اپنی جگہ سے ہلتا زمین پر جا گرا جس سے ایک شور پیدا ہوا تھا۔ راہول کا ہاتھ سرخ ہو چکا تھا۔ اسے کسی درد کا احساس نہیں ہوا تھا۔ جب دل اور جسم کے درد میں مقابلہ ہو تو دل کا درد جیت جاتا ہے اور جب درد دل میں ہو تو جسمانی درد محسوس نہیں ہوتا۔ لیلیٰ کا چہرہ اس کی آنکھوں کے سامنے لہرایا تھا۔ اس نے گود میں پڑا لیپ ٹاپ اٹھا کر دیوار میں دے مارا۔ وہ بیڈ سے اٹھتا ہر چیز تہس نہس کرنے لگا تھا۔ "تم نے میرے ساتھ ایسا کیوں کیا؟" راہول پوری شدت سے چلایا۔ ڈریسنگ ٹیبل پر پڑے سبھی مہنگے پرفیومز کو اس نے زمین پر دے مارا۔ وہ ہاتھ کا مکا بنائے پوری شدت سے شیشے پر مار رہا تھا۔ اس کا ہاتھ زخمی ہو چکا تھا۔ شور کی آواز پر مسز اگروال پریشانی سے اس کے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹا رہی تھیں۔ شیشہ چکنا چور ہو کر اس کے قدموں میں گر گیا۔ اپنے اندر جمع ساری فرسٹریشن کو شیشے پر اتارنے کے بعد وہ وہی زمین پر بیٹھ گیا۔ مسز اگروال کے ساتھ عنایا بھی دروازہ بجا بجا کر ہلکان ہو رہی تھی۔ وہ زمین پر گرے کانچ پر بیٹھا مسلسل چلا رہا تھا۔ ایک بھڑاس تھی دل میں اگر اس وقت لیلیٰ اس کے سامنے ہوتی وہ اسے جان سے مارنے سے بھی گریز نہیں کرتا۔ دل پر ہاتھ رکھے وہ چلا رہا تھا مگر درد کسی طور کم ہونے کا نام نہیں لے رہا تھا۔ ہاتھ سے بہتا خون اس کی شرٹ سے ساتھ فرش بھگو رہا تھا۔ "راہول بھیا دروازہ کھولیں۔" باہر سے ڈری سہمی عنایا نے آواز لگائی۔ مسز اگروال اپنے شوہر کو کال کر چکی تھیں۔ وہ چیختا چلاتا فرش پر لیٹے آنکھیں موند گیا۔ ہوش میں آنے پر وہ ہوسپٹل میں تھا۔ پاس ہی مسز اگروال آنسو بہاتی بیٹھی تھیں عنایا بھی پاس ہی کھڑی تھی۔ راہول آنکھیں کھولے ایک

ہی جھٹکے میں اٹھ کھڑا ہوا۔ ہاتھ میں پٹی کے ساتھ ڈرپ بھی لگی تھی۔ اس نے ڈرپ کی تار کھینچ کر باہر نکالی۔ "راہول یہ کیا کر رہے ہو؟" مسز اگروال اپنا رونا چھوڑ کر اسے پکڑنے لگی۔ راہول ایک جھٹکے سے اپنا ہاتھ چھوڑاتا بستر سے اٹھ کھڑا ہوا۔ بستر سے کھڑے ہوتے ہی اسے زور دار چکر آیا تھا۔ اپنا سر دونوں ہاتھوں میں تھامے وہ کراہ اٹھا۔ مسٹر اگروال کے ہمراہ سڈ اندر داخل ہوا۔ "راہول یہ کیا تماشا لگا رکھا ہے؟" اگروال غصے سے چلائے۔ سڈ تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔ ہاتھ سے خون دوبارہ رسنے لگا تھا۔ دیکھتے ہی دیکھتے ساری پٹی سرخ ہو گئی۔ "راہول بیٹھ جاؤ تمہاری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔" سڈ نے فکر مندی سے کہتے اسے پکڑا۔ "مجھے گھر جانا ہے ٹھیک ہوں میں۔" راہول نے اس کا ہاتھ سائیڈ پر کرتے سرد مہری سے کہا۔ "تم آخر چاہتے کیا ہو؟ اس گھٹیا لڑکی کی خاطر کیا حال کر لیا ہے اپنا۔" راہول کو سمجھ نہیں آیا وہ لیلیٰ کی بات کر رہے تھے یا عروج کی؟ "وہ یہاں سے گئی جان چھوٹی ہماری اور تم یہاں اس کا روگ لئے بیٹھے ہو۔" اگروال شدید غصے میں تھے۔ "ڈیڈ اے جے بارے میں ایک لفظ نہیں سنو گا۔" وہ شہادت کی انگلی اٹھائے زور سے چلایا تھا۔ تبھی اکشے اور ٹینا بھی اندر داخل ہوئے۔ "تم اس لڑکی کی خاطر اپنے باپ کے آگے زبان چلاؤ گے؟" اگروال اس سے بھی زور سے چلائے تھے۔ "خبر دار اگر آج کے بعد تمہارے منہ سے اس کا نام بھی سنا تو۔" وہ اسے تنبیہ کرتے کمرے سے نکل گئے۔ مسز اگروال بھی روتے ہوئے ان کے پیچھے لپکی تھیں۔ عنایا ایک طرف ڈری سہمی کھڑی تھی۔ ٹینا اسے ساتھ لگائے باہر لے گئی۔ "راہول پاگل ہو گئے ہو کیا؟ یہ کیا کیا تم نے اپنے ساتھ؟" اکشے دبے دبے غصے اور فکر سے چلایا تھا۔ "میرا درد تو اس درد کے آگے کچھ بھی نہیں جو میں نے اسے دیا ہے۔" وہ نڈھال سا بیڈ پر بیٹھ گیا۔ "راہول تم نے جو کیا ہم نے جو کیا اس میں ہمارا کوئی قصور نہیں ہم نے جو سنا جو دیکھا اسی پر اپنا ردعمل ظاہر کیا اور کچھ نہیں۔" سڈ اسے سمجھاتا اس کے ساتھ ہی بیٹھ گیا۔ "جو ہم نے سنا وہی اکشے نے

بھی سنا پھر اس نے ایسا ریئیکٹ کیوں نہیں کیا؟" سڈ کے پاس راہول کے اس سوال کا جواب نہیں تھا وہ سر جھکائے خاموش ہو گیا۔ اکشے بھی اپنے اندر اٹھتا ابال ٹھنڈا کرنے لگا۔ تینوں خاموش بیٹھے تھے۔ سوال بھی بہت تھے جواب تھا۔ سب سے بڑھ کر پچھتاوا تھا جو انہیں اندر ہی اندر کھائے جا رہا تھا*** راہول گھر کی طرف جا رہا تھا جب راستے میں اسے ایک مسجد دیکھائی دی۔ تجسس کے ہاتھوں مجبور ہو کر اس نے کار ایک طرف پارک کی اور پیدل چل کر مسجد تک آیا۔ مسجد کے باہر کافی تعداد میں چپلیں پڑی تھیں۔ راہول بھی اپنے جوگر اتار کر ایک طرف رکھتے اندر داخل ہوا۔ مسجد اندر سے کافی خوبصورت تھی۔ راہول کو حیرانی ہوئی۔ باہر چپلوں کا ڈھیر تھا مگر اندر چند اک آدمی ہی تھے۔ وہ جانچتی نظروں سے مسجد کو دیکھنے لگا۔ مسجد زیادہ بڑی نہیں تھی۔ پہلی صف میں ایک آدمی بیٹھا تھا جس کی پیٹھ راہول کی طرف تھی۔ اس کے پیچھے چند اک آدمی اور تھے۔ وہ پہلی بار مسجد آیا تھا۔ ایک دو منٹ ادھر ادھر نظریں دوڑانے کے بعد وہ واپس جانے کی لئے مڑا جب اس کے کانوں سے ایک خوبصورت آواز ٹکرائی۔ پہلی صف میں بیٹھا آدمی قرآن کی تلاوت کر رہا تھا۔ راہول کے قدم وہی جب گئے۔ آدمی کی آواز میں ایسی کشش تھی جس نے راہول کو وہی روک لیا وہ مڑتا جا کر ایک طرف بیٹھ گیا۔ یہ سب اتنی جلدی ہوا کے وہ خود بھی حیران رہ گیا۔ آدمی کی آواز اتنی سریلی تھی راہول کو اک سرور سا محسوس کرنے لگا۔ کب تلاوت ختم ہوئی کب مسجد میں بیٹھے لوگ چلے گئے کب تک وہ وہاں بیٹھا رہا اسے کچھ ہوش نہیں تھا۔ "اسلام و علیکم۔" ایک خوبصورت سی آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی تھی۔ راہول چونک کر اپنے خیالوں سے نکلا۔ "وا علیکم اسلام۔" کیسے اس کے لب ہلے تھے وہ حیران رہ گیا۔ راہول کی نظر آدمی کے نورانی چہرے پر جم گئی۔ اس نے زندگی میں اتنا حسین مرد نہیں دیکھا تھا۔ ایک مدہوش کر دینے والی مہک اس کے نتھنوں سے ٹکرا رہی تھی۔ آدمی نے اس کے یوں اپنی طرف دیکھنے پر اس کا نام پوچھا۔ "رحمان۔" کیسے اس کی زبان پھسلی۔

"ماشاءاللہ بہت پیارا نام ہے۔" آدمی نے مسکرا کر کہا۔ قرآن کو اس نے سینے سے لگایا تھا۔ "بہت قسمت والے ہیں آپ۔" "وہ کیسے؟" وہ مزید حیران ہوا۔ "ایک تو مسلمان گھرانے میں پیدا ہوئے اور دوسرا اللہ نے آپ کو اپنے ناموں میں سے اتنا خوبصورت نام دیا۔" اس کا دل دھک دھک کر رہا تھا۔ "یہ کیا ہے؟" راہول نے قرآن کی طرف اشارہ کیا۔ "آپ کو نہیں پتا؟ یہ قرآن ہے۔" آدمی نے تھوڑا حیران ہوتے کہا ساتھ ہی پلٹا اور قرآن کو احترام سے چومتا ایک اونچی جگہ پر رکھنے لگا۔ راہول اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا۔ "آپ واقعی مسلمان ہے نا؟" قرآن کو اپنی جگہ پر رکھ کر اس نے مشکوک نظروں سے راہول کو دیکھا۔ راہول سٹپٹا کر سر ہلا گیا۔ "میرا نام محمد عثمان ہے میں یہاں کا امام ہوں۔" "محمد۔" راہول کے لب ہلے تھے۔ "آپ کا کوئی سرنیم نہیں ہے؟" اس نے کسی خیال کے تحت پوچھا۔ "محمد عثمان امین۔" "وہاں باہر تو اتنی جوتیاں پڑی ہیں پر یہاں تو اکا دکا آدمی ہی تھے؟" راہول نے حیرانی کا مظاہرہ کیا۔ "اگر کسی کی چپل چوری ہو جائے تو وہ رب کے گھر سے ننگے پاؤں نا جائے اور نماز کے حوالے سے اگر سو لوگ ہیں تو ان میں سے مشکل سے ہی پچاس نماز پڑھتے ہونگے اور ان پچاس لوگوں میں سے مشکل سے ہی دس مسجد میں آتے ہونگے ورنہ باقی سب تو گھر پر ہی پڑھ لیتے ہیں نماز۔" عثمان نے قدرے افسوس سے کہا۔ راہول کو کچھ کچھ بات سمجھ آئی۔ "کرتے کیا ہیں؟" "لاء کی اسٹڈی" "گڈ۔" عثمان نے مسکرا کر کہا۔ "آؤ چلیں۔" عثمان نے ہاتھ کے اشارے سے کہا۔ راہول سر ہلاتا اس کے ساتھ چلنے لگا۔ باہر نکل کر عثمان نے اپنی چپل پہنی راہول نے اپنے جوگر کے لئے ادھر ادھر نظریں دوڑائی مگر اسے کہیں دکھائی نہیں دیئے۔ "کیا ہوا نہیں مل رہے؟" عثمان نے اسے پریشان دیکھ پوچھا۔ "نہیں ابھی تو یہی اتارے تھے۔" اس نے دوبارا آس پاس نظریں دوڑاتے کہا۔ "شاید کوئی پہن گیا ہو آپ ان میں سے کوئی چپل پہن لیں۔" عثمان نے چپلوں کی طرف اشارہ کیا۔ راہول شدید حیران ہوا تھا۔ "مسجد کے باہر بھی چوری

ہوتی ہے اور مندر کے باہر بھی؟" اس نے مارے حیرت کے کہا۔ "گناہ کا کوئی دین دھرم نہیں ہوتا۔" عثمان افسوس سے بولا۔ راہول پہننے لائق ایک چپل ڈھونڈھنے لگا پھر ایک چپل اس کی نظر میں آئی جو اسے پوری تھی اس نے وہی پیروں میں پہن لی۔ "آئیں یہاں ساتھ ہی میرا گھر ہے چائے پی کر جایئے گا۔" عثمان نے پیشکش کرتے قدم آگے بڑھائے۔ "نہیں میں چلتا ہوں مجھے لیٹ ہو رہا ہے۔" راہول نے گھڑی کی طرف دیکھا اسے واقعی دیر ہو رہی تھی۔ "ٹھیک ہے پر پھر کب آئینگے؟" عثمان نے ایسے پوچھا جیسے برسوں سے دونوں ایک دوسرے کو جانتے ہو۔ راہول کو تھوڑا عجیب لگا۔ "میں بھلا دوبارہ کیا لینے آؤنگا؟" اس نے سوچا مگر کہا نہیں۔ "جب موقع ملا ضرور آؤنگا۔" وہ مسنوعی مسکرایا۔ "ٹھیک ہے میں انتظار کرونگا۔" عثمان بھی مسکرایا تھا۔ راہول اس کی بات پر حیران تو ہوا لیکن بنا کچھ کہے قدم کار کی طرف بڑھالئے۔ "اللہ حافظ۔" پیچھے سے عثمان کی آواز آئی۔ وہ پلٹا۔ عثمان ہاتھ پیچھے باندھے مسکرا کے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ "ال۔۔اللہ حافظ۔" اس نے ٹوٹے لفظوں میں کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا کار میں آکر بیٹھ گیا۔ "میں دوبارہ کیوں آؤنگا؟" وہ خود سے بڑبڑایا۔ پھر ایک نظر عثمان کو دیکھا جو نظریں جھکائے چلتا ایک گلی میں مڑ گیا۔ راہول نے سر جھٹک کر موبائل نکالا آدھے گھنٹے میں تینوں کو سٹوڈیو پہنچنے کا ٹیکسٹ کر کے کار آگے بڑھالی*** سارا رستہ مسجد کے بارے میں سوچتے ہی گزرا۔ گھر آکر وہ فریش ہو کر چابی گھمائے گھر سے نکلنے لگا جب اگروال کی آواز پر رکا مگر مڑا نہیں۔ "کہاں جا رہے ہو؟" انہوں نے رعب سے پوچھا تھا۔ "سٹوڈیو جا رہا ہوں ڈیڈ۔" راہول نے بے دلی سے جواب دیا۔ "تمہیں گھر میں چین نہیں ملتا کیا جو نکل پڑتے ہو اپنے آوارہ دوستوں کے پاس؟" "ڈیڈ پہلے آپ کو پہلے اے جے سے پروبلم تھی اور اب ان تینوں سے بھی پروبلم ہوگئی ہے؟" راہول چڑ کر کہتا مڑا۔ "زبان کم چلایا کرو میرے آگے۔" اگروال بپھرے۔ راہول سر جھٹک کر باہر نکل آیا۔ سٹوڈیو کے باہر گاڑیاں پہلے ہی کھڑی تھیں۔ "اتنا

ارجنٹ بلایا کیابات ہے؟" راہول کے اندر قدم رکھتے ہی سڈ نے فکر مندی سے پوچھا تھا۔ "ہاں بات کرنی ہے۔" راہول کے انداز میں بے چینی تھی۔ "اوکے کیابات کرنی ہے؟" ٹینانے آئی بروا بکا کر پوچھا۔ "میرے پاس کچھ بتانے کو ہے۔" وہ تھکے سے انداز میں کہتا صوفے پر بیٹھ گیا۔ تینوں سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگے۔ "میں مسجد گیا تھا۔" اس کے بعد راہول نے عثمان کے ساتھ ہوئی ملاقات کے بارے میں بتایا۔ تینوں حیرانی سے ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے۔ "راہول تم مسجد میں گئے تھے آر یو میڈ؟" سڈ نے غصے سے کہا۔ "نو آئی ایم نوٹ میڈ اب ہمیں اسلام پر سرچ کرنی چاہیے۔" "میں نہیں کرونگا؟" سڈ تنک کر کہنے لگا۔ "پر میں کرونگا۔" راہول جیسے فیصلہ کر چکا تھا۔ "کیا کروگے؟" اکشے اور ٹینانے تجسس سے پوچھا۔ "میں قرآن پڑھونگا۔" اس نے گویا تینوں پر بم پھوڑا تھا۔ سب ہکا بکا اسے دیکھنے لگے۔ "ہاں میں قرآن پڑھونگا۔" وہ دوبارہ بڑبڑایا تھا۔ "تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے؟ اگر تمہارے باپ کو ذرا بھی بھنک پڑی نا تو تم جانتے ہو وہ تمہارے ساتھ کیا کرینگے تمہیں اپنے گھر سے نکال دینگے اور تو اور جائیداد سے بھی عاق کر دینگے۔" سڈ نے غصے سے کہا۔ "یہ میرا مسلا ہے یو ڈونٹ وری۔" راہول کا اطمینان قائم تھا۔ "تم لوگ سمجھاؤ اسے یہ پاگل ہو گیا ہے۔" سڈ نے دونوں کی طرف دیکھا۔ جواب میں انہوں نے کندھے اچکا دیئے۔ "تم دونوں بھی اس کے ساتھ ہو؟" سڈ نے صدماتی کیفیت میں پوچھا۔ ٹینا اور اکشے نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ جس کا مطلب تھا ہاں۔ سڈ سر پکڑ کر صوفے پر بیٹھ گیا۔ "گائیز آئی کانٹ بلیو۔" وہ بے یقینی کی آخری انتہا پر تھا۔ "ہم صرف اسلام کے بارے میں جاننا چاہتے ہیں مرنے کے بعد کیا ہوگا یہ جاننا ہے دیٹس اٹ۔" ٹینانے سمجھانے والے انداز میں کہا تھا۔ "اسلام کے بارے میں جاننے کے بعد کیا کروگے کیا اسلام قبول کروگے؟" سڈ نے طنزیہ کہا۔ ٹینا خاموش ہو گئی۔ ان کے پاس جواب نہیں تھا اس بات کا۔ عجیب کشمکش تھی۔ کیا کرے کیا نہیں۔ "اکشے کیا تم کل میرے ساتھ مسجد چلو

گے ؟" راہول نے کچھ سوچ کر پوچھا۔ سڈ نے سر اٹھائے اکشے کی دیکھا۔ اکشے کے چہرے پر سوچ کے آثار تھے۔ تینوں سوالیہ نظروں سے اسے دیکھ رہے تھے۔ "او کے۔" آخر میں اکشے نے کندھے اچکائے۔ سڈ صدمے سے سر دائیں بائیں ہلانے لگا۔ "میں بھی چلونگی۔" ٹینا نے جوش سے کہا۔ "نہیں وہاں پر لیڈیز نہیں جاتیں۔" "تمہیں کیسے پتا؟" ٹینا نے منہ بسورا۔ "مسجد کے اندر یا باہر کہیں بھی کوئی لڑکی نہیں تھی۔" راہول نے آنکھوں دیکھا کہا۔ ٹینا کا سارا جوش ہوا ہو گیا۔ "او کے لیکن جو تم لوگ جانوں گے وہ مجھے بھی بتاؤ گے ؟" ٹینا نے شہادت کی انگلی اٹھائے کہا۔ دونوں نے سر ہلا دیا۔ سڈ غصے سے دندناتا اٹھا اور کار کیز اٹھا کر باہر نکل گیا۔ تینوں خاموشی سے اسے جاتا دیکھ رہے تھے کسی نے بھی اسے آواز نہیں دی تھی۔ اگلے دن دونوں کہے کے مطابق مسجد آئے۔ راہول نے ایک طرف کار روک کر اکشے کی طرف دیکھا اور تھوڑا ہچکچا کر بولا۔ "اکشے میں نے عثمان کو یہی بتایا ہے کے میں مسلمان ہوں تم بھی یہی کہنا۔" اکشے اس کی بات سن اچھلا۔ "راہول۔" اکشے نے دانت چبائے مگر راہول کوئی اثر لئے بنا نیچے اتر گیا۔ "ایک منٹ۔" راہول رکا۔ "کیا ہوا؟" "اپنے جوگر یہی اتار دو۔" راہول نے اپنے جوگر اتارتے کہا۔ "یہاں بھی جوتے چوری ہوتے ہیں ؟" اکشے نے حیرانی سے کہا۔ راہول نے سر ہلاتے جوگر کار میں رکھ دیئے۔ دونوں ساتھ ساتھ چلتے مسجد تک پہنچے۔ "لگتا ہے اندر کافی رش ہے ؟" اکشے نے چپلوں کو دیکھ اندازہ لگایا۔ راہول بنا کچھ کہے اندر داخل ہو گیا۔ عثمان ابھی ابھی تلاوت کے لئے بیٹھا تھا۔ مسجد میں کل کی نسبت کافی لوگ تھے۔ راہول اسے لیکر ایک طرف بیٹھ گیا۔ اکشے لاپرواہی سے آس پاس کا جائزہ لے رہا تھا۔ عثمان نے تلاوت شروع کی۔ راہول آنکھیں موند کر دیوار سے ٹیک لگا گیا۔ اکشے بہت غور سے سن رہا تھا۔ اس کا حال بھی راہول جیسا ہی تھا۔ کافی دیر دونوں ایک ہی پوزیشن میں بیٹھے رہے جب آواز آنا تھم گئی۔ راہول آنکھیں کھول کر سیدھا ہوا۔ اکشے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ مسجد میں بیٹھے آدمی عثمان

سے مل کر باہر نکل گئے۔ راہول کو دیکھ عثمان کو خوشگوار حیرت ہوئی تھی۔ "اسلام وعلیکم۔" وہی دھیمہ ٹھہرا ہوا نرم لہجہ۔ راہول سلام کا جواب دیتا کھڑا ہو گیا اکشے نے بھی اس کی تقلید کی۔ عثمان نے اکشے کو دیکھا جیسے اس کے جواب کا انتظار کر رہا ہو۔ راہول نے اکشے کے کندھے سے کندھا ٹکرایا۔ اکشے اس کی بات سمجھتا اسی کا کہاں جملہ دوہرانے لگا۔ "یہ میرا دوست ہے ارحم۔" راہول کے تعرف پر اکشے تھوڑا حیران ہوا تھا۔ عثمان مسکرایا۔ قرآن ویسے ہی اس کے سینے سے لگا تھا۔ "مجھے لگا تھا آپ نہیں آئینگے۔" عثمان نے قرآن چومتے واپس اپنی جگہ پر رکھا۔ "میرا دوست ملنا چاہتا تھا آپ سے۔" راہول نے اکشے کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ "اچھا آئیں پھر میرے گھر چل کر بیٹھتے ہیں ساتھ ہی چائے بھی پی لینگے۔" "نہیں ہم بس آپ سے ملنے آئے تھے۔" راہول نے فورن انکار کیا۔ "اگر وہ کہتے ہیں تو چلتے ہے مجھے ویسے بھی پیاس لگی ہے۔" اکشے نے اس کی بات اچک کر تیزی سے کہا۔ جہاں عثمان مسکرایا وہی راہول نے اس کے کندھے پر دباؤ ڈالا۔ تینوں پیدل چلنے لگے۔ "آپ لوگوں کی چپل کہاں ہے؟" عثمان نے تھوڑا حیرت سے پوچھا۔ "وہ کار میں ہی اتار دی۔" راہول نے خفت سے کہا۔ "اچھا کیا۔" دونوں ناک کی سیدھ پر اس کے پیچھے چل رہے تھے۔

ایک گلی میں مڑ کر سامنے ایک چھوٹا سا گھر دکھائی دیا۔ عثمان نے چابی کی مدد سے دروازہ کھولا۔ تینوں اندر داخل ہوئے۔ گھر چھوٹا سا مگر صاف ستھرا تھا۔ دونوں عثمان کے ہمراہ بیٹھک میں داخل ہوئے۔ جہاں زمین پر ایک چٹائی بچھی تھی۔ اس کے قریب ہی ٹیبل پر گلاس کے ساتھ پانی کا جگ پڑا تھا۔ عثمان کے کہنے پر دونوں جھجھکتے بیٹھ گئے۔ عثمان دو منٹ میں آنے کا کہہ کر کمرے سے نکل گیا۔ "تمہیں کیا ضرورت تھی ہاں کہنے کی؟" راہول نے آواز دھیمی رکھتے غصے سے کہا۔ "تمہیں شرم نہیں آتی جھوٹ بولتے ہوئے؟" اس کی بات کا جواب دیئے بنا اکشے نے اسے لتاڑا۔ "کوئی جھوٹ نہیں بولا میں نے۔" راہول نے پیشانی پر شکنے ڈالے کہا۔ تبھی عثمان ٹھنڈا پانی لیکر اندر آیا۔ دونوں نے

تھینکس کے ساتھ پانی کے گلاس تھامے تھے۔"چائے بن رہی ہے۔" عثمان مسکرا کر کہتا وہی بیٹھ گیا۔"چائے کی ضرورت نہیں تھی ہمیں بس پانی چاہیے تھا۔" راہول نے شرمندہ ہوتے کہا۔"پہلی بار آئے ہیں میرے گھر۔" دونوں نے پانی پی کر گلاس واپس عثمان کو دیئے جسے وہ لیکر بیٹھک سے نکل گیا۔"چلیں؟اکشے نے سرگوشی کی۔"تم یہاں صرف پانی پینے آئے تھے؟" راہول نے غصے سے کہا۔"ہاں۔" اکشے معصومیت سے بولا۔راہول بس اسے گھور کر رہ گیا۔دس منٹ کے بعد عثمان ہاتھوں میں ٹرے تھامے دوبارہ اندر آیا۔ٹرے کو اس نے دونوں کے سامنے رکھا۔ ٹرے میں پڑا کھانا دیکھ دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا تھا۔"بِسمِ اللّٰہ کیجئے۔" عثمان سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ "اس کی کیا ضرورت تھی؟" دونوں خوامخواہ شرمندہ ہوئے۔"گھر آئے مہمان کو بنا کھانا کھائے واپس نہیں بھیجتے۔" عثمان نے رسان سے کہا تھا۔دونوں خفیف سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔راہول نے نظروں ہی نظروں میں اسے کھری کھری سنا ڈالی۔اکشے اس کی نظروں کا مفہوم سمجھتے نظریں چرا گیا۔"شروع کریں ورنہ ٹھنڈا ہو جائیگا۔" عثمان کے دوبارہ کہنے پر راہول نے روٹی اٹھائی جو گرم تھی۔اکشے ہاتھ بڑھا کر روٹی اٹھانے لگا جب راہول نے اس کے ہاتھ پر ہلکی سی چپت رسید کی۔اکشے نے کڑی نظروں سے اسے گھورا۔راہول نے روٹی کو درمیان سے توڑ کر آدھی اسے تھما دی۔پہلا نوالا منہ میں جاتے ہی انہیں بے اختیار پاکستانی کھانے کی یاد آئی تھی۔"آپ کھانا نہیں کھائینگے؟" راہول نے عثمان سے پوچھا۔"پہلے مہمان۔" عثمان مسکرا۔دونوں خاموشی سے کھانا کھانے لگے۔"آپ یہاں اکیلے رہتے ہیں؟" اکشے نے رغبت سے کھانا کھاتے پوچھا۔"زوجہ اپنے گاؤں گئی ہے۔" "زوجہ؟" دونوں نے نا سمجھی سے ایک دوسرے کو دیکھا۔"زوجہ میری بیوی۔" "اوہ اچھا آپ کی بیوی کا نام زوجہ ہے۔" راہول نے سر ہلاتے کہا۔عثمان اس کی بات پر کھل کر مسکرایا تھا۔عثمان انہیں وہی چھوڑ چائے لینے چلا گیا۔اکشے نے روٹی ختم کر کے مزید روٹی کے

لئے ہاتھ بڑھایا تھا راہول نے راستے سے ہی اس کا ہاتھ موڑ دیا۔ "کیا ہے؟" اکشے نے منہ بنایا۔ "تمہارا گھر ہے جو ایسے کھا رہے ہو؟" راہول نے کڑی نظروں سے گھورتے کہا۔ "تو کیا ہوا کھانے کے لئے ہی تو ہے۔" اکشے نے منہ بسورا۔ "جتنا کھا لیا کافی ہے خبر دار جو دوبارہ ہاتھ لگایا۔" راہول نے انگلی اٹھائے اسے تنبیہ کیا۔ اکشے منہ پھولا کر بیٹھ گیا۔ راہول نے اپنا موبائل نکالا جہاں ٹینا کے بے شمار ٹیکسٹ تھے۔ ٹینا اس سے مسجد کے بارے میں پوچھ رہی تھی۔ راہول ٹیکسٹ پڑھ کر اسے جواب دینے لگا۔ اکشے نے اسے مصروف دیکھ دروازے کی طرف دیکھا۔ اکشے نے ہونٹوں پر زبان پھیری اور پھرتی سے پلیٹ سے ایک چکن پیس اٹھا کر منہ میں رکھنے لگا جب راہول کا ہاتھ بیچ میں آیا۔ "سدھرو گے نہیں؟" راہول نے موبائل سائیڈ پر رکھتے غصے سے کہا۔ اکشے نے برا سا منہ بنایا۔ "واپس رکھو۔" "ابھی اٹھا ہی لی ہے تو کھانے دو۔" اکشے نے سرگوشی کی۔ "کیسی حرکتیں ہیں یہ اکشے کبھی چکن نہیں کھایا؟" راہول نے چڑ کر کہا۔ "کھایا ہے لیکن یہ بلکل پاکستان کے کھانے جیسا ہے۔" راہول نے حیران ہوتے اس کا ہاتھ چھوڑ دیا۔ اسے لگا تھا صرف اسے ہی ایسا ٹیسٹ آیا ہے۔ اپنے ہاتھ کو آزاد دیکھ اکشے نے جلدی سے پیس منہ میں رکھا۔ راہول نے ایک خونخوار نظر اس پر ڈالی۔ اکشے بنا اثر لئے مزے سے بوٹی کھانے لگا۔ راہول نے ٹرے ہی اٹھا کر پاس پڑے ٹیبل پر رکھ دی۔ اکشے نے برا سا منہ بنایا تبھی عثمان چائے لیکر اندر آیا تھا۔ اکشے کا منہ بھرا بھرا لگ رہا تھا۔ وہ اسے چبا کر اندر دھکیلنا چاہتا تھا مگر عثمان کو دیکھ وہ تزبز ہو گیا۔ "آپ نے اتنی جلدی کھانا بھی کھا لیا؟" ٹرے کو نیچے رکھتے وہ خفا سا بولا۔ "جتنی بھوک تھی اتنا کھا لیا۔" راہول نے مسکرا کر کہا۔ اکشے بوٹی کے ساتھ جنگ لڑ رہا تھا۔ "لیجئے چائے پیجئے۔" عثمان نے ٹرے تھوڑی آگے کھسکھائی۔ "آپ نے خوامخواہ ہی اتنا تکلف کیا۔" اس کا الفاظ اٹک گیا۔ "تکلف کیسا یہ بول کر آپ مجھے شرمندہ کر رہے ہیں۔" عثمان اس کا اٹکا جملہ پورا کرتے خفا ہوا۔ "نہیں میں تو بس ایسے ہی۔" راہول

شر مندگی کے ساتھ پزل ہوا۔ راہول نے چائے کا ایک کپ اٹھالیا۔ عثمان نے بھی اپنا کپ اٹھالیا۔ اکشے بوٹی کے ساتھ جنگ لڑ رہا تھا جسے نا تو وہ اگل سکتا تھا اور نا ہی اس سے نگلی جا رہی تھی۔ "آپ کھانا خود بناتے ہیں؟" چائے کا سپ لیکر راہول نے پوچھا۔ یہ پہلی بار تھا وہ چائے پی رہا تھا اسے بے اختیار ہی عروج کی یاد آئی تھی۔ اپنا دھیان بھٹکانے کے لئے اس نے عثمان سے پوچھا۔ "جب زوجہ نہیں ہوتی تب خود ہی بناتا ہوں۔" عثمان نے سادگی سے بتایا۔ "سب مسلمانوں کے کھانے کا ذائقہ ایک جیسا کیوں ہوتا ہے؟" دل میں مچلتا سوال زبان پر آ ہی گیا۔ "کیونکہ سب مسلمان کھانا بنانے سے پہلے بِسمِ اللہ پڑھتے ہیں۔" عثمان نے سادگی سے کہا۔ راہول سر ہلا کر رہ گیا۔ "آپ کچھ بول نہیں رہے؟" عثمان نے خاموش بیٹھے اکشے سے پوچھا۔ اکشے نے گھبرا کر مدد طلب نظروں سے راہول کو دیکھا۔ "یہ تھوڑا شرمیلا ہے اسی لئے کم ہی بات کرتا ہے۔" راہول نے اس کی نظروں کا مفہوم سمجھتے کہا۔ اکشے نے چائے کا گھونٹ بھرا جس کی مدد سے اس نے بوٹی ہلک سے نیچے اتاری بے اختیار ہی اس نے سکون کا سانس لیا تھا۔ "اذان کا ٹائم ہونے والا ہے چائے پی کر مسجد میں چلتے ہیں۔" عثمان نے ہاتھ میں بندھی گھڑی کی طرف دیکھتے کہا۔ "نماز کا وقت ہونے والا ہے۔" عثمان نے گھر کو تالا لگاتے کہا۔ "نماز؟" دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا تھا۔ "آپ لوگوں کے ساتھ وقت کا پتا ہی نہیں چلا۔" عثمان مسکراتا تیز تیز قدم اٹھا رہا تھا۔ چپل اتار کر عثمان اندر جانے لگا دونوں وہی کھڑے تھے۔ "آپ لوگ نماز نہیں پڑھینگے؟" سادگی سے پوچھا گیا۔ "نہیں ہمیں نماز نہیں آتی۔" دونوں شرمندہ ہوئے تھے۔ دونوں اپنی کیفیت سے حیران تھے۔ "کوئی بات نہیں میں آپ کو سیکھا دونگا آئے اندر۔" عثمان کہتا اندر چلا گیا۔ دونوں حیرانی سے ایک دوسرے کا چہرہ دیکھ رہے تھے۔ "وہ اور نماز؟" "راہول چلو یہاں سے اب ہم نماز بھی پڑھینگے؟" اکشے نے اس کا کندھا پکڑ کر سرگوشی کی۔ "ویٹ ہم یہاں اسلام کے بارے میں جاننے آئے ہیں۔" راہول نے اپنا بازو آزاد کرواتے کہا۔

"تم جان کر کیا کرو گے؟" اکشے دھیمہ سا چلایا۔ "آنا ہے تو آؤ ورنہ کار میں بیٹھ کر میرا ویٹ کرو۔" راہول دوٹوک کہتا اندر چلا گیا۔ اکشے بھی بے بس سا اس کے پیچھے ہی اندر داخل ہوا۔ عثمان وضو کر رہا تھا۔ راہول نے بہت غور سے اسے دیکھا۔ "آپ کو وضو تو آتا ہو گا؟" عثمان نے وضو مکمل کرتے پوچھا۔ دونوں نے نفی میں سر ہلا دیا۔ "کوئی بات نہیں وہ بھی میں سکھا دونگا۔" عثمان نے بنا حیرانی کا مظاہرہ کئے کہا تھا۔ دونوں نے ٹرانس کی کیفیت میں سر ہلا دیا۔ دونوں عثمان کے کہے طریقے سے وضو کرنے لگے۔ وہ یہ کیوں کر رہے تھے دونوں ہی اس بات سے انجان تھے۔ ان کے وضو کرتے ہی عثمان اذان دینے لگا۔ "اَللّٰہُ اَکبَر اَللّٰہُ اَکبَر۔" اذان کی آواز کانوں میں پڑھتے ہی دونوں ساکت رہ گئے۔ "اَللّٰہُ اَکبَر اَللّٰہُ اَکبَر۔" راہول وہی بیٹھ گیا۔ "اشہد ان لا الہ الہ اللہؐ۔" "اشہد ان لا الہ الہ اللہؐ۔" اکشے بھی ساتھ ہی بیٹھ گیا۔ "اشہد ان محمّد ار رسول اللہّ۔" "اشہد ان محمّد ار رسول اللہّ۔" دونوں نے زیرِ لب دوہرایا۔ "حَیّ َعَلَی الصّ َلوت۔" "حَیّ َعَلَی الصّ َلوت۔" مسجد میں آدمی آنا شروع ہو گئے۔ "حَیّ َعَلَی الفلاح۔" "حَیّ َعَلٰی الفلاح۔" دونوں آس پاس سے بے خبر اذان سن رہے تھے۔ "اَللّٰہُ اَکبَر۔" "اَللّٰہُ اَکبَر۔" اچانک اکشے اپنی جگہ سے اٹھا ساتھ ہی اس نے راہول کا ہاتھ پکڑ کر اسے بھی اٹھایا۔ اسے ساتھ گھسیٹتے مسجد سے باہر لے آیا۔ "کیا ہوا؟" راہول نے جھنجھلا کر اپنا بازو چھوڑایا۔ "وہاں کیا نماز بھی پڑھنی تھی؟" اکشے نے غصے سے کہا۔ "لَا اِلٰہَ اِلّا اللّٰہُ۔" "تمہیں مسلا کیا ہے؟" راہول کو اس کا یوں باہر لانا ایک آنکھ نہیں بھایا۔ "مجھے کوئی مسلہ نہیں ہے مگر وہاں رکنے کا مقصد جب ہمیں نماز نہیں پڑھنی؟" اس کی بات پر راہول خاموشی سے کار کی طرف بڑھ گیا۔ مگر دل وہی کہیں رہ گیا تھا۔ پورے راستے دونوں کے کانوں میں اذان کے الفاظ گونج رہے تھے ***

واپس آکر اکشے نے ٹینا کو سارا قصہ سنایا تھا ٹینا بھی بہت غور سے سن رہی تھی۔ سڈ ایک طرف منہ پھلائے بیٹھا تھا۔

"رئیلی تم لوگوں نے وضو کیا تھا؟" ٹینا حیرانی سے بولی۔ "ہاں اور یہ بھی بتاؤ تم نے وہاں کونسی حرکتیں کی۔" راہول اکشے کے بولنے سے پہلے ہی بول پڑا۔ اکشے برا سا منہ بنا کر خاموش ہو گیا تھا۔ "تمہیں کیا ہوا جو یوں ما دھوری بنے بیٹھے ہو؟" راہول نے سر جھٹک کر پوچھا۔ "گائیز تم لوگوں کو اندازہ بھی ہے تم لوگ کیا کر رہے ہو؟" سڈ جو بھرا پڑا تھا راہول کے پوچھتے ہی برس پڑا۔ "پلیز سڈ اب دوبارا شروع مت ہو جانا اے جے کی خواہش تھی ہم اسلام کے بارے میں جانے۔" ٹینا نے تنک کر کہا۔ عروج کے ذکر پر ماحول افسردہ ہو گیا تھا۔ "وہ چاہتی تھی اس کی خواہش تھی ہم اسلام کے بارے میں جانے اسی لئے ہم اسلام کو جان رہے ہیں۔" راہول نے نرمی سے کہا۔ "پر یار تم لوگ جو یوں مسجدوں میں جا رہے ہو کیا یہ ٹھیک ہے؟" سڈ کا لہجہ بھی نرم پڑا تھا۔ "پتا نہیں۔" سٹوڈیو میں خاموشی چھا گئی۔ اگلے کئی دن تک راہول مسجد نہیں جا سکا۔ اکشے بھی اپنے ڈیڈ کے ساتھ بزنس کے لئے آؤٹ اوف سٹی گیا تھا۔ سڈ ایگزیم میں بزی تھا۔ ٹینا پورا دن گھر میں بیٹھی اسلام کے بارے میں سرچ کرتی رہی۔ سب نے وہ ایکسیپٹ کیا تھا جو ان کے گھر والوں سے چوز کیا تھا ان کے لئے۔ آج راہول کافی دنوں بعد مسجد آیا تھا۔ مسجد خالی تھی شاید عثمان گھر گیا تھا۔ راہول کچھ دیر وہاں کھڑا رہا پھر جانے کے لئے مڑا ہی تھا جب سامنے سے عثمان کو آتا دیکھ وہی رک گیا۔ "اسلام و علیکم۔" عثمان کو خوشگوار حیرت ہوئی تھی۔ "وا علیکم اسلام۔" راہول مسکرایا تھا۔ "اس دن مسجد سے چلے کیوں گئے تھے؟" جس سوال سے بچنے کے لئے وہ اتنے دنوں سے مسجد نہیں آیا تھا عثمان نے وہی سوال اس کے سامنے لا کھڑا کیا۔ "نماز آتی نہیں تھی پھر؟" راہول نے اپنی بات ادھوری چھوڑ دی۔ "بیٹھو۔" عثمان نے اشارہ کیا۔ راہول خاموشی سے بیٹھ گیا۔ "قرآن پاک آتا ہے؟" "نہیں۔" "میں سکھا دوں؟" اس نے اجازت مانگی تھی۔ راہول نے سر کو ہلکی سی جنبش دی۔ عثمان قرآن پاک لا کر اس کے سامنے بیٹھ گیا۔ "بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم۔" راہول نے دوہرایا۔ بنا اٹکے اس نے

پڑھا تھا۔ چند لمحے حیرت سے اس کی آنکھیں پھیل گئی۔ عثمان بہت دھیمے اور ٹھرے اسے پڑھا رہا تھا۔ تقریباً ایک گھنٹے میں راہول نے آدھی نماز سیکھی تھی۔ "بہت اچھے۔" آدھی نماز روانی سے سننے کے بعد عثمان نے خوش ہوتے کہا۔ راہول ہلکا سا مسکرایا تھا۔ وہ ایک کافر تھا اور پہلی ہی بار میں وہ روانی سے قرآن کے الفاظ دوہرا رہا تھا؟ "کیا آپ کے پاس مزید وقت ہے باقی کی نماز یاد کرنے کے لئے؟" عثمان نے پوچھا۔ راہول کے پاس وقت نہیں تھا مگر پھر بھی وہ آگے پڑھنا چاہتا تھا اسی لئے اس نے سرہاں میں ہلا دیا۔ مزید ایک گھنٹے کے بعد وہ نماز یاد کر چکا تھا۔ وہ اس بات پر خوش اور حیران بھی تھا۔ عثمان کھل کر مسکرایا۔ "آدھا گھنٹا ہے اذان میں تب تک آئیں نماز پڑھنے کا طریقہ سکھا دوں۔" عثمان وقت دیکھتا کھڑا ہو گیا۔ راہول بھی اس کی تقلید میں کھڑا ہو گیا۔ راہول اس کی پیروی میں سجدے میں جھکا۔ اور اسی پل اس کا دل شدت سے دھڑکا تھا۔ وہ اپنے دل کی دھڑکن سن سکتا تھا۔ راہول سیدھا ہوا۔ یک دم اس کا دم گھٹنے لگا تھا۔ "آپ سمجھ گئے؟" عثمان کی آواز پر وہ چونکا تھا۔ "آپ ٹھیک ہیں؟" اس کے اڑتے رنگ دیکھ عثمان نے فکر مندی سے پوچھا۔ "مجھے کوئی کام یاد آگیا میں چلتا ہوں۔" راہول عجلت میں کہتا تیزی سے باہر نکلا۔ عثمان نے بھی اسے آواز نہیں لگائی۔ تقریباً دوڑتے ہوئے وہ کار تک پہنچا تھا۔ کار پر ہاتھ رکھے وہ گہرے گہرے سانس لینے لگا۔ "یہ کیا کر رہا ہوں میں؟" وہ منہ پر ہاتھ پھیر تا بڑبڑایا تھا۔ "میں نماز کیوں پڑھ رہا ہوں؟ یہ میرا دھرم نہیں میں تو صرف یہاں اسلام کو جاننے آتا ہوں یہ میں کہاں پھس گیا؟ راہول نے پیشانی مسلی۔ دل پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو تھا۔ "کیا میں کچھ غلط کر رہا ہوں؟ کیا مسجد میں ملنے والا سکون واقعی سکون ہے؟" وہ خود سے ہی سوال کر رہا تھا۔ مسجد سے اذان کی آواز آنا شروع ہو گئی۔ "اللہؐ اکبر اللہؐ اکبر۔" چند لمحے اس کا دل دھڑکنا بھول گیا تھا۔ "اللہؐ اکبر اللہؐ اکبر۔" اس نے بے اختیار اپنے کانوں پر ہاتھ رکھا تھا۔ "اشھد اَن لّا اِلٰہ اِلّا اللہؐ۔" "اشھد اَن لّا اِلٰہ

اِلّ َ اللّٰہؐ۔" "اسٹاپ۔" وہ بڑبڑایا تھا۔ وہ ڈر رہا تھا مگر کس چیز سے؟ راہول انجان تھا۔ وہ کار میں بیٹھ کر چاروں شیشے بند کر گیا۔ مگر پھر بھی آواز اس کے کانوں سے ٹکرا رہی تھی۔ "اشہد اَ نّ َ محمّد ارّ َ رسول اللّٰہِ۔" "اشہد اَ نّ َ محمّد ارّ َ رسول اللّٰہِ۔" اس کے لب ہلے تھے۔ "محمّد۔" وہ اپنے لبوں کو روکنا چاہتا تھا۔ "محمّد۔" اس نے دونوں ہونٹوں کو سختی سے آپس میں پیوست کر لیا۔ "محمّد۔" اس نے دونوں ہاتھ ہونٹوں پر رکھ لئے۔ "محمّد۔" اس بار آواز دل سے آئی تھی۔ "اسٹاپ۔" وہ سر سٹیرنگ سے ٹکا گیا۔ "اَللّٰہُ اَکْبَر اَللّٰہُ اَکْبَر۔" "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔" اذان ختم ہو گئی۔ اس نے سر اٹھا کر دیکھا۔ مسجد میں لوگ داخل ہو رہے تھے۔ راہول کا دل بری طرح کانپنے لگا۔ پیروں میں جنبش ہوئی تھی۔ "میں اتنی جلدی نماز کیسے یاد کر سکتا ہوں؟" اس نے خود سے سوال کیا تھا۔ پیروں میں دوبارہ جنبش ہوئی۔ "میں نے اتنے صاف قرآن کے الفاظ کیسے پڑھے؟" کوئی جواب نہیں ملا۔ اس بار پیروں کے ساتھ ہاتھوں میں بھی جنبش ہوئی تھی۔ "کیا ہے یہ اسلام؟" اس نے دروازہ کھولا۔ دونوں پیر کار سے باہر نکلے۔ "یہ کیا ہو رہا ہے؟" اس کی آواز میں خوف تھا۔ ایسا لگ رہا تھا جیسے کوئی اسے زبردستی مسجد میں جا رہا ہو۔ اس نے مسجد میں قدم رکھا۔ پہلی دو صفے بھری تھی۔ وہ چلتا ہوا پچھلی صف میں آ کر کھڑا ہو گیا۔ "اَللّٰہُ اَکْبَر۔" نماز شروع ہوئی۔ وہ پڑھ رہا تھا۔ "اَللّٰہُ اَکْبَر۔" اس نے گھٹنوں پر ہاتھ رکھا تھا۔ وہ دھیرے دھیرے سجدے میں گیا۔ وہ ایک کافر تھا اور سجدے میں جھکا تھا۔ وہ اٹھا۔ اس کی شہادت کی انگلی اٹھ کر جھکی تھی۔ اس نے سلام پھیرا۔ نظر ساتھ والے آدمی پر گئی جو اس کی طرح ہی سلام پھیر رہا تھا۔ پر فرق صرف اتنا تھا۔ آدمی مسلمان تھا اور وہ کافر۔ نماز دوبارہ شروع ہوئی۔ نماز کے بعد اس نے سب کی طرح دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے تھے۔ مگر، مگر کیا مانگتا؟ کس سے مانگتا؟ اس سے جسے وہ مانتا ہی نہیں؟" وہ خالی الزہنی کی کیفیت میں اپنے ہاتھوں کو دیکھ رہا تھا۔ "مانگ کر دیکھوں؟ کیا ملے گا؟" اس نے سوچا۔ "ہاتھ اٹھائے ہیں تو مانگ لیتا

ہوں پر کیا چاہیے مجھے؟" اس نے خود سے سوال کیا۔ "کیا مانگوں؟" وہ متزبزب ہوا۔ "اے جے جہاں ہے وہ لوٹ آئے۔" اس نے سرگوشی میں خود کو کہتے سنا تھا۔ وہ حیران تھا۔ وہ کس سے مانگ رہا تھا؟ کس سے؟ اس نے اپنے ہاتھ ڈھیلے چھوڑے اور تیزی سے اٹھتے مسجد سے نکل گیا۔ مسجد سے کار تک کا سفر کار سے گھر، گھر سے اپنے کمرے تک کا سفر اس نے کیسے تہ کیا اسے کچھ خبر نہیں۔ وہ عجیب سی کیفیت میں مبتلہ تھا جب اس کا موبائل بجا۔ ٹینا کے ٹیکسٹ تھا۔ "میں نے اسلام کے بارے میں کچھ جانا ہے شام میں سٹوڈیو میں مل کر بتاؤنگی۔" راہول نے موبائل سائیڈ پر رکھ دیا۔ سر درد سے پھٹا جا رہا تھا۔ جب دروازہ بجا۔ عنایا کو دیکھ وہ زبردستی مسکرایا۔ "بھئیا آپ کے شو کہاں ہیں؟" عنایا نے اندر آتے پوچھا۔ اس کے پوچھنے پر راہول کو یاد آیا جو گر تو کار میں ہی رہ گئے۔ سولہ سالہ عنایا اس کے پاس ہی بیڈ پر بیٹھ گئی۔ "وہ کار میں ہیں۔" "آپ نے اتارے کیوں؟" عنایا نے معصومیت سے پوچھا۔ "بس ایسے ہی۔" راہول اپنی کیفیت پر قابو پاتا مسکرا کر بولا۔ عنایا اس کے ساتھ ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگی جس سے وہ بھی آج کی باتیں بلائے اس سے بات کرنے لگا*** "کیا تم نے نماز پڑھی؟" دونوں کو شوک لگا۔ "ہاں۔" "کیسے؟ مطلب تمہیں نماز کہاں سے آئی؟" "سیکھی تھی۔" "کیسے؟" "عثمان نے سکھائی تھی۔" وہ اتنا دھیرے بولا ٹینا اور اکشے بمشکل ہی سن پائے۔ "مگر کیوں پڑھی تم نے نماز؟" "پتا نہیں۔" وہ واقعی نہیں جانتا تھا۔ "عجیب ہے۔" دونوں جی بہت کر حیران تھے۔ "سڈ یہاں موجود نہیں ہے ورنہ وہ تو شوک سے ہی مر جاتا۔" اکشے نے کہا۔ "کچھ غلط تو نہیں کر رہے نا ہم لوگ؟" ٹینا نے پریشانی سے پوچھا۔ "کچھ غلط نہیں ہے ڈونٹ وری۔" راہول نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔ "تم نے کچھ بتانا تھا اسلام کے بارے میں؟" یاد آنے پر اس نے پوچھا۔ "ہاں۔" "کیا؟" "گائیز یو نو اباؤٹ حضرت محمدؐ ییس بھی اپون ہم؟" راہول کا دل دھڑکا۔ "وہ اللہؐ کے آخری نبی ہیں اور سبھی مسلمان ان کے امتی ہیں۔" ٹینا بہت دھیرے

دھیرے بتارہی تھی۔ راہول کا پورا دھیان اس کی طرف تھا۔ "کہتے ہیں وہ اتنے حسین تھے کوئی بھی ایک نظر انہیں دیکھتا وہ فورن مسلمان ہو جاتا ان جیسا صبر والا آج تک اس دنیا میں پیدا نہیں ہوا انہوں نے اسلام کو پھیلانے کے لئے بہت کچھ کھویا چھ سال کی عمر میں والدین، آٹھ سال کی عمر میں دوسری محبّت کا سایہ ان کی بیوی، اپنے سب بیٹے، تین بیٹیاں، اپنے چچا اور اپنے دوست ساتھی ان سب کے بعد بھی وہ ہمیشہ مسکراتے رہتے ان کا کیا ہر کام اسلام میں سنت کے نام سے جانا جاتا ہے جسے ہر مسلمان بخوشی پورا کرتا ہے اسی لئے اسلام میں کہتے ہیں مسکرانا سنت ہے۔" ٹینا ایک ہی سانس میں بتارہی تھی۔ راہول کو یاد آیا اس نے عثمان کو ہمیشہ مسکراتے ہی دیکھا تھا۔ "میں نے اسلام کی بہت سی کہانیاں سنی اور پڑھی ہے بلیو میں گائیز ایک کے بعد ایک دیکھنے کو جاننے کو من کرتا ہے۔" ٹینا اشتیاق سے بتارہی تھی۔ "اور تم نے کیا جانا؟" راہول نے تجسس سے پوچھا۔ "اس دنیا میں ایسی بہت سے چیزیں ہیں جن کا ذکر بہت پہلے ہی ہو چکا ہے گائیز کیا تم جانتے ہو جب ہندو دھرم میں کوئی مرتا ہے تو اسے جلایا جاتا ہے لیکن مسلمان انہیں جلاتے نہیں دفناتے ہیں۔" "یہ بات تو ہم جانتے ہیں؟" "سائنس کا کہنا ہے جب انسان مرتا ہے تو اس کا دل تقریباً دس سے پندرہ منٹ تک دھڑکتا رہتا ہے اور جب انسان کے جسم سے روح فنا ہوتی ہے تب بھی وہ اپنے آس پاس ہر بات سن سکتا ہے ہر ایکٹوٹی دیکھ سکتا ہے۔" وہ سانس لینے کے لئے رکی۔ "اسلام میں یہ باتیں بہت پہلے ہی بتادی گئی ہیں کیا تم لوگ جانتے ہو جب ایک انسان کو جلایا جاتا ہے تو اسے کتنی تکلیف ہوتی ہے؟" ٹینا نے سوالیہ نظروں سے دونوں کو دیکھا۔ دونوں جواب سے انجان تھے اسی لئے خاموش رہے۔ "جیسے کسی زندہ انسان کو جلایا جائے تب اسے جتنی تکلیف ہوتی ہے اتنی ہی ایک مردہ انسان کو جلانے پر اسے ہوتی ہے جب ہم مر جائینگے تب ہمیں جلایا جائیگا اور ہمیں اتنی ہی تکلیف ہو گی۔" ٹینا کی بات پر اکشے نے بے اختیار جھرجھری لی۔ "مسلمان بہت احترام سے مردے کو دفناتے

ہیں۔" "اوکے پر مردے کو تو کرسچن بھی دفناتے ہیں؟" "کیا کرسچن غسل دیتے ہیں؟ اور ہم یہاں صرف اسلام کے بارے میں جان رہے ہیں۔" ٹینا نے سختی سے کہا تھا*** راہول روز مسجد جانے لگا۔ کبھی کبھی اکٹھے بھی اس کے ساتھ چلا جاتا۔ راہول نے جو خود سیکھا وہ اکٹھے اور ٹینا کو بھی سکھایا۔ وہ دونوں بھی نماز سیکھ چکے تھے۔ عثمان تلاوت ختم کر کے قرآن پاک رکھ رہا تھا راہول ایک طرف خاموشی سے بیٹھا تھا۔ عثمان قرآن رکھ کر اس کے پاس آیا۔ سلام دعا کے تبادلے کے بعد عثمان اس کے ساتھ ہی بیٹھ گیا۔ "کیا اس دنیا میں صرف ایک ہی خدا ہے؟" راہول نے غائب دماغی سے پوچھا۔ "آپ کو کوئی شک ہے؟" عثمان نے حیران ہوتے پوچھا۔ "کیا سکھ، کرسچن، ہندو، بدھا شری ان سب کے خدا ہے؟" اس نے الجھ کر پوچھا۔ "ہاں ہے۔" عثمان نے اطمینان سے کہا۔ "کیا اے جے نے جو کہا تھا وہ جھوٹ تھا؟" راہول نے بے یقینی سے سوچا۔ "اللہ ہے سب کا خدا۔" عثمان نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کہا۔ "اللہ ہی نے سب کو بنایا ہے بس یہ لوگ اس کے ساتھ شرک کرنے لگتے ہیں۔" "شرک؟" راہول کو فضل کے الفاظ یاد آئے۔ "جانتے ہیں یہ سب کہاں سے شروع ہوا؟" اس نے نفی میں سر ہلا دیا۔ "بابا آدم اور بی بی حوا کے دو بیٹے تھے ہابیل اور قابیل سب سے پہلے اس دنیا میں قابیل نے آگ کی پوجا کی تھی جب قابیل مرا تب لوگوں نے اس کا بت بنا کر اس کی پوجا شروع کر دی پھر حضرت نوح کے اس دنیا میں آنے سے پہلے چند اک نیک لوگ ہوا کرتے تھے پھر اس لوگوں کا انتقال ہوا تب دوسرے لوگوں نے انہیں زمین میں دفنا دیا پھر لوگ قبر پر آتے وہاں بیٹھ کر عبادت کرتے آہستہ آہستہ ان قبروں کے چاروں طرف چار دیواری بنانا شروع کر دی پھر لوگوں نے ان کی پوجا شروع کر دی پھر جب ان کی نسلوں کی بھی نسلیں ہوئی تب ان لوگوں نے ان گزرے نیک لوگوں کے پتلے بنا کر کھڑے کر دیئے لوگ انہیں پوجنے لگے ان سے اپنی مرادیں مانگنے لگے۔" عثمان نے قدرے افسوس سے بتایا۔ "تبھی تو لوگوں نے

شرک کرنا شروع کیا جب کسی بزرگ کا انتقال ہوتا تو لوگ اس کے بت بنا دیتے ایسے بہت سے واقعے ہے اسلام میں۔" راہول پتھرائی آنکھوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ اسے یقین نہیں آرہا تھا جو عثمان نے کہا وہ سچ ہے۔ "آپ کو قرآن آتا ہے؟" راہول نے چونک کر نفی میں سر ہلایا۔ "آپ کا وضو ہے؟" عثمان اپنی جگہ سے اٹھا۔ "ہاں۔" راہول نے مسجد میں آتے ہی وضو کیا تھا۔ عثمان قرآن لیکر واپس وہی آکر بیٹھ گیا۔ "چلو قرآن پڑھتے ہیں۔" عثمان نے مسکرا کر کہا۔ اس نے قرآن چوم کر راہول کے آگے کیا۔ "آپ کھولیں۔" راہول نے پہلے عثمان اور پھر قرآن کو دیکھا تھا۔ "پکڑیں۔" راہول نے کانپتے ہاتھوں سے قرآن پکڑا۔ عثمان بہت غور سے اسے دیکھ رہا تھا۔ ایک کافر کے ہاتھ میں قرآن پاک۔ راہول کا دل لرزا۔ "کھولیں۔" عثمان کی آواز پر اس نے قرآن کو لبوں سے لگایا تھا۔ پھر سینے سے لگایا۔ چند لمحوں کے لیے تو اس کی دھڑکن ہی تھم گئی۔ چند لمحوں بعد اس نے قرآن کو سینے سے ہٹا کر بہت احترام سے اسے کھولا۔ "پڑھیں۔" راہول نے ناسمجھی سے پہلے قرآن پھر اسے دیکھا۔ "مجھے نہیں آتا۔" وہ اپنی ہی کیفیت سے انجان شرمندہ ہوا تھا۔ "میں پڑھاتا ہوں۔" عثمان نے قرآن اس کے ہاتھوں میں ہی رہنے دیا اور پہلی صورت پر انگلی رکھے پڑھنا شروع کیا۔ "بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ یہ صورت فاتحہ ہے۔" راہول نے آیات کے لفظوں کو چھوا۔ اک سکون اتر رہا تھا اس کے دل میں۔ عثمان پڑھ رہا تھا وہ دوہرا رہا تھا۔ کافی دیر وہ وہی بیٹھا خود سے ہی ان لفظوں کو دوہراتا رہا۔ عثمان نے اذان دینے شروع کر دی۔ راہول نے قرآن بند کر دیا۔ اس کی روح بے چین ہو رہی تھی۔ مسجد میں مرد آنا شروع ہو گئے۔ وہ بھی دوسری صف میں کھڑا ہو گیا۔ نماز کے بعد ہاتھ اٹھائے مگر بنا دعا مانگے ہی اٹھ گیا۔ مسجد سے گھر جاتے وقت بھی اس کا دماغ الجھا ہی رہا۔ اسے سمجھ نہیں آرہی تھی وہ نماز کیوں پڑھ رہا ہے؟ وہ روز عثمان سے

قرآن پڑھنے لگا اور جوں جوں وہ ترجمے کے ساتھ قرآن پڑھنے لگا تب تب وہ جاننے لگا تھا کے اب تک اس کا جینا رائیگا جارہا تھا۔ قرآن اسے اس راہ پر لیجانے والا تھا جہاں سے اس کی نئی زندگی کی شروعات ہونے والی تھی***

راہول ٹائم نکال کر روز رضا میر سے ملنے جاتا رہتا تھا۔ رضا میر عروج کے جانے کے بعد بلکل مرجھا گئے تھے۔ رضا میر نے اس کی بات کا احترام کرتے اسے ڈھونڈنے کی کوشش نہیں کی۔ جب راہول کو ان کے بزنس لوس کا پتا چلا وہ اکشے کے ہمراہ کئی دن تک آفس جاتا رہا۔ اکشے اپنے ڈیڈ کے ساتھ بزنس سمبھال رہا تھا جس کے چلتے اسے بزنس کے مطلق کافی نولج ہو گئی تھی۔ پھر انہوں نے سعدیہ بی کے ساتھ مل کر رضا میر کو بہت سمجھایا جس کے چلتے وہ آفس جانا شروع ہو گئے۔ سعدیہ بی کی طبیعت بھی ان دنوں خراب رہنے لگی تھی۔ وہ ہر وقت عروج کو یاد کرتی رہتی تھیں۔ دوائی کھانے کے بعد بھی انہیں افاقا نہیں ہو رہا تھا۔ ان دنوں راہول اتنا بزی ہوا کے وہ مسجد بھی نہیں جاسکا۔ کافی دنوں بعد آج وہ مسجد میں آیا تھا۔ عثمان وہاں نہیں تھا۔ اس نے وضو کیا اور قرآن لیکر ایک طرف آکر بیٹھ گیا اور جہاں سے چھوڑا تھا وہی سے پڑھنے لگا۔ وہ بنا اٹکے پڑھ رہا تھا۔ جو بات اس کے لئے سب سے زیادہ حیران کن تھی اسے کالج میں دیئے گئے لیکچر تک یاد نہیں رہتے تھے ہر سال وہ رٹے سے پاس ہوتا تھا۔ اس جیسا انسان قرآن کو اتنا صاف اور روانی سے کیسے پڑھ سکتا تھا؟ عثمان جو لائن اسے بتاتا دوسری بار بتانے کی نوبت ہی نہیں آتی وہ اتنی صفائی سے دوہراتا تھا عثمان خود حیران رہ جاتا۔ ابھی وہ قرآن پڑھ ہی رہا تھا جب عثمان مسجد میں داخل ہوا۔ راہول اس سے بے نیاز قرآن پڑھ رہا تھا۔ عثمان خاموشی سے کھڑا ہو کر اسے دیکھنے لگا۔ جب اسے کسی کی موجودگی کا احساس ہوا تب اس نے نظریں گھما کر دیکھا جہاں عثمان کھڑا مسکرا کر اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ "اسلام و علیکم۔" آج سلام میں اس نے پہل کی تھی۔ "واعلیکم اسلام۔"

عثمان اس کے پاس ہی آکر بیٹھ گیا۔ "کیا اس دنیا کے بعد بھی کوئی دوسری دنیا ہے؟" "ہاں ہے۔" "کون سی؟" "حقیقی دنیا۔" "مطلب؟" "یہ تو ایک بلبلا ہے ایک خواب ہے جو کب پھٹ جائے پتا نہیں جو کب ٹوٹ جائے پتا نہیں اصلی دنیا تو اس کے بعد شروع ہو گی۔" "جیسے کے؟" راہول کو تجسس ہوا۔ "کیا آپ نے کبھی آگ کی تپش محسوس کی ہے؟ کیا آپ کو قیامت پر یقین ہے؟" یہ دونوں سوال راہول کو عجیب لگے اس کے پاس کوئی جواب نہیں تھا اسی لئے وہ خاموش رہا۔ "آپ کو اذان آتی ہے؟" اس کی خاموشی پر عثمان نے بات کا رخ بدلہ۔ "ہاں۔" جتنی بار اس نے اذان سنی تھی وہ زبانی یاد کر چکا تھا۔ "چلیں آج اذان آپ دیں۔" عثمان اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا۔ "میں یہ تو امام کا کام ہے؟" راہول گھبر اکر کھڑا ہوا۔ "کس نے کہا؟ اذان تو کوئی بھی دے سکتا ہے چاہے وہ امام ہو یا کوئی عام انسان۔" عثمان نے بہت سادگی سے جواب دیا۔ "چلیں۔" راہول چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا آگے بڑھا۔ عثمان اس کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔ "وقت ہو گیا ہے اذان دیں۔" راہول کا دل لرزنے لگا۔ "ال۔ اللہ۔" اس کی آواز لڑکھڑائی۔ "اللہ اکبر اللہ اکبر۔" اس کا دم گھٹنے لگا تھا۔ "اشہد ان لا الہ الا اللہ۔" "اشہد ان لا الہ الا اللہ۔" وہ بن پانی کی مچھلی کی طرح تڑپنے لگا۔ "اشہد ان محمدّ۔" اس کی زبان آگے بڑھنے سے انکاری ہو گئی۔ "م۔۔۔" آواز گلے میں پھنس گئی۔ "نہیں میں نہیں کر سکتا۔" وہ اچھل کر پیچھے ہوا۔ عثمان آرام سے کھڑا تھا۔ "میں یہ نہیں کر سکتا میں مسلمان نہیں ہوں۔" وہ ہزیاتی انداز میں سر دائیں بائیں مارنے لگا۔ "میں جانتا ہوں آپ مسلمان نہیں ہیں۔" راہول نے جھٹکے سے سر اٹھا کر عثمان کو دیکھا تھا۔ وہ مسکرا رہا تھا۔ "کیسے؟" وہ اتنا دھیمے بولا عثمان بمشکل ہی سن سکا۔ "ایک مسلمان چاہے جتنا بھی گمراہ کیوں نا ہو وہ قرآن کو پہچانتا ہے۔" "آئی ایم سوری میں بس یہاں۔" "یہاں آپ کیوں آئے کیسے آئے میں نہیں جانتا آپ کو پہلی نظر میں دیکھ کے ہی میں جان گیا تھا آپ مسلمان نہیں ہیں لیکن آپ کے جھوٹ بولنے کا مقصد

نہیں جان پایا۔" عثمان نے اس کی بات کاٹتے کہا۔ "پھر مجھ سے پوچھا کیوں نہیں؟" راہول حیرانی کی آخری انتہا پر تھا۔ "کیا کرتا جان کر جب آپ واقعی رحمان بننے والے تھے۔" "ک۔۔۔کیا۔۔۔ مطلب؟" اس کی آواز میں خوف در آیا تھا۔ "آئیں یہاں بیٹھیں۔" عثمان نے اسے بازو سے تھام کر اپنے ساتھ ہی نیچے بیٹھایا۔ "آپ یہاں مسلمان بن کر آئے لیکن تھے ہندو مگر آج آپ یہاں سے مسلمان بن کر جائینگے۔" وہ چونکا! "ہدایت کسی کسی کو ہی ملتی ہے اور آپ ان کسی میں سے ہی ایک ہیں۔" "نہیں میں یہاں اسلام قبول کرنے کے لئے نہیں آیا تھا۔" "اشھد ان لَا اِلٰہَ۔" "میں نے کہا نا میں یہاں اسلام قبول کرنے نہیں آیا۔" "اِلَّا اللّٰہ۔" وہ جھٹ سے اٹھنے لگا جب عثمان نے اس کا بازو تھام لیا۔ "اشھد ان۔" "چھوڑو میرا بازو۔" اسے گھٹن ہونے لگی۔ "مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰہِ۔" محمدؐ کے نام پر راہول بلکل ساکت رہ گیا۔ عثمان نے اس کا بازو چھوڑ دیا۔ وہ خاموشی سے واپس بیٹھ گیا۔ "محمدؐ کے نام پر آپ کا دل ڈھڑکتا ہے اللہؐ کے کلام پڑھتے ہیں قرآن کو پڑھ رہے ہیں کیا یہ نشانی کافی نہیں؟ آپ جان چکے ہیں اللہؐ ایک ہے مگر اقرار نہیں کر رہیں پوچھیں اپنے دل سے وہ کیا چاہتا ہے۔" راہول نے اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ "نام کیا ہے آپ کا؟"

"رحمان۔" وہ بڑبڑایا تھا۔ اس نے خود وضو کیا تھا کسی نے دباؤ نہیں ڈالا۔ اس نے خود نماز پڑھی تھی کسی نے دباؤ نہیں ڈالا۔ وہ خود قرآن پڑھتا تھا کسی نے زبردستی نہیں کی۔ اس نے خود اذان دی۔ اذان؟ راہول نے جھٹ آنکھیں کھولی۔ اذان کی آواز تو آئی ہی نہیں تھی۔ مطلب عثمان نے؟ "آپ اتنی جلدی ہدایت پائینگے مجھے یقین نہیں آتا۔" راہول نے نظریں چرائی۔ "مت چرائیں نظریں حقیقت سے روبرو ہو کر دیکھیں کیا آپ نے کبھی آگ کی تپش محسوس کی ہے؟" عثمان نے وہی جملہ دوہرایا تھا۔ "کیا آپ سہہ لینگے؟ اگر ہاں تو جائیں یہاں سے۔" عثمان کھڑا ہو گیا۔ "اگر آگ سہہ لینگے تو جائیں یہاں سے۔" عثمان اسے زلزلوں کی زد میں چھوڑتا اذان دینے لگا۔ راہول وہی منجمند تھا۔

"اللہ اکبر اللہ اکبر۔" وہ ایک جھٹکے سے اٹھا اور مسجد سے نکل گیا۔ "میں بس اسلام کو جاننا چاہتا تھا۔" وہ روڈ پر کار کو دوڑا رہا تھا۔ "جو ایک بار اسلام کو جان لے وہ اسی کا ہو کر رہ جاتا ہے جو ایک بار قرآن کو پڑھ لے وہ اس پر ایمان لے آتا ہے۔" اسے اپنے اندر سے آواز آئی تھی۔ راہول نے ایک طرف کار کھڑی کی اور تیزی سے باہر نکل آیا۔ پورے بدن میں جلن سی محسوس ہو رہی تھی۔ کار سے پانی کی بوتل نکال کر اسے اپنے چہرے اور بدن پر انڈیل دیا مگر پھر بھی سکون نہیں ملا۔ اپنے دماغ سے سبھی سوچوں کو جھٹکنے کی کوشش کرتے وہ سگریٹ جلانے لگا۔ بے دھیانی میں لیٹر جلاتے ہی ایک شولا اس کے انگوٹھے پر لگا۔ بے اختیار ہی اس کے منہ سے ایک سسکی نکلی لیٹر اور سگریٹ زمین پر جا گرے۔ اس کا انگوٹھا جل رہا تھا۔ "کیا آپ نے کبھی آگ کی تپش محسوس کی ہے؟" راہول نے اپنا انگوٹھا منہ میں ڈال لیا تب تھوڑی راحت محسوس ہوئی لیکن انگوٹھا منہ سے نکالتے ہی وہ دوبارہ جلنے لگا۔ "آگر آگ کی تپش برداشت کر سکتے ہیں تو جائیں یہاں سے۔" انگوٹھے پر ننا سا نشان پڑ گیا۔ اس نے زمیں پر گرا لیٹر اٹھا کر اسے جلایا اور دوسرے انگوٹھے کے نیچے کیا۔ ایک اور سسکی کے ساتھ لیٹر دوبارہ زمین بوس ہو گیا۔ "کیا آپ نے آگ کی تپش محسوس کی ہے؟" انگوٹھے کے ساتھ سارا جسم بھی جل رہا تھا۔ "جو ایک بار قرآن پڑھ لے وہ اس پر ایمان لے آتا ہے۔" وہ تیزی سے کار میں بیٹھا۔ کار کا رخ مسجد کی طرف تھا۔ کار روک کر وہ عجلت میں اندر داخل ہوا۔ عثمان وہی تھا۔ "مجھے پتا تھا آپ ضرور آئینگے۔" راہول چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا اس کے سامنے آ کر بیٹھ گیا۔ عثمان مسکرایا۔ راہول کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ "اَشہَدُ اَن لّاَ اِلٰہَ اِلّاَ اللہُ۔" آنسو روانی سے بہنے لگے۔ "وَحدَہُ لَا شَرِیکَ لَہُ وَاَشہَدُ اَنَّ مُحَمَّدً عَبدُہُ وَرَسُولُہُ۔" "میں گواہی دیتا ہوں کے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں میں گواہی دیتا ہوں کے حضرت محمد ﷺ اللہ کے بندے

NOVEL HUT

اور رسول ہیں۔" عثمان نے مسکرا کر اسے دیکھا۔ "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللّٰہِ۔" لفظوں کے ادا ہوتے وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔ عروج کا ہنستا مسکراتا چہرہ اسے دکھائی دیا۔ "میں چاہتی ہوں جنت میں بھی ہم سب ساتھ ہوں۔" کافی دیر وہ یونہی روتا رہا۔ عثمان اس کے سامنے ہی سر جھکائے بیٹھا تھا۔ اس کے خاموش ہوتے ہی عثمان نے کہا۔ "آج سے جو آپ تھے وہ نہیں رہے اب سے آپ رحمان ہیں محمّد رحمان۔" رحمان فخر تاً مسکرایا۔ "آج سے آپ کی نئی زندگی شروع آپ کو بہت بہت مبارک ہو محمّد رحمان۔" عثمان نے اٹھ کر اسے گلے لگایا تھا۔ رحمان نے بھی اس کے گرد اپنے بازو باندھے۔ "میں جانتا ہوں آپ کو کچھ الگ الگ سا لگ رہا ہو گا کچھ ہی وقت میں آپ جان جائینگے آپ نے کیا پایا ہے۔" عثمان نے اس کی کیفیت سمجھتے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ "آپ پل صراط سے گزرنے والوں میں شامل ہو چکے ہیں آگے سے ہمیشہ ایسے کام کرنا جس سے آپ پل صراط سے ہوا کی طرح گزریں۔" "پل صراط؟" رحمان نے نا سمجھی سے کہا۔ "آپ کو ابھی نہیں پتا آگے سب جان جائینگے۔" رحمان ہلکا سا مسکرایا تھا*** رحمان صوفے پر آرام سے بیٹھا سگریٹ پھونک رہا تھا۔ ٹینا اور اکشے اس کے سامنے صوفے پر سر تھامے بیٹھے تھے۔ "آئی کانٹ بلیو۔" کافی دیر کی خاموشی کے بعد ٹینا کی صدمے میں ڈوبی آواز گونجی۔ "تم نے کہا تھا تم صرف اسلام کے بارے میں جاننا چاہتے ہو تو پھر یہ؟" اکشے بے یقینی کی آخری حدوں پر تھا۔ "تمھیں پتا ہے تم نے کیا کیا ہے؟ راہول۔" "رحمان محمّد رحمان۔" ٹینا کی بات پر رحمان نے قدرے اطمینان سے کہا۔ "تم ہوش میں ہو؟" اکشے غصہ ہوا۔ "اب تو ہوش میں آیا ہوں۔" وہ مسکرا رہا تھا۔ "رحمان۔" ٹینا کچھ کہتے کہتے خاموش ہو گئی۔ "ناؤ اٹس یوئر ٹرن۔" رحمان کی بات پر دونوں چونکے! "وہاٹ ڈو یو مین؟" اکشے نے مشکوک نظروں سے اسے گھورا۔ "میں نہیں چاہتا جنّت میں میں اکیلا جاؤں۔" اس نے کندھے اچکائے کہا۔ "کیا مطلب ہے راہول؟" اکشے صوفے سے اٹھا۔ "ٹینا تم نے اسلام کے

بارے میں اتنا جانا کیا تمہیں نہیں لگتا سچ کیا ہے ؟" "مجھے سمجھ نہیں آئی۔" ٹینا ٹھٹھکی! "ٹینا کیا تم ٹینا سے طوبیٰ نہیں بننا چاہتی؟" "رحمان آر یو میڈ؟" ٹینا گھبرائی۔ "تم بھی تو اسلام کے بارے میں جاننے میں ایکسائیٹڈ تھی تم نے تو مجھ سے قرآن بھی سیکھا۔" "تو اس کا مطلب میں اسلام قبول کر لوں؟" اس نے بھنویں اچکائی۔ "ٹینا ایک بار سمجھو۔" رحمان بہ ضد تھا۔ "رحمان اسلام ایک بہت خوبصورت مذہب ہے میں جانتی ہوں پر اگر ہمارے پیرنٹس کو پتا چل گیا تو جانتے ہو کیا ہو گا؟" وہ ڈر رہی تھی۔ "تم دوسروں کا مت سوچو صرف میری بات پر غور کرو۔" "نور رحمان۔" ٹینا گھبرائی سی اٹھی۔ "تم ڈر کیوں رہی ہو؟" رحمان بھی اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا۔ اکشے نے ٹینا کو دیکھا جس کے چہرے پر گھبراہٹ واضح تھی۔ "م۔۔۔ میں ڈر۔۔ن۔ نہیں رہی۔" اس کی آواز لڑکھڑائی۔ "تمہیں پتا ہے تم کیوں ڈر رہی ہو؟ تمہیں ڈر ہے کے جو میں کہ رہا ہوں کہیں تم وہ کر نا جاؤ کیونکہ تمہارے دل میں بھی یہی ہے۔" "اسٹاپ رحمان۔" ٹینا چلائی۔ "تمہارے پیرنٹس تو تمہاری شادی کے بعد نیویورک چلے جائینگے پھر تمہیں کس چیز کا ڈر ہے؟" رحمان اسے جھنجھوڑ رہا تھا۔ "یہ چھوٹا فیصلہ نہیں ہے۔" وہ روہانسی ہوئی۔ "تو سوچ لو وقت ہے میں جو جو جانوں گا وہ تمہیں بتاؤنگا سوچ سمجھ کر فیصلہ لینا۔" رحمان نے اپنی بات مکمّل کر کے اکشے کو دیکھا۔ "نو، نو، نو۔" اس کے دیکھنے پر اکشے سر ہلاتا پیچھے ہوا۔ ٹینا کشمکش میں مبتلا تھی۔ "میں زبردستی نہیں کر رہا اسلام زبردستی نہیں دل سے قبول کیا جاتا ہے۔" رحمان نے رسان سے کہا۔ "تم پاگل ہو میں نہیں۔" اکشے چبا کر بولا۔ "تم نے قرآن سنا تھا نا کیسا ہے؟" رحمان نے بات بدلی۔ اکشے کو قرآن یاد آیا۔ "ج۔۔ جیسا بھی وہ۔۔ م۔۔ مجھے اس سے کیا۔" وہ نظریں چراتے ہکلایا تھا۔ "کچھ دن میرے ساتھ مسجد چلو اس کے بعد جو تمہارا فیصلہ۔" رحمان بات ختم کرتا بیٹھ گیا۔ "میں نہیں جاؤنگا۔" اکشے چلایا۔ اسے نہیں پتا اسے اتنا غصہ کیوں آیا تھا؟ "صرف کچھ دن۔" رحمان نے اس کے چلانے کا اثر لئے بنا التجائیہ کہا۔

"نیور۔" "اے جے کے لئے اس کی خواہش تھی۔" رحمان نے اموشنل بلیک میل کرنا چاہا۔ اکشے خاموش ہو گیا۔ "وہ چاہتی تھی ٹینا ہم اسلام کو جانے۔" اب وہ دوبارہ ٹینا کی طرف مڑا۔ جو ہکا بکا بیٹھی تھی۔ "کیا تمہیں اسلام نہیں پسند؟" رحمان نے اس کی آنکھوں میں جھانکا۔ "پسند ہے مگر۔" "اگر مگر کچھ نہیں ٹینا۔" رحمان نے اسے ٹوکا۔ "کچھ دن میری بات سنو اس کے بعد جو تمہارا فیصلہ۔" رحمان نے ہاتھ کھڑے کئے۔ دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا۔ تبھی دھڑام سے دروازہ کھولتے سڈ اندر آیا تھا۔ "راہول میں کیا سن رہا ہوں؟" اندر آتے ہی وہ برس پڑا۔ "آہستہ بات کرو سڈ۔" رحمان نے ناگواری سے کہا۔ "تمہارا دماغ ٹھیک ہے؟" سڈ اس کی بات اگنور کرتے چلایا۔ "یہ میری زندگی ہے میں جیسے بھی گزاروں۔" رحمان بھی غصے سے چلایا تھا۔ "گائیز ریلیکس سڈ بیٹھو یہاں۔" ٹینا نے نرمی سے کہتے اسے صوفے پر بیٹھنے کا کہا۔ سڈ دندناتا ہوا بیٹھ گیا۔ رحمان کی سگریٹ سٹرے میں پڑی خاموش ہو چکی تھی۔ اس نے دوسری جلائی ساتھ ہی ایک لمبا سانس اندر کھینچا۔ "تم تو کہہ رہے تھے صرف اسلام کے بارے میں جاننا ہے پر یہ نہیں کہا تھا اسے قبول ہی کر لو گے؟" سڈ نے آواز کو دھیمہ رکھتے سخت لہجے میں کہا۔ یہ وہ جملہ تھا جو رحمان صبح سے کئی بار سن چکا تھا۔ "جو اسلام کو ایک بار جان لے وہ اسی کا ہو کر رہ جاتا ہے۔" وہ بڑے اطمینان سے کہہ رہا تھا۔ "اور میں نے تو ابھی اسلام کا آئی بھی نہیں جانا پھر بھی مجھے ہدایت مل گئی۔" "آئی کانٹ بلیو۔" سڈ نے سر دائیں بائیں ہلایا۔ "تم نے کبھی آگ کی تپش محسوس کی ہے؟" رحمان نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے پوچھا۔ "وہاٹ نونسینس تم۔" سڈ کی آواز بیچ میں ہی رہ گئی جب رحمان کی جلتی سگریٹ اس کے ہاتھ کی پشت پر اپنا نشان چھوڑ چکی تھی۔ "سائیکو۔" سڈ زور سے چلاتا ایک جھٹکے سے اٹھا۔ اکشے اور ٹینا بھی بوکھلا گئے۔ "محسوس ہو رہی ہے؟" رحمان یونہی بیٹھا سگریٹ پھونکتا پوچھنے لگا۔ "تم پاگل ہو گئے ہو۔" سڈ ہلک کے بل چلایا تھا۔ "اتنی سی جلن برداشت نہیں ہوئی جب مر جاؤ گے تب

تمھیں پورا کا پورا جلایا جائیگا تب کیسے برداشت کروگے ؟" سڈ پانی کے جگ میں پورا ہاتھ ڈالے حیرت سے اسے دیکھ رہا تھا۔ "کل تمھیں ساتھ لیکر مسجد جاؤنگا تیار رہنا۔" اکشے کو سختی سے کہتے وہ باہر نکل گیا۔ تینوں ہکا بکا کھڑے رہ گئے تھے*** اگلے دن رحمان اکشے کو اپنے ساتھ لیکر مسجد گیا۔ عثمان سے ہمیشہ کی طرح مسکرا کر ان کا استقبال کیا۔ اکشے کو اپنے ساتھ وضو کروا کر وہ اسے لئے ایک طرف آکر بیٹھ گیا۔ عثمان نے قرآن مجید رحمان کو دیا جسے اس نے بہت احترام کے ساتھ پکڑا۔ رحمان نے قرآن کو چوم کے پڑھنا شروع کیا۔ اکشے ہکا بکا اسے دیکھ رہا تھا۔ وہ ایسے پڑھ رہا تھا جیسے برسوں سے قرآن پڑھتا آیا ہو۔ سورت یٰسین کی تلاوت کرنے کے بعد اس نے قرآن اکشے کی دیا۔ اکشے حیرانی سے کبھی قرآن اور کبھی اسے دیکھتا۔ "پکڑو۔" اکشے نے ٹرانس کی کیفیت میں قرآن پکڑا۔ "پڑھو۔" اکشے نے اسے ایسے دیکھا جیسے وہ کوئی مذاق کر رہا ہو۔ رحمان نے اس کی شہادت کی انگلی پکڑ کر لفظوں پر رکھی۔ اکشے کو کرنٹ لگا تھا۔ اکشے نے اٹکتے اٹکتے رحمان کے پیچھے بِسۡمِ اللّٰہ پڑھی تھی۔ پوری صورت فاتحہ پڑھانے کے بعد عثمان نے اس کے ہاتھ سے قرآن لے لیا۔ "آؤ تمھیں نماز سکھاتا ہوں۔" رحمان نے مسکرا کر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ اکشے نے نفی میں سر ہلایا۔ "صرف سیکھنی ہے کون سا پڑھنی ہے۔" رحمان نے اسے اپنے ساتھ ہی کھڑا کیا۔ نماز سکھانے کے بعد رحمان نے مسکرا کر اسے دیکھا جس کا رنگ اڑا ہوا تھا۔ "جاؤ وہاں جا کر بیٹھ جاؤ۔" اکشے چلتا ہوا واپس اسی جگہ جا کر بیٹھ گیا۔ رحمان اذان کے لئے کھڑا ہو گیا۔ اکشے صدمے کی کیفیت میں اس کی پشت دیکھ رہا تھا۔ مسجد میں مرد آنا شروع ہو گئے۔ اذان دینے کے بعد رحمان دوسری صف میں آکر کھڑا ہو گیا۔ اکشے نے دیکھا وہ نماز پڑھ رہا تھا۔ راہول رحمان بن کر نماز پڑھ رہا تھا۔ ایک آدمی مسجد میں داخل ہوا جو شاید جماعت کے لئے لیٹ ہو گیا تھا۔ مسجد میں داخل ہوتے ہی اس کی نظر اکشے پر گئی تھی۔ آدمی نے عجیب سی نظروں سے اسے دیکھا پھر خاموشی سے جا کر صف میں کھڑا ہو گیا

کیونکہ امام نے دوبارہ اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ باندھ لئے تھے۔ آدمی کے یوں دیکھنے پر اکشے کو بے انتہا شرمندگی محسوس ہوئی۔ وہ شرمندہ کیوں ہوا تھا وہ خود اس بات سے انجان تھا۔ ایک اسے چھوڑ کر سب نماز پڑھ رہے تھے اس وقت اس کا دل کیا اسے بھی صف میں شامل ہونا چاہیے تھا۔ اپنی کیفیت سے وہ خود ہی حیران تھا۔ نماز کے بعد سبھی دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے بیٹھے تھے۔ نماز کے بعد سب مسجد سے نکلنے لگے ایسے جیسے انہیں کہیں جانے کی جلدی ہو۔ عثمان اور رحمان سب سے آخر میں اٹھے تھے۔ "چلیں؟" رحمان نے مسکراتے ہوئے گم سم بیٹھے اکشے سے کہا۔ اکشے نے چونک کر اسے دیکھا۔ آج اسے رحمان کے چہرے پر ایک الگ سی چمک دکھائی دی۔ اکشے کھڑا ہو گیا۔ رحمان عثمان سے گلے ملا۔ رحمان سے ملنے کے بعد عثمان نے آگے بڑھ کر اکشے کو گلے لگایا۔ اس کے عطر کی بھینی بھینی خوشبو اکشے کے نتھنوں سے ٹکرائی۔ "آتے رہیے گا۔" عثمان نے اس سے دور ہوتے کہا۔ اکشے نے ٹرانس کیفیت میں سر ہلایا تھا۔ اکشے کار میں کھویا کھویا سا بیٹھا تھا۔ رحمان نے اس سے کوئی بات نہیں کی بس وقفے وقفے سے اس پر ایک نظر ڈال لیتا*** "کیا تم نے اسے نماز پڑھتے دیکھا؟" ٹینا کو جھٹکے پر جھٹکے لگ رہے تھے۔ رحمان بالکنی میں کھڑا سگریٹ پھونک رہا تھا۔ عروج کے جانے کے بعد اس کی عادت مزید بڑھ گئی تھی ورنہ وہ عروج سے چھپ کر کبھی کبھی سگریٹ پی لیتا تھا عروج کو سخت ناپسند تھی۔ "ہاں میں نے خود دیکھا۔" اکشے نے سرگوشی کی۔ رحمان بالکنی میں کھڑا مسکرا رہا تھا۔ ان دونوں کی باتوں کا موضوع وہ جانتا تھا۔۔ "ٹینا تمہیں پتا ہے؟" اکشے نے کھوئے کھوئے انداز میں کہا۔ "وہاں مسجد میں ایک عجیب سا سکون محسوس ہوا جب جب لوگ جھک رہے تھے سجدہ کر رہے تھے تب تب میرے دل کی رفتار بڑھ رہی تھی۔" "اکشے تم۔" ٹینا حیران سی رکی۔ دونوں نے ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھا اور دونوں ہی نظریں چرا گئے کہ کہیں دونوں ہی ایک دوسرے کی آنکھوں سے دل کا حال نا پڑھ لے۔ "تم نے کبھی قرآن پڑھا ہے؟" ٹینا

نے نفی میں سر ہلا دیا۔"میں نے پڑھا ہے آج۔" ٹینا کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی۔"بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔" "پڑھو۔" ٹینا نے ٹھہر ٹھہر کر پڑھا۔اس کی آنکھیں مزید پھیل گئی۔"میرے مولا کرم ہو کرم۔" ابھی دونوں مزید بولنے لگے جب ایک خوبصورت سی آواز ٹکرائی۔دونوں نے چونک کر بالکنی کی طرف دیکھا تھا۔"میرے مولا کرم ہو کرم۔" دونوں اپنی جگہ سے اٹھے۔"تجھ سے فریاد کرتے ہیں ہم۔" دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا۔"تجھ سے فریاد کرتے ہیں ہم۔" وہ آگے بڑھ رہے تھے۔زندگی عجیب دوراہے پر آکھڑی ہوئی تھی۔آگے کنواں تھا تو پیچھے کھائی۔پر رحمان تھوڑی سی مسافت تہ کر کے دائیں بائیں سے نکل آیا تھا اس نے آگے پیچھے نہیں دائیں بائیں دیکھا تھا۔"میرے مولا کرم ہو کرم۔" "نیکیوں سے مجھے جوڑ دے تو۔" دونوں کا دل پسلیاں توڑ کر باہر آنے کو تھا۔"پھر میرا رخ ادھر موڑ دے تو۔" سگریٹ زمین پر گری خاموش ہو رہی تھی۔"ایسا رستہ مجھے تو دکھا۔" "رحمان۔" ٹینا نے قریب جاکر اسے پکارا۔آواز یک دم بند ہو گئی۔وہ پلٹا تھا۔"اشھد ان لا الہ لا اللہّ۔" دونوں نے حیرانی سے ایک دوسرے کو دیکھا۔"اشھد ان لا الہ لا اللہّ۔" دونوں نے اپنے لبوں کو سختی سے بھینچ لیا کے گویا انہیں خدشہ ہو جو رحمان کہ رہا ہے وہ دوہرا نا دیں۔"اشھد ان لا الہ لا اللہّ۔" وہ وہی اٹکا تھا جسے اسے یقین ہو دونوں کی زبان کلمہ پڑے گی۔

دونوں کے لب سختی سے آپس میں پیوست تھے مگر دل؟ہاں ان کا دل بولا تھا۔"اشھد ان لا الہ لا اللہّ۔" اور ساتھ ہی زبان بھی۔رحمان مسکرایا تھا۔"وااشھد ان۔" (وااشھد ان) "محمدّ رسول اللہّ۔" (محمدّ رسول اللہّ) دونوں ساکت رہ گئے۔رحمان نم آنکھوں سے مسکرا رہا تھا۔"ارحم طوبیٰ۔" دونوں کا سکتا ٹوٹا۔"کیا تم مانتے ہو اللہّ ایک ہے؟"وہ دو قدم آگے آیا۔"اس کے سوا کوئی معبود نہیں؟" وہ مزید دو قدم نزدیک آیا۔"حضرت محمدّ ﷺ اللہّ کے آخری نبی ہیں؟" وہ ان کے بلکل سامنے کھڑا تھا۔دونوں کی زبان بند تھی۔مگر آنکھیں کچھ کہ رہی تھیں۔رحمان تھوڑا آگے

جھکا۔ "بِسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم۔" دونوں کے لب ہلے تھے۔ "لا الا اللہؐ۔" وہ ویسے ہی جھکا کھڑا تھا۔ "لا الا اللہؐ۔" دونوں کی زبان کے ساتھ دل بھی بول رہا تھا۔ "محمد رسول اللہؐ۔" رحمان سیدھا ہوا۔ "محمدؐ رسول اللہؐ۔" وقت جیسے تھم سا گیا۔ سانس جیسے اٹک سی گئی تھی۔ آنسو جیسے نکلنے کو بیتاب تھے۔ دل جیسے دھڑکنا بھول گیا تھا۔ "کیا تم مانتے ہو؟" دونوں نے ایک ساتھ سر ہلایا تھا۔ "کیا تم اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتے ہو؟" اس بار گردنے نفی میں ہلی تھی۔ "کیا تم دل سے اسلام قبول کرتے ہو اللہؐ پر ایمان لا کر مسلمان ہوتے ہو؟" دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھا تھا۔ "ہاں ہم دل سے ایمان لائے ہیں۔" دونوں کی زبان سے الفاظ ایک ساتھ ادا ہوئے تھے۔ پیچھے سے اندر داخل ہوتا سڈ وہی رک گیا۔ "کیا تم دل سے مسلمان ہوئے ہو؟" رحمان نے سڈ پر نظریں ٹکائے دوبارہ پوچھا۔ "ہاں ہم دل سے مسلمان ہوتے ہیں۔" "ہاں ہم نے دل سے اسلام قبول کیا ہے۔" سڈ بے یقین سا وہی جم گیا۔ "مبارک ہو۔" رحمان کی خوشی کی انتہا نہیں تھی۔ دونوں ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر مسکرائے تھے۔ تبھی پیچھے کھڑے سڈ نے حرکت کی۔ طوبیٰ کے بازو کو پکڑے جھٹکے سے اس کا رخ موڑے ایک زوردار تھپڑ اس کے چہرے پر دے مارا۔ طوبیٰ اس اچانک آنے والی افتاد پر بوکھلا گئی۔ ارحم اور رحمان بھی وہی جم گئے۔ طوبیٰ منہ پر ہاتھ رکھے بے یقینی سے سڈ کو دیکھ رہی تھی۔ "پاگل ہو گئی ہو تم دماغ خراب ہو گیا ہے تمہارا تم جانتی بھی ہو تم نے کیا کیا ہے؟" وہ یک دم دھاڑا تھا۔ "کیا ہے کیا اسلام میں جو تم لوگ یوں پاگل ہوئے جا رہے ہو؟" وہ ہلک کے بل چلا رہا تھا۔ طوبیٰ کا بازو اس کے ہاتھ میں تھا۔ "سڈ چھوڑو اسے۔" رحمان نے آگے بڑھ کر سڈ کے ہاتھ سے طوبیٰ کا بازو آزاد کروایا۔ اسے اس رات کا واقعہ یاد آیا تھا۔ پر فرق صرف اتنا تھا طوبیٰ کی جگہ پر عروج تھی اور سڈ کی جگہ پر وہ خود۔ "یہ سب تمہاری وجہ سے ہوا ہے ان سب کا فیوچر تم نے تباہ کر دیا۔" سڈ نے شہادت کی انگلی اٹھائے رحمان کی آنکھوں میں جھانکتے درشتگی سے کہا۔

"بی ان یور لمٹ سڈ۔" رحمان نے ضبط کرتے چبا کر کہا۔ "کون سی لمٹ؟ لمٹ تو تم لوگوں نے کراس کی ہے۔" طوبیٰ ہچکیوں سے رو رہی تھی۔ "گائیز اسٹاپ اٹ۔" ارحم دونوں کے درمیان حائل ہوا۔ دونوں خونخوار نظروں سے ایک دوسرے کو گھور رہے تھے۔ سڈ کی نظر طوبیٰ پر گئی جس کے ہونٹ سے خون نکل رہا تھا۔ سڈ کو یک دم اپنی غلطی کا احساس ہوا تھا۔ "ٹینا۔" وہ فکرمندی سے اس کی طرف بڑھا۔ طوبیٰ کی آنکھوں میں دیکھ کر وہ وہی رک گیا۔ "ٹینا۔" اس نے بے یقینی سے اسے پکارا تھا۔ "ٹینا نہیں طوبیٰ نام ہے میرا۔" وہ اپنے آنسو پونچھتی چلا کر بولی۔ سڈ ہکا بکا اس کی شکل دیکھ رہا تھا۔ رحمان اور ارحم خاموشی سے کھڑے تھے۔ "ٹینا آئی ایم سوری۔" سڈ شرمندگی سے اس کی طرف بڑھ کر اس کا خون صاف کرنے لگا۔ طوبیٰ نے سختی سے اس کا ہاتھ جھڑکا تھا۔ "ٹینا واٹس رونگ؟" وہ غصے سے چلایا۔ "دور رہو مجھ سے۔" وہ بنا اثر لئے سرد مہری سے بولی۔ "ٹینا ہو کیا گیا ہے تمہیں؟" سڈ نے اپنا لہجہ ہموار رکھتے پوچھا۔ "تمہارا چھونا مجھ پر حرام ہے۔" طوبیٰ دو قدم پیچھے لیتی بولی۔ "تم ہوش میں تو ہو؟" سڈ بے یقینی کی اتھا گہرایوں میں تھا۔ "ہاں ہوش میں ہوں اور ابھی ابھی تو ہوش آیا ہے۔" وہ گردن اکڑ کر بولی۔ "ٹینا لیسن۔" سڈ دوبارہ اس کی طرف بڑھنے لگا۔ "وہی رک جاؤ سڈ۔" ٹینا نے ہاتھ کے اشارے سے کہا۔ سڈ کے بڑھتے قدم وہی تھم گئے۔ "کیا تم مجھ سے پیار کرتے ہو؟" وہ سپاٹ سے چہرے کے ساتھ پوچھنے لگی۔ "آف کورس میں تم سے پیار کرتا ہوں۔" سڈ نے جھنجھلا کر کہا۔ "تو سن لو میں ابھی مسلمان ہوں اور شریعت کے مطابق میں تم سے شادی نہیں کر سکتی کیونکہ تم ایک ہندو ہو ایک مسلمان مرد ایک ہندو عورت سے شادی کر سکتا ہے مگر ایک مسلمان عورت ایک ہندو مرد سے شادی نہیں کر سکتی۔" وہ سپاٹ سے چہرے کے ساتھ کہتی جہاں سڈ کے سر پر بم گرا گئی تھی وہی ان دونوں کو حیرت میں مبتلا کر گئی۔ رحمان اور ارحم منہ کھولے اسے دیکھ رہے تھے۔ "تم۔" سڈ نے کچھ کہنے چاہا جب طوبیٰ نے اسے ٹوک دیا۔

"میں نے جو کہنا تھا وہ کہہ دیا۔" وہ سنجیدگی سے کہتی منہ پھیر گئی۔ "تو ٹھیک ہے تمہیں تمہارا مسلمان ہونا مبارک ہو گڈ بائے۔" سڈ دکھ اور غصے کی ملی جلی کیفیت میں کہتا دندناتا ہوا وہاں سے نکلا تھا۔ اس کے جاتے ہی طوبیٰ نے کرب سے آنکھیں میچی۔ "کیا ہو رہا ہے؟" وہ نڈھال سی صوفے پر بیٹھ گئی۔ دونوں یک ٹک اسے دیکھ رہے تھے۔ طوبیٰ کی ٹیبل سے ٹیشو اٹھاتے ان پر نظر پڑی۔ "کیا ہوا؟" "تمہیں کیسے پتا؟" دونوں کی حیرت میں ڈوبی آواز آئی۔ "کہا تو ہے اسلام کے بارے میں بہت کچھ جانا ہے سارا دن گھر پر رہ کر یہی کام تو کرتی تھی۔" طوبیٰ نے ہونٹ سے رستا خون صاف کرتے کہا۔ دونوں اس کے سامنے ہی صوفے پر بیٹھ گئے۔ "جب سے اے جے گئی ہے تب سے دل اداس رہتا کہیں چین نہیں ملتا تھا چرچ میں بھی نہیں پر جب ہم نے اسلام کو جانچنا شروع کیا تب میں نے تلاوتِ قرآن پاک سنی اور یقین مانو جب جب میں قرآن سنتی تب تب مجھے سکون محسوس ہوتا۔" وہ آنسوؤں کے درمیان بتا رہی تھی۔ دونوں خاموشی کی چادر اوڑھے سن رہے تھے۔ "پہلے مجھے لگا اسلام بہت مشکل مذہب ہے لیکن جیسے جیسے جانتی گئی ویسے ویسے سمجھتی گئی اسلام میں تو سانس لینے پر بھی ثواب ہے کسی کو پیار سے دیکھنے پر بھی نیکی ملتی ہے ہر چھوٹی چھوٹی چیز پر ثواب ہے۔" وہ مسکرائی۔ "میں جب بھی اسلام کے بارے میں سرچ کرتی کچھ سن رہی ہوتی کچھ پڑھ رہی ہوتی مجھے فیل ہوتا جیسے کوئی میرے اندر کہہ رہا ہو ٹینا یہ تمہارا دین ہے کبھی کبھی میں گھبرا کر لیپ ٹاپ بند کر دیتی میرا دل بے چین رہتا میں نے کچھ دنوں تک سب چیزیں بند کر دی اور ان چند دنوں میں مجھے کئی چین نہیں ملا رحمان مجھے نہیں پتا میں نے کیا کیا کہیں میں نے کچھ غلط تو نہیں کیا نا۔" وہ اپنی بات کے آخر میں بے چینی سے پوچھنے لگی۔ "نہیں طوبیٰ تم نے جو پایا وہ نصیب والوں کو ملتا ہے تم بلیو کر سکتی ہو ہم نے اسلام کے بارے میں جانا ہی کتنا ہے اک وضو کرنا سیکھا چند اک صورتیں سیکھیں اور ہمارا دل اسلام میں لگ گیا سوچو اگر تم پورا قرآن پڑھ لو تو کیا ہو گا؟" وہ رسان سے کہہ رہا تھا۔

"سڈ چلا گیا۔ "وہ رو رہی تھی۔ "وہ لوٹ آئیگا وہ ہمارے بنا نہیں رہ سکتا۔" "اور وہ تمہارے بنا بھی نہیں رہ سکتا۔" آگے کا جملہ اکشے نے پورا کیا۔ "وہ لوٹ آئیگا۔" رحمان نے پھر سے اسے دلاسا دیا۔ "اور اگر وہ نا آیا تو؟" جیسے اسے خدشہ ہو۔ "تو وہ رب ہے نا۔" اس نے شہادت کی انگلی اوپر اٹھائی۔ "ابھی نئے نئے مسلمان ہوئے ہیں تھوڑے بہت لاڈ تو اٹھوائینگے نا۔" رحمان نے اس کا موڈ ٹھیک کرنے کے لئے شرارت سے کہا۔ دونوں مسکرا دیئے۔ "اگر آج اے جے یہاں ہوتی تو کتنا خوش ہوتی؟" طوبیٰ نے افسردگی سے کہا۔ ماحول یک دم غمگین ہو گیا۔ "ہاں سب سے زیادہ وہی خوش ہوتی۔" اکشے نے نم آواز میں کہا۔ رحمان نے گہرا سانس اندر کھینچا۔ "اگر گھر والوں کو پتا چل گیا تو؟" "انہیں کون بتائیگا؟" "شاید سڈ۔" اکشے نے کندھے اچکائے کہا۔ "نہیں وہ ایسے نہیں کریگا۔" طوبیٰ نے نفی میں سر ہلایا۔ "وقت آنے تک سب خاموش رہینگے باقی بعد میں دیکھتے ہیں۔" رحمان کی بات پر دونوں نے سر ہلا دیا۔ پچھلے ایک سال سے ان کی زندگی میں سب بہت اچانک ہوا تھا*** سڈ کا ایگزیم کلیئر تھا وہ پولیس ٹریننگ کے لئے کیمپ چلا گیا۔

رحمان طوبیٰ اور اکشے کو لیکر عثمان کے پاس گیا تھا۔ عثمان نے انہیں دوبارہ کلمہ پڑھایا۔ دونوں دن میں وقت نکال کر مسجد آتے رہتے طوبیٰ بھی عثمان کی بیوی کے پاس آکر قرآن پڑھتی تھی۔ نماز تینوں ہی چھپ چھپا کر پڑھتے تھے۔ ان تین مہینوں میں سڈ نے ان سے کوئی رابطہ نہیں کیا۔ تینوں رات کی تنہائی میں چھپ کر قرآن پڑھتے تھے۔ طوبیٰ سڈ کے لئے بہت پریشان رہتی۔ ہر نماز کے بعد اس کے لبوں پر سڈ کی ہدایت کی دعا ہوتی۔ وہ کفر چھوڑ کر اسلام کی راہ پر آئے تھے ان کا رب کیسے نا انہیں نوازتا۔ اس وقت تینوں سٹوڈیو میں تھے جب سڈ وہاں آیا۔ اسے دیکھ تینوں نے ایسا ظاہر ہی نہیں ہونے دیا جیسے وہ اسے دیکھ چکے ہیں۔ "گائیز۔" تینوں نے اس کی پکار پر کان نہیں دھرے پر اندر سے من کر رہا تھا ابھی جا کر اسے گلے لگا لے۔ "گائیز میں پولیس آفیسر بن گیا۔" ان کے اگنور کرنے پر سڈ نے خود ہی

اناؤنس کر دیا۔ تینوں نے کوئی ردِ عمل ظاہر نہیں کیا۔ "ٹینا آئی ایم سوری۔" وہ ٹینا کی طرف بڑھا۔ وہ پھر بھی کچھ نہیں بولی۔ "سے سمتھنگ گائیز۔" سڈ نے جھنجھلا کر کہا۔ "کیا تم اللہ ؐ کو مانتے ہو؟" رحمان نے سپاٹ سے چہرے کے ساتھ پوچھا۔ "میں ایک ہندو دھرم میں پیدا ہوا ہوں کیسے اپنا دھرم چھوڑ کر کسی بھی دین میں چلا جاؤں؟" "کسی اور نہیں اسلام میں۔" "آر یو گائیز میڈ؟" سڈ نے تاسف سے سر ہلایا۔ "سڈ۔" طوبیٰ نے بہت محبّت سے اسے پکارا۔ اس کے یوں پکارنے پر سڈ کا سارا غصہ حوا ہو گیا۔ "سڈ آئی لو یو پر میں تم سے شادی نہیں کر سکتی کیا تم میرے لئے اسلام کو نہیں سمجھ سکتے؟" طوبیٰ کے کہنے پر سڈ کے کندھے ڈھیلے پڑ گئے۔ "گائیز یہ آسان نہیں ہے۔" وہ تھکے سے انداز میں بولا۔ "نہیں یہ آسان ہے پلیز کچھ دن چلو میرے ساتھ مسجد اس کے بعد جو تم کہو وہی ہو گا۔" رحمان نے آس سے کہا۔ سٹوڈیو میں خاموشی چھا گئی۔ تینوں دھڑکتے دل کے ساتھ اس کے جواب کا انتظار کر رہے تھے۔ "اوکے صرف کچھ دن۔" اس نے شہادت کی انگلی اٹھائے پختہ لہجے میں کہا۔ اس کے جواب پر سب کے اندر خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ اور وہی ہوا جو انہوں نے سوچا تھا اللہ ؐ نے اسے بھی حدایت دی تھی ایمان کا حصہ بنایا تھا۔ وہ سر جھکائے بیٹھا تھا۔ "کیا ہوا؟" طوبیٰ نے پوچھا۔ "یہ سب اتنا جلدی ہوا یقین نہیں آ رہا۔" اس نے سر اٹھا کر طوبیٰ کو دیکھا تھا اس کی آنکھوں میں واقعی بے یقینی تھی۔ "آ جائیگا یقین۔" ارحم نے اطمینان سے کہا۔ "اگر موم ڈیڈ کو پتا چل گیا تو؟" وہ ڈر رہا تھا شاید۔ "اللہ ؐ ہمارے ساتھ ہے سعید سب ٹھیک ہو جائیگا۔" رحمان نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھے تسلی دی۔ "پولیس اپیسر ہو کر اتنا ڈرتے ہو چھی چھی۔" ارحم نے سر دائیں بائیں مارا۔ وہ مسکرا بھی نا سکا۔ چاروں میر مینشن آئے تھے۔ "بہت مبارک ہو میرے بچوں۔" رضا میر نے حیرت اور خوشی کے ملے جلے تاسرات لئے کہا۔ سعدیہ بی طبیعت خراب رہنے کی وجہ سے زیادہ تر اپنے کمرے میں ہی رہتی تھیں۔ دن مہینوں میں مہینے سالوں میں گزرے۔

طوبیٰ کے پیرنٹس نے سعید پر شادی کے لئے دباؤ ڈالا۔ دونوں کا ابھی شادی کا کوئی ارادہ نہیں تھا وہ عروج کے بغیر ایسا کچھ نہیں کرنا چاہتے تھے مگر طوبیٰ کے ماں باپ کو جلدی تھی۔ اس کی شادی کے بعد انہیں اپنے بیٹے کے پاس نیویارک چلے جانا تھا۔ اور انہی دنوں کی بات ہے مسز البرٹ طوبیٰ کے کمرے کی صفائی کرنے آئی جب ان کی نظر الماری میں رکھے ایک خوبصورت سے چھوٹے سے قرآن پاک پر پڑی۔ طوبیٰ شاور لیکر باہر نکلی جب مسز البرٹ کو الماری کے پاس کھڑے پایا تب سہی معنوں میں اس کی جان نکل گئی تھی۔ "ٹینا یہ کیا ہے ؟" "ممی یہ قرآن ہے۔" طوبیٰ نے بمشکل کہا۔ "قرآن ؟" مسز البرٹ کو جھٹکا لگا تھا۔ "یہ یہاں کیا کر رہا ہے ؟" "م۔۔ ممی میں نے۔ اس۔۔ اسلام قبول کر لیا ہے۔" مسز البرٹ پر حیرتوں کا پہاڑ ٹوٹا اس کے بعد جو ہوا وہ ناقابلِ برداشت تھا۔ طوبیٰ کے پیرنٹس اس سے بے حد خفا تھے وہ جلد از جلد اس کی شادی کرنا چاہتے تھے تبھی انہوں نے سعید سے بات کی۔ جب یہ خبر سڈ کے گھر والوں کو پتا چلی تب انہوں نے طوبیٰ کو اپنی بہو بنانے سے انکار کر دیا جس کے چلتے سعید کو بھی یہ اعتراف کرنا پڑا جس کا نتیجہ یہ نکلا کے سعید کے گھر والوں نے اسے گھر سے نکال دیا۔ سعید اپنا سامان لئے سٹوڈیو میں آ گیا۔ طوبیٰ کے گھر والوں نے اس کا ہاتھ سعید کے ہاتھ میں دیا اور ہمیشہ کے لئے نیویارک چلے گئے۔ ایک بار پھر غموں کا پہاڑ ٹوٹا تھا۔ رضا میر نے طوبیٰ کو اپنے گھر میں رکھا اور وہی سے اسے سعید کے نکاح میں دی کر اس کے ہمراہ رخصت کیا۔ تب تک سعید اپنا چھوٹا سا گھر لے چکا تھا۔ سب بہت مشکل تھا مگر چاروں نے صبر کے ساتھ کام لیا۔ طوبیٰ اور سعید کے اسلام قبول کرنے کی خبر رحمان اور ارحم کے گھر تک بھی پہنچ چکی تھی۔ سب ان کی دوستی سے واقف تھے جس کے چلتے انہیں بھی دونوں پر شک ہونے لگا اور دونوں کے گھر والوں نے ان کی نگرانی شروع کر دی۔ "نتیجہ۔ دونوں کے کمروں سے قرآن دریافت ہوا۔ مسٹر اگروال نے رحمان کو گھر سے نکالنے کے ساتھ ساتھ جائیداد سے بھی عاق کر دیا۔ مگر رحمان کو اس

کا کوئی پچھتاوا نہیں تھاہاں اگر غم تھا تو گھر والوں سے دور ہونے کا مگر اس نے بھی صبر سے کام لیا۔ ارحم کو بھی اپنے گھر سے جانا پڑا اس مشکل وقت میں رضا میر نے ان کی بہت مدد کی۔ رحمان کے لاء کی پڑھائی کا خرچہ اٹھانے کے ساتھ ساتھ ارحم کے زمے اپنا آفس کر دیا۔ ان ہی دنوں سعدیہ بی کی طبیعت بگڑی رضا میر انہیں فورن ہوسپٹل لیکر گئے مگر راستے میں ہی انہوں نے دم توڑ دیا۔ ایک اور غم پہاڑ ٹوٹا تھا سب پر۔ رحمان نے سعدیہ بی کا جنازہ پڑھ کر انہیں ان کی آخری آرام گاہ میں اتارا۔ جو تھوڑی بہت شرارتے بچی تھیں جو تھوڑا بہت بچپنا رہتا تھا وہ ان سب میں ختم ہو گیا تھا۔ ہر وقت لڑنے جھگڑنے والے میاں بیوی بن کر سنجیدگی سے زندگی گزارنے لگے۔ ہر وقت بک بک کرنے والے ارحم کے منہ کو قفل لگ گیا۔ اور رحمان اتنا گم سم ہو گیا تھا کے کسی سے بات نہیں کرتا۔ وہ سب سوچتے تھے اگر کبھی عروج واپس آگئی تو سعدیہ بی کے بارے میں اس سے کیا کہینگے؟ کیا وہ کبھی انہیں معاف کر پائیگی؟ زندگی جیسے رک سی گئی تھی۔ تبھی طوبیٰ کے ہاں ایک خوبصورت سی گڑیا کی پیدائش ہوئی۔ عرصے بعد کوئی خوشی ملی تھی۔ عروج کی یاد پل پل ان کے ساتھ۔ انہوں نے بچی کا نام نہیں رکھا انہیں یقین تھا وہ اک دن لوٹ آئیگی۔ رحمان کی لاء کمپلیٹ ہو گئی۔ اللہ ّ نے اسے ترقی دی اور کچھ ہی وقت میں وہ دہلی کا جانا مانا لاءر بن گیا۔ انہوں نے اللہ ّ کے لئے سب چھوڑا تھا اور اللہ ّ نے ان کے کام میں برکت ڈال دی۔ سعید کے کئی پرموشن ہوئے۔ یونہی چھ سال گزر گئے۔ اور ایک دن انہیں اس کے لوٹ آنے کی خبر ملی۔ جیسے پیاسے کو صحرا میں پانی ملنے کی خوشی ہوتی ہے اس سے بڑھ کر خوشی انہیں ملی تھی۔ مگر عروج سے مل کر ان کی یہ خوشی جھاگ کی طرح بیٹھ گئی۔ عروج ان سے ناراض ہو گی یہ تو وہ جانتے تھے مگر اس قدر سرد روائیہ انہیں یقین نہیں تھا۔ اس دن اس سے مل کر وہ رحمان کے پاس گئے تھے اور انہیں دیکھتے ہی وہ دیوانوں کی طرح اس کا پوچھنے لگا۔ "اے جے کیسی ہے؟ کیا اس نے تم لوگوں نے بات کی؟ کیا اس نے میرے بارے میں

پوچھا؟" لیکن وہ دیوانہ نہیں تھا وہ دوستی میں ہارا ہوا شخص تھا ایک پچھتاوے کی آگ میں جلتا شخص تھا۔ مگر طوبیٰ کے منہ سے اس کے روائیہ کا سن اس کا دمکتا چہرہ اتر گیا۔ مگر پھر بھی دل میں کہی سکون تھا۔ کے وہ لوٹ آئی ہے*** بارش تھم چکی مگر اس کے آنسو پھر بھی جاری تھے۔ شاید آج وہ اپنے رب سے اپنی بات منوا کر ہی وہاں سے اٹھنے والا تھا***

طوبیٰ دعا کو سدرہ کے پاس چھوڑ کر واپس ہوسپٹل آگئی تھی۔ عروج کو آئی سی یو میں شفٹ کر دیا گیا تھی۔ سب کو بس اس کے ہوش میں آنے کا انتظار تھا۔ ہر لب پر دعا تھی۔ ہر دل میں امید تھی۔ اسی امید میں ساری رات گزر گئی۔ کسی نے بھی ایک پل کے لئے آنکھ بند نہیں کی تھی۔ رحمان کا کوئی اتہ پتا نہیں تھا۔ سعید نے کئی بار اسے کال کی تھی مگر کوئی جواب نہیں آیا۔ تینوں جہاں عروج کے لئے پریشان تھے وہی رحمان کے لئے فکر مند بھی تھے۔ فجر کی اذانوں کی آواز سنائی دینے لگی۔ سعید اور ارحم نماز کے لئے مسجد میں چلے گئے۔ عدن بھی مسجد میں بنے پریئر روم میں نماز کے لئے آگئی۔ زین بھی رضا میر کو وہی چھوڑ نماز کے لئے نکل آیا۔ اسی ان سب سے بے نیاز سوئی پڑی تھی۔ وہاں بیٹھے کچھ کے دلوں میں ڈر تھا تو کچھ کے دلوں میں یقین۔ ایک نرس باہر آئی۔ "مبارک ہو پیشنٹ کو ہوش آگیا ہے۔" نرس نے مسکرا کر اعلانیہ کہا۔ سب کو جیسے نئی زندگی کی نوید ملی تھی۔ "مبارک ہو میر صاحب آپ کی بیٹی نے نئی زندگی پائی ہے۔" ڈاکٹر اچانک پیچھے سے نمودار ہوا۔ "اگر چوبیس گھنٹوں میں ہوش نہیں آتا تو آپ کی بیٹی کوما میں بھی جا سکتی تھی۔" ڈاکٹر کی بات پر سب نے تشکر بھرا سانس خارج کیا۔ رضا میر کچھ بول ہی نہیں پا رہے تھے۔ "آئی سی یو میں رہینگی تھوڑی ریکوری کے بعد انہیں روم میں شفٹ کر دیا جائیگا۔" ان کی خاموشی پر ڈاکٹر خود ہی بتانے لگا۔ "اب آپ ان سے مل سکتے ہیں مگر صرف ایک۔" ڈاکٹر رضا میر کے کندھے پر ہاتھ رکھے کہتا آگے بڑھ گیا۔ "میں شکرانے کے نفل ادا کر کے آتا ہوں۔" رضا میر اچانک اٹھے تھے۔ عدن اپنے رب کا ڈھیروں شکر ادا کر رہی تھی۔ زین نے ایک

گہرا سانس لیا۔ رات سے اس کی جان ہلک میں اٹکی تھی۔ اسی ستاتی نیچے اتری۔ "سدرہ۔" اس نے ادھر ادھر دیکھ سدرہ کو آواز دی۔ "جی میڈم؟" سدرہ کچن سے نکلی۔ "گھر میں اتنی خاموشی کیوں ہے؟" اسی نے بھنویں اچکائے پوچھا۔ "سب ہوسپٹل گئے ہیں۔" "ہوسپٹل؟" "جی کل رات عروج میڈم کا ایکسیڈینٹ ہو گیا تھا۔" سدرہ نے افسردگی سے کہا۔ "کیا؟" اسی کے پیروں تلے زمین نکل گئی۔ "جی میڈم جی۔" "تم نے مجھے بتایا کیوں نہیں؟" "آپ سو رہی تھی نا اسی لئے اٹھایا نہیں۔" سدرہ نے اس کا غصہ دیکھتے معصومیت سے کہا۔ "سوئی ہی تھی مری تو نہیں تھی۔" "جی میڈم جی پر آپ نے ہی کہا تھا مجھے ڈسٹرب نہیں کرنا۔" سدرہ نے کل رات کہی اس کی بتا یاد دلائی۔ "ہٹو یہاں سے۔" اسی اسے سائیڈ پر کرتی تیزی سے باہر نکلی۔ "میڈم جی انہی کے ہوسپٹل میں ہیں۔" سدرہ نے پیچھے سے آواز لگائی۔ اسی نے پورچ میں آکر آس پاس نظریں دوڑائیں۔ گھر میں ایک بھی گاڑی نہیں تھی ساری گاڑیاں ہوسپٹل کے باہر کھڑی تھیں۔ اسی نے عدن کو کال کر کے عروج کی حالت کا پوچھا۔ عدن نے اسے تسلی دی کے وہ ٹھیک ہے تب جا کر اسی نے سکون کا سانس لیا۔ "انکل آپ جا کر مل لیں عروج سے۔" زین نے کہا۔ "میں اپنی بچی کو اس حالت میں نہیں دیکھ سکتا۔" وہ نڈھال سے بولے۔ "انکل وہ ٹھیک ہے ابھی۔" زین نے انہیں تسلی دی۔ "جانتا ہوں پر اسے پٹیوں میں جھکڑا نہیں دیکھ سکتا۔" رضا میر کی بات پر سب نے ایک دوسرے کو دیکھا سبھی بے تاب سے اس سے ملنے کے لئے مگر رضا میر کا پہلا حق تھا۔ "زین تم جاؤ مل لو اس سے۔" رضا میر نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھے مسلہ سلجھایا۔ زین کو کہنا ہی تھا وہ تیزی سے آئی سی یو کی طرف بڑھا۔ تبھی نرس آئی سی یو سے باہر نکلی۔ "پیشنٹ اپنے دوستوں سے ملنا چاہتی ہیں کوئی رحمان طوبیٰ ایسے نام لے رہی تھی۔" نرس نے اونچی آواز میں کہا۔۔ زین نے قدم وہی تھم گئے۔ اسے لگا اس نے کچھ غلط سنا ہے عروج نے یقیناً اس سے ہی ملنے کا کہا ہو گا۔۔ "سسٹر کس سے ملنا

ہے؟" اس نے دھڑکتے دل کے ساتھ پوچھا۔ "اپنے دوستوں سے ملنا چاہتی ہیں۔" نرس دوبارہ آہستہ آواز میں کہتی آگے بڑھ گئی۔ اسے لگا تھا عروج ہوش میں آتے ہی اس سے ملے گی مگر اس کے دوستوں کا سن سہی معنوں میں اسے اچھا نہیں لگا۔ جتنی تیزی سے وہ آگے بڑھا تھا اتنی ہی سست روی میں واپس آ کر اپنی جگہ پر بیٹھا۔ تینوں فورن اندر گئے تھے۔ "اس نے کبھی اظہار نہیں کیا وہ مجھ سے محبّت کرتی ہے؟" بینچ پر بیٹھے اس کے دماغ میں طرح طرح کی سوچیں آ رہی تھیں جتنی جلدی تھی اس سے ملنے کی اتنا ہی دل اداس ہو گیا تھا۔ عروج پٹیوں میں جھکری بیڈ پر آنکھیں موندے لیٹی تھی۔ منہ پر آوکسیجن ماسک لگا تھا۔ تینوں اندر آئے۔ آہٹ پر اس نے آنکھیں کھولیں۔ انہیں دیکھ ہلکی سی مسکان اس کے لبوں پر در آئی۔ طوبیٰ رونے لگی۔ عروج نے ہاتھ کے اشارے سے اسے اپنے پاس بلایا۔ طوبیٰ دوڑ کر اس کے نزدیک گئی۔ پاس پڑی چیئر پر بیٹھ کر اس نے عروج کا ہاتھ پکڑ لیا۔ چاروں کی آنکھیں اشک بہار تھی۔

"رحمان؟" اس نے دھیمی آواز میں پوچھا۔ تینوں بمشکل ہی سن پائے۔ "رحمان کہاں ہے؟" اس کی آواز بہت مشکل سے نکل رہی تھی۔ طوبیٰ نے ان دونوں کو دیکھا۔ عروج نے اس کی نظروں کے تعقب میں نظریں دوڑائی۔ "پتا نہیں۔" ارحم نے نم آواز میں کہا۔ عروج نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔ "میں دیکھتا ہوں۔" سعید فورن کہتا باہر نکلا۔

زین سر جھکائے بیٹھا تھا۔ سعید کو سمجھ نہیں آئی وہ کیا کرے جب اسے دور سے رحمان آتا دکھائی دیا۔ ملگجے کپڑے کندھوں کو ڈھیلا چھوڑے سر کو جھکائے وہ چھوٹے چھوٹے قدم لیتا آگے بڑھ رہا تھا۔ پیروں میں پہنے جوگر مٹی سے اٹے ہوئے تھے۔ ہر قدم کے ساتھ جوگر فرش پر اپنے نشان چھوڑ رہے تھے۔ وہاں کام کرتا ایک ورکر حیرت اور صدمے سے اس کے چھوڑے گئے نشان دیکھ رہا تھا۔ وہ ابھی ابھی فرش شیشے کی طرح چمکا کر گیا تھا۔ اس کی صدمے میں ڈوبی نظروں نے دور تک رحمان کے بوٹوں کا تعب کیا تھا۔ آتے جاتے لوگ بھی اس عجیب سی نظروں سے دیکھ کر

گزر رہے تھے۔ "رحمان کہاں تھے یہ کیا حالت بنا رکھی ہے؟" اس کے قریب آتے ہی سعید نے سرگوشی بھرے انداز میں پوچھا۔ زین جو سر جھکائے بیٹھا تھا اسے رحمان کے گندے جوگرد کھائی دے رہے تھے۔ "اے جے تم سے ملنا چاہتی ہے۔" سعید کے کہنے پر زین نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ ایک کی آنکھوں میں خوشی اور بے یقینی تھی تو دوسرے کی آنکھوں میں صرف بے یقینی۔ عروج نے اسے نہیں پکارا تھا کیا وہ اس سے ملنا نہیں چاہتی تھی؟ یا اسے نہیں پتا تھا کے وہ آیا ہے؟" اس نے جیسے سر اٹھایا ویسے ہی جھکا لیا۔ "چلو۔" سعید نے اسے بازو سے پکڑا۔ رحمان ٹس سے مس نا ہوا۔ سعید پلٹا۔ "رحمان؟" اس نے دائیں بائیں سر ہلایا جیسے اس میں ہمت نا ہو عروج سے سامنا کرنے کی۔ "رحمان وہ تمہارا انتظار کر رہی ہے۔" سعید کی بات پر کسی نے کرب سے آنکھیں میچی تھیں۔ "چلو۔" سعید نے اسے بازو سے پکڑے کھینچا اور وہ کسی بے جان پتلے کی طرح اس کے پیچھے کھینچتا اندر داخل ہوا۔ "سالوں کی رنجشیں ہیں مٹنے دو۔" رضا میر شاید اس کی حالت سمجھ رہے تھے اسی لئے زین کے کندھے پر ہاتھ رکھے انہوں نے تسلی بھرے انداز میں کہا۔ زین نے ایک گہرا سانس لیا مگر کہا کچھ نہیں۔ اندر آتے ہی عروج کی نظریں رحمان کی نظروں سے ملی اور وہ گھبرا کر نظریں چرا گیا۔ "رحمان۔" عروج کی پکار پر بھی وہ نظریں جھکائے کھڑا رہا۔ "رحمان۔" اس بار آواز میں نمی گھلی تھی۔ رحمان کا وجود لرزنے لگا تھا شاید وہ رو رہا تھا۔ "اوئے لیلیٰ کے مجنو۔" یہ تیسری پکار تھی جس میں نمی کے ساتھ شرارت بھی گھلی تھی۔ رحمان کا ضبط ٹوٹ گیا وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔ اس کا سارا وجود لرز رہا تھا۔ سعید نے آگے بڑھ کر اسے گلے لگایا۔ "اسے چپ کرواؤ پلیز۔" عروج نے طوبیٰ کا ہاتھ سختی سے پکڑے کرب سے کہا۔ پر وہ کیا چپ کرواتی وہ تو خود رو رہی تھی۔ وہاں موجود پانچوں نفوس رو رہے تھے۔ آج سب کے ضبط کا بندھن ٹوٹا تھا۔ اپنا من ہلکا کرنے کے بعد وہ سعید سے دور ہوتا جھکے سر کے ساتھ مردہ قدم اٹھاتا اس کی طرف بڑھا۔ "کوئی گزرے لمحوں کی

بات نہیں ہو گی مجھے کسی سے کوئی شکایت نہیں ہے جو میں نے کھویا اللہ نے اس کے بدلے بہت بہترین سے نوازا ہے۔" بات کرتے کرتے اس کی سانس پھول گئی۔ "اگر میں تم سے شکایت کرونگی تو یہ اس رب کی ناشکری ہو گی اور میں یہ نہیں چاہتی۔" وہ بری طرح رونے لگی۔ "آئی ایم سوری اے جے۔" بہت ہمت کر کے رحمان نے اس کی نظروں سے نظریں ملائی تھیں۔ "میں تمہاری دوستی کے قابل نہیں تھا میں نے بہت غلط کیا پلیز مجھے معاف کر دو اتنے سالوں کی اذیت ختم کر دو اس پچھتاوے سے نکال دو میں روز مر تا ہوں مجھے اپنی معافی بھیک میں دے دو میں وہ بھی لے لو نگا پلیز مجھے معاف کر دو۔" وہ اس کے سامنے ہاتھ جوڑے کھڑا تھا۔ عروج نے زور زور سے سر دائیں بائیں مارا تھا وہ ہاتھ نہیں ہلا پا رہی تھی۔ "نہیں جو ہوا اچھے کے لئے ہی ہوا۔" وہ ہچکیوں کے درمیان بمشکل بولی۔ "آئی ایم سوری۔" رحمان نے اس کے بے جان پیروں پر ہاتھ رکھا تھا۔ عروج کے جسم میں جیسے کرنٹ دوڑ گیا۔ اس نے کرب سے آنکھیں میچی تھیں۔ وہ اسے روکنا چاہتی تھی پر وہ ہل نہیں پا رہی تھی۔ "ایک بار کہ دو مجھے معاف کیا۔" "میں نے تمہیں معاف کیا میں نے سب کو معاف کیا مجھے کسی سے کوئی شکایت نہیں ہے پلیز اپنے ہاتھ ہٹاؤ۔" وہ تیزی سے بولی تھی۔ رحمان نے اپنے ہاتھ ہٹا لئے۔ "اگر میں ٹھیک ہوتی تو دو لگاتی۔" عروج نے سخت لہجے میں کہا۔ "جب ہو جاؤ تب لگا لینا۔" طوبیٰ نے اس کے ہاتھ کو دونوں ہاتھوں میں تھامے شرارت سے کہا۔ "سعید آگے بڑھا۔ "اگر تم بھی یہی سب کرنا چاہتے ہو تو پلیز۔" عروج نے منہ بنایا۔ سعید جو اسی ارادے سے آگے بڑھا تھا وہی رک کر مسکرا دیا۔ "ہم سب تم نے شرمندہ ہیں اے جے ہم نے جو کیا معافی کے لائق نہیں پر پلیز ہمیں معاف کر دو۔" طوبیٰ نے بھرائی آواز میں کہا۔ "جو تم نے کیا اس کے بدلے تو اللہ نے بھی تمہارے سارے گناہ معاف کر دیئے ہونگے تو پھر میں کون ہوتی ہوں تم سے ناراض رہنے والی۔" عروج ہلکا سا مسکرائی۔ چاروں کا من ہلکا ہو گیا۔ "زین کو بلا دو وہ آیا ہے نا۔" "ہاں وہ

آیا ہے باہر ہی ہے۔" اس سب میں پہلی بار ارحم بولا۔ "اسے بلا دو۔" اس کی آواز میں بے چینی تھی۔ "میں بلاتا ہوں۔" ارحم باہر نکل گیا۔ "اے جے تم سے ملنا چاہتی ہے۔" وہ جو کافی دیر سے ایک ہی پوزیشن میں بیٹھا تھا سعید کے کہنے پر برق رفتاری سے اٹھتا اندر داخل ہوا۔ اندر داخل ہوتے ہی اس کی نظر پٹیوں میں جکڑی عروج پر پڑی۔ اس کا دل جیسے کسی نے مٹھی میں جکڑ لیا ہو۔ طوبیٰ اپنی جگہ چھوڑ چکی تھی۔ وہ چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا اس جگہ جا بیٹھا۔ چاروں خاموشی سے باہر نکل گئے۔ عروج کے بے جان ہاتھوں کو وہ اپنے ہاتھوں میں تھامے پیشانی سے ٹیکائے بیٹھا تھا۔ عروج ہنوز اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ اسے اپنے ہاتھوں پر نمی سی محسوس ہوئی۔ "کچھ کہو گے نہیں؟" اس نے جھکا سر ہی دائیں بائیں مارا۔ "میری طرف دیکھو۔" اس کی آواز سرگوشی میں نکل رہی تھی۔ زین نے بمشکل سر اٹھا کر اس کے چہرے کو دیکھا۔ وہ رو رہا تھا۔ "تم پاگل ہو؟" اس نے خاموشی سے سر ہلا دیا۔ "سے سمتھنگ سٹوپڈ۔" وہ محبّت سے بولی۔ "تم بہت بری ہو۔" وہ بولا بھی تو کیا۔ "اچھا وہ کیسے؟" وہ مسکرائی۔ "تمہیں کسی کی پرواہ نہیں تم سب کو پریشان کرتی ہو سب کو اپنے لئے ترساتی ہو تم واقعی بہت بری ہو۔" وہ چھوٹے بچوں کی طرح اس کے دونوں ہاتھوں کو تھامے شکوے کر رہا تھا۔ وہ خاموشی سے اسے دیکھتی رہی۔ "تم بہت بری ہو۔" زین دوبارہ بڑبڑایا۔ "تمہارے کہنے سے کیا ہو گا میرے شوہر کو تو میں بہت پیاری لگتی ہوں۔" عروج نے شرارت سے کہا۔ "تمہارا شوہر اندھا ہے نا اسی لئے۔" وہ نروٹھے پن سے بولا۔ نظریں ابھی بھی جھکی تھی۔ "میری طرف دیکھو۔" وہ اسے دیکھنے سے کترا رہا تھا۔ "ٹھیک ہوں میں۔" وہ چہرے جھکائے ہی بولا تھا۔ "اگر میں مر جاتی تو؟" وہ کسی خیال کے تحت بولی۔ زین نے کرب سے آنکھیں میچی تھی۔ "تم نے بھی ایک بار کچھ ایسا ہی کہا تھا؟" عروج اب اسے چھیڑ رہی تھی۔ "تب کی بات اور تھی۔" "اچھا تب کیا تھا؟" "چھوڑو اسے۔" وہ جھنجھلایا۔ "تمہیں مجھ سے محبّت کب ہوئی تھی؟" وہ اس کی ہر بات پر

نیا سوال کھڑا کرتی۔ "تمہیں اس سے کیا؟" وہ مسنوعی خفگی سے بولا۔ "بتاؤنا۔" اس نے لاڈ سے کہا۔ "جب تم نے مجھے تھپڑ مارا تھا۔" اس بار اس نے عروج کی آنکھوں میں دیکھا تھا۔ "کیسے؟" وہ حیران ہوئی۔ زین ہلکا سا مسکرایا۔ عروج کا ہاتھ ابھی بھی اس کے ہاتھ میں تھا۔ "آج تک کسی نے مجھ پر ہاتھ نہیں اٹھایا تھا۔ امی، ڈیڈ، آیت، میرے فرینڈز کسی نے بھی نہیں مگر تم نے اٹھایا تم نے مجھے تھپڑ مارا وہ بھی میرے دوستوں کے سامنے۔" وہ طنز نہیں کر رہا تھا مگر پھر بھی عروج شرمندہ ہوئی۔ "تب میں اندر تک ہل گیا تمہاری آنکھوں میں غصہ تھا مگر نفرت نہیں تھی عروج میں نے جب جب تمہاری آنکھوں میں دیکھا مجھے وہاں بہت کچھ دکھائی دیا غم، غصہ، حیرت، درد، ناجانے کیا کیا تم پہلی تھی جس کے تھپڑ نے میرے دل کی تاروں کو چھیڑا تب احساس ہوا تھا مگر میں نے غور نہیں کیا۔" وہ رکا۔ "تم نے مجھے اندھری رات میں وہاں کیوں پھینکا تھا؟" یہ شکوہ نہیں تھا مگر وہ شرمندہ ہوا۔ "آئی ایم سوری۔" اس نے جواب دینے کی بجائے معافی مانگی۔ وہ ہلکا سا مسکرائی۔ زین نے اس کے ہاتھ پر ایک بوسہ دیا۔ سفید پٹیوں میں جھکڑا اس کا چہرہ سرخ ہو گیا۔ "آئی لو یو عروج۔" کتنی گھمبیر تا سے اس نے اظہار کیا عروج کا سانس تک رک گیا۔ اور اگلے ہی پل اسی تیزی سے دروازہ کھولتی اندر آئی۔ "روح تم ٹھیک ہو؟" اسی قریب آتی فکر مندی سے بولی۔ "آگئی کباب میں ہڈی۔" زین نے منہ بنایا۔ اسی اسے اگنور کرتی عروج کے سرہانے بیٹھ گئی۔ "ٹھیک ہوں میں۔" عروج نے مسکرا کر کہا۔ "آئی ایم سوری مجھے بلکل آئیڈیا نہیں تھا۔" اسی شرمندہ ہوئی تھی۔ "تمہیں سونے سے فرصت ملے تو کچھ پتا ہو۔" زین منہ میں بڑبڑایا تھا لیکن آواز دونوں تک پہنچ چکی تھی۔ اسی نے بھسم کر دینے والی نظروں سے اسے دیکھا تھا۔ "کسی ہو اب؟" اسی دوبارہ اسے اگنور کرتی عروج کی طرف مڑی۔ "دیکھائی نہیں دیتا یا ابھی بھی نیند میں ہو؟" زین کی زبان میں کھجلی ہوئی۔ "تم۔" اسی نے کچھ کہنے کے لئے ہاتھ منہ کھولا ہی تھا جب نرس دروازہ کھول کر اندر آئی۔ "پیشنٹ

سے صرف ایک کو ملنا الاؤ تھا اور آپ یہاں دو ہیں ابھی پیشنٹ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہوئی آپ پلیز باہر جائیں انہیں انجیکشن دینا ہے۔" نرس نے نون اسٹاپ کہا۔ زین نے دل پر پتھر رکھ کر عروج کا ہاتھ واپس اپنی جگہ رکھا اور باہر نکل گیا۔ نرس کی صورت سے عروج کو ہنسی آرہی تھی اسے تھوڑی نا پتا تھا ابھی چار لوگ اور بھی ہو کر گئے ہیں۔ نرس اسے انجیکشن دی کر مزید ایک دو پروسیس کرتی باہر چلی گئی۔ نرس کے جانے کے بعد عروج نے گہرا سانس لیا۔ سب ٹھیک ہو گیا تھا۔ گزرے لمحوں کی یادیں کسی فلم کی طرح اس کے دماغ میں چل رہی تھیں۔ سب کچھ پورا ہو گیا تھا۔ نہیں شاید ابھی کچھ ادھورا تھا۔ ہاں کچھ ادھورا تھا ابھی۔ جسے اسے یہاں سے نکلنے کے بعد پورا کرتا تھا۔ نرس کے دیئے انجیکشن کے زیرِ اثر وہ سوچوں کے درمیان ہی نیند کی وادی میں اتر گئی *** رضا میر نے اس کا صدقہ اتارا تھا۔ عدن بھی اس سے ملنے کے بعد کچھ نا کچھ پڑھ کر اس پر پھونک دیتی۔ عروج پہلے سے کافی بہتر ہو گئی تھی۔ "گڈ مارننگ۔" فریش فریش سا زین اندر آیا۔ "گڈ مارننگ۔" عروج ابھی ابھی سو کر اٹھی تھی۔ "کیسی فیلنگ ہے ابھی؟" زین نے اسے سہارا دیکر بیٹھایا۔ "اچھی ہے۔" عروج نے مسکرا کر کہا۔ "ہمم تو بتاؤ کیا کھاؤ گی؟" زین اس کے سامنے بیٹھ گیا۔ "صرف جوس۔" "نوٹ اونلی جوس کچھ کھانا ہو گا ساتھ۔" عروج نے برا سا منہ بنا تا۔ "مجھے نہیں کھانا۔" "کیوں؟" "من نہیں ہے۔" "ابھی تو کہہ رہی تھی اچھی فیلنگ ہے؟" زین نے گھور کر کہا۔ "ہاں مگر بھوک نہیں ہے۔" اس نے منہ بسورے کہا۔ "پر کھانا تو پڑیگا میں ابھی کچھ لیکر آتا ہوں۔" زین پیار سے اسے پچکارتے باہر نکل گیا۔ کینٹین سے فریش جوس لینے کے ساتھ کچھ کپ کیکس لیکر زین واپس روم میں آیا جب رحمان اور ارحم کو دیکھ ٹھٹھکا جو عروج کو زبردستی کچھ کھلانے کی کوشش کر رہے تھے۔ زین نے ہاتھ میں پکڑا پیکٹ دیکھا جس میں وہ ابھی ابھی عروج کے لئے جوس اور کیکس لیکر آیا تھا۔ "ہیلو۔" ارحم نے اسے دیکھتے مسکرا کر کہا۔ "ہیلو۔" زین نے مسکرانے کا تکلف بھی

نہیں کیا۔ "کیا کھا رہی ہو؟" زین عروج کی طرف بڑھا۔ "سوپ ہے۔" جواب رحمان کی طرف سے آیا۔ "تم کیا لائے ہو؟" عروج نے سوپ سائیڈ پر کیا۔ "کچھ نہیں جوس لایا تھا۔" زین نے پیکٹ اس کی طرف بڑھایا چہرے پر گہری سنجیدگی تھی جسے عروج نے نوٹس کیا۔ رحمان چیئر چھوڑ کر سائیڈ پر ہو گیا۔ زین نے چیئر گھسیٹ کر آگے کی اور خاموشی سے بیٹھ کر جوس نکال کر عروج کو تھمایا۔ عروج نے گہری نظروں سے اسے دیکھتے جوس تھاما تھا۔ "کیک کھاؤ گی؟" "لائے ہو تو ضرور۔" عروج نے مسکرا کر کہا۔ زین نے کیک نکال کر آگے رکھ دیا۔ "بابا نہیں آئے؟" اس نے کیک کی بائیٹ لیتے پوچھا۔ "نہیں تھوڑی دیر تک آئینگے۔" جواب سنجیدگی سے آیا۔ تھوڑی دیر پہلے والا زین اب مرجھایا سا لگ رہا تھا۔ "اے جے ہم باہر ہیں۔" رحمان عروج سے کہتا ارحم کو اشارہ کئے باہر نکل گیا۔ ارحم بھی اشارہ سمجھتے اس کے پیچھے ہی باہر نکلا تھا۔ عروج نے پہلے انہیں پھر چہرے پر سنجیدگی سجائے بیٹھے زین کو دیکھا۔ "کیا تمہیں میرے فرینڈز اچھے نہیں لگتے؟" اس نے کیک واپس رکھ دیا۔ "تمہاری اس حالت کے زمیدار وہی ہیں۔" آواز میں خزاؤں سی خشکی تھی۔ عروج ہکابکا اسے دیکھنے لگی۔ "ایسا نہیں ہے۔" "تو کیسا ہے؟" زین اب اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔ "جو ہوتا ہے اچھے کے لئے ہوتا ہے پلیز انہیں بلیم مت کرو۔" اس کے منہ سے مری مری آواز نکلی۔ "تمہیں ایسا نہیں لگتا پر مجھے لگتا ہے۔" زین نے کیک اٹھا کر اس کے منہ کے آگے کیا۔ "نہیں چاہیے۔" عروج نے اس کا ہاتھ ہٹایا۔ زین کو برا لگا تھا۔ "کیا تم ہم دونوں کے بیچ اپنے دوستوں کو لا رہی ہو؟" وہ حیران تھا۔ "میں نہیں تم لا رہے ہو۔" اس کے گلے میں آنسوؤں کا پھندا اٹک گیا۔ "میں نہیں لا رہا جو سچ ہے وہی بتا رہا ہوں۔" زین نے دوبارہ کیک اس کے منہ کے آگے کیا۔ عروج نے منہ پھیر لیا۔ "عروج یہ کیا طریقہ ہے؟" وہ چڑ کر بولا۔ "تم کیا کہہ رہے ہو تم جانتے ہو؟ مجھے نہیں اچھا لگا تم نے انہیں بلیم کیا۔" آواز بھرا گئی۔ آنکھوں میں نمی اتر آئی۔ "جو سچ ہے

وہی کہہ رہا ہوں۔" وہ اپنی بات پر اڑا تھا۔ "انہوں نے جو کیا وہ غلط فہمی میں تھا مگر تم نے جو کیا تھا اس کا کیا؟" وہ شکایت پر اتر آئی۔ "تمہیں میرے ساتھ میرے دوستوں کو بھی قبول کرنا ہو گا۔" فیصلہ اٹل تھا۔ "اور اگر نا کروں تو؟" سرد مہری سے کہا گیا۔ عروج نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔ "بولو؟" دونوں کی نظریں ایک دوسرے میں گڑی ہوئی تھیں۔ عروج کی آنکھوں سے آنسو ٹپ ٹپ بہنے لگے۔ "ارے۔" زین یک دم بوکھلا گیا۔ "میں تو مذاق کر رہا تھا تم تو سیریس ہو گئی۔" زین نے اس کا ہاتھ پکڑا چہرے پر شرارت تھی۔ عروج نے چند لمحے بے یقینی سے اسے دیکھا پھر سر گھٹنوں میں دیئے رونے لگی۔ "عروج یار مذاق کر رہا تھا۔" زین نے اس کے ہاتھ پر دباؤ ڈالا۔ وہ ہچکیوں سے رونے لگی۔ "ادھر دیکھو میری طرف۔" زین نے دونوں ہاتھوں سے اس کا چہرہ اپنی طرف کیا۔ "میں مذاق کر رہا تھا سٹوپڈ تم سیریس ہو گئی۔" وہ گھمبیر آواز میں بولا۔ "میں جانتا ہوں تم اپنے دوستوں سے بہت پیار کرتی ہو ہاں مجھے ان پر غصہ تھا مجھے لگا تھا تمہاری اس حالت کے زمیدار وہی ہیں جب تم بیہوش تھی مجھے ڈر لگا تھا تمہیں کھونے سے آئی ایم سوری میں بس تمہیں تنگ کر رہا تھا۔" زین نے نرمی سے کہا۔ وہ چند لمحے رکنے کے بعد دوبارہ رونے کا شغل منانے لگی۔ "آجاؤ یار ورنہ یہ رو رو کر اپنی طبیعت خراب کر لے گی۔" زین نے اونچی آواز میں ہانک لگائی۔ عروج رونا بند کر کے اسے دیکھنے لگی۔ تبھی دروازہ کھلا اور سب کے سب اندر آئے۔ سب کے چہرے پر شرارت بھری مسکان تھی۔ عروج ہکا بکا اسے دیکھنے لگی۔ "کیسا لگا ہمارا مذاق؟" اسی نے چہک کر پوچھا۔ "مذاق؟" "ہاں نا ہم بس زین کے ساتھ مل کر تمہیں تنگ کر رہے تھے۔" طوبیٰ نے نرمی سے اس کے آنسو صاف کرتے بتایا۔ "یہ کیسا مذاق تھا؟" عروج نے غصے سے اس کا ہاتھ جھٹکا۔ "سوری۔" طوبیٰ نے کان پکڑے۔ عروج نے تیز گھوری سے اسے نوازا۔ سب خاموشی سے کھڑے مسکرا رہے تھے۔ تبھی دعا دوڑتی ہوئی اس کے پاس آئی اور بیڈ پر چڑھنے کی ناکام کوشش کرنے لگی۔ زین نے اسے اٹھا کر

عروج کے پاس بیٹھایا۔ "آپ بھی تھی اس پلین میں شامل؟" دعا نے معصومیت سے سر ہلا دیا اور زور سے ہنسی۔ سبھی اس کی اس ادا پر کھل کر مسکرائے تھے۔ "ہم تو بس یہ چیک کر رہے تھے کے واقعی تم نے ہمیں معاف کیا کے نہیں۔" سعید گردن پر ہاتھ پھیر تا خفیف سا بولا۔ "ایک بار پھر تمہیں مجھ پر یقین نہیں آیا؟" ناچاہتے ہوئے بھی زبان سے شکوہ نکلا تھا۔ جن چہروں پر مسکراہٹ تھی اب وہ متغیر ہو گئے۔ "ایسا کچھ نہیں ہے ہم بس۔" ارحم نے کچھ کہنا چاہا جب عروج نے اسے ٹوک دیا۔ "میرا وہ مطلب نہیں تھا۔" وہ خود کو کوسنے لگی۔ "آئی ایم سوری۔" رحمان آگے آیا۔ "بس کر دو ہو گیا سوری سے ہی پیٹ بھرو گے کیا۔" عروج نے تنک کر کہا۔ زین اٹھ کر رحمان کے پاس آیا۔ "اس دن کے لئے سوری۔" زین نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھے کہا۔ "کوئی بات نہیں میں تمہاری فیلنگ سمجھتا ہوں۔" رحمان مسکرایا۔ "کون سا دن؟" عروج نے آئی بروا اٹھائے پوچھا۔ "کچھ نہیں۔" زین مسکرا کر کہتا واپس اپنی جگہ آکر بیٹھ گیا۔ دعا عروج کی گود میں بیٹھی سب کے چہرے دیکھ رہی تھی جیسے کہ رہی ہو میں بھی یہاں ہوں۔ "ابھی کچھ کھلا دو بھوک لگی ہے" عروج نے مسکین سی شکل بنائی۔ "ابھی تو کہ رہی تھی بھوک نہیں ہے؟" زین نے شرارت سے کہا۔ "اب لگ گئی۔" عروج نے غصہ دکھایا۔ "اوکے ڈئیر پونڈاتی غصہ کیوں کر رہی ہو بولو کیا کھاؤ گی؟" "اللہ تم اپنی بیوی کو پنوتی کہ رہے ہو؟" اسی نے منہ پر ہاتھ رکھے حیرت سے کہا۔ جہاں زین نے کھا جانے والی نظروں سے اسے دیکھا وہی عروج کا قہقہہ بلند ہوا۔ "اپنے کان صاف کرو تو کچھ سہی سے سنائی دے میں نے پنوتی نہیں پونڈاتی کہا ہے۔" زین نے تیکھے انداز میں کہا۔ "پنوتی تو سنا تھا یہ پونڈاتی کیا ہوتا ہے؟" اسی نے تھوڑی تلے ہاتھ ٹیکائے پر سوچ انداز میں کہا۔ عروج کی ہنسی کو سپیڈ لگ گئی وہی زین دانت کچکا کے رہ گیا۔ خاموش کھڑے چاروں نے دل ہی دل میں عروج کی نظر اتاری تھی۔ خود زین اسی کو چھوڑ کر اسے دیکھنے لگا جسے وہ پہلی بار ایسے ہنستے دیکھ رہا تھا۔ "اتنا مت ہنسے نزل لد

جائیگی۔" "اتنامت ہنسے نظر لگ جائیگی۔" دعا نے معصومیت سے کہا۔ عروج ہنسنا چھوڑ محبّت سے اسے دیکھنے لگی۔ "آپ کو کس نے کہا زیادہ ہنسنے سے نظر لگا جاتی ہے؟" عروج نے اس کے پھولے گال کھینتے پوچھا۔ "دلد ہوتا ہے۔" "درد ہوتا ہے۔" دعا نے منہ بسور کے کہتے اپنا گال ملا جو لال ہو چکا تھا۔ "اوہ سوری۔" عروج نے فورن کان پکڑے جس پر دعا ہنس دی۔ سب دلچسپ نظروں سے دونوں کو دیکھ رہے تھے۔ "جوس پیو گی؟" عروج نے جوس کا ڈبا اسے تھمایا جسے دعا نے خوبصورت مسکان کے ساتھ تھام لیا۔ زین نے دوسرا ڈبا کھول کر اسے دیا تھا۔ تینوں لڑکے جا کر صوفے پر بیٹھ گئے۔ دعا نے جوس پیتے ذرا سا عروج پر گرا دیا۔ "اوہ شولی۔" "اوہ سوری" دعا نے جھٹ کہا۔ "کوئی بات نہیں۔" عروج مسکرائی۔ "ویسے تم لوگوں نے اچھا نہیں کیا میرے بنا ہی شادی کرلی؟" اب سبھی رنجشیں ختم ہونے کے باد گلے شکوے شروع ہو گئے تھے۔ "حالات ہی ایسے پیدا ہو گئے تھے۔" سعید کے لہجے میں اداسی تھی۔ عروج بات سمجھتی خاموش ہو گئی۔ "تم بھی یوں بنا بتائے چلی گئی واپس کب آؤگی یہ بھی نہیں بتایا پتا ہے کتنا انتظار کیا ہم سب نے۔" طوبیٰ بھی شکوے پر اتر آئی۔ "بتایا تو تھا۔" وہ کمال بے نیازی سے کہتی چاروں پر بم گرا گئی۔ "کیا؟ کب؟" آواز رحمان کے منہ سے نکلی۔ "ہنٹ دی تو تھی۔" عروج نے مزے سے جوس کا گھونٹ بھرا۔ "کیسی ہنٹ؟" چاروں کی آواز مل گئی۔ زین بھی حیران ہوا تھا۔ اسی نا سمجھی سے انہیں دیکھ رہی تھی جسے کسی بات کا علم نہیں تھا۔ "چھ لیٹر چھ سال۔" عروج نے کندھے اچکائے۔ چاروں ہونچکا رہ گئے۔ چاروں منہ کھولے اسے دیکھ رہے تھے۔ "تو تم نے اوہ میرے اللہ۔" رحمان نے سر پکڑ لیا۔ باقی تینوں کی حالت بھی ایسی ہی تھی۔ تو گویا چھ لیٹر اسی لئے لکھے تھے جس کا مطلب تھا وہ چھ سال بعد لوٹ آئیگی؟ "اللہ۔" طوبیٰ نے مارے صدمے کے منہ پر ہاتھ رکھا۔ "اتنا حیران کیوں ہو رہے ہو؟" وہ ان کی حالت سے لطف لے رہی تھی۔ "تمہیں پتا ہے ہم کتنا تڑپے تمہارے لئے ان کی غلطی

تھی تو تھپڑ لگاتی مگر یوں جاتی تو نا۔" یہ ارحم تھا جس نے اتنے سالوں میں پہلا شکوہ کیا وہ ناراض ہوا تھا اس سے۔ "تم لوگوں کی وجہ سے میں بھی بیچ میں فری میں گھسیٹا گیا۔" وہ روہنسا ہو کر اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا۔ "گائیز سب ٹھیک ہو چکا ہے اب۔" عروج نے سب پر زور دیا ارحم خود کو ڈھیلا چھوڑتا واپس بیٹھ گیا۔ اسی بہت غور سے ارحم کو دیکھ رہی تھی جو سر جھکائے بیٹھا اپنی حالت کنٹرول کر رہا تھا۔ اس کی کوئی غلطی نہیں تھی مگر پھر بھی سزا کاٹی۔ بعض دفع جس کی کوئی غلطی نہیں ہوتی وہ بھی رشتوں کی لپیٹ میں آ کر بنا کسی غلطی کے سزا کاٹتا ہے ارحم بھی ان ہی میں سے ایک تھا*** عروج کو ڈسچارج مل چکا تھا۔ زین میر مینشن میں ہی رکا ہوا تھا۔ حیدرآباد سے زین کی فیملی عروج کی عیادت کے لئے آئی تھی۔ عدن بھی اس کے پاس ہی رکی تھیں۔ باقی چاروں بھی زیادہ وقت اس کے ساتھ ہی گزارتے تھے۔ زندگی جیسے اپنی رو میں لوٹ آئی تھی۔ اگر کچھ نہیں تھا تو سعدیہ بی جسے سب بہت مس کرتے۔ عروج ہلکا ہلکا چلنے لگی تھی۔ اس مشکل وقت میں سب نے اس کا بھرپور ساتھ دیا۔ عباسی صاحب عروج کے کہنے پر آیت کو وہی چھوڑ اپنی اہلیہ کے ساتھ واپسی حیدرآباد چلے گئے۔ اس وقت سب لیونگ ایریا میں بیٹھے گپے لڑا رہے تھے۔ سامنے پڑا ٹیبل کھانے پینے کی چیزوں سے بھرا پڑا تھا۔ میر مینشن میں پہلے والی رونق لوٹ آئی تھیں۔ رضا میر جتنا رب کا شکر ادا کرتے کم تھا۔ "تم دونوں نے ابھی تک شادی نہیں کی؟" عروج نے کافی کا کپ اٹھاتے کہا۔ دونوں نے حیرت سے اس کے ہاتھ میں پکڑا کافی کا کپ دیکھا تھا۔ "کیا ہوا؟" "تم کہتی تھی میرے لئے لڑکی تم ڈھونڈو گی اسی لئے میں انتظار کر رہا تھا کب تم آؤ اور میری شادی ہو۔" ارحم نے مسکین سی شکل بنائی۔ عروج ہلکا سا مسکرائی۔ "اور تم نے شادی کیوں نہیں کی؟" عروج نے سنجیدگی سے خاموش بیٹھے رحمان سے پوچھا۔ رحمان کے چہرے پر سایہ سا لہرا گیا۔ جسے وہاں بیٹھے بہت سے لوگوں نے نوٹ کیا تھا جن میں ایک آیت بھی تھی۔ "بس یونہی۔" کافی دیر کی خاموشی کے بعد اس کی

دھیمی سی آواز آئی تھی۔ "کیا اس کی وجہ وہی ہے؟" عروج نے گہری نظروں سے اسے دیکھا۔ رحمان کو لگا فضا میں آکسیجن یخ لخت ختم ہو گیا ہو۔ "نہیں ایسا کچھ نہیں ہے۔" کتنی مشکل سے یہ لفظ ادا ہوئے تھے۔ "یار یہاں چل کیا رہا ہے تمہاری ایک بات کی مشکل سے سمجھ آتی ہے تو دوسری سر سے گزر جاتی ہے۔" اسی نے منہ بنائے کہا۔۔ کسی نے اس کی بات پر کوئی ریئیکٹ نہیں کیا۔ "اگر میں کہوں تو کیا تم شادی کروگے؟" کتنے مان سے پوچھا گیا تھا۔ زین پاس بیٹھا خاموشی سے ان کی باتیں سن رہا تھا۔ عروج کی بات سمجھتے رحمان زبردستی مسکرایا۔ "بس آج سے یہ زمیداری میری اور اسی کی ہے کیوں اسی؟" عروج نے سکون کا سانس لیتے اسی کی تعید چاہی۔ اسی جو ہنستے مسکراتے ارحم کو دیکھ رہی تھی یک دم سیدی ہوتی بولی۔ "ہاں ہاں کیوں نہیں۔" عروج کے دماغ میں کچھ کلک ہوا تھا جس پر وہ پراسرار سا مسکرائی تھی۔ "آپ دونوں اکیلی کیوں میں بھی آپ کے ساتھ ہوں۔" آیت نے جھٹ کہا۔ "ارے تمہیں کیسے بھول سکتے ہے۔" عروج نے پیار سے کہا۔ "تم ساؤتھ کے لوگ بہت سویٹ ہوتے ہو۔" عروج نے اس کے گال کھینچے۔ جہاں زین نے محبّت پاش نظروں سے اسے دیکھا تھا وہی اسی کا دماغ گھوم گیا۔ "تم جیا کو بھول گئی جو ایسے کہ رہی ہو؟" اسی نے صدمے سے کہا۔ جیا کے ذکر پر عروج کا ہلک تک کڑوا ہو گیا۔ "یہ جیا کون ہے؟" آیت نے معصومیت سے پوچھا۔ اسی نے پچھلے پانچ سالوں کی سٹوری اے ٹوزی سنا دی۔ سب حیرت کی مورت بنے بیٹھے تھے۔ "اور تم نے جیا کا بدلہ ان بیچارے سٹوڈنٹس سے لے لیا۔" عروج نے لقمہ دیا۔ "تو اچھا ہی کیا اب وہ اسی جگہ بیٹھے کسی اور کی ریگنگ کر رہے ہونگے۔" اسی نے خالص زنانیوں والے انداز میں ہاتھ لہرا لہرا کر کہا۔ "اے جے تم نے یہ سب کیسے برداشت کیا؟" طوبیٰ نے شرمندگی سے پوچھا۔ عروج ہلکا سا مسکرائی۔ پھیکی سی مسکان مگر کہا کچھ نہیں۔ اس کی خاموشی پر تینوں جی جان سے شرمندہ ہوئے تھے۔ "ایک بات بتاؤ تم دونوں تو کہتے تھے پولیس جوئن نہیں کرونگا لویر

نہیں بنو نگا تو پھر کیا ہوا؟" عروج نے بات کا رخ موڑتے پوچھا۔ جس کے جواب میں سعید نے اے ٹو زی سب بتا دیا جسے سن عروج، اسی، آیت، زین سب حیرانی سے انہیں دیکھنے لگے۔ "پر ابھی پتا چلا اتنا برا بھی نہیں یہ کام۔" رحمان مسکرایا۔ عروج مسکرا بھی نا سکی۔ "رشوت لیتے ہو؟" اسی نے سعید کے کان کے قریب سرگوشی کی۔ "کیا؟" وہ بونچکا رہ گیا۔ "رشوت لیتے ہو حرام کی کمائی؟" اس بار آواز اونچی تھی۔ سعید نے نفی میں سر ہلا دیا۔ وہی سب کے قہقہ بلند ہوا۔ ارحم نے کن اکھیوں سے اسے دیکھا۔ "اور تم؟" اسی کا رخ رحمان کی طرف ہوا۔ رحمان نے تیزی سے نفی میں سر ہلا دیا۔ "ایسے سر کیا ہلا رہے ہو ابھی میں نے کچھ پوچھا ہی نہیں۔" اسی معصومیت سے بولی۔ "کیا پوچھنا ہے؟" رحمان نے اس تیکھے مرچی کو دیکھا۔ "کیا کبھی کسی قصوروار کو بے قصور اور کسی بے قصور کو قصوروار ٹھہرا کر جیل بھیجا ہے؟" اسی نے مشکوک انداز میں پوچھا۔ "استغفر اللہ بلکل نہیں۔" رحمان نے کانوں کو ہاتھ لگایا تھا۔ "پھر ٹھیک ہے۔" اسی اطمینان سے کہتی سینڈوچ کھانے لگی۔ دونوں شوک سی کیفیت میں اسے دیکھ رہے تھے۔ "تم کیا کرتے ہو ویسے؟" سوال ارحم سے تھا۔ "رضا انکل کی کمپنی میں کام کرتا ہوں۔" کمال بے نیازی سے جواب آیا تھا۔ "کبھی گپلہ کیا ہے پیسوں کا؟" اسی نے مشکوک نظریں اس پر گاڑے پوچھا۔ ارحم آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہا تھا۔ "دیکھا روح یہ خاموش ہے اس کا مطلب ہے اس نے ضرور گپلہ کیا ہے۔" اسی نے عروج کے کان میں سرگوشی کی۔ "کیا کہا اس نے؟" ارحم جھٹ بولا۔ "کچھ نہیں۔" اسی سیدھی ہوتی دوبارہ سینڈوچ کھانے لگی۔ "تیکھے مرچ۔" ارحم بڑبڑایا۔ "چھیلا ہوا آلو۔" اسی نے ناک چڑا کر کہا۔ "اسے جے کہاں سے اٹھا کر لائی ہو اسے؟" ارحم نے غصے سے کہا۔ ایک پل لگا تھا اسی کا چہرہ اترنے میں۔ اس نے ہاتھ میں پکڑا سینڈوچ واپس پلیٹ میں رکھ دیا۔ عروج نے کڑی نظروں سے ارحم کو گھورا تھا جو اس کے گھورنے پر شرمندہ ہو گیا۔ سبھی چند لمحوں کے لئے خاموش ہو گئے۔ اسی خاموشی سے اٹھ کر وہاں

سے جانے لگی جب عروج نے اس کا ہاتھ پکڑ کر واپس بیٹھایا۔ "تم جانتے ہو یہ گزرے پانچ سال ہم نے ایک دوسرے کے ساتھ سائے کی طرح رہ کر گزارے ہیں اسی نے مجھے بہت بار جیا سے بچایا ہم دوست نہیں بہنیں ہیں اور یہ میری زندگی کی بہت قیمتی چیز ہے۔" عروج نے آخر میں شرارت سے کہتے چیز پر زور دیا جس پر اسی مسکرا دی۔ اسی پل اسی کی نظریں ارحم سے ٹکرائیں۔ کیا کچھ نہیں تھا ان آنکھوں میں جو ارحم کو نظریں چرانے پر مجبور کر گیا۔ "گائیز مجھے تمہاری مدد چاہیے۔" عروج نے یاد آنے پر اعلانیہ کہا۔ "مجھے سپیشلی تمہاری مدد چاہیے سعید۔" عروج نے ہاتھ میں پکڑا کپ ٹیبل پر رکھا۔ سب سوالیہ نظروں سے اسے دیکھ رہے تھے۔ "آنٹی عدن کے بیٹے کو ڈھونڈنا ہے جو کیسا دکھتا ہے پتا نہیں کہاں رہتا ہے یہ بھی نہیں پتا۔" عروج نے تفصیل بتائی۔ عروج نے عدن کی ساری سٹوری انہیں سنا دی۔ سب کو بہت افسوس ہوا۔ "اے جے بنا کسی کلو کے ڈھونڈنا تو مشکل ہو گا۔" سعید نے سوچتے کہا۔ عروج کا چہرہ اتر گیا۔ "کیسے پولیس آفیسر ہو ایک کام نہیں کر سکتے؟" عروج نے افسوس سے کہا۔ "تم فکر مت کرو میں دیکھ لونگا۔" سعید نے اسے امید دلائی۔ جس پر عروج نے سکون کا سانس لیا تھا***

عروج نے اسی کے کمرے کے دروازے پر دستک دی۔ اسی کی اجازت ملنے پر وہ مسکراتی ہوئی اندر آئی۔ "روح تم؟" اسی جو مزے سے بیڈ پر لیٹی چاکلیٹ کے ساتھ انصاف کر رہی تھی یک دم چونکی! "کیوں نہیں آسکتی؟" عروج نے دیوار کے سہارے چلتے کہا۔ "کیوں نہیں تمہارا بھی گھر ہے۔" اسی شرارت سے کہتی عروج کو سہارا دیکر بیڈ تک لائی۔ عروج کو اچھا لگا تھا اس کا یوں حق جتانا۔ دونوں بیڈ پر بیٹھ گئیں۔ اسی نے چاکلیٹ اس کی طرف بڑھائی جسے عروج نے

تھام لیا۔ "تمہیں سب کیسے لگے؟" عروج نے چاکلیٹ کی بائیٹ لیتے بات شروع کی۔ "سب بہت اچھے ہیں۔" اسی نے چہک کر کہا۔ "اور ارحم؟" عروج نے کن اکھیوں سے اسے دیکھا۔ اسی کے چہرے پر ایک رنگ آکر گزرا۔ "اس میں ایٹیٹیوڈ بہت ہے۔" اسی نے ناک چڑا کر کہا۔ "کیا؟" اپنے سب سے شریف دوست پر ایسا الزام لگنے پر عروج حیران ہوئی۔ "کیا بتاؤ تمہیں؟" اسی سیدھی ہو کر بیٹھی۔ "وہی جو سچ ہے۔" عروج نے معنی خیزی سے کہا۔ اسی نے عروج کو گھور کر دیکھا۔ "اچھا بتاؤ تمہیں وہ ایٹیٹیوڈ والا کیوں لگا؟" عروج نے بات بدلی۔ "وہ۔" اسی رکی۔ عروج کے نکاح والی شام وہ بلو کلر کا لہنگا پہنے تیزی سے سیڑیاں اتر رہی تھی۔ اس کے لمبے کھلے بال ہوا میں لہرا رہے تھے۔ تیز تیز سیڑیاں اترنے کی وجہ سے بال آکر اس کے چہرہ پر گرے جس سے وہ گرتی گرتی بچی۔ ارحم نے اسے بروقت تھام لیا تھا۔ اسی نے اس کا شکریہ ادا کیا۔ "نام کیا ہے تمہارا؟" ارحم نے سر تا پیر اسے دیکھا۔ "اسی اور تمہارا؟" اسی نے بالوں کو پیچھے ڈالتے پوچھا۔ "نوے۔" ارحم سنجیدگی سے کہتا کوٹ کا بٹن بند کرنے لگا۔ اسی نے خونخوار نظروں سے اسے گھورا۔ "کیا مطلب تم میرے نام کا مذاق اڑا رہے ہو؟" اسی نے پھاڑ کھانے والے انداز میں پوچھا۔ "کیا مطلب تم میرے ساتھ مذاق کر رہی ہو؟" جواب بھی اسی کے انداز میں آیا۔ "تم لگتے کیا ہو میرے جو میں مذاق کروں تمہارے ساتھ؟" اسی نے سینے پر بازو باندھ لئے۔ "اسی یہ بھی کوئی نام ہے؟" وہ تمخسر کرتا ہنسا۔ "کمینہ۔" وہ زیرِ لب بڑبڑائی۔ "کچھ کہا کیا؟" ارحم نے کان کھجایا۔ "جی آپ کی تعریف کر رہی تھی۔" اسی نے ناک چڑا کر کہا۔ 'میں ہوں ہی تعریف کے لائق۔" ارحم نے گردن اکڑی۔ "غلط فہمی ہے تمہاری۔" اسی ہنسی۔ "تو آپ سہی کر دیجئے۔" ارحم تھوڑا آگے کو جھکا۔ "دور رہو ورنہ جانتے نہیں ہو مجھے۔" اسی نے انگلی اٹھائے اسے تنبیہ کیا۔ ارحم گہرا مسکرایا۔ اسی کو اس کی مسکراہٹ زہر لگی۔ "کمینہ۔" اس بار وہ اونچی آواز میں کہتی آگے بڑھ گئی۔ "تیکھی مرچی۔" ارحم نے بنا

مڑے ہی بلند آواز کہا۔ "چھلا ہوا آلو۔" وہ بھی اسے کے انداز میں کہتی آگے بڑھ گئی۔ "بولو۔" عروج نے اسے سوچوں میں گم دیکھ کہا۔ اسی یک دم سوچوں نے باہر نکلی۔ عروج اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ "کچھ نہیں مجھے اندازہ ہوا۔" اسی بات پلٹ گئی۔ "وہ ایٹیٹیوڈ والا نہیں ہے بہت اچھا لڑکا ہے۔" "اچھا تو یہ تم مجھے کیوں بتا رہی ہو؟" اسی نے مشکوک نظروں سے اسے گھورا۔ "بس یونہی۔" عروج نے کندھے اچکائے۔ "اچھا اس کے لئے کیسی لڑکی بیسٹ رہیگی؟" "اس کے جیسی ایٹیٹیوڈ والی۔" اسی نے لاپرواہی سے کہا۔ "اچھا تم ریسٹ کرو میں چلتی ہوں۔" "ریسٹ کی ضرورت تمہیں ہے آؤ میں چھوڑ دوں۔" اسی نے پیار سے کہا۔ عروج نے ہاتھ اس کی اور بڑھایا۔ اسی نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اٹھایا اور اسے اس کے کمرے میں چھوڑ کر آئی۔ اپنے کمرے میں آنے کے بعد اس کے دماغ میں ارحم کی سوچیں تھی۔ وہ خود بھی سمجھ نہیں پا رہی تھی وہ اسے کیوں سوچ رہی ہے *** عروج بالکنی میں کھڑی گزری زندگی کے بارے میں سوچ رہی تھی تیز ہوا سے اس کے بال اڑ کر بار بار چہرہ پر آ رہے تھے۔ جنہیں وہ وقفے وقفے سے پیچھے کرتی۔ وہ اتنا مگن تھی اسے کسی کے کمرے میں آنے کا احساس تک نہیں ہوا۔ زین خاموشی سے اس کے پیچھے آ کر کھڑا ہو گیا۔ عروج کے نتھنوں سے بھینی بھینی کلون کی خوشبو ٹکرائی۔ "ڈیئر پونڈاتی جان سکتا ہوں تم اس وقت یہاں کیا کر رہی ہو؟" زین نے سر آگے کئے سرگوشی بھرے انداز میں پوچھا۔ عروج کی دھڑکنیں بڑھ گئی۔ زین کے ہونٹ اس کے کان کی لو کو چھو رہے تھی۔ "بس یونہی۔" اپنی بے ترتیب دھڑکنوں کو سمبھالتے وہ بمشکل بولی۔ زین اس کے مقابل آ کر کھڑا ہو گیا۔ "تم بھی اس وقت یہاں کیا کر رہے ہو؟" عروج نے مشکوک نظروں سے اسے دیکھا۔ زین ریلنگ سے ٹیک لگائے کھڑا اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ "بس یونہی۔" جواب عروج کے انداز میں ہی آیا۔ کچھ پل خاموشی کی نظر ہو گئے۔ "عروج۔" زین نے گھمبیر آواز میں اسے پکارا۔ عروج نے پلکیں جھکالی۔ زین نے عروج کو کندھوں سے پکڑ

کر اس کا رخ اپنی طرف کیا۔ عروج بوکھلا گئی۔ "میں چاہتا ہوں تمہارے بلکل ٹھیک ہوتے ہی رخصتی ہو جائے میں اب اور تم سے دور نہیں رہ سکتا۔" زین نے گھمبیر آواز میں کہا۔ "پر تم نے تو کہا تھا انتظار کروگے۔" عروج کی صورت اتر گئی۔ "ہاں کہا تھا مگر اس حادثے کے بعد میں اک پل بھی تم سے دور نہیں رہنا چاہتا۔" زین نے عروج کے دونوں ہاتھ تھام لئے۔ "زین میں ابھی۔" "ششش۔" زین نے اسے ٹوک دیا۔ "پہلی بار کچھ مانگ رہا ہوں انکار مت کرنا۔" وہ اس کے ہاتھوں سے کھیلتا بہت مان سے بولا۔ عروج کا سر جھک گیا۔ "بابا سے بات کر لو وہ جو کہیں۔" وہ اپنی رضامندی دے گئی۔ اسے علم تھا زین نے اس کا کتنا انتظار کیا تھا۔ "تھنک یو۔" شدتِ جذبات سے کہتے اس کی آواز رات کے اندھیرے میں سر بکھیر گئی۔ "اگر کبھی میں تم سے کچھ مانگو تو کیا تم مجھے دوگے؟" کسی سوچ کے تحت اس نے پوچھا۔ "میری خوش نصیبی ہوگی اگر تم مجھ سے کچھ مانگو گی۔" وہ سرشار ہو گیا اس کی بات پر۔ "کیا چاہیے؟" "ابھی نہیں سوچ کر بتاؤنگی۔" "اوکے اب آرام کرو۔" زین نرمی سے اس کے ہاتھ چھوڑ گیا۔ "میں تمہیں بیڈ تک چھوڑ دوں؟" وہ جاتے جاتے پلٹا۔ "نہیں میں خود چلی جاؤنگی۔" "اوکے گڈ نائیٹ۔" زین مسکرا کر کہتا روم سے نکل گیا۔ وہ گہرا مسکراتی دیوار کے سہارے سے بیڈ پر آکر بیٹھ گئی *** آیت تیز تیز سیڑیاں اتر رہی تھی جب آخری سیڑی پر موڑ مڑتے اس کی ٹکر کسی سے ہوئی۔ "آئییی۔" وہ سر مسلنے لگی۔ "اوہ سوری۔" رحمان بوکھلا گیا۔ "اٹس اوکے۔" آیت نے پیشانی مسلتے کہا۔ "زیادہ تو نہیں لگی؟" "نہیں میں ٹھیک ہوں۔" "آئی ایم سوری میری غلطی تھی۔" رحمان شرمندہ ہوا۔ "نہیں میری غلطی تھی میں ہی بے دھیانی میں چل رہی تھی۔" آیت نے فورن کہا۔ "آپ زین کی بہن ہیں؟" "جی زین بھائی میرے بھائی ہیں۔" "ایک ہی بات ہے۔" رحمان نے اپنی مسکراہٹ چھپائی۔ آیت خفیف سا مسکرائی۔ عروج جمائی روکتی اپنے روم سے نکل کر ریلنگ کے پاس آکر کھڑی گئی جب نظر دونوں پر گئی۔ "اے جے

کہاں ہے ؟" رحمان نے پوچھا شاید وہ اس سے ملنے آیا رہا۔ "وہ اپنے کمرے میں ہیں۔" آیت نے اوپر اشارہ کیا۔ "اوکے تھنکس آئندہ احتیات کرنا۔" رحمان مسکرا کر کہتا سیڑیاں چڑنے لگا۔ آیت کی نظروں نے دور تک اس کا پیچھا کیا تھا۔ عروج کے چہرے پر مسکراہٹ دوڑ گئی *** عروج پہلے سے بہت بہتر ہو گئی تھی۔ اب وہ بنا سہارے کے بھی چل سکتی تھی۔ اس کے ٹھیک ہوتے ہی رضا میر نے دوبارہ اس کا صدقہ اتارا تھا۔ زین اس وقت موبائل پر لگا تھا جب عروج اس کے پاس آئی۔ "اسلام وعلیکم۔" زین نے چونک کر اسے دیکھا پھر مسکرا دیا۔ "اف میں یہ کیا دیکھ رہا ہوں میری پونڈاتی خود مجھ سے ملنے آئی ہے۔" زین نے دل پر ہاتھ رکھے کسی مجنو کی طرح کہا۔ "ایک بات کرنی تھی؟" عروج تھوڑا جھجکی۔ "پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے سیدھا بات کرو۔" عروج سامنے صوفے پر بیٹھ گئی۔ "وہ۔" عروج انگلیاں مڑوڑتی بولنے کی کوشش کرنے لگی۔ زین غور سے اسے دیکھ رہا تھا۔ "وہ میں چاہتی ہوں میری رخصتی کے ساتھ رحمان اور ارحم کی بھی شادی کر دیں۔" وہ جھجھکتے جھجھکتے کہہ ہی گئی۔ "ہمم وہ تو ٹھیک ہے مگر رحمان اور ارحم کی شادی عجیب نہیں ہو گی؟" زین نے آگے جھکتے رازدانہ انداز میں کہا۔ عروج کی آنکھوں میں ناسمجھی در آئی۔ "دیکھو لڑکا لڑکی کی شادی ہوتی ہے مگر یہاں رحمان اور ارحم کی شادی عجیب نہیں ہو گی؟" چہرے پر سنجیدگی تھی مگر آنکھوں میں واضح شرارت۔ عروج نے بات سمجھتے اسے تیکھی نظروں سے گھورا۔ "میرا مطلب تھا دونوں کے لئے لڑکی ڈھونڈ کر دونوں کی شادی ایک ہی دن کر دیں۔" وہ منہ بنا کر بولی۔ "اوکے ڈیئر پونڈاتی جیسا تم چاہو۔" وہ رضامندی دیتا بولا۔ "لیکن اتنی جلدی لڑکی کیسے ڈھونڈینگے؟" "میں نے سب سوچ لیا ہے۔" عروج نے چہک کر کہا۔ زین محبّت پاش نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ "اب میں چلتی ہوں۔" وہ گھبرا کر کھڑی ہو گئی۔ "صرف یہی بات کرنے آئی تھی میرے ساتھ ٹائم سپینڈ کرنے نہیں آئی تھی؟" زین نے منہ بسور کر کہا۔ "نہیں وہ مجھے کچھ کام تھا۔" وہ ہچکائی۔

"ٹھیک ہے جاؤ۔" زین سنجیدہ ہوا۔ عروج دوبارہ بیٹھ گئی۔ "کیا ہوا تمہیں کام نہیں تھا؟" اس بار لہجے میں شرارت تھی۔ "نہیں بعد میں کر لونگی۔" چند پل یونہی خاموشی کی نظر ہو گئے۔ عروج انگلیوں کو آپس میں مسلے جا رہی تھی۔ زین صوفے سے ٹیک لگائے محبّت سے اسے دیکھ رہا تھا۔ "تمہیں پتا ہے عروج تم یوں خاموش بیٹھی بلکل اچھی نہیں لگتی۔" عروج پزل ہوئی۔ "تم جیسے پہلے لڑتی جھگڑتی تھی ویسے زیادہ اچھی لگتی تھی۔" وہ شرارت سے بولا۔ عروج نے برا سامنہ بنایا۔ "اب چلتی ہوں۔" وہ تیزی سے اٹھی اور دروازے کی طرف بڑھ گئی۔ 'مائی پونڈاتی۔" اس کے لب ہلے تھے *** عروج نے ارحم کو ایمرجنسی کا کہہ کر بلایا تھا اور اب وہ اس کے سامنے بیٹھا اس کے بولنے کا انتظار کر رہا تھا۔ "مجھے ایک ضروری بات کرنی ہے۔" "کون سی ضروری بات؟" ارحم نے تحمل سے پوچھا۔ "تمہیں کوئی لڑکی پسند ہے؟" "لڑکی؟" ارحم نے ناسمجھی سے کہا۔ "ہاں لڑکی شادی کے لئے اگر کوئی پسند ہے تو بتا دو؟" "نہیں مجھے کوئی نہیں پسند۔" ارحم نے صاف بتایا۔ "رئیلی سوچ لو۔" عروج کا انداز پر اسرار تھا۔ 'ہاں بابا کوئی نہیں پسند۔" ارحم مسکرایا۔ "تو پھر ٹھیک ہے جس سے میں کہوں اس سے شادی کرو گے؟" عروج بات کو پتھر پر لکیر کرنے لگی تھی۔ "اوکے۔" ارحم کی رضامندی پر عروج خوشی سے چلائی۔ "میں نے تمہارے لئے ایک لڑکی ڈھونڈلی ہے۔" عروج نے جوش سے بتایا۔ "اتنی جلدی؟" ارحم حیران ہوا۔ "تو کیا بڑھے ہونے کا انتظار کرنا ہے؟" عروج منہ بنا کر بولی۔ "کون ہے وہ؟" ارحم نروس ہوا۔ "پہلے میری سنوں۔" عروج سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔ "میں اور اسی ایک کالج میں ملے جب میں نیٹ کا ایگزیم دینے گئی تھی۔" اسی کے نام پر ارحم چونکا! "تب مجھے نہیں پتا تھا کے میں اس سے دوبارہ ملونگی لیکن پھر ہمیں سکالرشپ مل گئی ایک ہی روم میں ہم پانچ سال ساتھ رہے ساتھ کھایا ساتھ پڑھا ہر پروبلم کا سلیوشن ساتھ نکالا ان پانچ سالوں میں میں نے اسی کو بہت اچھے سے جانا پتا ہے ارحم اس کی زندگی نارمل نہیں تھی اس

نے بہت کچھ سہا اور اب میں چاہتی ہوں کے۔" عروج تحمل سے بتاتی رکی۔ ارحم خاموشی سے اس کی بات سن رہا تھا۔ "میں چاہتی ہوں کے تم اسے وہ سب دو جس کے لئے وہ زندگی بھر ترسی ہے مجھے یقین ہے تم اس کا خیال رکھو گے۔" ارحم چونکا! "اسی مجھے بہنوں کی طرح عزیز ہے کیا تم اسے اپنی زندگی میں شامل کرو گے؟" عروج نے اک آس سے پوچھا۔ ارحم سر جھکا گیا۔ "کیا ہوا وہ تمہیں پسند نہیں؟" عروج کا چہرہ اتر گیا۔ "جیسی تمہاری مرضی۔" اس نے سر اٹھایا تو وہ مسکرا رہا تھا۔ "سچ؟" عروج خوشی سے اچھلی۔ "دیکھو کوئی زبردستی نہیں ہے تم اچھے سے سوچ لو۔" عروج نے اپنی خوشی پر قابو پاتے کہا۔ "اے جے میں نے یہ حق بہت سال پہلے تمہیں دیا تھا اور اب بھی اپنی بات پر قائم ہوں تم جس سے کہو گی اسے سے میں آنکھیں بند کر کے شادی کر لونگا۔" عروج کی آنکھیں بھیگ گئی۔ "یو آر سو سویٹ۔" وہ کسی چھوٹے بچے کی طرف سوں سوں کرتی بولی۔ "یو ٹو۔" ارحم مسکرایا۔ "لیکن کیا تم نے اس سے بات کی؟" ارحم نے یاد آنے پر پوچھا۔ "ابھی نہیں پر تم فکر مت کرو۔" عروج نے آنکھیں صاف کرتے کہا۔ ارحم مسکرا دیا۔ وہ اس کی سب سے اچھی دوست تھی جس پر اسے آنکھیں بند کرنے جیسا یقین تھا۔ عروج کو ڈھیروں سکون ملا تھا*** ارحم سے بات کرنے کے بعد عروج نے سارا معملہ رضا میر سے اور عدن سے ڈسکس کیا۔ دونوں کو ہی کوئی پروبلم نہیں تھی۔ عروج نے رضا میر کو خود اسی سے بات کرنے کا کہا۔ اسی ان کے سامنے کنفیوز سے بیٹھی انگلیاں مڑوڑ رہی تھی۔ "دیکھو بیٹا کوئی زور زبردستی نہیں ہے تمہارے ساتھ تم مجھے پری کی طرح عزیز ہو تمہارا فیصلہ سر آنکھوں پر۔" رضا میر نے بہت نرمی سے کہا۔ اسی کی آنکھیں بھر آئی۔ "بابا آپ کا حکم سر آنکھوں پر مجھے کوئی اعتراض نہیں۔" اسی نے نم آنکھوں سے مسکرا کر کہا۔ رضا میر کے لفظوں نے اسے سرشار کر دیا تھا اب انکار کی گنجائش ہی نہیں تھی۔ "ایک بار پھر سوچ لو میری بچی۔" رضا میر نے دوبارہ اپنی تسلی کرنی چاہی۔ "جی بابا جیسی آپ کی مرضی۔"

وہ نظریں جھکا گئی۔ خوشی سے تو عروج کے پیر ہی زمین پر نہیں ٹک رہے تھے۔ "مبارک ہو۔" عروج نے اس کے کان کے قریب سرگوشی کی جس پر وہ بلش ہوئی۔ "اللہ اللہ لڑکی بلش کر رہی ہے۔" اب عروج کی باری تھی اسے تنگ کرنے کی۔ اسی جھکا سر مزید جھکا گئی۔ عدن اور رضا میر نے ڈھیروں بلائیں لی تھی ان کی *** "مبارک ہو۔" عروج مٹھائی کا ڈبا تھامے خوشی سے چلائی۔ سبھی جوانوں نے ایک ساتھ اسے دیکھا۔ "بہت مبارک ہو۔" عروج نے مٹھائی کا ڈبا ارحم کے آگے کیا۔ "کس خوشی میں؟" ارحم نے برفی اٹھاتے تجسس سے پوچھا۔ "بتاتی ہوں پہلے مٹھائی تو کھاؤ" عروج نے ایک پیس اٹھا کر اس کے منہ میں ڈالا۔ سب حیرت اور تجسس سے اسے دیکھ رہے تھے۔ عروج نے باری باری سب کو مٹھائی کھلائی۔ "اب بتا بھی دو۔" طوبیٰ نے بے تابی سے پوچھا۔ "بات یہ ہے کہ ارحم کا رشتہ پکا ہو گیا ہے۔" عروج نے ڈبا ٹیبل پر رکھتے اعلانیہ کہا۔ "کب؟ کیسے؟ کس کے ساتھ؟ ہمیں کیوں نہیں بتایا؟" کئی سوال اس کی اور اچھلے۔ "صبر رکھو بتاتی ہوں۔" عروج نے ہاتھ کے اشارے سے کہا۔ سبھی خاموش ہو گئے۔ "بات یہ ہے کہ ارحم کے رشتہ میں نے پکا کیا ہے اسی کے ساتھ۔" عروج نے ٹھہر ٹھہر کر کہا۔ سب حیرانی اور خوشی کی ملی جلی کیفیت میں ارحم کو دیکھنے لگے۔ "مبارک ہو۔" سعید نے آگے بڑھ کر اسے مبارک باد دی۔ رحمان نے بھی اسے گلے لگائے مبارک باد دی ارحم جھینپے جھینپے سب سے مبارک باد وصول کر رہا تھا۔ "یہ سب کیسے ہوا؟" طوبیٰ نے حیرت سے پوچھا۔ "یہ سب میرا کمال ہے۔" عروج نے اتراتے کہا۔ سب خوش تھے اور سب سے بڑی خوشی عروج کے لئے تھی جو اپنی رو میں لوٹ آئی تھی۔ "تم تو بڑے چھپے رستم نکلے۔" سعید نے اسے کندھا مارا۔ جواب میں ارحم نے اسے گھورا۔ "ایک اور نیوز ہے۔" عروج نے دوبارہ سب کو خاموش کروایا۔ "ارحم اور رحمان کی شادی ایک ہی دن ہو گی اور وہ بھی میر مینشن میں۔" رحمان بونچکارہ گیا! "کیا تم نے اس کے لئے بھی لڑکی ڈھونڈ لی؟" "ابھی نہیں بس ویٹ

کرو۔" عروج نے کہا۔ رحمان ساری گفتگو میں خاموش رہا۔ باقی سب ارحم کو چھیڑنے میں مصروف تھے۔ اسی شرمائی سی اپنے کمرے میں بند تھی۔ اسی کے لئے ارحم سے اچھا لڑکا ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ عروج نے سوچا۔ کبھی کبھی وہ سوچتی شاید اسی اسے ملی ہی اسی لئے تھی کیونکہ وہ ارحم کی قسمت میں ازل سے ہی لکھ دی گئی تھی*** عروج لاؤن میں بیٹھی کافی پی رہی تھی جب طوبیٰ وہاں آئی۔ دعا گھاس پر بیٹھی کھیل رہی تھی۔ "اے جے ایک بات بتاؤ؟" طوبیٰ نے ٹھوڑی تلے ہاتھ رکھے کہا۔ "ہاں پوچھو۔" عروج دعا کو دیکھتی مسکرا کر بولی۔ "رحمان اور ارحم کی شادی ایک ہی دن رکھنے کا مقصد؟" "کیوں کوئی پروبلم ہے؟" عروج نے کپ ٹیبل پر رکھتے حیران ہوتے پوچھا۔ "نہیں یار میرا وہ مطلب نہیں تھا۔" "تو پھر؟" "دیکھو یار اتنے سالوں بعد اس گھر میں خوشیاں آئی ہیں تو میرے پاس ایک پلان ہے۔" طوبیٰ نے رازداری سے کہا۔ "کیا پلان؟" عروج کی آنکھیں چمکی۔ "دیکھو اگر ایک ہی دن میں شادی کمپلیٹ ہو جائیگی تو سارا مزہ ایک ہی دن میں ختم۔" طوبیٰ نے برا سا منہ بنایا۔ "تو پھر؟" عروج الجھی۔ "تو یہ کے پہلے تمہاری رخصتی ہو جائے پھر تمہارے ولیمے کے اگلے دن ارحم کی مہندی پھر اس کی بارات اور پھر اس کا ولیمہ۔" طوبیٰ نے انگلیوں پر گنوانا شروع کیا۔ "پھر اس کے ولیمے کے اگلے دن رحمان کی مہندی پھر بارات اور پھر ولیمہ ایسے بہت سے دن اس گھر میں رونق لگی رہیگی اور بہت سارا مزہ آئیگا۔" طوبیٰ ایکسائیڈ سی ہو گئی۔ "واہ طوبیٰ ڈیٹس گڈ آئیڈیا۔" عروج کی آنکھوں کی چمک بڑھ گئی۔ عروج نے یہی بات رضا میر کو بتائی وہ اپنی بیٹی کی حرکتوں کو دیکھ بس مسکرا کر رہ گئے۔ سب بہت خوش تھے کوئی نہیں تھا تو وہ رحمان۔ عروج کی رخصتی کی تاریخ تہ ہو چکی تھی عروج نے عدن کو مزید وہاں روک لیا اس کی چھٹیوں کا مسلا تھا جسے عروج نے طیبہ سے کہ کر حل کروالیا تھا جس سے عدن کو لمبی لیو مل گئی تھی۔ کل زین اور آیت کی واپسی تھی۔ بارات حیدرآباد سے فارم ہاؤس اور وہاں سے میر مینشن آنی تھی۔ آیت بور ہو رہی تھی اسی لئے کچن میں چلی آئی

جہاں سدرہ چائے بنا رہی تھی۔ "آپ کچن میں کچھ چاہیے ؟" سدرہ نے پوچھا۔ "نہیں میں گھر میں بور ہو رہی تھی تو سوچا کوئی کام کرلوں۔" آیت نے کہا۔ "آپ کام کیوں کرینگی گھر میں بہت سے ملازم ہیں کام کرنے کے لئے۔" سدرہ نے فورن انکار کیا۔ "کوئی بات نہیں گھر میں ملازم ہی کام کریں ضروری تو نہیں آپ مجھے کوئی کام دیں پلیز۔" آیت نے ریکویسٹ کی۔ "ٹھیک ہے آپ یہ چائے رحمان صاحب کو دے آئیں۔" سدرہ نے چائے کا کپ ٹرے میں رکھ کر اسے دیا۔ آیت پہلے تھوڑا ہچکچائی پھر ٹرے تھام کر شکریہ کے ساتھ باہر نکلی اب اس کا رخ لاؤن کی طرف تھا۔ رحمان کسی سے فون پر بات کر رہا تھا کالا کوٹ کرسی سے جھول رہا تھا۔ آیت نے ہچکچاتے ٹرے ٹیبل پر رکھی۔ رحمان نے فون کاٹتے کان سے ہٹا کر ٹیبل پر رکھ دیا۔ "اسلام و علیکم۔" آیت نے دھیمے سے کیا۔ "واعلیکم اسلام آپ چائے کیوں لائی ؟" رحمان خوامخواہ شرمندہ ہوا۔ "کوئی بات نہیں۔" آیت نے دھیمے سے کہا نظریں جھکی تھیں۔ "بہت شکریہ۔" رحمان نے کپ اٹھایا۔ "کوئی بات نہیں۔" دوبارہ وہی جملہ۔ "آپ کرتی کیا ہیں؟" کپ کو ہونٹوں سے لگاتے سوال کیا۔ "اسٹڈی کرتی ہوں۔" "گڈ۔" رحمان مسکرایا۔ "اور آپ شاید لوئر ہیں؟" آیت نے کوٹ کی طرف اشارہ کیا۔ "جی بجا فرمایا۔" آیت حیران ہوئی۔ "کیا ہوا کچھ غلط کہا؟" رحمان نے اس کی حیرانی بھانپتے پوچھا۔ "آپ اتنی اچھی اردو کیسے بول لیتے ہیں ؟" اس کی بچکانہ بات پر رحمان مسکرایا۔ "سیکھی تھی۔" "اوہ۔" "آپ کھڑی کیوں ہیں بیٹھ جائے۔" آیت ہچکچاتے بیٹھ گئی۔ نظریں ٹیبل پر جمی تھیں۔ "ایک بات پوچھوں آپ برا تو نہیں منائینگی ؟" رحمان نے ہچکچاتے کہا۔ "جی پوچھے۔" نظریں ہنوز جھکی تھیں۔ "اے جے اور زین کیسے ملے آئی مین آپ کو پتا ہے ان کی سٹوری ؟" "جی مجھے پتا ہے اور ان کی سٹوری بہت انٹرسٹنگ ہے۔" آیت جوش سے بولی۔ "اوکے اگر آپ کے پاس ٹائم ہے تو سنا دیں۔" رحمان اس کے انداز پر مسکرایا تھا۔ "جی میرے پاس ٹائم ہی ٹائم ہے۔" آیت جو

بور ہو رہی تھی اسے موقع مل گیا تھا ٹائم سپینڈ کرنے کا۔ "تو سنے بھائی اور عروج کالج میں ملے تھے۔ "کالج میں؟"
رحمان حیران ہوا۔ تو کیا عروج نے اپنی پڑھائی کا آخری سال پورا کیا تھا؟ اس نے سوچا۔ "پھر بھائی نے عروج کی ریگنگ
کرنے کی کوشش کی اور پتا ہے کیا ہوا؟" آیت زور سے ہنسی۔ رحمان دونوں کہنیاں ٹیبل پر ٹکائے اسے دیکھ اور
سن رہا تھا۔ "عروج نے الٹا بھائی کی انسلٹ کر دی۔" وہ ہنستے ہوئے بتا رہی تھی۔ اور رحمان اس معصوم سی پری پیکر کو
دیکھ رہا تھا۔ عروج ٹھنڈی ہوا کے لئے بالکنی میں آئی تھی جہاں اس کی نظر آیت اور رحمان پڑی جو ہنستے مسکراتے
باتیں کر رہے تھے۔ عروج نے دل میں ہی ان کی ڈھیروں بلائیں لی۔ "جب لڑکی گھر میں ہے تو باہر ٹائم خراب کرنے
کی کیا ضرورت؟" عروج ہمکلام ہوتی زین کے کمرے کی طرف چل پڑی۔ آیت حرف بہ حرف رحمان کو ساری
سٹوری بتا رہی تھی۔ رحمان حیرت سے اسے دیکھ رہا تھا۔ "آپ کی ایج کیا ہے؟" رحمان نے اسے ٹوکتے سنجیدگی سے
پوچھا۔ "جی؟" وہ تھوڑا حیران ہوئی۔ "آپ کی ایج؟" "بائیس۔" آیت نے پزل ہوتے بتایا۔ "پر آپ تو دیکھنے میں
چوئی موئی سی لگتی ہیں؟" رحمان جی بھر کر حیران ہوا۔ آیت کھکھلا کر ہنس دی۔ اس کی ہنسی رحمان کے جلتے دل پر
ٹھنڈی پھوار جیسی تھی۔ وہ یک ٹک اسے دیکھنے لگا۔ آیت اس کے یوں دیکھنے پر پزل ہو گئی۔ "ہمم۔" رحمان گلا
کھنکھار کر سیدھا ہوا۔ "بہت انٹرٹینگ سٹوری تھی۔" رحمان خود بھی پزل ہوا۔ "جی۔" آیت اتنا ہی بولی۔ "ارے
آپ کی چائے تو ٹھنڈی ہو گئی میں اور لے آتی ہوں۔" آیت اٹھی۔ "نو اٹس اوکے ابھی مجھے نکلنا ہے۔" رحمان بھی
کھڑا ہو گیا۔ "پر آپ نے تو چائے پی ہی نہیں؟" آیت نے معصومیت سے کہا۔ "کوئی بات نہیں میں زیادہ تر یہی پایا جاتا
ہوں تو بعد میں پی لونگا ابھی چلتا ہوں اللہ حافظ۔" رحمان آخری نگاہ اس پر ڈالتا اپنا کوٹ اٹھائے پورچ کی طرف چل
دیا جہاں اس کی کار کھڑی تھی۔ "اللہ حافظ۔" آیت نے دھیرے سے کہا اس کی نظریں جاتے ہوئے رحمان کی پشت

پر تھیں*** عروج نے زین کے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹایا۔"کم ان۔" اندر سے مصروف سی آواز آئی۔ عروج دروازہ کھولتی اندر آئی جہاں زین پیکنگ کرنے میں مصروف تھا۔ عروج کو دیکھ اسے خوشگوار حیرت ہوئی۔ زین کپڑے چھوڑ تا سیدھا ہو کر کھڑا ہو گیا۔"میں کر دوں پیکنگ؟" عروج نے آگے بڑھتے اس کے ہاتھ سے کپڑے تھامے۔"نو ڈیئر پونڈاتی پہلے گھر آجاؤ پھر یہ سب کام کرنا۔" زین نے کپڑے واپس لیتے کہا۔"میں کر دیتی ہوں۔" عروج نے دوبارہ کپڑے تھامے۔"اوکے ایزیووش۔" وہ کہتا آرام سے ایک سائیڈ ہو گیا۔ عروج کپڑوں کو تہ لگاتی بیگ میں رکھنے لگی۔ عروج کپڑے تہ کرتی منہ ہی منہ میں صورتیں پڑھ رہی تھی۔ زین بہت غور سے اسے دیکھ رہا تھا۔ سارے کپڑوں میں کوئی ایک ادھ ہی دوسرے رنگ کا ہو گا ورنہ سارے بلیک ہی تھے۔"لگتا ہے بلیک کلر تمہارا پہلا پیار ہے؟" عروج نے بیگ کی زپ بند کرتے کہا۔"ہاں۔" وہ مختصر بولا نظریں ابھی بھی اسی پر تھیں۔ اس کی نظروں سے عروج پزل ہونے لگی۔"اور دوسرا؟" وہ جھجھکی۔"میری امی۔" "تیسرا؟" "ڈیڈ۔" "چوتھا؟" "آیت۔" عروج نے منہ بنایا۔"اور پانچواں؟" وہ آخری کوشش کرتی دوبارہ بولی۔"میری کار۔" وہ اطمینان سے بولا۔ عروج برا سا منہ لئے بیگ ایک طرف رکھ کر بیڈ پر بیٹھ گئی۔ زین دلچسپ نگاہوں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ جو منہ ہی منہ میں کچھ بڑبڑائے جا رہی تھی۔"یہ نہیں پوچھو گی میرا عشق کون ہے؟" زین اس کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا۔ عروج کا دل بری طرح دھڑکا تھا۔ زین نے اس کے موم ہاتھوں کو پکڑ لیا۔"پوچھوں گی نہیں؟" اس کے ہاتھوں کی پشت کو اپنے انگوٹھے سے سہلاتے وہ محبّت سے چور لہجے میں بولا۔"ک۔۔ کون۔۔ہے؟" عروج نے اٹکتے پوچھا۔"تم۔" تین لفظوں نے اس کا سانس چند لمحوں کے لئے بند کر دیا۔"ٹی، یو، ایم، تم ہو میرا عشق۔" پانچ سال پہلے اس نے انہی لفظوں میں اپنی محبّت کا اظہار کیا تھا اور آج پانچ سال بعد وہ انہی لفظوں میں اپنے عشق کا اظہار کر رہا تھا۔"دوسرا؟" "تم۔"

"تیسرا؟" "تم۔" وہ کھکھلا کر ہنسی۔ وہ بھی کھل کر مسکرایا۔ "کچھ مانگو تم سے؟" کتنے حق سے کہا گیا۔ "مانگو۔" وہ بنا پلک جھپکائے اسے دیکھ رہا تھا۔ "دو گے؟" یقین کرنا چاہا۔ "مانگو۔" "پرومس دو گے؟" "مانگو۔" تیسری بار بھی وہی الفاظ۔ "آیت دے دو۔" وہ جھجھکتے تیزی سے کہ گئی۔ زین نے ناسمجھی سے سر ہلایا۔ "وہ تمہاری بھی اتنی ہی ہے جتنی میری ہے۔" اس نے بات کو ناسمجھی میں ٹالا۔ "ہاں پر مجھے اپنے لئے نہیں چاہیے۔" عروج نے ٹھہرے ٹھہرے کہا۔ تو؟" نظروں میں سوال تھا۔ "آیت دے دو رحمان کے لئے۔" زین نے یک دم اس کے ہاتھ چھوڑ دیئے۔ "کیا کہ رہی ہو؟" وہ بے یقینی سے پیچھے ہوا۔ "آیت کا رشتہ رحمان کے لئے۔" عروج نے زبان کو تر کرتے کہا۔ زین بنا کچھ کہے اٹھ کر دور جا کھڑا ہوا۔ عروج کی طرف اس کی پیٹھ تھی۔ "جانتی ہو کیا کہ رہی ہو؟" چند لمحوں بعد اس کی سرد آواز گونجی۔ "اس میں کچھ غلط نہیں ہے میں عزت سے اس کا رشتہ مانگ رہی ہوں۔" عروج کو اس کا روائیہ عجیب لگا۔ "ہاں مگر ان کا کوئی جوڑ نہیں ہے میں ایسے انسان کو اپنی بہن کیسے دوں جس کا ماضی اتنا برا تھا؟" اس کی آواز اونچی تھی۔ "میں مانتی ہوں مگر وہ اس کا ماضی تھا اب اس کا فیوچر ہے جو انشااللہ بہت اچھا ہو گا۔" "مجھے نہیں منظور۔" وہ بات ہی ختم کر گیا۔ عروج بے یقین سی اس کی پشت دیکھ رہی تھی۔ "کیوں؟" "میں اس کا بھائی ہوں اور ایک بھائی ہونے کے ناتے میں یہ حق رکھتا ہوں کے اس کے لئے سہی غلط کا فیصلہ کروں۔" زین پلٹا۔ "میں مانتی ہوں مگر رحمان برا نہیں ہے۔" عروج نے وضاحت دی۔ "میں اسے برا نہیں کہ رہا لیکن جس کے دل میں کوئی اور ہو اس کے ساتھ اپنی بہن کی شادی نیور۔" فیصلہ اٹل تھا۔ بعض دفع اپنوں سے بھی کچھ باتیں راز ہی رکھی جائے تو بہتر ہے۔ عروج کو آج سمجھ آیا تھا۔ "وہ اسے بھول چکا ہے۔" اس نے کمزور سی دلیل دی۔ "تم سے اس نے کہا ایسا؟" "نہیں۔" "تو؟" "میں جانتی ہوں۔" عروج نے سر جھکایا۔ "اگر وہ اسے بھول چکا ہے تو اس نے ابھی تک شادی کیوں نہیں کی؟" زین

نے اسے لاجواب کر دیا۔ وہ خاموش رہی۔ زین جیبوں میں ہاتھ ڈالے اسے دیکھ رہا تھا۔ "مجھے دونوں ساتھ اچھے لگے اسی لئے کہا۔" چند لمحوں بعد وہ بولی سر ہنوز جھکا تھا۔ "تم نے ان دونوں کو ساتھ کب دیکھا؟" زین نے اچنبے سے کہا۔ "تمہیں اس سے کیا؟" وہ سر اٹھائے سرد مہری سے بولی۔ "دیکھو عروج میں۔" "اگر آیت مان جائے تو؟" عروج نے اسے ٹوکتے کہا۔ "اگر وہ مان جائے تو مجھے کوئی پروبلم نہیں ہو گی۔" وہ دھیرے سے بولا۔ "میں نے بہت مان سے مانگا تھا اسے تم سے اگر آیت منع کرتی تو مجھے اتنا برا نہیں لگتا مگر۔" گلے میں آنسوؤں کا پھندا اٹک گیا۔ "مان دیتے ہی کیوں ہو اگر توڑنا ہی ہوتا ہے۔" وہ بہتے آنسوؤں کے ساتھ تیزی سے روم سے نکلی۔ زین شرمندہ سا کھڑا رہ گیا۔ وہ بھائی تھا اس کا حق رکھتا تھا مگر عروج کو کیسے سمجھاتا*** رضا میر کو بتانے پر وہ تھوڑے حیران ہوئے۔ "پر پری یہ کیسے؟" "ہاں یا نا بابا یہ بتائے آپ رحمان کی طرف سے آیت کے ماما بابا سے بات کرینگے؟" عروج نے ان کی بات کاٹتے دو ٹوک پوچھا۔ "ٹھیک ہے میں کرونگا بات۔" تھوڑی دیر کی سوچ کے بعد انہوں نے حامی بھری۔ "بابا۔" عروج خوشی سے ان سے چمٹ گئی۔ "پر تم نے رحمان سے کی بات؟" رضا میر نے اس کے سر پر شفقت بھرا ہاتھ رکھتے پوچھا۔ "بابا مجھے اس پر پورا بھروسہ ہے وہ نا نہیں کریگا۔" عروج نے مان سے کہا تھا۔ عروج اور رضا میر زین اور آیت کو ایئرپورٹ چھوڑنے آئے تھے۔ دونوں میں دوبارہ کوئی بات نہیں ہوئی دونوں ہی ایک دوسرے سے نالہ تھے۔ آیت عروج سے ملتی رضا میر کے پاس آئی رضا میر نے اس کے سر پر شفقت بھرا ہاتھ رکھا۔ زین نے عروج کو دیکھا جو اسے نظر انداز کرتی ادھر ادھر دیکھ رہی تھی۔ زین کو برا لگا تھا اس کا نظر انداز کرنا۔ زین رضا میر سے ملتا ایک الوداع نظر عروج پر ڈالتا آیت کے ہمراہ چل دیا۔ عروج کی نظروں نے دور تک ان کا پیچھا کیا تھا*** آج کافی دن ہو گئے تھے انہیں گئے نا ہی عروج نے اسے فون کیا اور نا ہی زین نے اسے۔ اس وقت پانچوں سٹوڈیو میں موجود تھے۔ ایک

دوسرے کے سامنے بیٹھے پانچوں عجیب سی کیفیت کا شکار تھے۔ "تمہیں پتا اے جے تمہارے جانے کے بعد سب کچھ جیسے پھیکا سا ہو گیا تھا ہر چیز میں رنگ ختم ہو گئے تھے بہت یاد آتی تھی تمہاری۔" طوبیٰ نے رندی ہوئی آواز میں کہا۔ عروج پھیکا سا مسکرائی۔ "کیوں گئی تھی چھوڑ کر؟" شکوہ ارحم کی طرف سے آیا۔ "اگر میں نہیں جاتی تو تم اکٹھے سے ارحم کیسے بنتے؟" عروج نے رسانیت سے کہا۔ "تمہیں پتا ہے تمہارے جانے کے بعد ہم سب نے اردو سیکھی تھی۔" سعید نے اشتیاق سے بتایا۔ "اچھا پھر تو میں تم سب کا اردو کا ٹیسٹ لونگی۔" عروج جوش سے بولی۔ "اوکے۔" چاروں سیدھے ہو کر بیٹھ گئے۔ "جو لفظ بولونگی تھری لینگوج میں کنورٹ کرنا۔" چاروں نے سر ہلا دیا۔ عروج طوبیٰ کی طرف مڑی۔ "گریہ؟" "رونا، ویپنگ، ویلاپ۔" ناصح؟" "کمزور، نربل، پاورلیس۔" دہر؟" "دنیا، سنسار، ورلڈ۔" "دوستی؟" سٹوڈیو میں خاموشی چھا گئی سوال رحمان سے تھا۔ "بھروسہ، اعتبار، بلائینڈ ٹرسٹ، اور۔" "اور؟" "اے جے۔" عروج مسکرائی تھی۔ "تم نے اسٹڈی کا آخری سال پورا کیا؟" رحمان نے یاد آنے پر پوچھا۔ "ہاں۔" جواب مختصر تھا۔ "تم تو کہتے تھے مسلمان بے وفا دھوکے باز ہوتے ہیں تو پھر تم نے اسلام کیوں قبول کیا؟" ناچاہتے ہوئے بھی زبان پر طنز آ گیا۔ "کیونکہ میں غلط تھا مسلمان بے وفا دھوکے باز نہیں ہوتے وہ وفادار ہوتے ان جیسا کوئی نہیں ہوتا وہ دوسروں کے لئے اپنی خوشی قربان کر دیتے ہیں۔" وہ ندامت سے سر جھکائے کہہ رہا تھا۔ "میں نے بابا سے کہہ کر زین کے پیرنٹس سے تمہارے اور آیت کے رشتے کی بات کی ہے۔" رحمان اپنی جگہ سے اچھلا۔ باقی تینوں بھی شوک کی کیفیت میں اسے دیکھنے لگے۔ "اے جے وہ چھوٹی ہے مجھ سے یہ سب کیسے؟" "لڑکی ہمیشہ لڑکے سے چھوٹی ہی ہوتی ہے" عروج نے سنجیدگی سے کہا۔ "پر اے جے۔" "کیا تم منع کر رہے ہو؟" عروج نے سختی سے اسے ٹوکا۔ "نہیں میں یہ نہیں کہہ رہا۔" رحمان سٹپٹا گیا۔ "تو بتاؤ آیت سے شادی کرو گے؟" رحمان بے بس سا اسے دیکھنے لگا۔ تینوں

خاموشی سے بیٹھے تھے۔ "کیا میں اتنی اچھی لڑکی کو ڈیزرو کرتا ہوں؟" اس نے جیسے خود سے پوچھا۔ "ہاں کرتے ہو اور جو ہو چکا اس پر ماتم کرنے کی بجائے جو مل رہا ہے اس پر شکر کرو۔" عروج نے اپنا لہجہ ہموار رکھتے کہا۔ رحمان مصطرب سا کھڑا تھا۔ "تم بتاؤ کرو گے شادی؟" "اے جے میں۔" "ہاں یا نا؟" وہ پھر سختی سے ٹوک گئی۔ "ٹھیک ہے جیسے تم کہو۔" وہ دل پر پتھر رکھ کر کہ گیا۔ وہ نہال ہو گئی۔ 'مجھے پتا تھا تم میری بات کبھی نہیں ٹالو گے۔" عروج کے انگ انگ سے خوشی پھوٹنے لگی۔ تینوں بھی خوشی سے مسکرائے تھے۔ "رحمان تم نے ہاں کہ کر میری ساری تکلیفیں دور کر دی سارا حساب برابر ہو گیا۔" وہ سرشاری سی بولی۔ رحمان زبردستی مسکرایا تھا*** عروج رضا میر کو کل ہی حیدرآباد جانے کا کہ کر اپنے کمرے میں آئی جب اس کا فون رنگ ہوا۔ نمبر دیکھ عروج نے منہ بنا کر کال کاٹ دی۔ دوبارہ کال آنے پر عروج نے غصے سے موبائل کان سے لگایا مگر خاموش رہی دوسری طرف بھی گہری خاموشی تھی۔ "کیسی ہو؟" چند لمحوں کی خاموشی کے بعد اس کی بھاری آواز سنائی دی۔ "تمہیں اس سے کیا؟" وہ رکھائی سے بولی۔ "ناراض ہو؟" گھمبیر آواز میں پوچھا گیا۔ "نہیں۔" ناراضگی سے کہا گیا۔ "آئی ایم سوری۔" وہ اتنی نرمی اور محبّت سے بولا تھا عروج کے دل نے بے اختیار ایک بیٹ مس کی۔ "بولو کچھ۔" اس کی خاموشی پر وہ گہری سانس لیتا بولا۔ "کیا بولوں؟" دور بیٹھے بھی وہ شرما رہی تھی۔ "ناراض ہو؟" پھر وہی سوال۔ "تھی۔" اس کے مختصر کہنے پر زین کے دل سے ڈھیروں بوجھ اتر گیا۔ "آئی لو یو۔" وہی آوارگی بھرا لہجہ۔ عروج بلش ہوئی۔ "کبھی اس کا جواب بھی دے دیا کرو۔" وہ بیچارگی سے بولا۔ "میری مرضی۔" وہ شرارت سے بولی۔ زین گہری سانس بھر کر رہ گیا** رخصتی میں تین ہفتے باقی تھے عروج اور اسی ہوسپٹل جانا شروع ہو گئیں۔ سعید زور و شور سے عدن کے بیٹے کی تلاش میں تھا بہت محنت کے بعد ایک کلو ہاتھ آیا۔ عدن کا شوہر دہلی میں ہی رہتا تھا***

اگلے دن رضا میر حیدر آباد گئے تھے۔ طیّبہ اور عباسی صاحب سن کر تھوڑا تزبز ہوئے۔ زین بھی وہی موجود تھا۔ "بہت امید سے آیا ہوں آپ کے پاس۔" کافی دیر کی خاموشی کو رضا میر کی آواز نے توڑا۔ "ہم سوچ کر بتائینگے۔" عباسی صاحب نے سنجیدگی سے کہا۔ تھوڑی دیر مزید وہاں رک کر رضا میر واپسی کے لئے نکل گئے۔ "مجھے تو حیرت ہو رہی ہے انہوں نے ایسے کیسے رشتہ مانگ لیا؟" زین ابھی ابھی رضا میر کو ائیر پورٹ چھوڑ کر واپس لوٹا تھا جب عباسی صاحب کی آواز پر رکا۔ "ایسے کیسے کا کیا مطلب؟ عزت و احترام سے رشتہ مانگنے آئے تھے۔" طیّبہ نے کہا۔ "ہاں مگر اس لڑکے کا ماضی کفر میں گزرا ہے؟" عباسی صاحب کی طرف سے پہلا اعتراض آیا۔ "وہ ماضی تھا اب اللہ تعالیٰ نے اسے ہدایت دی ہے بجائے پیچھے دیکھنے کے ہم آگے دیکھے تو بہتر ہو گا۔" پہلا اعتراض رد ہو گیا۔ "آیت ابھی پڑھ رہی ہے؟" دوسرا اعتراض۔ "پڑھائی شادی کے بعد بھی مکمل ہو سکتی ہے۔" دوسرا اعتراض بھی رد۔ "مگر اتنی جلدی شادی؟" انہوں نے پریشانی سے کہا۔ "بیٹی جتنی جلدی اپنے گھر کی ہو جائے تو بہتر ہے۔" طیّبہ نے تیسرا اعتراض بھی رد کر دیا گیا۔ "وہ تو ٹھیک ہے لیکن میرا من نہیں مان رہا۔" عباسی صاحب اصطرابیت کی کیفیت میں بولے۔ "بھائی صاحب نے خود لڑکے کی گرنٹی لی ہے اور عروج کو تو آپ جانتے ہن وہ کتنی اچھی اور سلجھی ہوئی بچی ہے وہ لڑکا بھی ویسا ہی ہو گا آپ فکر مت کریں۔" طیّبہ نے تحمل سے کہا۔ "مگر۔" "ڈیڈ بہتر ہے کے آپ آیت سے پوچھ لیں۔" عباسی صاحب کے کچھ بولنے سے پہلے ہی زین لیونگ ایریا میں داخل ہوا۔ "اگر وہ ہاں کر دیتی ہے تو ہمیں کوئی پروبلم نہیں ہونی چاہیے؟" زین نے کہ کر باری باری دونوں کی طرف دیکھا۔ زین کی بات سے دونوں ہی متفق لگ رہے تھے۔ "میں بات کرتا ہوں آپ بے فکر رہیں۔" زین ان کی پریشانی دور کرتا سیڑیاں چڑنے لگا۔ آیت ابھی ابھی نماز پڑھ کر فارغ

ہوئی تھی۔ دوپٹا ویسے ہی نماز کی صورت بندھا تھا۔ زین اجازت لیکر اندر داخل ہوا۔ "بھائی آپ؟" آیت کو خوشگوار حیرت ہوئی۔ "آج کیا لینے آئے ہیں؟" وہ شرارت سے بولی۔ "کچھ کہنے اور پوچھنے آیا ہوں۔" زین مسکرا کر کہتا آگے آیا۔ "کیا کہنا اور پوچھنا ہے؟" "بیٹھو یہاں۔" زین نے اسے بیڈ پر بیٹھایا اور خود بھی بیٹھ گیا۔ آیت سوالیہ نظروں سے اسے دیکھ رہی تھی۔ "آیت دیکھو میری بات کا سوچ سمجھ کر جواب دینا۔" زین سنجیدہ ہوا۔ "کیا بات ہے بھائی؟" اسے تشویش ہوئی۔ "آیت رضا انکل آئے تھے۔" زین نے بات کا سلسلا شروع کیا۔ "ہاں وہ تو پتا ہے؟" آیت معصومیت سے بولی۔ "لیکن یہ پتا ہے کیوں آئے تھے؟" آیت نے نفی میں سر ہلایا۔ "رحمان کے لئے تمہارا رشتہ لیکر۔" "کیا؟" آیت اپنی جگہ سے اچھلی۔ "پر بھائی۔" "دیکھو آیت تمہاری مرضی کے بنا کچھ نہیں ہو گا۔" زین نے اس کی بات کاٹتے یقین دلایا۔ آیت دوبارہ بیٹھ گئی۔ "سوچ لو۔" زین نے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھا۔ آیت کی آنکھوں کے آگے رحمان کا چہرہ لہرایا تھا۔ "آپ کی ایج کیا ہے؟" "اِٹس اوکے میری غلطی تھی۔" "آپ چائے کیوں لیکر آئی؟" اس کا ہر جملہ آیت کے کانوں میں گونجنے لگا۔ "آیت۔" زین نے اسے کھوئے دیکھ پکارا۔ "جی بھائی؟" وہ چونکی! "کوئی زور زبردستی نہیں ہے۔" زین نے اس کے ہاتھ پر دباؤ ڈالا جیسے یقین دلا رہا ہو اس کا فیصلہ سب سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ "بھائی میری پڑھائی؟" وہ پزل ہوئی۔ "امی کا کہنا ہے شادی کے بعد بھی کر سکتی ہو۔" زین نے کانوں سنا کہا۔ "کیا ڈیڈ امی راضی ہیں؟" وہ تھوڑا کنفیوز ہوئی۔ "ان کی رضامندی معنئے نہیں رکھتی تم بتاؤ چاہے وقت لے لو؟" زین نرمی سے بولا وہ اسے کسی بھی طرح پریشر لائیز نہیں کرنا چاہتا تھا۔ کمرے میں خاموشی چھا گئی آیت سر جھکائے بیٹھی تھی زین اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد اس نے سر اٹھایا وہ مسکرا رہی تھی۔ "بھائی جیسی امی اور ڈیڈ کی مرضی۔" وہ تھوڑا مسکرا اور تھوڑا شرما کر بولی۔ زین اس کا جواب سمجھ کر مسکرایا تھا۔ وہ محبّت سے

اس کے سر پر ہاتھ پھیر تا کمرے سے نکل گیا*** فون میر مینشن پہنچ چکا تھا۔ عروج کے تو پیر ہی زمین پر نہیں ٹک رہے تھے۔ عباسی صاحب کے کہنے پر رخصتی کی تاریخ تھوڑی آگے کر دی گئی تھی ان کا کہنا تھا اتنی جلدی ساری تیاریاں نہیں ہو سکتی۔ سب بہت خوش تھے۔ پر کئی کوئی تھا جو ناخوش تھا ن اداس عجیب سی کشمکش تھی۔ رحمان انگلیوں میں سگریٹ پھسائے راکنگ چیئر سے ٹیک لگائے جھول رہا تھا۔ عروج نے اسے لیکر آج شوپنگ پر جانا تھا۔ "کیوں کیا تم نے ایسا؟" دل میں کہیں وہ اس بے وفا دھوکے باز سے مخاطب تھا۔ ایک ننا سا آنسوان کی آنکھ کے کونے سے بہا جسے اس نے بے دردی مسلا تھا۔ ٹیبل پر پڑا اس کا موبائل بجا۔ کال اٹینڈ کر کے اس نے موبائل کان سے لگایا۔ "رحمان کہاں ہو ہم مال پہنچ چکے ہیں؟" ایئر بیس سے عروج کی آواز گونجی۔ "بس نکل رہا ہوں۔" اس نے جلتی سگریٹ ایسٹرے میں ڈالی۔ "نکل رہے ہو مطلب ابھی تک نکلے نہیں دس منٹ میں یہاں پہنچو ورنہ میں تم سے کبھی بات نہیں کرونگی۔" غصے سے کہتی وہ کال کاٹ گئی۔ رحمان موبائل کان سے ہٹاتے مسکرایا تھا۔ "رب نے تمہیں سب لوٹا دیا اور تم ابھی بھی بے سکونی میں بیٹھے ہو یہ تو ناشکری ہے نا؟" وہ زیرِ لب بڑبڑاتا اٹھا اور اپنا بلیک کوٹ پہنے باہر نکلا*** شوپنگ بیگز ایک طرف رکھتے سبھی گرنے والے انداز میں صوفے پر بیٹھے تھے۔ "ویری بیڈ اکسپیرینس۔" ارحم نے تھکے سے انداز میں کہا۔ "ابھی شادی کے بعد ان سب کی عادت ہو جائیگی۔" عروج نے اسے چھیڑتے کہا۔ "ویسے ہماری ہونے والی وہ کہاں ہے؟" ارحم نے یاد آنے پر ادھر ادھر نظریں دوڑائی۔ "کچن میں ہو گی۔" عروج نے انداز کہا جتنی وہ کھانے کی شوقین تھی عروج نے ویسے اندازہ لگایا۔ "میں ذرا پانی پی کر آتا ہوں۔" وہ کھانستا ہوا اٹھا۔ "ڈرامے بند کرو۔" طوبیٰ نے اسے لتاڑا۔ وہ بتی سی دکھاتا سیدھا کچن کی طرف بڑھا تھا۔ اسی شیلف پر بیٹھی پاؤں جھلاتی آئس کریم کھا رہی تھی سدرہ بھی پاس ہی تھی۔ ارحم نے گلہ کھنکھا کر اسے متوجہ کیا۔ اسی نے ایک ناگوار نظر اس پر

ڈالی اور واپس آئس کریم کھانے لگی۔ سدرہ کام کا بہانا بناتی کچن سی واک آؤٹ کر گئی۔ "ویسے لڑکیاں شادی سے پہلے شرماتی للجاری ہیں اور تم توبہ توبہ کتنی بے شرم ہو۔" ارحم نے کانو کو ہاتھ لگائے۔ "میں ان لڑکیوں میں سے نہیں۔" اسی باؤل سائیڈ پر رکھتی جمپ لگا کر نیچے اتری۔ "مجھے پتا نہیں تھا اے جے کا ٹیسیٹ اتنا برا ہے۔" اس کا اشارہ اسی کی طرف تھا۔ "مجھے بھی کچھ دن پہلے ہی پتا چلا۔" وہ ترکی بہ ترکی بولی۔ "ہیلو تھوڑی تمیز سے بات کرو ہونے والا شوہر ہوں تمہارا۔" ارحم نے گردن اکڑائے رعب جھاڑا۔ "تم بھی تھوڑی تمیز اختیار کرو ہونے والی بیوی ہوں تمہاری۔" اسی بھی اسے کے انداز میں بولی۔ "بیوی کیا گلے پڑنے والی بلا۔" ارحم بڑبڑایا۔ اسی کے چہرے پر سایہ سا لہرا گیا۔ اسے دیکھ ارحم کو اپنی غلطی کا احساس ہوا۔ "ویسے بلا اتنی خوبصورت ہو تو گلے پڑوانے میں کوئی مسلہ نہیں۔" ارحم نے بات کا رخ بدلتے کہا۔ "زیادہ فلرٹ کرنے کی ضرورت نہیں ہے میں یہ شادی صرف بابا کی وجہ سے کر رہی ہوں۔" اس نے جتانا ضروری سمجھا۔ "میں بھی یہ شادی صرف اے جے کی وجہ سے کر رہا ہوں۔" ارحم گردن اکڑ کر بولا۔ "بھاڑ میں جاؤ تم۔" وہ جھنجھلا کر کہتی سائیڈ سے جانے لگی جب ارحم نے اس کا راستہ روکا۔ اسی کا سر زور سے اس کے سینے سے ٹکرایا تھا۔ "اللہ۔" وہ پیشانی مسلتی کراہ کر پیچھے ہوئی۔ "کیا مسلا ہے تمہارا؟" وہ غصے سے چلائی۔ "سوری زور سے لگی؟" اس کے لہجے میں فکر تھی۔ اسی بنا جواب دیئے پیشانی مسلتی رہی۔ "آئی ایم سوری ہونے والی بیوی۔" ارحم نے بیوی پر زور دیتے شوخی سے کہا۔ اسی نے تیز نظروں سے اسے گھورا۔ "بھاڑ میں جاؤ تم۔" وہ غصے سے کہتی کچن سے نکلی تھی۔ "تیکھی مرچ۔" اس نے پیچھے سے ہانک لگائی۔ "چھلے ہوئے آلو۔" اسی ٹکا کر کہتی نکل گئی۔ ارحم کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے تھے *** کل عروج کی رخصتی تھی۔ پاکستان سے مہمان بھی پہنچ چکے تھے۔ ساری ارینجمینٹس مکمل ہو چکی تھی۔ عروج رضا میر کے کمرے میں بیٹھی تھی۔ "کل میری پری اس گھر سے رخصت ہو جائیگی۔" وہ

آنسوؤں کے درمیان مسکرائے۔"تمہارے بابا بہت یاد کرینگے تمہیں۔" انہوں نے روتے ہوئے اسے اپنے ساتھ لگایا۔"پلیز بابا روئے مت۔" وہ موٹے موٹے آنسو بہاتی بولی۔"ارے پاگل یہ تو خوشی کے آنسو ہے پتا ہی نہیں چلا کب میری بیٹی اتنی بڑی ہو گئی۔" کوشش کے باوجود بھی آنسو تھمنے کا نام نہیں لے رہے تھے۔ایک بار پھر جدائی کا وقت آگیا تھا دونوں باپ بیٹی رو رہے تھے۔عروج کی مہندی کی رسم شروع ہو چکی تھی میر مینشن میں جشن کا سما تھا۔ جہاں مہندی کی رسم تھی وہاں گھر کے مردوں کے سوا کوئی مرد موجود نہیں تھا۔رحمان نے یہ انتظام خاص اپنی نگرانی میں کروایا تھا۔اسی اور طوبیٰ نے اسے چھیڑ چھیڑ کر اس کا جینا حرام کر دیا تھا۔پیلے رنگ کے سادہ سے سوٹ میں وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔ سبھی لڑکیوں نے ایک جیسا کا نبنیشن کیا تھا۔ساری رات مہندی کا فنکشن چلا*** بارات آنے میں کچھ ہی وقت باقی تھا عروج سجی سنوری شرمائی سی شیشے کے سامنے بیٹھی تھی۔طوبیٰ اور اسی اس کا جینا حرام کرنے میں مصروف تھی۔دعا ان کے قریب بیٹھی کھیل رہی تھی۔یک دم بارات آنے کا شور اٹھا۔عروج کی دھڑکنے بڑھ گئی۔"تم بیٹھو میں آتی ہوں۔" طوبیٰ جلدی سے کہتی باہر نکل گئی اسی بھی چھپکے سے پیچھے ہی لپکی۔عروج نے خود کو ایک نظر آئینے میں دیکھا۔"کیا یہ سب ایسے ہی لکھا تھا؟زین کو میری قسمت میں اسی کو ارحم کی اور آیت کو رحمان کی؟کیا یہ سب اسی لئے ہوا تھا؟اگر میں کبھی حیدرآباد نہیں جاتی تو زین سے نہیں ملتی نا ہی اسی اور آیت سے۔" وہ سوچ رہی تھی جو اس کی گزری زندگی میں ہوا کیا اس کی یہی وجہ تھی؟ تبھی عدن آئی۔"ماشاءاللہ بہت پیاری لگ رہی ہو۔" اس نے دونوں ہاتھوں سے عروج کی بلائیں لی۔آیت بھی پیچھے ہی دونوں سمیت داخل ہوئی۔"ماشاءاللہ بھابھی آپ تو چاند لگ رہی ہیں۔" بھابھی لفظ پر عروج جھینپ گئی۔"چلو نیچے چلیں۔" طوبیٰ نے اسے سہارا دے کر اٹھایا اور ساتھ ہی دعا کو بھی۔چاروں شان سے سیڑیاں اترتی نیچے آئی۔دونوں نے اس کا لہنگا تھام رکھا تھا۔زین کی نظریں

عروج پر ٹک گئی۔ عروج کی نظریں اس سے ملی اور حیا کے مارے وہ پلکوں کی جھالر گرا گئی۔ زین سو سواری گیا تھا اس کی ادا پر۔ اسے لا کر زین کے مقابل بیٹھا دیا گیا۔ عروج گردن جھکائے بیٹھی تھی۔ کیمرے میں مختلف زاوائیوں نے ان کی تصویریں لے رہا تھا۔ "بہت پیاری لگ رہی ہو ڈیئر پونڈاتی۔" زین نے اس کے کان کے قریب سرگوشی کی۔ عروج مسکرا کر جھکا سر مزید جھکا گئی۔ اسی اس کے بغل میں آ کر بیٹھی۔ "بیٹھے بیٹھے فوت ہو گئی ہو کیا؟" اس نے تشویش سے کہتے عروج کا کندھا ہلایا۔ عروج نے سر اٹھا کر اسے گھورا۔ "شکر ہے۔" اسی نے بے اختیار دل پر ہاتھ رکھے سکون کا سانس خارج کیا۔ "ورنہ جیسے بیٹھی تھی اک پل کے لئے مجھے لگا تمہارا انتقال ہو گیا۔" اسی گہرا سانس لیتی بولی۔ عروج نے آنکھیں پھیلا کر اسے دیکھا۔ "کنٹنیو۔" اسی کہتی وہاں سے اٹھ گئی۔ اس کے جاتے ہی عروج نے دوبارہ سر جھکا لیا کیونکہ ساتھ بیٹھا زین اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ آیت بنی سنوری تتلی کی طرح ادھر سے ادھر گھوم رہی تھی جب بے دھیانی میں سامنے سے آتے رحمان سے ٹکرائی۔ "ہائے اللّٰہ۔" وہ دہائی دیتی پیشانی مسلنے لگی۔ رحمان سینے پر بازو باندھے اسے دیکھنے لگا۔ آیت نے سر اٹھا کر سامنے دیکھا ارادہ ڈانٹنے کا تھا مگر سامنے رحمان کو دیکھ نظروں کے ساتھ سر بھی جھک گیا۔ "سوری۔" وہ کسی مجرم کی طرح بولی۔ "کہا تھا نا احتیاط کیجئے؟" رحمان نے بغور اسے دیکھتے کہا۔ "وہ میری غلطی ہے۔" آیت نے زبان تر کرتے کہا۔ "جی بلکل آپ کی ہی غلطی ہے۔" وہ سر کو خم دیتا بولا۔ "سوری۔" وہ شرمندہ ہوئی۔ "کوئی بات نہیں لیکن اگلی بار پلیز احتیاط کیجئے گا۔" رحمان نے سنجیدگی سے کہا تھا۔ آیت نے زور سے سر ہلا دیا۔ "گڈ۔" وہ مسکرایا۔ "میں چلتی ہوں۔" وہ تیزی سے کہتی سائیڈ سے نکلنے لگی جب رحمان کی بات پر اس کے قدم تھمے۔ "اچھی لگ رہی ہیں گھر جا کر نظر اتار لیجئے گا۔" رحمان مسکرا کر کہتا آگے بڑھ گیا۔ آیت بلش ہوئی تھی۔

رخصتی کے وقت ہر آنکھ اشک بہار تھی۔ دونوں باپ بیٹی گلے لگے رو رہے تھے۔ رضا میر نے خود پر ضبط کرتے اسے

چپ کرواکر خود سے دور کیا۔ "انکل یہ سب ڈرامے ہے۔" ارحم نے اس کا دھیان بھٹکانے کے لئے رضا میر کے قریب ہو کر اونچی آواز میں کہا۔ "سچی؟" وہ بھی اس کا ساتھ دیتے شرارت سے بولے۔ عروج روتے روتے ہنس دی۔ باقی سب بھی مسکرا رہے تھے۔ ان کے گاڑی میں بیٹھتے ہی رضا میر نے دونوں کا صدقہ اتارا تھا۔ وہ نم آنکھوں سے سب کو دیکھ رہی تھی۔ پیچھے کھڑے رحمان نے ہاتھ کے اشارے سے اسے سمائل کرنے کا کہا جس پر وہ نم آنکھوں سمیت مسکرادی۔ ارحم نے ہاتھ سے ایسا اشارہ کیا جیسے کہ رہا ہو جاؤ جان چھوڑو۔ اس کی حرکت پر بھیڑ میں قہقہے گونج گئے۔ گاڑی میر مینشن سے نکلی عروج کا دل بوجھل تھا۔ زین نے اس کا ہاتھ تھام کر اسے اپنے ہونے کی تسلی دی جس پر وہ مسکرادی*** سر گھٹنوں پر جھکائے وہ بیڈ پر بیٹھی تھی۔ لہنگا وہ فریش ہو کر اتار چکی تھی۔ طوبیٰ کے پلان میں ایک اور چیز بھی شامل تھی کے تینوں دلہنیں ایک ہی لہنگا پہنے گی جس پر تینوں میں سے کسی نے بھی اعتراض نہیں کیا اسی لئے یہاں آتے ہی اس نے لہنگا اتار کر امانت کے طور پر الماری میں رکھ دیا جو کل صبح اس کے ساتھ ہی میر مینشن جانا تھا۔ دروازہ کھلنے اور بند ہونے کی آواز پر وہ جھینپ کر مزید سمٹ گئی۔ "اسلام وعلیکم۔" سلام کرتا وہ اس کے سامنے ہی بیٹھ گیا۔ عروج نے سر کے اشارے سے ہی سلام کا جواب دیا۔ "کیا ہوا شادی کے بعد آواز چلی گئی؟" وہ شرارت سے کہتا اس کے سامنے ہی کہنی کے بل لیٹ گیا۔ عروج نے سر اٹھا کر اسے گھورا لیکن اس کی آوارہ نظریں دیکھ گھبرا کر دوبارہ سر جھکا گئی۔ "آئی ہیو آ سرپرائز فور یو۔" وہ سیدھا ہو کر بیٹھتا اس کے دونوں ہاتھ تھام گیا۔ "کیا؟" عروج نے تجسس سے پوچھا۔ "کیا ہو سکتا ہے؟" اس نے سوال کیا۔ "منہ دکھائی۔" وہ سوچ کر بولی۔ "رکو۔" زین اس کا ہاتھ چھوڑتا اٹھا۔ عروج اس کی پشت دیکھ رہی تھی جو الماری کے پاس کھڑا کچھ نکال رہا تھا۔ دو منٹ بعد وہ ایک خوبصورت سا ڈبا لئے پلٹا۔ "کھولو۔" ڈبا اسے تھما کر اب وہ اس کے سامنے بیٹھا تھا۔ عروج نے ڈبا کھولا۔ اور اسے لگا وقت پانچ

سال پیچھے چلا گیا ہے زندگی کی الجھنوں میں وہ اسے تو فراموش ہی کر چکی تھی۔ وہ بے یقینی سے کبھی زین اور کبھی ڈبے میں پڑے نیکلس کو دیکھتی۔ آنکھیں لبالب آنسوؤں سے بھر گئی۔ اسے لگا تھا اس نے اپنی ماں کی آخری قیمتی نشانی کھو دی مگر آج وہ پانچ سال بعد اس کے سامنے ایسے حاضر کی گئی تھی۔ "ی۔۔یہ۔" اس کے لب کپکپائے۔ "کیسی لگی منہ دکھائی؟" وہ مسکرایا۔ "زین۔" عروج نے فرطِ جذبات سے اسے پکارا۔ اس کے یوں پکارنے پر وہ نہال ہوا تھا۔ "کب لیا تھا؟" عروج نے ہار کو ہاتھوں میں اٹھایا۔ "اسی رات۔" اس نے دوبارہ عروج کے ہاتھ تھامے۔ "تم سے جڑی چیز مجھے خود سے زیادہ ضروری ہے جب تم نے اسے بیچا تھا تب میں نے اسے تمہیں تنگ کرنے کے لئے خریدا لیکن میں ایسا نہیں کر پایا اسے بیچتے وقت جو اداسی تمہاری آنکھوں میں تھی اس نے مجھے ایسے کرنے سے روک دیا۔" وہ سادگی سے کہ رہا تھا۔ "جانتی ہو تمہارے بنا پانچ سال کیسے گزارے؟" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔ "میں ہر ہفتے تمہارے ہوسٹل کے باہر آتا تھا۔" وہ افسردہ سا مسکرایا۔ عروج رونا چھوڑ حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔ "صرف تمہاری ایک جھلک دیکھنے کے لئے سارا دن تمہارا انتظار کرتا اور جب تم کالج سے واپس لوٹتی تو تمھیں دیکھ میں واپس چلا جاتا۔" عروج کے رکے آنسو روانی سے بہنے لگے۔ "بہت مس کرتا تھا تمھیں۔" آخر میں اس کی آواز رندگئی۔ "مگر تمہاری بات کا مان رکھا اور کبھی تمہارے سامنے نہیں آیا ہمیشہ دل میں ایک ڈر رہتا تھا اگر تم مجھے بھول گئی؟ اور اگر میں نے تمہیں پانے سے پہلے ہی کھو دیا؟" اس کے لہجے میں خوف در آیا۔ "اس دن جب تم نے کہا تمہیں میرے آنے کا یقین نہیں تھا تب مجھے تمہاری بات مذاق لگی لیکن جب کیب دیکھی تب مجھے بہت دکھ ہوا تھا۔" وہ چہرہ جھکائے کہ رہا تھا۔ عروج کو شرمندگی ہوئی۔ "مگر مجھے دیکھ تمہارا رونا بھی مجھے سمجھ نہیں آیا۔" وہ ہنسا۔ عروج بنا پلک جھپکائے اسے دیکھ رہی تھی۔ "تم نہیں جانتی تم کیا ہو میرے لئے۔" ایک آنسو عروج کے ہاتھ پر گرا۔ شاید وہ رو رہا تھا۔ "آج تمہیں پا

کر مجھے لگ رہا ہے میں دنیا کا سب سے خوش قسمت انسان ہوں۔" اس نے سر اٹھایا۔ وہ واقعی رو رہا تھا۔ "میں نے جو کبھی تمہارے ساتھ کیا اس کے لئے آئی ایم رئیلی سوری۔" عروج نے سر دائیں بائیں مارا۔ آنسو ٹپ ٹپ اس کی آنکھوں سے گر رہے تھے۔ "تمہاری آنکھیں آئینہ ہے جس میں میں اپنا عکس دیکھتا ہوں اور جب جب تم روتی ہو وہ عکس دھندلا جاتا ہے اور مجھے ڈر لگتا ہے کہیں تمہارے آنسوؤں کے ساتھ میں بھی بہہ نا جاؤں۔" شدتِ جذبات سے کہتے وہ اس کی پیشانی سے سر ٹکا گیا۔ عروج نے سختی سے اپنی آنکھیں میچ کر آنسوؤں کے بہنے کا راستہ روکا۔ کیا انداز تھا اس کا چپ کروانے کا۔ "روتے ہوئے بہت بری لگتی ہو مت رویا کرو۔" وہ شرارت سے کہتا اس کے آنسو صاف کرنے لگا۔ عروج ہنس دی۔ "اور تم ہنستے ہوئے بہت اچھے لگتے ہو ہمیشہ ہنستے رہا کرو۔" وہ خود ہی کہ کر شرما کر نظریں جھکا گئی۔ زین اس کی ادا پر گہرا مسکرایا تھا***

اگلے دن ارحم اور اسی کی مہندی تھی۔ پلان میں چینج کر کے ولیمہ سب کا ایک ہی دن رکھ دیا گیا تھا۔ لڑکوں کا سیٹ اپ ایک طرف تھا۔ عروج نے پہلے ارحم کو مہندی لگائی اس کے بعد دوسری طرف آ کر اسی کو مہندی لگائی ساتھ ہی اپنے بدلے بھی لئے۔ آیت الگ شرماتی ادھر ادھر پھر رہی تھی ابھی بھی وہ ادھر ادھر گھوم رہی تھی جب رحمان سے اس کا سامنا ہوا۔ رحمان نے سفید کلر کی شلوار قمیض پہن رکھی تھی چہرے پر بڑی بیئرڈ اسے دلکش بنا رہی تھی۔ "اسلام و علیکم۔" آواز اتنی دھیمی تھی رحمان بمشکل سن پایا۔ رحمان نے سر کے اشارے سے جواب دیا۔ آیت پزل سی ہوتی انگلیاں مڑوڑ رہی تھی۔ رحمان بغور اس کا جائزہ لے رہا تھا۔ پیلے رنگ کے کامدار شرارے کے ساتھ ہاتھوں اور کانوں

میں تازہ پیلے پھول پہنے وہ کوئی سورج مکھی کا کھلتا پھول لگ رہی تھی۔"آپ یہاں کیا کر رہی ہیں؟" رحمان نے سنجیدگی سے پوچھا۔"میں؟وہ۔" آیت کو سمجھ نہیں آیا کیا کہے۔"اُدھر لڑکیوں کی سائیڈ پر رہے ادھر لڑکے ہیں۔" رحمان نے پیچھے کی طرف انگوٹھے سے اشارہ کیا۔"اوہ سوری مجھے پتا نہیں تھا۔" آیت کو یک دم شرمندگی نے گھیر لیا۔ "اگلی بار دھیان رکھیے گا۔" رحمان مسکرایا۔ناجانے اور کتنی بار اسے یہ جملہ بولنا تھا۔"جی۔" وہ شرمندہ سی بولی۔ "میں چلتی ہوں۔" وہ سائیڈ سے نکلتی تقریباً بھاگتی ہوئی واپس گئی۔رحمان کی نظروں نے دور تک اس کا پیچھا کیا تھا***

مہندی کے فنکشن کے بعد عروج واپس لوٹ گئی۔سب نے اسے رکنے کا کہا مگر زین نے رکنے نہیں دیا۔ابھی وہ اسی بات سے خفا ہو کر بالکنی میں کھڑی تھی جب زین اس کے پیچھے آکر اس کے گرد گھیرا باندھے اپنی ٹھوڑی اس کے کندھے سے ٹکا گیا۔"ڈیئر پونڈاتی ناراض ہو؟" اس نے بھاری آواز میں پوچھا۔"نہیں۔" وہ خفا سی منہ پھلا کر بولی۔ "مجھے تو یونہی لگ رہا ہے؟" زین منہ اس کے بالوں میں چھپائے مدہوش سا بولا۔اک پل میں عروج کی دھڑکن بڑی تھی۔"مجھے وہاں رہنا تھا۔" وہ بچوں کی طرح بولی۔زین نے مسکرا کر اس کا رخ اپنی طرف موڑا۔"ابھی ابھی ہماری شادی ہوئی ہے ابھی تو میں نے تمہیں جی بھر کے دیکھا بھی نہیں اور تم دور رہنے کی باتیں کر رہی ہو؟" وہ ابھی بھی اس کی باہوں میں تھی۔عروج شرمندہ ہوئی۔"سوری بس میرا من کر رہا تھا۔" اس نے معصومیت سے کہتے وضاحت دی۔"کل رہ لینا۔" "رئیلی؟" وہ خوشی سے اچھلی۔زین نے مسکرا کر سر کو خم دیا۔"زین۔" اس نے بہت پیار سے اسے پکارا تھا اس کے یوں پکارنے پر زین کی دھڑکن بڑھ جاتی تھی۔"بولو جانِ زین۔" زین اس کی پیشانی سے سر ٹیکا تا مدہوش سا بولا۔"اس دن تم نے ہوسپٹل میں کیا کہا تھا؟" "تمھیں یاد ہے؟" وہ ویسے ہی آنکھیں بند کئے اسے محسوس کر رہا تھا۔"ہاں بتاؤ نا۔" وہ لاڈ سے بولی۔زین نے سر اٹھا کر دیکھا وہ مسکراتی اس کے جواب کی منتظر کھڑی

تھی۔ "جب جب تم یوں مسکراؤ گی مجھے تم سے نئے سرے سے عشق ہو گا۔" سالوں پہلے کہا گیا جملہ اس کے سامنے ایسے آیا ہے تھا وہ آنکھیں پھاڑے اسے دیکھ رہی تھی۔ یہ کیسا اظہار تھا کیا وہ پانچ سال پہلے بھی اس سے عشق کرتا تھا؟ یہ کیسا جذبہ تھا کوئی آپ سے محبّت کا نہیں عشق کا اظہار کر رہا تھا۔ وہ اس وقت خود کو سب سے خوش نصیب سمجھ رہی تھی۔ "ایسے کیا دیکھ رہی ہو؟" زین نے اسے ہلایا۔ "کچھ نہیں۔" وہ سر جھکا گئی۔ "اچھا نہیں لگا؟" وہ تھوڑا حیران تھا۔ "آئی ایم سوری۔" عروج اس کی بات اگنور کرتی بولی۔ "کس لئے؟" وہ مزید حیران ہوا۔ "میں نے اس دن تمہیں غلط کہا تم آیت کے بھائی ہو اس پر حق ہے تمہارا آئی ایم سوری میں اس وقت نہیں سمجھی۔" وہ شرمندہ ہوئی۔ "کوئی بات نہیں۔" زین نے دھیرے سے اس کے کان کے قریب سرگوشی کی۔ "تم مجھ سے اتنی محبّت کیوں کرتے ہو؟" عروج اس کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔ "کیونکہ تم میری بیوی ہو۔" "مطلب؟" وہ نا سمجھی۔ "تم میرے نصیب میں شروع سے ہی لکھ دی گئی تھی اسی لئے میں تمہاری طرف مائل ہوا۔" وہ سادگی سے بولا۔ عروج نے مسکرا کر اس کے گرد بازو پھیلائے اور اس کے سینے سے سر ٹکا دیا۔ "تھنکس فور کمنگ ان ٹو مائی لائف۔" وہ دھیرے سے بولی۔ "موسٹ ویلکم۔" زین نے اس کے گرد گھیرا تنگ کر دیا۔ دور فلک پر چمکتا چاند مسکرا کر انہیں نئی زندگی کی مبارک بعد دے رہا تھا*** اسی بیڈ پر بیٹھی ادھر ادھر کا جائزہ لے رہی تھی جب ارحم اندر آیا۔ اسی نے فورن سر جھکا لیا سہی معنوں میں وہ شرما رہی تھی۔ ارحم نے بیڈ پر بیٹھتے سلام کیا اسی نے دھیمی آواز میں سوال کا جواب دیا۔ چند لمحے خاموشی کی نظر ہو گئے پھر ارحم کی زبان میں کھجلی ہوئی۔ "ویسے نکاح کے بعد دلہنوں کو بہت روپ آتا ہے مگر تم تو صرف ٹھیک ٹھاک ہی لگ رہی ہو۔" اسی تپ گئی۔ "تم بھی تو بس ٹھیک ٹھاک ہی لگ رہے ہو۔" وہ بھی ترکی بہ ترکی بولی۔ "تم سے تو اچھا ہی لگ رہا ہوں پتا ہے کالج میں کتنی لڑکیاں مرتی تھیں مجھ پر۔" ارحم نے اتراتے بتایا۔ "تم تو جیسے

بہت ہی حسین ہو۔" اسی جل کر بولی۔ "اوہو کہیں سے جلنے کی بُو آ رہی ہے۔" ارحم نے ناک سے مکھی اڑانے والے انداز میں کہا۔ "جلتی ہے میری جوتی۔" وہ سہی معنوں میں تپ گئی۔ "اوہو وائفی اتنا غصے کہی مجھ سے پیار تو نہیں ہو گیا؟" ارحم نے دل پر ہاتھ رکھے کہا۔ "میری منہ دکھائی کا گفٹ دو۔" اسی اس کی بات اگنور کرتی اپنی ہتھیلی آگے پھیلاتی بولی۔ "کون سا گفٹ اتنی بار تو یہ منہ دیکھ لیا ہے کون سا پہلی بار دیکھ رہا ہوں۔" اسی سلگ گئی۔ "بھاڑ میں جاؤ۔" وہ منہ میں بڑبڑائی۔ ارحم نے مسکرا کر بیڈ کی سائیڈ ٹیبل سے ایک باکس نکالا اور اسی کی طرف بڑھا دیا۔ باکس دیکھ اسی کی آنکھیں چمکی۔ باکس کھولنے پر ایک خوبصورت سا لاکٹ باہر آنے کو بے تاب تھا۔ "یہ بہت پیارا ہے۔" اسی نے لاکٹ ہاتھ میں تھامے چہک کر کہا۔ "تم سے زیادہ نہیں۔" وہ معنی خیزی سے کہتا اسے سر جھکانے پر مجبور کر گیا۔ ارحم نے آگر بڑھ کر لاکٹ اس کے ہاتھ سے لیکر گلے میں پہنا دیا۔ اسی سر جھکائے بیٹھی تھی۔ ارحم نے ایک ہاتھ سے اس کا ہاتھ تھاما اور دوسرے سے اسے ٹھوڑی سے پکڑ کر اس کا چہرہ اپنی طرف کیا۔ اسی کی پلکیں لرز رہی تھیں۔ ارحم نے اس کے دونوں ہاتھوں کو تھام لیا۔ "میری زندگی میں آنے والی تم پہلی عورت ہو اور آخری بھی۔" وہ گھمبیر آواز میں کہتا اسی کا دل دھڑکا گیا۔ "مجھے اے جے نے تمہاری گزری زندگی کے بارے میں سب بتایا۔" اسی کی آنکھیں ڈبڈبا گئی۔ "میں پوری کوشش کرونگا تمہیں کسی شکایت کا موقع نہیں دوں۔" ارحم نے ہاتھ بڑھا کر اس کے بہتے آنسو صاف کئے۔ "یونہی ہنستے کھیلتے لڑتے جھگڑتے میں تمہارے ساتھ یہ ساری زندگی گزارنا چاہتا ہوں کیا تم میرا ساتھ دو گی؟" ارحم نے اجازت طلب نظروں سے اسے دیکھا۔ اسی نے روتے ساتھ زور زور سے سر ہلا دیا۔ ارحم نے سر جھکا کر اس کے دونوں ہاتھوں پر بوسہ دیا تھا۔ اسی نے شرما کر نظریں جھکا لیں۔ اک اور داستان مکمل ہو چکی تھی*** آج رحمان اور آیت کی مہندی تھی۔ عروج گھن چکر بنی ادھر ادھر گھوم رہی تھی۔ پہلے سب میر مینشن رحمان کو مہندی لگانے

گئے پھر واپس آکر آیت کی رسم ہوئی۔ میر مینشن سے بھی سب دلہے کو چھوڑ کر عروج کے گھر آئے تھے۔ رات دیر تک مہندی کے فنکشن چلتے رہنے کے بعد سب سے واپسی کی راہ لی۔ پاکستان سے بی جان اور آکاش کے علاوہ سبھی آئے تھے۔ آکاش کی بیوی کے ساتھ اس کے دو بیٹے بھی تھے۔ کسی نے بھی اس سے کسی قسم کا سوال نہیں کیا تھا۔ نا جانے رضا میر نے ان سے کیا کہا تھا۔ آیت کو عروج نے خود اپنے ہاتھوں سے تیار کیا تھا۔ وہ دلہن بنی بہت معصوم اور خوبصورت لگ رہی تھی۔ عروج دونوں طرف کا فرض نبھا رہی تھی۔ "رحمان مجھے تم سے ایک ضروری بات کرنی ہے؟" بارات آچکی تھی تینوں اسے چھیڑنے میں مصروف تھے جب عروج انہیں اکیلا دیکھ ان کے پاس آئی چہرے پر سنجیدگی سے تھی۔ "ہاں کہو۔" اس کے چہرے پر چھائی سنجیدگی دیکھ رحمان کو تشویش نے آگیرا۔ "رحمان آیت کا انتخاب میں نے تمہارے لئے کیوں کیا جانتے ہو؟" تینوں خاموشی سے عروج کی طرف دیکھ رہے تھے۔ رحمان نے نا سمجھی سے سر ہلا دیا۔ "وہ ایک بہت اچھی اور سلجھی ہوئی لڑکی ہے بلیو می تمہاری زندگی میں آنے کے بعد وہ تمہاری زندگی کے سبھی کھوئے رنگوں کو واپس ڈھونڈ لائیگی۔" رحمان خاموشی سے اس کی بات سن رہا تھا۔ "طیّبہ آنٹی نے اس کی تربیت بہت اچھے سے کی ہے وہ ایک حیا والی لڑکی ہے مجھے یقین ہے وہ تمہیں اپنے رنگ میں رنگ دے گی تمہارا بہت خیال رکھے گی۔" "کیا میں اس کے قابل ہوں؟" اس کی آواز سرگوشی میں نکلی تھی۔ "اگر نہیں ہو تو وہ تمہیں اپنے قابل بنالیگی۔" عروج نے تحمل سے کہا۔ "اسے سب بتا دینا چاہیے ورنہ یہ اس کے ساتھ دھوکہ ہوگا۔" رحمان نے سنجیدگی سے کہا۔ "کچھ باتیں راز ہی رہیں تو اچھا ہوتا ہے۔" عروج نے سختی سے کہا۔ "مجھے وہ بہت عزیز ہے اس کا خیال رکھنا اسے کبھی تکلیف مت دینا وعدہ کرو۔" عروج نے اس کی آنکھوں میں جھانکا۔ "وعدہ۔" وہ مسکرایا۔ "مجھے تم سے یہی امید تھی۔" عروج نہال ہوگئی۔ "میں آتی ہوں۔" عروج پلٹی پھر مڑی۔ "رحمان ہمیشہ حیا والی لڑکی کا

انتخاب کرنا چاہیے وہی آپ کا گھر سمبھال سکتی ہے آپ کی اولاد کو اچھی تربیت دے سکتی ہے اور جس لڑکی میں حیا نا ہو اس کے پاس تک نہیں پھٹکنا چاہیے ورنہ اس کے ساتھ خود بھی برباد ہو جاؤ گے ہمیشہ یاد رکھنا۔" اس کا اشارہ کس طرف تھا رحمان سمجھ گیا تھا۔ آخر میں وہ مسکرا کر اس کے بال بگاڑتی باہر نکل گئی۔ رحمان گم سم سا کھڑا رہ گیا۔ "حیا والی لڑکی۔" اس کے لب ہلے تھے۔ اس کی آنکھوں کے آگے آیت کا سراپا گھما۔ وہ جب بھی اس کے سامنے آئی اس کی نظریں ہمیشہ جھکی ہوتی تھی۔ "کیا حیا والی لڑکیوں کی یہی نشانی ہوتی ہے؟" وہ خود سے ہمکلام ہوا تھا۔ طیبہ اور عباسی صاحب نے اسے آنسوؤں کے درمیان رخصت کیا۔ زین نے اس کے سر پر بوسہ دیتے نم آنکھوں سے اسے ودا کیا۔ عروج ان کے ساتھ ہی آئی تھی۔ عروج اسے کھانا کھلا کر چند لمحے اسے حوصلہ دیتی رہی۔ جب آیت تھوڑا سنبھلی عروج دوبارہ رحمان کو اس کا خیال رکھنے کی نصیحت کرتی واپس چلی گئی۔ آدھی رات سے زیادہ بیت چکی تھی رحمان ابھی تک کمرے میں نہیں آیا تھا۔ آیت کچھ تھکی اور کچھ پریشان سی بیٹھی تھی۔ رحمان نیچے صوفے پر پاؤں پسارے بیٹھا سگریٹ پر سگریٹ پھونک رہا تھا۔ ٹیبل پر پڑا ایسٹرے سگریٹ سے بھرا پڑا تھا۔ وہ عجیب سی اصطرابیت میں مبتلا تھا۔ ہاتھ میں پہنی گھڑی رات کے تین بجا رہی تھی۔ آخر ہمت کر کے وہ اٹھا۔ سگریٹ ایسٹرے میں مسلی اور اوپر کی طرف بڑھا۔ آیت سکڑی سمٹی بیٹھی تھی بیٹھ بیٹھ کر اس کی کمر اور گردن میں درد ہونے لگا تھا۔ رحمان کا کوئی اتا پتا نہیں تھا۔ آیت کے دل میں عجیب عجیب سے خیال آ رہے تھے۔ "عروج نے بتایا تھا وہ اکیلے رہتے ہیں اور ابھی بھی گھر میں اکیلے ہونگے۔" اس نے سوچا اور یہی بات اسے وسوسوں میں ڈال رہی تھی۔ دروازہ کھلنے اور بند ہونے کی آواز پر وہ سوچوں سے باہر نکلی۔ سبھی سوچوں کو مٹا کر وہ مزید سمٹ گئی۔ رحمان چند لمحے کمرے میں چکر لگاتا رہا۔ آیت کو اس کے جوتے نظر آ رہے تھے۔ آیت کے دماغ میں پھر خدشے رقص کرنے لگے۔ رحمان گہرا سانس ہوا میں چھوڑتا اس کے

سامنے بیڈ پر بیٹھ گیا۔ آہستہ آواز میں سلام کر کے اس نے آیت کو بغور دیکھا جو سر حد سے زیادہ جھکائے بیٹھی تھی۔ آیت نے سر کے اشارے سے ہی سلام کا جواب دیا۔ اس وقت اسے بولنا دنیا کا سب سے مشکل کام لگ رہا تھا۔ رحمان چند لمحے لفظوں کو ترتیب دیتا رہا۔ "لیٹ آنے کے لئے معذرت میں آپ کو کچھ بتانا چاہتا ہوں۔" اس نے گلا کھنکھار کر بات شروع کی۔ "پر پہلے آپ تھوڑی سیدھی ہو کر بیٹھ جائیں آئی مین تھوڑا ریلیکس ہو جائیں۔" رحمان نے اس کی حالت دیکھتے کہا۔ آیت سیدھے ہو کر بیٹھ گئی۔ سہی معنوں میں اسے ڈھیروں سکون ملا تھا۔ رحمان کی نظر اسی پر تھی مگر آیت کہیں اور ہی دیکھ رہی تھی۔ "میں آپ کو کسی بھی دھوکے میں نہیں رکھنا چاہتا۔" رحمان نے دوبارہ سلسلا کلام جوڑا۔ آیت کا دل کسی خوف کے تحت دھڑکا۔ "میں نے اے جے سے کہا تھا آپ کو سب بتا دے مگر وہ نہیں مانی میں کوئی رشتہ جھوٹ کی بنیاد پر شروع نہیں کرنا چاہتا کیونکہ جو رشتہ جھوٹ کی بنیاد پر شروع ہوتا ہے اس کی بنیادیں بہت جلد کھوکھلی ہو جاتی ہیں۔" رحمان کو سمجھ نہیں آرہا تھا سب کیسے بتائے۔ آیت نے دھیرے سے نظریں گھما کر اسے دیکھا جس کے چہرے پر پریشانی اور بے چینی واضح رقم رہی۔ "میں آپ کو ایک سچ بتانا چاہتا ہوں اس کے بعد آپ خود فیصلہ کیجئے گا آپ میرے ساتھ رہنا چاہتی ہے یا نہیں۔" رحمان کی بات پر آیت کو ٹھنڈے پسینے آئے تھے۔ رحمان نے ایک گہرا سانس خارج کیا اور سر جھکائے آیت کو حرف بہ حرف سب سچ بتا دیا۔ کافی دیر کمرے میں صرف رحمان کے بولنے کی آواز گونجتی رہی۔ آیت بے یقینی کے عالم میں بیٹھی۔ رحمان سر اٹھا کر دیکھا اور اس کی آنکھوں کی تاب نا لاتے نظریں چرا گیا۔ "میں نے ایک اچھے دوست ہونے کا فرض نہیں نبھایا میں سب کا گناہ گار ہوں۔" اس کی آواز بھرا گئی۔ آیت کی آنکھ سے ایک آنسو نکل کر اس کے لہنگے میں جزب ہو گیا۔ ایک بار پھر کمرے میں خاموشی چھا گئی۔ "عروج نے مجھے سب بتایا تھا۔" یہ دھماکا آیت نے کیا تھا۔ رحمان نے بے یقینی سے اسے دیکھا۔ "آپ کو کیا لگتا ہے وہ

مجھ سے جھوٹ بول سکتی ہیں؟ انہوں نے مجھے بتایا تھا وہ جانتی تھی ان کے منع کرنے کے باوجود بھی آپ نہیں رکینگے اسی لئے انہوں نے مجھے بہت پہلے ہی سب بتا دیا تھا۔" "پھر آپ نے یہ فیصلہ کیوں کیا؟" رحمان نے بے یقینی سے پوچھا۔ آیت خاموش رہی وہ کیا بتاتی سامنے بیٹھا شخص اسے پہلی نظر میں اچھا لگا تھا۔ رحمان اس کے جواب کا منتظر تھا جو کسی گہری سوچ میں گم تھی۔ "کتنا عجیب ہے یہ سب؟" وہ اس کی بات نظر انداز کرتی آنسوؤں کے درمیان بولی۔

"مجھے آپ سے کوئی شکایت نہیں ہے جو تھا آپ کا پاسٹ تھا۔" آیت اب رحمان کی طرف دیکھ رہی تھی۔ جو سر جھکائے کسی ہارے ہوئے جواری کی طرح بیٹھا تھا۔ "مجھے بس اک چیز کا افسوس ہے۔" وہ ہنسی۔ رحمان نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ "میں کسی کی پہلی محبّت یا پسند نہیں بن سکی۔" اس کے لبوں پر مسکراہٹ تھی مگر دل جیسے کسی نے مٹھی میں جکڑ لیا ہو۔ "آپ نے یہ فیصلہ کیوں لیا؟" کیونکہ آپ میرا نصیب تھے اس دنیا میں جو ہوتا ہے وہ کسی نا کسی بنا پر ہوتا ہے اور جو بھی ہوتا ہے اس کے پیچھے کوئی وجہ ہوتی ہے جیسے آپ کی بات سن کر آپ کا پاسٹ جان کر میں نے یہی اندازہ لگایا کے جو آپ کے ساتھ ہوا وہ اسی لئے ہوا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ سب کو ہدایت دینی تھی۔" آیت رسان سے کہ گئی۔ "مجھے آپ سے کوئی شکایت نہیں ہے میں اپنے فیصلے سے خوش ہوں۔" آیت مسکرائی۔ "اگر میں آپ کی پہلی محبّت نہیں بن پائی تو میں پوری کوشش کرونگی آپ کی دوسری اور آخری محبّت بن جاؤں۔" وہ شرما کر کہتی سر جھکا گئی۔ رحمان کے دل کو ڈھیروں سکون ملا تھا۔ "میں پوری کوشش کرونگا آپ کو کسی بھی شکایت کا موقع نا دوں۔" رحمان نے مسکرا کر کہا۔ کمرے میں پھر سے خاموشی چھا گئی۔ "میں آپ کے لئے کچھ لایا تھا۔" رحمان نے سائیڈ ٹیبل سے ایک ڈبا نکال کر اسے دیا۔ "مجھے آپ کی پسند کا نہیں پتا تھا اسی لئے میں یہ طوبیٰ کی پسند کا لے آیا۔" آیت نے ڈبا کھولا جہاں ایک خوبصورت سا نیکلس چمک رہا تھا وہ بلکل اسی کے نیکلس جیسا تھا۔ آیت کی آنکھوں میں پسند گی دیکھ

رحمان گہرا مسکرایا۔ "مے آئی؟" رحمان نے اجازت چاہی۔ آیت نے شرما کر سر ہلا دیا۔ رحمان نے اس کے ہاتھ سے لاکٹ لیکر اس کے گلے میں پہنا دیا۔ کمرے میں ایک بار پھر گہری خاموشی چھا گئی۔ آیت سر جھکائے انگلیاں مڑوڑ رہی تھی۔ "کیا میں آپ کے ہاتھ پکڑ لوں؟" رحمان نے جھجھکتے ہوئے اجازت مانگی۔ آیت نے شرما کر سر ہلا دیا۔ رحمان نے اس کے موم ہاتھوں کو اپنے مضبوط ہاتھوں میں تھام لیا۔ "میرے دل میں اس کے لئے جو محبّت تھی اب وہ نفرت میں بدل چکی ہے۔" آیت کو اس کے لہجے میں ڈھیروں نفرت محسوس ہوئی۔ "جو محبّت شادی کے بعد ہو وہی منزل تک پہنچتی ہے ایک بار میں نے غلطی کی ہے اب دوبارہ نہیں اے جے نے میرے لئے ایک حیاوالی لڑکی کا انتخاب کیا ہے میں آپ کی بہت عزت کرتا ہوں اور یہ امید بھی کے آگے چل کر میرے دل پر صرف آپ کا ہی راج ہو گا۔" رحمان نے اس کے ہاتھوں پر دباؤ ڈالا۔ آیت نے مسکرا کر اسے دیکھا جس کی آنکھوں میں صرف سچائی تھی۔ دور کہیں سے فجر کی اذان سنائی دینے لگی دونوں نے ایک ساتھ سر گھما کر کھڑکی کے پار چمکتے چاند کو دیکھا جو انہیں دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔ اذان کے بعد دونوں نے مل کر نماز ادا کی۔ آیت نے ہاتھ اٹھا کر ساتھ بیٹھے اپنے محرم کو دیکھا اور مسکرا دی جو آنکھیں بند کئے کسی معصوم بچے کی طرح دعا مانگ رہا تھا*** ولیمہ تین نہیں چار کپلز کا تھا۔ طوبیٰ اور سعید کی شادی ایسے حالات میں ہوئی تھی کے وہ ولیمہ نہیں کر پائے اور آج ہی عروج سمیت سب نے انہیں سرپرائز دیا تھا۔ چاروں سلور کلر کی میکسی پہنے اسٹیج پر کھڑی تھیں۔ اور چاروں لڑکوں نے ہی ایک جیسے تھری پیس سوٹ پہنے تھے۔ چاروں جوڑیاں اپنی اپنی نشت سمبھالے بیٹھ چکی تھیں۔ سعید اور طوبیٰ کے درمیان میں سجی سنوری دعا بیٹھی تھی۔ ولیمے کے بعد چاروں جوڑوں نے ایک ساتھ تصویر کھنچوائی۔ صوفے پر طوبیٰ اور سعید کے ساتھ دعا بیٹھی تھی۔ ان کے پیچھے دائیں سائیڈ پر شریف کپل کھڑا تھا اور بائیں طرف لوبرڈز کھڑے تھے اور ان کے سامنے زمین پر ٹخنوں کے بل

شرارتی کپل بیٹھا تھا۔ کیمرے مین نے ان کی زندگی کے خوبصورت پل کو کیمرے میں قید کیا تھا*** "اللہ کمر ٹوٹ گئی۔" اسی دہائی دیتی صوفے پر بیٹھی۔ سب فنکشن نپٹانے کے بعد سبھی لیونگ ایریاں میں بیٹھے تھے۔ "تم تو ابھی سے بڑھی ہو گئی۔" عروج نے ہنس کر کہا۔ "ویسے یہ ڈے بائے ڈے شادی کا پلان کس کا تھا؟" اسی نے پوچھا۔ "میرا۔" طوبیٰ نے ہاتھ کھڑا کیا۔ "مطلب یہ پیساویسٹ شادی کا پلان تمہارا تھا؟" سعید نے چڑا کر کہا۔ "پیساویسٹ کہاں اتنی سادگی سے تو شادی ہوئی ہے۔" طوبیٰ نے منہ بنا کر کہا۔ "چائے آگئی۔" آیت ہاتھوں میں ٹرے تھامے لیونگ ایریا میں داخل ہوئی پیچھے ہی سدرہ بھی ہاتھوں میں کھانے پینے کے چیزے لئے تھی۔ "ارے رکھو ادھر ایک دن کی دلہن ہو اور کام میں لگ گئی۔" عروج نے اسے ڈپٹتے بڑے بزرگوں کی طرح کہا۔ "میں نے بھی کہا تھا پر آیت میڈم نے سنا ہی نہیں۔" سدرہ نے سامان ٹیبل پر رکھتے فورن وضاحت دی۔ "تو کیا ہوا میں بھی تو کر سکتی ہوں۔" آیت نے چائے کا کپ اٹھا کر رحمان کو دیتے کہا اور اپنا کپ لیکر اس کے ساتھ ہی بیٹھ گئی۔ "ہمیں نہیں دو گی؟" زین نے تعجب سے پوچھا۔ "آپ کی پونڈاتی ہے نا دینے والی۔" آیت مزے سے بولی۔ "واہ صرف شوہر کی خدمت۔" عروج نے اسے سراہا۔ آیت جھینپ کر رحمان کو دیکھنے لگی جو مسکرا رہا تھا۔ عروج مسکرا کر آگے ہوتی دو کپ اٹھانے لگی جسے ایک زین کو دیکر دوسرا خود لیکر بیٹھ گئی۔ "مطلب سبھی بیویوں کو ہی چائے دینی ہو گی؟" اسی منہ بنا کر کہتی چائے اٹھانے لگی۔ سعید نے آگے بڑھ کر کپ اٹھا کر طوبیٰ کو دیا۔ "واہ۔" اسی نے ہاتھ سے کہا۔ "یہی ہوتا ہے تم سب نیولی کپل ہو اسی لئے ابھی کر لو خدمت بعد میں یہ سب انہیں ہی کرنا ہے۔" طوبیٰ شان بے نیازی سے بولی۔ "میلی تی؟" میری ٹی؟" دعا نے معصومیت سے کہا۔ "ارے آپ کو تو ہم بھول ہی گئے۔" عروج نے اسے اٹھا کر گود میں بیٹھایا۔ "ابی تے؟" "ابھی سے؟" دعا نے منہ بسورا۔ "اللہ طوبیٰ تم پر گئی ہے۔" عروج نے حیرت سے کہا جس پر سب کھل کر ہنس

دیئے*** پاکستان سے آئے سبھی مہمان واپس لوٹنے لگے تھے اور واپس جانے سے پہلے سب سے پاکستان آنے کا وعدہ لینا نہیں بھولے تھے۔ سب کی پہلی دعوت میر مینشن میں تھی اور دوسری سعید کی طرف۔ سبھی کھانے کے بعد لاؤنج میں بیٹھے تھے جب رحمان کی نظر سامنے ٹیبل پر پڑے شوپیس پر پڑی جسے اٹھا کر اس نے الٹ پلٹ کر دیکھا۔ بیچ میں ایک لمبی لکیر تھی جس سے اندازہ ہوتا تھا ٹوٹے کو دوبارہ جوڑا گیا ہے۔ "اتنے غریب ہو گئے ہو کے ایک ٹوٹا ہوا شوپیس بھی نہیں پھینکا؟" رحمان نے مزاقاً کہا۔ تینوں کے چہرے پر بھولی بسری مسکراہٹ دوڑ گئی۔ "اس کے پیچھے ایک کہانی ہے۔" "اچھا کونسی؟" رحمان کو تجسس ہوا عروج بھی متجسس ہوئی۔ طوبیٰ نے پاکستان میں ہونے والا قصہ اپنی زبانی سنایا جسے سن کچھ پل تو دونوں شوک رہ گئے۔ "تم لوگوں نے مجھے اس بات سے بے خبر رکھا؟" عروج نروٹھے پن سے بولی۔ "اور مجھے بھی؟" رحمان کو بھی گویا صدمہ لگا تھا۔ "یار کیا کرتے اس وقت ہم اتنا ڈر گئے تھے۔" سعید نے صفائی دی۔ "آپ لوگ پاکستان گئے تھے؟" آیت کی آنکھیں چمکی۔ "ایک بار گئے تھے۔" کچھ یاد کر کے عروج کے چہرے پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔ "اچھا کیسا ہے پاکستان؟" آیت نے اشتیاق سے پوچھا۔ "آپ کو پسند ہے پاکستان؟" رحمان نے اس کی پسندگی دیکھ پوچھا۔ "جی بہت زیادہ مجھے وہاں کے ڈرامے بہت پسند ہے۔" وہ چہک کر بولی۔ "عجیب ہے یہاں کی فلمیں وہاں اور وہاں کے ڈرامے یہاں چلتے ہیں پھر بھی سب ایک دوسرے کے دشمن بنے بیٹھے ہے۔" ارحم نے افسوس سے سوچا۔ "یہ تو بہت اچھی بات ہے انفیکٹ وہاں جا کر ہم نے بہت انجونے کیا اتنا کے مت پوچھو۔" طوبیٰ نے معنی خیزی سے کہتے تینوں لڑکوں کو دیکھا۔ "اچھا مجھے بھی بتائے نا۔" آیت طوبیٰ کے ساتھ چمٹ کر بیٹھ گئی۔ اس کے بعد جو طوبیٰ شروع ہوئی ناران کاغان سے لیکر بنگالی لسی تک سب کہ گئی۔ سب کا ہنس ہنس کر برا حال تھا۔ آیت کی ہنسی سب سے اونچی تھی۔ رحمان مسکرا کر اسے دیکھ رہا تھا جو ایک ہی دن میں اس ک دل کے بے حد قریب ہو گئی

تھی۔ طوبیٰ نے بتانے کے ساتھ باقاعدہ ان کی بنائی ویڈیوز بھی دکھائی جسے دیکھ چاروں لڑکیاں ہنس ہنس کر لوٹ پھوٹ ہو رہی تھی۔ "ارے یار اپنی بیوی کو روک سب کے سامنے عزت اتار رہی ہے۔" ارحم نے سعید کے کان کے قریب سرگوشی کی۔ "اگر صرف بیوی ہوتی تو روک بھی لیتا مگر یہ بیوی سے پہلے دوست ہے کیسے روکوں دوست تو یہ سب کام حق سمجھ کر کرتے ہیں۔" سعید نے صاف ہاتھ جھاڑے۔ "سیدھی طرح کہ بیوی سے ڈرتا ہے۔" اکشے نے اس کی ٹانگ کھینچتے کہا۔ "ڈرتا نہیں ہوں عزت کرتا ہوں۔ وہ گردن اکڑ کر بولا۔ ارحم بس صبر کا گھونٹ بھر کر رہ گیا۔ سب ہی ان کی بھنگ والی ویڈیو دیکھ رہے تھے۔ زین بھی بڑھ چڑھ کر تھا۔ تینوں خجل سے بیٹھے تھے۔ "آپ نے تو بہت انجوئے کیا۔" آیت نے رحمان کو چھیڑا۔ وہ بس خفیف سا مسکرا کر رہ گیا۔ طوبیٰ دعا کو سلا کر بیڈ پر لیٹا آئی۔ اب سب ہلکی آواز میں بات کر رہے تھے تاکہ دعا کی نیند ناخراب ہو جائے۔ آیت اور طوبیٰ نے مل کر چائے بنائی۔ "میری کافی؟" عروج نے چائے دیکھ منہ بسورا۔ "تم کافی کب سے پینے لگی؟" طوبیٰ کو دھچکا لگا تھا۔ "جب سے بھی بس مجھے کافی چاہیے۔" وہ ضدی انداز میں بولی۔ "یقین نہیں آرہا۔" سعید نے ایکٹنگ کرتے کہا۔ "ناکرو یقین۔" وہ لاپرواہ سی بولی۔ اس وقت عروج کوئی بھی ایسی بات نہیں کرنا چاہتی تھی جو پرانی تلخیوں کی یاد دلائے۔ طوبیٰ نے کافی لا کر اسے تھمائی۔ "اے جے آئی ہیو آ سرپرائز فور یوں۔" کافی پیتی عروج سعید کی بات پر چونکی۔ "او کے کیسا سرپرائز؟" عروج نے رک رک کر پوچھا۔ باقی سب بھی اسی طرف متوجہ ہو گئے۔ سعید نے ایک لفافہ اس کی اور بڑھایا جسے عروج نے ناسمجھی کے ساتھ تھاما۔ "یہ کیا ہے؟" وہ لفافہ الٹ پلٹ کر کے دیکھنے لگی۔ "عدن آنٹی کے بیٹے کے گھر کا ایڈریس۔" سعید نے گویا بم پھوڑا تھا۔ "سعید سچ میں یہ آنٹی عدن کے بیٹے کے گھر کا ایڈریس ہے؟" عروج منہ پر ہاتھ رکھے بے یقینی کی کیفیت میں اسے دیکھنے لگی۔ "ہاں تھوڑی محنت کرنی پڑی پر کامیاب ہوئی۔" سعید نے سادگی سے کہا۔ "تھنک یو سوچ

سعید۔" عروج سمجھ نہیں پا رہی تھی وہ کیسے اپنی خوشی کا اظہار کرے۔"مائی پلیجر۔" سعید نے سینے پر ہاتھ باندھے کہا۔سب بھی خوشی سے اسے دیکھ رہے تھے۔" آنٹی عدن کا بیٹا۔" وہ بڑبڑائی۔"اللہ عدن آنٹی کو ان کا بیٹا مل جائیگا کتنی خوش ہونگی وہ۔" عروج لفافے کو کسی قیمتی چیز کی طرح سینے سے لگائے بڑبڑا رہی تھی۔اس نے عدن کو اپنے بیٹے کے لئے تڑپتے دیکھا تھا۔ سبھی خاموشی سے اس کی خوشی بھرا چہرہ دیکھ رہے تھے*** عروج زین سے اجازت لیکر عدن کے بیٹے کے گھر کے لئے نکلی تھی۔زین نے ساتھ چلنے کا کہا مگر اس نے منع کر دیا۔سارے راستے دماغ میں لفظوں کو ترتیب دیتی رہی۔اس کا ارادہ تھا عدن کے بیٹے کو کھری کھری سنانے کا۔اس کی ماں سالوں سے اس کے لئے تڑپ رہی ہے اور اس کے بیٹے نے اسے ڈھونڈنے کی زحمت تک نہیں کی۔وہ دس سال کا تھا جب اپنی ماں سے دور ہوا کوئی دودھ پیتا بچا نہیں تھا جسے کچھ یاد نا ہو۔ایک خوبصورت سے ولے پر پہنچ کر عروج نے بیل بجائی۔چوکیدار نے سر نکال کر اجنبی نظروں سے اسے دیکھا۔"ایکسکیوز می مجھے راحب کریم سے ملنا ہے۔" عروج تھوڑا ہچکچا کر بولی۔"کون راحب کریم؟" چوکیدار نے نا سمجھی سے کہا۔"جی راحب کریم اس گھر میں ہی رہتے ہیں۔" "یہاں پر کوئی راحب کریم نہیں رہتا آپ کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔" چوکیدار کی بات پر عروج پریشان ہوگئی۔"اوکے تو گھر کے اونر سے ملنا ہے مجھے۔" عروج نے اپنا اعتماد بحال کرتے دوبارہ کہا۔" آپ انتظار کریں میں پوچھ کر بتاتا ہوں۔" چوکیدار اپنی بات کہہ کر اندر گم ہوگیا۔عروج پریشان سی کار سے ٹیک لگائے کھڑی تھی۔"کیا سعید نے غلط اڈریس دیا ہے؟ کیا اس سے کوئی غلط فہمی ہوگئی ہے؟" عروج پریشان سی سوچتی پیشانی مسلنے لگی۔" آجائے صاحب نے اندر آنے کا کہا ہے۔" چوکیدار کی آواز پر وہ چونکی پھر اس کے پیچھے پیچھے اندر چل دی۔" آپ یہاں بیٹھ جائے صاحب آتے ہونگے۔" چوکیدار لاؤنج میں پڑی کرسیوں کے پاس رک گیا۔عروج سر ہلا کر ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔چوکیدار واپس چلا گیا۔

کرسی پر بیٹھی وہ مسلسل اپنا گھٹنا ہلا رہی تھی۔ اسے رہ رہ کر عدن کے بیٹے پر غصہ آرہا تھا۔ عدن وہاں اس کے لئے تڑپ رہی تھی اور یہاں اس کا بیٹا اتنی آسائش بھری زندگی گزار رہا تھا۔ بیس منٹ سے زیادہ گزر گئے اسے بیٹھے ہوئے مگر کسی کا کوئی اتا پتا نہیں۔ اب اس کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو رہا تھا۔ "ایکسکیوز می۔" ابھی وہ اٹھ کر جانے ہی والی تھی جب پیچھے سے ایک جانی پہچانی آواز پر چونکی۔ آنے والے کی طرف اس کی پشت تھی۔ عروج غصے سے پلٹی۔ ارادہ بنا سلام دعا کے اسے کھری کھری سنانے کا تھا مگر سامنے کھڑا شخص دیکھ وہ سن رہ گئی۔ اس وقت اسے لگا تھا اسے انہیلر کی ضرورت ہے جو کئی مہینوں سے اس کے بیڈ کے دراز میں لاوارثوں کی طرح پڑا تھا۔ وہ سانس روکے کھڑی سامنے کھڑے شخص کو دیکھ رہی تھی۔ سامنے کھڑے شخص کا حال بھی اس سے کچھ مختلف نہیں تھا۔ عروج کی آنکھوں کی پتلیاں پھیل گئی۔ اور شاید اس سے بھی برا حال سامنے کھڑے شخص کا تھا۔ "ر۔۔رو۔۔روکی۔" عروج کی صدمے میں ڈوبی آواز پر سامنے کھڑا شخص بھی ہوش کی دنیا میں آیا۔ عروج کو اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آرہا تھا اس نے کئی بات پلکوں کو بند کر کے کھولا کے آیا سامنے والا منظر بدل جائے مگر نہیں وہ حقیقت تھی جس کا ابھی اسے سامنا کرنا تھا۔ "عروج تم یہاں؟" روکی خوشی اور بے یقینی کی کیفیت میں بولا۔ عروج کا چہرہ یک دم غصے سے لال ہو گیا۔ "جو ہوا اس میں ان کی کوئی غلطی نہیں تھی یہ سب روکی کا کیا دھرا تھا۔" رضا میر کے الفاظوں کی باذگشت اس کے کانوں میں ہوئی۔ گزری زندگی کے تلخ لمحے اس کی آنکھوں کے سامنے سے ایک ایک کر کے گزرے۔ اور اگلے ہی پل صرف ایک سوچ صرف ایک سوچ کے آتے ہی اس کا غصہ جھاگ کی طرح بیٹھ گیا۔ "عروج وہاٹ آ سرپرائز آئی کانٹ بلیو تم مجھ سے ملنے آئی ہو اوہ مائی گاڈ۔" روکی حیرت کے سمندر میں غوطازن تھا۔ "نام کیا ہے تمہارا؟" وہ سرے سے ہی اس کی بات اگنور کرتی سپاٹ چہرے کے ساتھ پوچھنے لگی۔ "وہاٹ؟" روکی الجھا۔ "نام کیا ہے تمہارا؟" عروج نے لفظوں

پر زور دیا۔ "روکی یو نو ڈیٹ؟" روکی نے الجھ کر کہا۔ "روکی۔" عروج استہزایہ ہنسی۔ روکی نا سمجھی سے اسے دیکھ رہا تھا۔ "روکی یا راحب کریم؟" عروج نے چبا کر کہا۔ روکی سکتے میں رہ گیا۔ یہ کیسا انکشاف ہوا تھا اس پر۔ کیا وہی عدن کا بیٹا تھا؟ کیا روکی راحب کریم تھا؟ "تمہیں کیسے پتا؟" کئی لمحے کی خاموشی کے بعد روکی کی صدمے میں ڈوبی آواز آئی۔ تو گویا وہی عدن کا بیٹا تھا۔ راحب کریم عرف روکی۔ "راحب کریم عدن کریم کے بیٹے رائیٹ؟" عروج کنفرم کر رہی تھی۔ عدن کے نام پر روکی کے چہرے پر بے چینی چھا گئی۔ "ت۔۔ تم کیسے۔ ج۔۔۔ جانتی ہو۔۔ میری امی کو؟" آواز لڑکھڑائی۔ اور عروج وہ تو گنگ رہ گئی۔ روکی عدن کا ہی بیٹا تھا اسے یقین نہیں آیا۔ "کیا تم جانتی ہی میری امی کہاں ہیں؟ پلیز بتاؤ مجھے کہاں ہیں وہ اور تم کیسے جانتی ہو میری امی کو؟" اس کے انگ انگ سے اضطرابیت پھوٹ رہی تھی۔ عروج کی زبان جیسے تالو سے چمٹ گئی ہو۔ وہ تو پل میں گونگی ہو گئی تھی۔ "پلیز بتاؤ۔" وہ کسی چھوٹے بچے کی طرح پوچھ رہا تھا جسے اپنے ماں سے ملنے کی جلدی ہو۔ روکی کا یہ چہرہ اس کے لئے نیا تھا بلکل نیا۔ "اتنے سالوں میں ان کا خیال نہیں آیا تو اب کیوں پوچھ رہے ہو؟" وہ خود پر قابو پاتی خشک لہجے میں بولی۔ "میں نے انہیں بہت ڈھونڈا تھا پر وہ مجھے نہیں ملیں۔" اس نے اپنی صفائی پیش کی۔ "پلیز بتاؤ وہ کہاں ہیں۔" وہ التجا پر اتر آیا۔ عروج کو اس کی آنکھوں میں کچھ چمکتا ہوا محسوس ہوا۔ "تم چپ کیوں ہو پلیز بتاؤ میری امی کہاں ہن؟" روکی شکست خوردہ سا کرسی پر بیٹھ گیا۔ سر اور کندھے جھکے تھے۔ "مجھے پتا ہے وہ کہاں ہیں۔" اس بار اس کا لہجہ ہموار تھا۔ "کیا تمہیں واقعی پتا ہے؟" وہ بے تابی سے پوچھتا اس کے سامنے آ کھڑا ہوا۔ "ہاں جانتی ہوں۔" "کہاں ہیں وہ مجھے ان کے پاس لے چلو۔" روکی نے اس کے سامنے ہاتھ جوڑ دیئے۔ یہ وہ روکی نہیں تھا جسے وہ چھ سال پہلے تک جانتی تھی۔ یہ تو خود چھ سال کا بچا تھا جو اپنی ماں سے ملنے کی رٹ لگائے ہوئے تھا۔ عروج نے گہرا سانس اندر کھینچا۔ "چلو۔" وہ آگے بڑھ گئی۔ روکی تیر کی تیزی سے اس

کے پیچھے لپکا۔ عروج ڈرائیونگ کرتی مسلسل سوچوں کے حصار میں تھی۔ روکی عدن کا بیٹا تھا اس کے لئے یقین کرنا مشکل تھا۔ "کیوں ہوا تھا یہ سب؟" آج پھر وہی سوال اس کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا تھا۔ "اوہ میرے اللہ۔" کار ایک جھٹکے سے رکی۔ فضا میں ٹائیروں کی چرچراہٹ کی آواز گونج گئی۔ عروج سٹیرنگ سے ٹکراتے ٹکراتے بچی تھی۔ وہ سیٹ سے چپکی کوئی سٹیچو لگ رہی تھی۔ آنکھیں پھیل کر بڑی ہو گئی تھیں۔ "آپ کو یقین ہے آپ کا بیٹا مل جائیگا؟" "ہاں مجھے میری دعاؤں پر پورا بھروسہ ہے۔" "دعا۔" اس کے لب ہلے تھے۔ "یا اللہ۔" وہ منہ پر ہاتھ ٹکا گئی۔ "کیا یہ معجزہ تھا؟ یہ سب عدن کی دعا کی بدولت تھا؟ ایک ماں کی دعا۔" یقین سے پُر۔ سالوں سے مانگی جانے والی۔ رب پر یقین کی دعا۔ اپنے بیٹے سے ملنے کی دعا۔ اگر روکی اور رحمان کا جھگڑا نا ہوتا تو اس میں بدلے کی آگ پیدا نا ہوتی اور یوں لیلیٰ ان کی زندگی میں نا آتی اور اگر لیلیٰ نا آتی تو ان میں غلط فہمی نا پیدا ہوتی اور اگر غلط فہمی نا پیدا ہوتی تو وہ کبھی گھر چھوڑ کر نا جاتی اگر وہ گھر سے نا جاتی تو اس کی ملاقات کبھی زین سے نا ہوتی اور اس کے ٹورچر میں آکر وہ ہوسٹل نا چھوڑتی اور اگر وہ ہوسٹل نہیں چھوڑتی تو وہ عدن سے کیسے ملتی؟ یہ سب عدن کی ایک ماں کی دعا کی بدولت تھا۔ اللہ نے ان چاروں کو ہدایت دی؟ عدن کی دعا کے زریعے۔ ان میں غلط فہمی پیدا ہوئی تاکہ وہ حیدرآباد چلی جائے۔ اور اس دن ٹیکسی ڈرائیور کو حیدرآباد جانے کا کہنا اور اسے ٹرین کی ٹکٹ بھی حیدرآباد کی ملنا۔ یہ سب اتفاق نہیں تھا یہ سب پلان تھا اللہ کا پلان۔ "یا اللہ۔" اس کے لب بار بار ہل رہے تھے۔ دروازے پر جھکا روکی مسلسل اس کے سائیڈ کا شیشہ بجا رہا تھا۔ عروج نے گردن گھما کر دیکھا۔ وہ زریعہ تھا ان سب کا؟ یہ انسان جسے وہ گناہ گار سمجھتی تھی وہ اتنی طاقت رکھتا تھا۔ ہاں اس کی پاور اس کی ماں تھی اس کی ماں کی دعا تھی۔ "کیا یہ معجزہ تھا؟ اسے آس پاس کی آوازیں آنا بند ہو گئی۔ روکی شیشہ بجاتا کچھ کہہ رہا تھا مگر اس کے کانوں میں تو ایک ہی آواز گونج رہی تھی۔ "جو دعائیں دیر سے پوری ہو وہ میرے رب کی

پسندیدہ دعائیں ہوتی ہیں اور مجھے اطمینان ہے میرے رب کو میری دعائیں پسند ہے اسی لئے تو قبولیت میں وقت لگ رہا ہے۔" اس کی وجہ سے چار کفران کو ایمان ملا۔ اس کی وجہ سے زین جیسا مرد اس کی زندگی میں آیا۔ اس کی وجہ سے اسی کو وہ سب ملا جس کی اس نے کبھی حسرت کی تھی۔ اس کی وجہ سے رحمان کی زندگی میں آیت جیسی لڑکی آئی۔ صرف عدن کی وجہ سے اس کی ایک دعا کی وجہ سے اس دعا پر پختہ یقین کی وجہ سے اس کے صبر کی وجہ سے۔"دعا مانگتی رہا کرو عروج ہماری مانگی گئی دعائیں صرف ہمارے لئے ہی نہیں ہمارے آس پاس رہنے والے لوگوں کے لئے بھی فائدہ مند ہوتی ہیں۔" وہ ایک عظیم عورت تھی۔ عروج تو اس کا احسان کبھی بھی اتار نہیں سکتی تھی کبھی بھی نہیں۔ اس نے اپنے رب کا ڈھیروں شکر ادا کیا تھا۔ اپنی آنکھوں کو صاف کرتے اس نے شیشہ نیچے کئے۔ راحب کو اسے فالو کرنے کا کہا تھا۔ اس کے جاتے ہی عروج نے کار آگے بڑھا لی۔ روکی کی کار اس کے پیچھے ہی تھی۔ کار کے میر مینشن کے باہر رکتے ہی روکی تیزی سے اتر کر عروج کی کار کے قریب آیا۔ عروج نے نیچے اتر کر اس بے چین مرد کو دیکھا یا شاید اک دس سال کے بچے کو۔ آج اسے روکی سے نفرت محسوس نہیں ہو رہی تھی بلکہ رشک آرہا تھا۔ وہ ایک عظیم ماں کا بیٹا تھا وہ عدن کا بیٹا تھا۔ عروج مسکرا کر سبھی سوچوں کو جھٹکتی آگے بڑھ گئی۔ روکی بے تاب سا پیچھے ہی تھا۔ گھر میں قدم رکھتے ہی لاؤنج میں بیٹھے سبھی کی نظر اس پر پڑی اور اس سے پھسلتی اس کے پیچھے کھڑے روکی پر جا ٹکی۔ رحمان اپنی جگہ سے جھٹکے سے اٹھا تھا اور اس کے ساتھ وہ تینوں بھی اور انہیں دیکھتے باقی سب بھی اپنی اپنی جگہ سے کھڑے ہو گئے۔ رحمان چیل سی تیزی سے روکی پر جھپٹا تھا اور پے در پے کئی وار اس پر کئے تھے۔ سب دم سادے کھڑے رہ گئے۔ "کمینے انسان کیا کرنے آیا ہے یہاں؟" رحمان اسے زمین پر گرا کر اس کے چہرے پر وار پر وار کئے جا رہا تھا اور ساتھ ہی چلا رہا تھا۔ اس وقت وہ کسی وحشی سے کم نہیں لگ رہا تھا۔ آیت ڈر کر زین کے پیچھے چھپ گئی۔ اسی نے گھبرا

کر ارحم کا بازو پکڑ لیا۔ عروج اسے چھڑانے میں ہلکان ہو رہی تھی۔ اگر کسی کو فرق نہیں پڑا تھا تو وہ تین تھے۔ ارحم اور سعید غصے سے جبڑے بھینچے کھڑے تھے۔ طوبیٰ نفرت بھری نگاہوں سے روکی کو دیکھ رہی تھی۔ رحمان اس پر دھاڑ تا پے در پے لاتوں گھونسوں کی برسات کئے جا رہا تھا۔ عروج اسے روک رہی تھی مگر چھ سال کی بھڑاس نکالنے کا موقع ملا تھا کیسے جانے دیتا۔ "رحمان چھوڑو اسے وہ عدن آنٹی کا بیٹا ہے۔" عروج نے اسے کھینچ کر پیچھے کیا۔ سب دم سادے رہ گئے۔ رحمان نے چند پل حیرانی سے اسے دیکھا مگر اگلے ہی پل وہ دوبارہ اس پر جھپٹتا تھا۔ روکی نڈھال سا ہو کر زمین پر پڑا اس سے مار کھا رہا تھا۔ اس کے ناک اور منہ سے خون نکلنے لگا تھا۔ شور کی آواز پر گھر کے سبھی ملازم حیرت اور پریشانی سے ایک طرف کھڑے تھے۔ رضا میر بھی بوکھلا کر اپنے اسٹڈی روم سے نکلے۔ عدن بھی شور پر اپنے روم سے نکلی سیڑیوں کے پاس کھڑی منہ پر ہاتھ رکھے سارا تماشا دیکھ رہی تھی۔ "رحمان میں نے کہا چھوڑو اسے ورنہ میں کبھی تمہیں اپنی شکل نہیں دکھاؤں گی۔" وہ ہلک کے بل چلائی تھی۔ رحمان کے چلتے ہاتھ رکے وہ بے یقینی سے اسے دیکھنے لگا۔ "زین مدد کرو پلیز۔" عروج نے اسے تقریباً دھکا دیتے روکی سے دور کیا اور زین کو آواز لگائی۔ وہ جو کب سے بت بنا کھڑا تھا اس کے وجود میں حرکت ہوئی۔ زین نے اسے سہارا دیکر صوفے پر بیٹھایا۔ آیت نے جلدی سے پانی کا گلاس زین کو دیا رحمان نے سرخ انگارا آنکھوں سے اسے دیکھا تھا جس پر آیت سہم کر پیچھے ہوئی۔ زین نے روکی کو پانی پلایا۔ پانی پی کر اس کے حواس بحال ہوئے۔ تھوڑی دیر پہلے والا روکی اب پہچانا ہی نہیں جا رہا تھا۔ عدن اور رضا میر بھی ان کے درمیان پہنچ چکے تھے۔ "ڈاکٹر کو فون کرو۔" رضا میر نے روکی کی حالت کے پیشِ نظر فکر مندی سے کہا۔ عروج نے زین کے موبائل سے ہی ڈاکٹر کو فون کیا تھا۔ چاروں نفرت بھری نظروں سے اسے دیکھ رہے تھے۔ روکی نے نیم مردہ حالت میں آنکھیں کھول کر سامنے کھڑی عدن کو دیکھا۔ "ام۔۔امی۔" درد کی شدت سے اس سے بولا نہیں جا

رہا تھا۔ عدن چند لمحے اسے غور سے دیکھتی رہی چہرہ پہچاننے میں نہیں آرہا تھا لیکن خون خون کو کھینچتا ہے اور ایک پل لگا تھا اسے پہچاننے میں۔ "راحب۔" عدن دوڑ کر اس سے لپٹی۔ "راحب میرا بچہ میرا بیٹا میرا لال۔" عدن اس کا چہرہ ہاتھوں میں تھامے پاگلوں کی طرح اس کا منہ چوم رہی تھی۔ سبھی ہکا بکا کھڑے رہ گئے۔ "امی۔" روکی نے روتے ہوئے انہیں گلے لگایا۔ رضا میر نے نا سمجھی سے عروج کو دیکھا جس نے آنکھوں کے اشارے سے ہی انہیں خاموش رہنے کا کہا۔ "امی معاف کر دیں۔" وہ نیم مردہ حالت میں ہاتھ جوڑے بیٹھا تھا۔ "میں نے آپ کو بہت ڈھونڈا مگر۔" روکی کے منہ سے الفاظ مشکل سے ادا ہو رہے تھے۔ "کچھ مت بولو میرے بچے۔" عدن نے روتے ہوئے اسے گلے سے لگا کر چپ کروایا تھا۔ پاس کھڑے سب کی آنکھوں سے بھی آنسو چھلک پڑے۔ اگر کسی کو فرق نہیں پڑا تھا تو وہ رحمان تھا جو بنا کسی تاثر کے کھڑا تھا۔ دونوں ماں بیٹے پھوٹ پھوٹ کر رو رہے تھے۔ رحمان ضبط سے مٹھیاں بھینچے کھڑا رہا پھر تیزی سے باہر نکلا تھا۔ آیت بھی اس کے پیچھے ہی لپکی زین نے اسے روکنا چاہا مگر عروج نے اسے منع کر دیا***

رحمان نے ایک دو مکے کار پر مارے کسی طور اس کا غصہ کم ہونے کو نہیں تھا۔ اسے لگتا تھا شاید اس کا غم سب سے بڑا ہے اب اس بات میں وہ کتنا سچا تھا یہ تو مجھے بھی نہیں تھا۔ رحمان نے کار کا دروازہ کھولا جب اپنے پیچھے کسی کی موجودگی کا احساس ہوا۔ آیت سہمی سی انگلیاں مڑوڑتی کھڑی تھی۔ "آپ اندر جائیں۔" آواز میں ابھی بھی لرزش تھی۔ "میں آپ کے ساتھ ہی گھر جاؤں گی۔" آیت نے زبان تر کرتے کہا۔ رحمان بنا کچھ کہے ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ آیت بھی دوڑتی ہوئی سیٹ پر آ کر بیٹھی تھی۔ سفر خاموشی سے کٹ رہا تھا۔ اس کا تھوڑی دیر پہلے والا عمل دیکھ آیت کو اتنا تو اندازہ ہو ہی گیا تھا کے وہ وہی لڑکا تھا جس کی وجہ سے ان کی زندگی میں یہ سب ہوا تھا۔ آیت نے کئی بار اسے دیکھا جو جبڑے بھینچے سڑک پر نظریں ٹکائے ڈرائیونگ کر رہا تھا۔ آیت نے پانی کی بوتل کا ڈھکن کھول کر اس کے آگے کیا جسے

رحمان نے ایک نظر دیکھا مگر تھاما نہیں۔ "پانی پینے سے غصہ کم ہوتا ہے۔" آیت نے ہمت کرتے کہا۔ رحمان کی طرف سے کوئی جواب نا پا کر اس نے ڈھکن بند کر کے بوتل واپس رکھ دی۔ کار پورچ میں کھڑی کر کے رحمان تیزی سے اندر بڑھا آیت بھی اس کے ہمراہ تھی۔ ٹیبل پر پڑی سگریٹ اور لائٹر اٹھا کر وہ وہی صوفے پر بیٹھ کر اسے جلانے لگا۔ اس کی مسلسل ہلتی ٹانگ اس کے اضطرابیت میں ہونے کا پتا دے رہی تھی۔ کبھی وہ آگے ہو کر دونوں کہنیاں گھٹنوں پر رکھ دیتا کبھی پیچھے ہو کر صوفے کی پشت سے ٹیک لگا لیتا۔ آیت چند لمحے اسے دیکھتی رہی پھر کچن سے پانی کا گلاس لا کر ٹیبل پر رکھا۔ رحمان نے ایک نظر اسے دیکھا ضبط سے اس کا چہرہ سرخ ہو چکا تھا۔ "پلیز پانی پی لیں۔" "لیو می آلون۔" وہ بولا نہیں تھا پھنکارا تھا۔ کسی طور اس کا غصہ کم ہونے کو نہیں تھا شاید وجہ عروج کا اسے یوں روکنا تھا۔ "آپ پانی پی لیں میں چلی جاؤنگی۔" آیت کو اس کی حالت سے خوف محسوس ہو رہا تھا۔ رحمان نے ٹیبل پر پڑا گلاس پری شدّت سے زمین پر دے مارا۔ "کہا ہے نا اکیلا چھوڑ دو۔" اپنی جگہ سے کھڑے ہوتے وہ ڈھاڑا تھا۔ آیت سہم کر دو قدم پیچھے ہوئی۔ سگریٹ اٹھا کر وہ شیشہ گیر دیوار کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا۔ آیت کی آنکھوں سے آنسو ٹپ ٹپ بہنے لگے۔ سر جھکائے کھڑی وہ رونے کا شغل منا رہی تھی۔ سگریٹ کا دھنواں شیشے پر چھوڑتا وہ خود کو پر سکون کرنے کی کوشش کر رہا تھا جب آیت کی ہچکی اس کے کانوں سے ٹکرائی۔ رحمان نے زور سے لب بھینچے بنا مڑے ہی وہ جان گیا تھا آیت رو رہی ہے۔ سگریٹ وہی شیشے سے رگڑتا وہ مڑا۔ آیت سر جھکائے کھڑی تھی۔ اس کا سارا وجود کانپ رہا تھا۔ رحمان کا سارا غصہ جھاگ کی طرح بیٹھ گیا۔ "آیت۔" اس نے کچھ کہنا چاہا مگر شرمندگی کی وجہ سے بول ہی نہیں پایا۔ آیت اپنے آنسو صاف کرتی وہاں سے کچن کی طرف چل دی۔ رحمان خاموشی سے وہی کھڑا رہا۔ واپس آنے پر اس کے ہاتھ میں پانی کا گلاس تھا۔ "پانی پی لیں غصہ کم ہو جائیگا۔" آیت نے سوں سوں کرتے گلاس اس کے آگے کیا۔

رحمان بے اختیار مسکرایا تھا۔ اس وقت آیت اسے بہت معصوم لگی تھی۔ رحمان نے گلاس تھام کر منہ سے لگانا چاہا جب آیت کی آواز پر رکا۔ "بیٹھ کر پانی پیتے ہیں۔" رحمان کی مسکراہٹ مزید گہری ہوگئی۔ وہ سر خم کرتا صوفے پر بیٹھ گیا۔ گلاس خالی کر کے اس نے ٹیبل پر رکھا۔ پانی پیتے ہی اسے سکون محسوس ہوا تھا۔ آیت ابھی بھی سر جھکائے وہی کھڑی تھی۔ رحمان نے ایک نظر زمین پر بکھرے کانچ کو دیکھا اور دوسری نظر اٹھا کر سر جھکائے کھڑی آیت کو اسے یوں کھڑا دیکھ رحمان ہلکا سا ہنس دیا۔ آیت نے نا سمجھی سے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔ "ایسے کٹگھرے میں مجرم کھڑے ہوتے ہیں آپ کوئی مجرم تو نہیں ہیں۔" رحمان نرمی سے بولا۔ آیت خاموش رہی۔ رحمان اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کے سامنے جا کر کھڑا ہو گیا۔ دونوں کے درمیان مکمل خاموشی تھی۔ رحمان نے اسے کندھوں سے تھامنا چاہا پھر مٹھیاں بھینچ کر ہاتھ واپس موڑ لئے۔ "آپ شوہر ہیں میرے مجھے چھونے کے لئے آپ کو اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔" آیت نے سر جھکائے ہی دھیرے سے کہا۔ "جانتا ہوں پر اپنی حیا والی بیوی کو بنا اجازت چھونا مجھے اچھا نہیں لگتا۔" وہ سادگی سے کہ گیا۔ وہ پہلا مرد تھا جو اپنی بیوی کو چھونے کے لئے اس کی اجازت مانگتا تھا۔ جو اپنی بے حیا محبوبہ سے دھوکے کے بعد اپنی حیا والی بیوی کو بنا اجازت چھونا گناہ مانتا تھا۔ "کیا میں؟" اس نے جھجھک کر اجازت مانگی۔ آیت نے سر ہلا دیا۔ رحمان نے اسے کندھوں سے تھام کر اس کا چہرہ اپنی طرف کیا۔ "آئی ایم سوری۔" "کوئی بات نہیں میں ناراض نہیں ہوئی۔" وہ معصومیت سے بولی۔ "سچ میں؟" رحمان نے آئی برو اچکا کر پوچھا۔ "جی۔" "چلیے پھر ایک کپ چائے پلا دیں۔" وہ کان کھجاتا بولا۔ آیت سر ہلاتے مڑنے لگی جب رحمان نے اس کا ہاتھ تھامے اسے روکا۔ آیت نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔ رحمان ہچکچاتے تھوڑا قریب آیا اور اسے کچھ سمجھنے کا موقع دینے سے پہلے ہی اس کا سر تھام کر اپنے سینے پر رکھا اور اس کے گرد گھیرا باندھ لیا۔ آیت کی تو سانس ہی اٹک گئی تھی۔ "پتا نہیں کون سی نیکی ہوئی تھی مجھ

سے جو مجھے آپ ملی۔" وہ سر گوشی میں کہتا آیت کو شرمانے پر مجبور کر گیا۔"میں چائے لاتی ہوں۔" وہ اس کی قربت سے نکل کر کچن کی طرف بھاگی۔ رحمان کھکھلا کر ہنسا تھا۔ آیت کچن میں آکر لمبے لمبے سانس لے رہی تھی۔ چہرہ شرموں حیا سے سرخ تھا۔ ہونٹوں پر خوبصورت سی مسکان تھی۔ چند لمحے خود کو کمپوز کرنے کے بعد اس نے چائے بنانا شروع کر دی *** ڈاکٹر کے جانے کے بعد روکی عدن سے چپکا بیٹھا تھا۔ عروج شرمندہ سی کھڑی تھی۔ اسی کو ارحم نے ایک طرف لیجا کر ساری بات بتائی۔ زین نے بھی رضا میر کو روکی اور عدن کے رشتے کے مطلق بتایا۔ تھوڑا سمبھالنے کے بعد عدن نے نم آنکھوں سے عروج کو دیکھا۔ اس کے یوں دیکھنے پر عروج مزید شرمندہ ہو گئی۔"عروج میں تمہارا احسان کیسے اتاروں تم نے میرے بیٹے کو۔" عدن سے بولا نہیں جا رہا تھا۔ عروج دہل گئی۔"نہیں آنٹی کیوں گناہگار کر رہی ہیں آپ کو آپ کے بیٹے سے ملانے والی میں نہیں وہ ہے۔" عروج نے شہادت کی انگلی آسمان کی طرف کی۔"آپ کے دعاؤں پر یقین کی بدولت آج آپ کا بیٹا آپ کے پاس ہے اور احسان تو آپ کا ہے مجھ پر وہ بھی ایک نہیں بہت سارے آپ نہیں جانتی آپ کی وجہ سے میں نے کیا کیا پایا ہے۔" عروج کی آنکھیں چھلک پڑی۔"آپ کی دعاؤں کی بدولت میرے رب نے مجھے کیا کیا نہیں عطاء کیا آنٹی میں آپ کا احسان ساری زندگی نہیں بھول سکتی۔" فرطِ جذبات سے کہتے وہ عدن کے گلے لگ گئی۔"میرے بیٹے سے جو غلطی ہوئی اسے معاف کر دینا وہ نادان تھا۔" عدن نے اس کے آگے ہاتھ جوڑ دیے۔ عروج تڑپ ہی تو گئی تھی۔"آنٹی آپ کے بیٹے نے کوئی غلطی نہیں کی ہے میں آپ کو اپنی بات نہیں سمجھا سکتی بس اتنا سمجھ لے کے آپ کے بیٹے سے کوئی ناراض نہیں ہے کوئی بھی نہیں۔" عروج نے اس کے دونوں ہاتھ تھام لئے۔"عروج مجھے معاف کر دو میں سب سے معافی مانگتا ہوں تمہارے جانے کے بعد میں نے تمہیں بہت ڈھونڈا میں تم سب سے معافی مانگنا چاہتا تھا مگر مجھ میں ہمت نہیں ہوئی پلیز مجھے معاف کر دو۔"

روکی نے ان کے آگے ہاتھ جوڑ دیئے۔ عروج نے آنکھوں ہی آنکھوں میں دونوں کو اشارہ کیا۔ دونوں نے آگے بڑھ کر باری باری اسے گلے لگایا تھا۔ "جو ہوا بھول جاؤ یہ ایک نئی شروعات ہے۔" سعید نے اس کا کندھا تھپتھپاتے مسکرا کر کہا۔ وہاں کھڑے سبھی نفوس مسکرا دیئے۔ تبھی چاکلیٹ سے لتھڑی دعا سدرہ کے ہمراہ اندر آئی سبھی اس کی حالت دیکھ ہنس دیئے۔ عدن کی ممتا کو تسکین مل گئی تھی۔ عروج کے ساتھ کھڑے وہاں ہر انسان کا دعاؤں پر یقین مضبوط ہو چکا تھا*** عروج رحمان سے ملنے اس کے گھر آئی تھی۔ دونوں خاموشی سے لیونگ ایریا میں بیٹھے تھے۔ آیت انہیں اکیلا چھوڑ لاؤن میں آگئی تھی۔ عروج شیشہ گیر دیوار سے اسے لاؤن میں پڑی کرسی پر بیٹھی دیکھ رہی تھی۔ "اگر تم یہاں مجھے روکی کو معاف کرنے کا کہنے آئی ہو تو بھول جاؤ یہ میرے لئے ممکن نہیں ہے۔" کافی دیر کی خاموشی کے بعد رحمان نے سرد آواز میں کہا۔ "کیوں میں نے تمہیں معاف نہیں کیا تھا کیا؟" عروج نے آئی بروا ٹھائے پوچھا۔ رحمان شرمندہ سا ہو گیا۔ "اگر میں نے تمہاری اتنی بڑی غلطی معاف کر دی تو تم کیوں نہیں؟" عروج کو یہی طریقہ سہی لگا تھا اس سے بات کرنے کا۔ "میرے پاس تمہارے جیسا دل نہیں ہے۔" وہ کہتا سگریٹ سلگانے لگا۔ عروج نے اچھنبے سے اسے دیکھا۔ "تمہیں یاد دلا دوں مجھے سموکنگ کرنے والے زہر لگتے ہیں۔" عروج نے تیکھی نظروں سے اسے گھورا۔ رحمان نے سگریٹ ایسٹرے میں مسل دی اور سیدھا ہو کر بیٹھا ٹانگ جھلانے لگا۔ "اگر آج تم رحمان ہو تو جانتے ہو کس کی بدولت؟" رحمان نے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔ "آنٹی عدن اور روکی۔" اس نے لفظوں پر زور دیا۔ "وہاٹ؟" وہ استہزایہ ہنسا۔ "ہنس لو ہنس لو۔" عروج نے تیکھے تیروں سے اسے گھورا۔ "نو سیریسلی یار آنٹی عدن اور ان کا بیٹا کہاں سے آگیا بیچ میں؟" رحمان نے نخوت سے کہا۔ "اگر میں یہاں سے نا جاتی تو کیا تم اسلام کی طرف آتے؟" رحمان لا جواب ہو گیا۔ "سنو رحمان جو ہوتا ہے اس میں اللہ کا چھپایا گیا کوئی نا کوئی راز ضرور ہوتا ہے جیسے کے جو ہمارے ساتھ

ہوا اس میں بھی ایک راز تھا جسے میں سمجھ گئی ہوں پر تم نہیں۔" عروج کی آواز میں بے چینی تھی۔ "مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا میں بس اتنا جانتا ہوں اس انسان کی وجہ سے ہماری زندگی اتنے سال ڈسٹرب رہی اور اس کی وجہ سے وہ گھٹیا عورت۔" وہ نفرت سے کہتا تھم گیا۔ "وہ عورت میری زندگی میں آئی۔" رحمان نے سامنے پڑے صوفے کی طرف اشارہ کرتے کہا جیسے لیلیٰ وہاں بیٹھی ہو۔ "میں سمجھتی ہوں تمہارا درد مگر اب بھول جاؤ یہ یاد رکھو کے آیت تمہاری بیوی ہے اور لیلیٰ نام کی لڑکی کبھی تمہاری زندگی میں آئی ہی نہیں۔" عروج نے لہجہ ہموار رکھتے کہا۔ "جو بھی ہے میں روکی کو معاف نہیں کرونگا۔" وہ انگلی اٹھائے تپش کے عالم میں بولا۔ "میں دو دنوں بعد واپس حیدر آباد کا رہی ہوں اگر تم نے میری بات نہیں مانی تو آج کے بعد نا اپنی شکل دکھانا اور نا ہی میں اپنی شکل دکھاؤنگی۔" وہ سپاٹ سے چہرے کے ساتھ کہتی اٹھ کھڑی ہوئی۔ "اے جے واٹس رونگ کسی اور کی وجہ سے تم مجھ سے جھگڑا کر رہی ہو؟" وہ بے بسی سے بولا۔ "تم بھی تو کسی اور کی وجہ سے مجھ سے جھگڑے تھے۔" عروج نے تیکھی نظروں سے اسے گھورتے طنزیہ کہا۔ رحمان کو یک دم چپ لگ گئی۔ "رحمان جس دین میں تم ہو وہاں معاف کرنا افضل سمجھا جاتا ہے یہ جان لو تمہارے دل پر جو یہ بوجھ ہے نا یہ اسی لئے ہے کیونکہ تم معاف کرنا نہیں جانتے ایک بار معاف کر کے دیکھو یقین کرو دل سے سارا بوجھ اتر جائیگا۔" وہ کہتی رکی نہیں۔ رحمان صوفے پر ڈھ سا گیا۔ عروج لاؤن میں آکر رکی۔ آیت تیزی سے اس کے قریب آئی۔ "وہ غصہ تو نہیں ہیں نا؟" آیت کے چہرے سے پریشانی چھلک رہی تھی۔ "نہیں وہ غصے میں نہیں ہے پر ہاں اصطرابیت اور بے چینی میں ہے میں نے جو کہنا تھا کہ دیا اب تم اپنا فرض نبھاؤ۔" عروج نے مسکرا کر کہا۔

"مطلب؟" وہ نا سمجھی سے بولی۔ "مطلب کے جاؤ اسے سمجھاؤ آدھا کام میں نے کر دیا ہے آدھا تم کرو اور فکر مت کرو وہ بلکل غصہ نہیں ہے۔" عروج پیار سے کہتی اس کا گال کھینچتی آگے بڑھ گئی۔ چند لمحے وہی کھڑے رہنے کے بعد وہ

گہرا سانس لیتی اندر کی جانب بڑھی۔ عروج کے کہنے کے مطابق اس نے رحمان کو اچھا خاصا سمجھایا جسے رحمان خاموشی سے سنتا رہا۔ آیت بنا رکے بولے جا رہی تھی اور رحمان خاموشی کی مورت بنے اسے سن رہا تھا۔ آیت کا بولتے بولتے سانس پھول گیا وہ رک کر رحمان کو دیکھنے لگی جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ "ہو گیا؟" آیت نے کنفیوز ہو کر سر ہلا دیا۔ "پلیز معاف کر دیں سب ٹھیک ہو جائیگا۔" آخر میں وہ التجا کرنے لگی۔ رحمان نے ایک لمبا سانس اندر کھینچا۔ "آپ کے لئے پانی لاؤں؟" آیت اپنی جگا سے کھڑی ہو گئی۔ "نہیں ضرورت نہیں ہے آپ بیٹھ جائیں۔" رحمان ہلکے پھلکے انداز میں بولا۔ آیت واپس بیٹھنے لگی۔ "وہاں نہیں یہاں۔" رحمان نے اپنے مقابل اشارہ کیا۔ آیت کسی ریبورٹ کی طرح چلتی ہوئی آ کر اس کے ساتھ بیٹھ گئی۔ "تھنکس۔" "کس لئے؟" "مجھے اتنی دیر سمجھانے کے لئے۔" "پر مجھے تو یوں لگا جیسے آپ نے سنا ہی نہیں۔" وہ خفا سی بولی۔ "نہیں سب سنا۔" وہ مسکرایا۔ "آپ معاف کر دیں روکی بھائی کو۔" اس نے معصوم سی شکل بنائی۔ "بھائی؟" رحمان نے لفظ پڑ زور دیا۔ "جی آپ کے علاوہ سب بھائی ہیں میرے۔" رحمان بے اختیار ہنسا۔ "چلو معاف کیا۔" وہ ہنستے ہوئے بولا۔ "سچ میں؟" آیت کی آنکھیں چمکی۔ رحمان نے سر کو خم دیا۔ "میں ابھی عروج کو فون کر کے بتاتی ہوں۔" آیت خوشی سے بھاگی۔ رحمان کی مسکراتی نظروں سے اس کا تعقب کیا تھا۔ کبھی کبھی ہماری وجہ سے کتنوں کی زندگی ڈسٹرب رہتی ہے اور بعض دفع ہماری ایک بات کتنوں کی خوشی کا باعث بنتی ہے۔ رحمان کے دل سے بھی بوجھ اتر گیا تھا وہ بھی آزاد ہو گیا تھا پچھتاوے کی قید سے نفرت کی آگ سے ***

رحمان نے روکی کو دل سے معاف کر دیا تھا۔ روکی اپنے باپ کی دی آسائشوں کو ٹھکرا کر عدن کے ساتھ حیدر آباد چلا گیا تھا۔ جو گناہ اس نے غفلت میں رہ کر کئیے تھے اس کی سزا اسے مل گئی تھی۔ جسے وہ ہوس سمجھتا تھا وہ محبّت نکلی اور جسے اس نے چھ سال ڈھونڈا وہ ملی بھی تو کسی اور کی ہو کر۔ یہی اس کی سزا تھی جو خاموشی سے اسے مل چکی تھی۔ کل عروج

کو حیدر آباد لوٹنا تھا۔ طیّبہ اور عباسی صاحب ایک دن پہلے ہی چلے گئے تھے۔ عروج کا دل اداس تھا ایک بار پھر اپنوں سے دور جانا آسان نہیں تھا۔ "بابا آپ سے ایک بات کرنی ہے؟" عروج نے جھجھکتے رضا میر کو مخاطب کیا۔ "کیا بات ہے جو میری بیٹی اتنا جھجھک رہی ہے؟" رضا میر نے اسے ساتھ لگائے شفقت سے پوچھا۔ "بابا اسی کو آپ اپنی بیٹی مانتے ہے نا؟" "یہ کیسا سوال؟ ہے بلکل وہ میری دوسری بیٹی ہے۔" رضا میر نے اس کے بچکانہ سوال پر مسکرا کر کہا۔ "بابا۔" کچھ لمحوں بعد عروج نے انہیں مخاطب کیا تھا چہرے پر سنجیدگی تھی۔ ساری بات سننے کے بعد رضا میر کو اس پر فخر محسوس ہوا تھا*** "اسی تمہارا کوریئر آیا ہے۔" ارحم ہاتھ میں ایک لفافہ تھامے اندر آیا۔ "میرا کوریئر مجھے کون جانتا ہے یہاں؟" اسی حیرانی سے بڑبڑائی اس کے پاس آئی۔ "کس کا ہے؟" "اے جے کا۔" ارحم نے مسکراہٹ دباتے کہا۔ "روح کو کوریئر کی کیا ضرورت؟" اسی نے حیرت سے ارحم کے ہاتھ سے لفافہ لیا۔ "مجھے کیا پتا۔" ارحم نے کندھے اچکائے۔ لفافے میں ایک لیٹر کے ساتھ ایک فائل تھی۔ ارحم بھی تجسس سے دیکھ رہا تھا۔ اسی نے فائل کھولی۔ ارحم نے غور سے اسے دیکھا جو منہ پر ہاتھ رکھے بے یقین سی ہاتھ میں پکڑی فائل کو دیکھ رہی تھی۔ ارحم نے تشویش کے عالم میں اس کے ہاتھ سے فائل پکڑی۔ رضا میر نے اپنی آدھی پراپرٹی اسی کے نام کر دی تھی۔ ارحم فائل ہاتھ میں تھامے بے یقین سا کاؤچ پر بیٹھ گیا۔ اسی نے لیٹر کھولا۔ "اتنی حیرت میں ڈوبنے کی کیا ضرورت ہے؟ تم میری بہن ہو اور یہ تمہارا حق ہے۔" لفظ دھندھلا گئے اسی نے رگڑ کر آنکھیں صاف کی۔ "میں نے یہ سامنے سے نہیں دیئے ورنہ تم نخرے کرتی اسی لئے کوریئر کیا اب جب ملو تو کوئی اموشنل سین نہیں چلے گا اور کوئی انکار بھی نہیں یہ تمہارا حق ہے اسی۔" آنسو ٹپ ٹپ لیٹر پر گرنے لگے۔ ارحم نے لیٹر لیکر پڑھا اور مسکرا دیا۔ "کوئی اتنا اچھا کیسے ہو سکتا ہے؟" اس نے جیسے خود سے پوچھا۔ "ہو سکتا ہے اور اے جے ہے نا۔" ارحم نے اسے کندھے سے تھامے ساتھ

لگائے کہا۔ اسی نے روتے ہوئے اس کے کندھے سے سر ٹکا دیا۔ جو اس نے سہا اللہ ؐ نے اس سے بڑھ کر اسے عطاء کیا یہ سب اللہ ؐ کا لکھا تھا اور بے شک وہ جسے چاہے نوازے اور جسے چاہے محروم رکھے *** عروج بوجھل دل کے ساتھ پیکنگ کر رہی تھی۔ اپنے دوستوں کو اپنے بابا کو ایک بار پھر چھوڑ کر جانا آسان نہیں تھا مگر دنیاء دستور ہر لڑکی کو ایک نا ایک دن اپنا گھر چھوڑ کر جانا ہی ہوتا ہے عروج پر بھی وہ وقت آ گیا تھا۔ پیکنگ کرتے کرتے اس کی آنکھیں بار بار نم ہو رہی تھیں۔ زین خاموشی سے آکر اس کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔ اس کی موجودگی کا احساس ہوتے ہی عروج نے فورن اپنی آنکھیں صاف کرتے خود کو نارمل کیا۔ "کہاں کی پیکنگ ہو رہی ہے؟" وہ سپاٹ چہرے کے ساتھ بولا۔ "کل کی فلائٹ ہے تو سوچا آج ہی پیکنگ کر لوں۔" عروج زبردستی مسکرائی۔ "میں پوچھ رہا ہوں کہاں کی پیکنگ ہے؟" سوال سنجیدگی سے کیا گیا۔ "تمہیں پتا تو ہے کل ہمیں واپس جانا ہے اپنے گھر۔" عروج کہتی دوبارہ پیکنگ کرنے لگی۔ زین نے چہرے پر آئی مسکراہٹ چھپائی۔ "کونسا گھر؟" وہ کسی تفتیشی افسر کی طرح پوچھ رہا تھا۔ "زین تنگ مت کرو۔" وہ پہلے ہی اداس تھی اوپر سے زین کا مذاق وہ زچ ہو کر بولی۔ "ارے ڈیئر پونڈاتی صرف یہی پوچھ رہا ہوں کے کونسا گھر؟" زین اس کے گرد بازو پھیلائے شوخی سے بولا۔ "حیدرآباد والا گھر اور کونسا۔" وہ معترض ہوئی۔ "تو یہاں کون رہیگا؟" زین نے اس کے کندھے پر ٹھوڑی ٹیکائے سرگوشی بھرے انداز میں پوچھا۔ "یہاں مطلب؟" عروج اس کے حصار سے نکل کر پلٹی۔ "مطلب یہاں کون رہیگا؟" اب وہ دونوں بازو سینے پر باندھے مسکرا رہا تھا۔ "زین صاف صاف کہو۔" عروج کا دل دھڑکا۔ "صاف صاف ہمم۔" وہ ٹھوڑی تلے ہاتھ ٹیکائے اسے دیکھتے بولا۔ "صاف صاف یہ کے ہم کہیں نہیں جا رہے۔" زین نے بمشکل اپنی مسکراہٹ چھپائی۔ "کیا مطلب کہیں نہیں جا رہے؟" اس کے انداز میں بے چینی در آئی۔ "مطلب کے ہم یہی رہینگے رہے دہلی میں اور وہ بھی ساری زندگی۔" عروج کو لگا اس نے سننے

میں غلطی کی ہے۔"پر امی اور ڈیڈ؟" "وہ تو وہاں سے ضروری سامان لینے گئے ہیں ایک دو دن میں واپس آ جائینگے۔" عروج نے بے یقینی سے منہ پر ہاتھ رکھ لیا۔وہ پھٹی پھٹی آنکھوں سے سامنے کھڑے شخص کو دیکھ رہی تھی جو اس کی ہر بات بنا کہے سمجھ جاتا تھا۔اس کی ہر خوشی کا خیال رکھتا تھا۔اس کا شوہر اس کا محرم اس کا سائبان۔" "تم کیسے؟" اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کیا کہے۔زین اس کے قریب آیا۔"میرا دل یہاں دھڑکتا ہے۔" زین نے اس کے دل کے مقام پر انگلی رکھی۔"اور تمہارا دل یہاں۔" وہی انگلی اب اس کے دل کے مقام پر تھی۔"جب جب تم اداس ہوتی ہو تب تب میں محسوس کرتا ہوں یہاں۔" زین نے اس کا ہاتھ اپنے دل پر رکھا۔"یہاں تمہارا دل ہے عروج یہاں دھڑکتا ہے تمہاری ہر دھڑکن میں محسوس کرتا ہوں تمہارا ہر احساس تم سے پہلے مجھے محسوس ہوتا ہے کب تم اداس ہو کب تم خوش ہو یہ دل مجھے بتاتا ہے۔" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھے بہت نرمی سے کہہ رہا تھا۔"میں اتنے دن تمہارے گھر کیوں رہا پتا ہے؟" عروج نے نا سمجھی سے سر ہلا دیا۔"تاکہ اپنا بزنس یہاں سٹیبلش کر سکوں اور وہ ہو گیا اب ہم یہی رہینگے۔" زین نے اس کے دونوں ہاتھ تھام لئے جو اب رونے کا شغل منا رہی تھی۔"آیت بھی یہی ہے اور تمہارا من بھی تو میں کیسے جا سکتا ہوں ہاں کبھی کبھی حیدرآباد چلے جایا کرینگے لیکن مستقل یہی رہینگے۔" زین اب اس کے آنسوں صاف کرنے لگا۔"کیسا لگا میرا سرپرائز؟" "تم نے میرے لئے یہ سب کیوں؟" "کیونکہ میں تم سے عشق کرتا ہوں۔" زین نے اس کی بات اچک کر کہا۔"اور اب پلیز رونا بند کرو مجھے ایک بات سمجھ نہیں آتی تم لڑکیاں ہر بات پر رونے کیوں لگ جاتی ہو اگر اچھا ہو تو رونا اگر برا ہو تو رونا مطلب کسی حال میں خوش نہیں۔" زین نے خالص زنانیوں والے انداز میں ہاتھ جھلا کر کہا۔عروج ہنس دی۔"اچھا تم نے ابھی وہ نہیں کہنا؟" وہ مزید قریب ہوا۔"کیا نہیں کہنا؟" "وہ تین الفاظ۔" "کون سے تین الفاظ؟" وہ جانتے ہوئے بھی انجان بن گئی۔"وہی۔" اس نے وہی پر زور

دیتے کہا۔ "پر میں نے تو کبھی کہا ہی نہیں میں تم سے پیار کرتی ہوں۔" اپنی امڈ آنے والی مسکراہٹ کو چھپاتے وہ سنجیدگی سے بولی۔ "مطلب اگر محبّت نہیں کرتی تو شادی کیوں کی؟" وہ شاید برا منا گیا۔ "کیونکہ تم مجھ سے محبّت کرتے ہو اس لئے۔" اس کی آنکھوں میں ناسمجھی در آئی۔ "شادی اس سے کرو جو آپ سے محبّت کرتا ہو نا کے اس سے جس سے آپ محبّت کرتے ہو اس طرح عزت اور محبّت دونوں ملتے ہیں۔" عروج نے فلسفہ جھاڑا۔ "اب ہٹو سامان واپس رکھنے دو۔" وہ اسے سائیڈ پر کرتی سامان نکالنے لگی۔ "عجیب الجھار کھا گے محبت میں ہمیں نا اقرار کرتے نا ہی انکار۔" وہ غمزدا شاعر کی طرح کہتا بیڈ پر بیٹھ گیا۔ عروج کھل کر مسکرائی۔ "سنو یہ سارا سامان سیٹ کر دو میں آتی ہوں۔" وہ حکم کرتی کمرے سے نکل گئی۔ "اللہ اب عشق کے ساتھ زن مریدی بھی کرنی پڑیگی۔" وہ سلگ کر کہتا سامان رکھنے لگا۔ عروج نے دروازے سے سر نکال کر اسے پکارا۔ "اوئے۔" زین نے رخ موڑ کر اسے دیکھا۔ "یہ بندی آج سے پانچ سال پہلے ہی آپ کے پیار میں پڑ چکی تھی بس اقرار اب کر رہی ہے آئی لو یوں۔" وہ شرما کر کہتی دروازے کا پار گم ہو گئی۔ زین دل پر ہاتھ رکھے وہی ڈھیر ہو گیا تھا*** وقت کسی کے لئے نہیں رکتا۔ وقت کا کام ہوتا ہے گزرنا اور وہ گزر کر رہتا ہے۔ اس وقت وہ چاروں کپل سیف الملوک جھیل کے پاس کھڑے تھے۔ چاروں اور برف بکھری پڑی تھی۔ سعید اور طوبیٰ کے درمیان چھوٹی سی دعا دونوں کی انگلیاں پکڑے کھڑی تھی۔ وہ اس وقت کمبلوں کے ڈھیر میں چھپی چھوٹا سا کھٹمل لگ رہی تھی۔ معصوم سا کھٹمل۔ ایک طرف زین اور عروج ایک دوسرے کا ہاتھ تھامے کھڑے تھے۔ اور دوسری طرف اسی ارحم کے کندھے سے سر ٹیکائے کھڑی تھی۔ ان سے تھوڑے فاصلے پر رحمان اور آیت کھڑے تھے۔ رحمان آیت کا ہاتھ پکڑنے کی کوشش میں ہلکان ہو رہا تھا۔ اور آیت شرمیلی سی مسکان کے ساتھ سر جھکا لیتی تو کبھی جھیل کو دیکھنے لگتی۔ "چلے جی اب ہم کو واپس جانا ہے۔" فضل نے وہاں آکر بلند

آواز کہا۔ سب فضل کے پیچھے چل پڑے۔ رات ہونے والی تھی دعا کو سعید نے گود میں اٹھالیا۔ چاروں آگے پیچھے چلنے لگے فضل سب سے آگے اور تھا۔ "ہم کو بہت خوشی ہوا کے آپ چاروں نے اسلام قبول کر لیا۔" جب سے فضل کو پتا چلا تھا تب سے وہ ہزار پر اپنی خوشی کا اظہار کر چکا تھا۔ "بس فضل چچا اللہ جسے ہدایت دے۔" ارحم نے سادگی سے کہا۔ "جی جی بلکل۔" فضل نے سر ہلا یا دیا۔ "میں نے آپ سے پہلے بھی کہا تھا آپ کو مجھے چھونے کے لئے اجازت کی ضرورت نہیں ہے۔" آیت نے دھیمی آواز میں کہا۔ رحمان خجالت سے سر کھجانے لگا۔ "ویسے مجھے پتا نہیں تھا میں یہاں کسی چڑیل کے ساتھ آؤنگا۔" ارحم نے اسی کا ہاتھ جھلاتے شرارت سے کہا۔ اسی نے تپ کر اسے دیکھا۔ "ویسے میرے پاس ایک آئیڈیا ہے۔" ارحم شوخ سا بولا۔ "کون سا آئیڈیا؟" "جب ہمارا بیٹا یا بیٹی ہو گی تب ہم اس کا نام سو رکھینگے تم اسی میں نوے اور وہ سو۔" اسی کو سمجھ نہیں آیا ارحم کی بونگی پر ہنسے کا شرمائے۔ "میں نے سوچا نہیں تھا کبھی ہم یہاں ایسے بھی آئینگے۔" سعید نے دعا کو محبّت سے دیکھتے کہا۔ "سوچا تو میں نے بھی نہیں تھا۔" طوبیٰ نے مسکرا کر کہتے دعا کے گال کھینچے جس پر دعا نے منہ پھلا کر اسے گھورا۔ طوبیٰ نے بھرپور ڈرنے کی ایکٹنگ کی تھی۔ سعید کا بلند قہقہہ گونجا۔ زین اور عروج نے مڑ کر انہیں دیکھا اور پھر ایک دوسرے کو دیکھ مسکرا دیئے۔ "میں نے سنا ہے کسی دور میں یہاں پریاں اترا کرتی تھیں؟" زین نے جھیل کی طرف دیکھتے کہا۔ "ہاں اور ان پریوں کی رانی کا نام تھا پری بدی الجمال۔" عروج نے اشتیاق سے بتایا۔ "ویسے ان پریوں کو اس وقت اندازہ نہیں ہوا ہو گا کے اس زمانے میں بھی یہاں پری گھوم رہی ہے اور وہ بھی میرے ساتھ۔" زین کی بات پر عروج کے گال سرخ ہو گئے۔ "میری پری بدی الجمال۔" زین نے جھک کر اس کے کان میں سرگوشی کی۔ "اور تم میرے شہزادے سیف الملوک۔" اپنی کہی بات پر دونوں ہی ہنس دیئے۔ عروج نے مڑ کر پیچھے دیکھا جہاں تینوں کپل کسی نا کسی بات پر مسکرا رہے تھے۔ پھر رخ موڑ کر

زین کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ اس وقت عروج کے کانوں میں سعدیہ بی کا کہا جملہ گونجا۔ "جو ہوتا ہے اچھے کے لئے ہی ہوتا ہے۔" "ہاں دادی واقعی جو ہوتا ہے اچھے کے لئے ہی ہوتا ہے۔" وہ دل کے کسی گوشے میں رہتی سعدیہ بی سے ہمکلام ہوئی تھی۔ ان کا سفر مکمل ہوا تھا۔ کچھ صبر سے کچھ دعاؤں سے اللہ تعالیٰ نے انہیں نوازا تھا بے شک وہ بہترین نوازنے والا ہے۔ اللہ نے جو انہیں دیا تھا وہ کسی معجزے سے کم نہیں تھا***

بعض دفع جب انسان پر کوئی غم یا مصیبت کوئی پریشانی آتی ہے وہ اس سے ہار کر کہتا ہے۔ میرا من کر رہا ہے میں مر جاؤں لیکن من کرنے سے کوئی مر نہیں جاتا۔ انہیں جینا پڑتا ہے اگر جینا نہیں تو زندگی گزارنی پڑتی ہے۔ کسی مصیبت میں اگر ہم سخت لفظ کہنے کی بجائے آسمان کی طرف دیکھ کر مسکرا دیں تو یقین کریں وہ غم وہ مصیبت آپ کی اس مسکراہٹ کے آگے کچھ بھی نہیں ہوتے کچھ بھی نہیں۔ بجائے گلہ کرنے کے شکوہ یا شکایت کرنے سے بہتر ہے ہم بس ایک جملہ کہہ دیں۔ جو اللہ کو منظور ہو۔ یقین کریں سب بہتر ہوگا اور وہ رب آپ سے راضی ہوگا۔ ختم شد***

NOVEL HUT

CONTACT THE AUTHOR

If you want to contact the author we will mention her

Instagram here: Urooj Fatima

Novel-hut.com at your service

JazakAllah

NOVEL HUT